مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (احزاب ۲۳)

رجال ابو عمرو کشی

راویوں کے متعلق معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشی معاصر کلینی م ۳۲۹ق

جلد ششم

مرکز نشر میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقه

علم عقائد

علم رجال*

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی ۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کشی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو کو ضعیف کہا ہے۔

۲۔اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے.

۳.اور جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

اس کتاب کی علامات

مناسب عناوین کو [ ] میں اضافہ کیا گیا۔

بعض اوقات [ ] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم واہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومینؑ کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرائے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق میں علم رجال شیعہ کی اساسی کتاب رجال ابی عمرو کشی کے جزء سے مربوط مسائل کی علمی تحقیق کی گئی ہے اس میں جو کام ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :
ا۔امام کاظمؑ سے امام زمانہؑ تک اصحاب اور راویوں کے بارے میں احادیث پیش کی گئی ہیں۔
۲۔اصحاب اور راویوں کے حالات کی دیگر تاریخی، حدیثی اور رجالی مصادر سے جستجو کی گئی ہے۔
۳۔اس تحقیق میں بعض ضعیف روایات جن کی وجہ سے رجال کشی کی طرف رجوع کرنے والے شبہات میں پڑ سکتے ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کی سند اور متن کی تحقیق کر کے اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔
اس طرح یہ تحقیق اپنے موضوع اور فن میں نہایت عمدہ ،نادر اور بہترین تحقیق ہے اردو زبان میں معارف اہل بیتؑ اور ان کے راویوں کے بارے میں معلومات کا مجموعہ ہے اور اس کے ساتھ رجالی اور علمی تحقیقات کو پیش کیا گیا ہے جو اس علم رجال شیعہ میں اساسی ابحاث شمار ہوتی ہیں اور ان کو حل کئے بغیر علم رجال شیعہ کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہے ،خداوند متعال سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے ،آمین۔

فہرست مطالب

مقدمہ تحقیق

خداوند متعال اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے : **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا، لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُوراً رَحِيمًا** [1]: مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقینا بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

مسلمانوں نے اس آیت کی روشنی میں پیامبر اکرم ﷺ اور معصومینؑ سے روایت کرنے والے افراد کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے والے علم کا نام ، علم رجال قرار دیا اور اس علم کو فریقین نے بہت اہمیت دی لیکن فرقہ حقہ کے ماننے والوں نے اس میں قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہوئے اس علم کے معیار کو برقرار رکھا اور اس میں سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔

---

[1] سورہ احزاب ،آیت ۲۳،۲۴۔

ان میں سے کتاب رجال ابی عمرو کشی بہترین کتاب ہے جس میں معصومینؑ کے اقوال راویوں کے بارے میں ذکر کئے ہیں، یہ کتاب ہمیشہ سے شیعہ علم رجال کی اساسی کتابوں میں شمار ہوئی ہے اور مصنف کے بعد آنے والے تمام ماہرین رجال شیعہ نے اس سے استفادہ کیا ہے، اس کتاب کے چھٹے حصے سے تیسری صدی ہجری کے شیعہ راویوں کے بارے میں مندرجات کو ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کتاب کی روش تالیف اور اس کی سندوں کے لکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ مختلف گروہوں کے بارے میں بھی اس کتاب میں بہت زیادہ معلومات پائی جاتی ہیں، ہم نے اس تحقیق میں کوشش کی ہے کہ اصلی منابع سے استفادہ کیا جائے اور اس کتاب اور اس کے بارے میں ذکر کی جانے والی بحثوں کے بارے میں علمی موازین اور اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے ان مسائل کی بررسی کی جائے، خدا تعالی سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو قبول بارگاہ حق قرار دے بحق محمد و آلہ الاطہار آمین ۔

رجال کشی جزء ۶

شیعہ راویوں کے متعلق احادیث

رہم انصاری[۲]

۸۵۸ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، عَنْ رُهْمٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوَيْه: فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ: شَيْخٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَقُولُ بِقَوْلِنَا.

حمدویہ کا بیان ہے کہ محمد بن عیسی، حسن بن علی بن یقطین کے واسطے سے رہم انصاری سے روایت کرتے ہیں اور حمدویہ نے کہا کہ میں نے محمد بن عیسی سے رُہم کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے کہا: وہ قبیلہ انصار کے ایک بزرگ تھے اور ہمارے نظریئے کے قائل تھے۔

[۲]۔ رجال شیخ طوسی، ۹۴۹۳ن ۵۰۰۸، اصحاب کاظمؑ، رجال ابن داود، قسم اول، ص۹۵ن۶۲۱، رجال علامہ حلی، قسم اول ص۷۲ن۴، التحریر الطاوسی، شیخ حسن صاحب معالم، ص۲۰۶ن۱۶۰، معجم رجال الحدیث خوئی، ن۴۶۴۲، نقد الرجال تفریشی، ۲ص۲۵۰ن۲۲۰۵، طرائف المقال، سید علی بروجردی، ن۴۰۱۹، سماء المقال فی علم الرجال، ابو الہدی کلباسی، ص۲۹۳، تنقیح المقال، مامقانی، اص۴۳۵ن۴۱۸۰۔

علی بن سوید سائی [۳]

۸۵۹ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْخُزَاعِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ سُوَیْدٍ السَّائِیِّ، قَالَ، کَتَبْتُ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ (ع) وَ هُوَ فِی الْحَبْسِ أَسْأَلُهُ فِیهِ عَنْ حَالِهِ وَ عَنْ جَوَابِ مَسَائِلَ کَتَبْتُ بِهَا إِلَیْهِ فَکَتَبَ إِلَیَّ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِیمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیمِ الَّذِی بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ أَبْصَرَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِینَ، وَ بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ عَادَاهُ الْجَاهِلُونَ، وَ بِعَظَمَتِهِ أَبْتَغِی إِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ بِالْأَعْمَالِ الْمُخْتَلِفَةِ وَ الْأَدْیَانِ الشَّتَّی، فَمُصِیبٌ وَ مُخْطِئٌ وَ ضَالٌّ وَ مُهْتَدٍ وَ سَمِیعٌ وَ أَصَمُّ وَ بَصِیرٌ وَ أَعْمَی حَیْرَانُ، فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی عَرَّفَ وَصَفَ دِینِهِ بِمُحَمَّدٍ (ص)

---

[۳]۔ رجال الطوسی ۳۸۰. رجال النجاشی ۱۹۶. رجال ابن داود ۱۳۹. توضیح الاشتباہ ۲۳۰. فہرست الطوسی ۹۵. رجال الحلی ۹۲. تنقیح المقال ۲: ۲۹۲ و ۳: باب الکنی ۵۲. معالم العلماء ۶۶. رجال البرقی ۴۸ (اس میں شیبانی قرار دیا). معجم رجال الحدیث ۱۲: ۵۴ و ۲۴۳ و ۲۳: ۱۰۱. معجم الثقات ۸۳. نقد الرجال ۲۳۶. ہدایۃ المحدثین ۲۱۷. جامع الرواۃ۱: ۵۸۵ و ۲: ۴۴۶. مجمع الرجال ۴: ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۷: ۱۲۹. سفینہ البحار ۲: ۲۴۶. بہجۃ الآمال ۵: ۴۵۰. منتہی المقال ۲۱۸. منہج المقال ۲۳۴. ایضاح الاشتباہ ۵۶. التحریر الطاووسی ۱۷۹، وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۶۴. نضد الایضاح ۲۲۲. اتقان المقال ۹۶. الوجیزۃ ۴۱. شرح مشیخۃ الفقیہ ۸۹. رجال الأنصاری ۱۲۵. قاموس الرجال ۷ ص۵، مستدرک الوسائل (خاتمہ) ۳ ص۶۲۸ (فائدہ ۵) وفی ص ۷۳۸ (الفائدۃ السادسۃ)، مسند علی بن سوید سائی (فاضل مالکی)۔

علی بن سوید سائی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسن (امام کاظمؑ) کو اس وقت خط لکھا جب آپ قید میں تھے، میں نے اپ سے آپ کی احوال پرسی کی اور چند مسائل کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے میرے جواب میں تحریر فرمایا: خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے، تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں جو علی و عظیم ہے جس نے اپنی عظمت و نور سے مومنین کے دلوں کو منور کیا اور اس کی عظمت و نور سے جاہل لوگ ہمیشہ بغض و عناد رکھتے ہیں، اور اس کی عظمت و نور کے ذریعے آسمان و زمین کی مخلوقات نے اس کی طرف وسیلہ تلاش کیا اور مختلف اعمال و متضاد ادیان کے ذریعے اس کی طرف رسائی کی راہیں نکالیں، مگر ان میں بعض حق کو پا گئے اور بعض خطا پہ رہے، بعض ہدایت کو پا گئے اور بعض گمراہ رہے، بعض حق کو سننے کی قوت تک پہنچ گئے اور بعض بہرے رہے، بعض حق کو دیکھنے کے قابل ہو گئے اور بعض نابینے ہی رہے، اس اللہ کی تعریف ہے جس کے دین کی تعریف اور توصیف کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے۔

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّکَ امْرُؤٌ أَنْزَلَکَ اللَّهُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ بِمَنْزِلَةٍ خَاصَّةٍ مَوَدَّةً، بِمَا أَلْهَمَکَ مِنْ رُشْدِکَ، وَ نَصَرَکَ مِنْ أَمْرِ دِینِکَ، بِفَضْلِهِمْ وَ رَدِّ الْأُمُورِ إِلَيْهِمْ وَ الرِّضَا بِمَا قَالُوا، فِی کَلَامٍ طَوِیلٍ، وَ قَالَ وَ ادْعُ إِلَى صِرَاطِ رَبِّکَ فِینَا مَنْ رَجَوْتَ إِجَابَتَهُ، فلا تحضر حضرنا، وَ وَالِ آلَ مُحَمَّدٍ، وَ لَا تَقُلْ لِمَا بَلَغَکَ عَنَّا أَوْ نُسِبَ إِلَيْنَا هَذَا بَاطِلٌ وَ إِنْ کُنْتَ تَعْرِفُ خِلَافَهُ، فَإِنَّکَ لَا تَدْرِی لِمَ قُلْنَاهُ وَ عَلَى أَیِّ وَجْهٍ وَضَعْنَاهُ، آمِنْ بِمَا أَخْبَرْتُکَ، وَ لَا تُفْشِ مَا اسْتَکْتَمْتُکَ، أُخْبِرُکَ أَنَّ مِنْ أَوْجَبِ حَقِّ أَخِیکَ أَنْ لَا تَکْتُمَهُ شَيْئاً يَنْفَعُهُ لَا مِنْ دُنْيَاهُ وَ لَا مِنْ آخِرَتِهِ.

اما بعد! تو ایک ایسا شخص ہے جسے خدا نے آل محمدؐ کے ہاں ایک خاص مقام و منزلت سے نوازا ہے، جو تجھے رشد و ہدایت کا الہام فرمایا اور تجھے تیرے دین کے معاملہ میں بصیرت اور

نصرت عطا کی چونکہ تو آل محمدؐ کی فضیلت کا قائل ہے اور اپنے امور کو انہی کی طرف پلٹاتا ہے اور ان کے فرامین پر راضی ہے [امام کا کلام طویل ہے [٣]] پس جس شخص کے متعلق مثبت جواب کی تجھے امید ہو اسے اپنے ربّ کے راستے کی طرف دعوت دو اور آل محمدؐ سے محبت رکھ اور جو کچھ ہماری طرف سے تجھ تک پہنچے یا جو کچھ ہماری طرف منسوب ہو اس باطل نہ کہنا، اگرچہ تو اس کے خلاف کا یقین بھی رکھتا ہو کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے یہ بات کیوں کہی ہے اور اسے کس طریقے سے بیان کیا ہے، جو کچھ میں نے تجھے خبر دی اس پر ایمان رکھ اور جو چیزیں میں نے تجھے مخفی رکھنے کا حکم دیا انہیں فاش نہ کر، میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تیرے بھائی کا تجھ پر سب سے زیادہ اہم حق یہی ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات نہ چھپاؤ جو اسے دنیا اور آخرت میں فائدہ دے۔

---

[٣] یہ مفصل روایت کلینی نے روضہ کافی ح٩٥ میں نقل کی ہے۔

واقفی گروہ[۵]

۸۶۰ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِیُّ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ فَارِسَ، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُوسٍ الْخَلَنْجِیُّ أَوْ غَیْرُهُ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَیْرِیِّ، قَالَ، کَتَبْتُ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ[۶] (ع) أَسْأَلُهُ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَکَتَبَ: الْوَاقِفُ عَانِدٌ عَنِ الْحَقِّ وَ مُقِیمٌ عَلَی سَیِّئَةٍ إِنْ مَاتَ بِهَا کَانَتْ جَهَنَّمُ مَأْوَاهُ وَ بِئْسَ الْمَصِیرُ.

علی بن عبداللہ زبیری کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو خط لکھا جس میں آپ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: واقفی حق کے دشمن اور برائی پہ قائم ہیں اگر اسی حالت میں مرتے ہیں تو جہنم میں جائیں گے اور جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۸۶۱ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنی سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ حَدَّثَنی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، رَفَعَهُ عَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ سُئِلَ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَقَالَ: یَعِیشُونَ حَیَارَی وَ یَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

فضل بن شاذان نے امام رضاؑ سے مرفوعہ روایت بیان کی کہ آپ سے واقفی گروہ کے متعلق سوال ہوا۔

آپ نے فرمایا: وہ حیران اور پریشان زندگی گزار رہے ہیں اور زندیقانہ مرتے ہیں۔

---

[۵]۔ الفرق بین الفرق، ص ۶۳۔ الملل والنحل، شہرستانی: ج ۱، ص ۱۶۸-۱۶۹۔ فرق الشیعۃ نوبختی، ص ۸۹-۹۱۔ الفوائد الرجالیہ وحید بہبہانی، فائدہ ثانیہ، ص ۴۰۔ کلیات فی علم الرجال، بحث مذاہب، مقباس الھدایہ مامقانی، ج ۲، ص ۳۳۰۔

[۶]۔ رجال الکشی، ص ۴۵۶۔

۸۶۲ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ فِي كِتَابِه، حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الْآدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَقْرَعُ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أُعْطِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاكَ حَيٌّ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئاً قَالَ لَا تُعْطِهِمْ فَإِنَّهُمْ كُفَّارٌ مُشْرِكُونَ زَنَادِقَةٌ.

قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ سَمِعْنَاهُ يَقُولُ يَعِيشُونَ شُكَّاكاً وَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً قَالَ فَقَالَ بَعْضُنَا أَمَّا الشُّكَّاكُ فَقَدْ عَلِمْنَاهُ، فَكَيْفَ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً قَالَ، فَقَالَ حَضَرْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ وَ قَدِ احْتُضِرَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ هُوَ كَافِرٌ إِنْ مَاتَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ (ع) قَالَ فَقُلْتُ هَذَا هُوَ.

یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کیا ان لوگوں کو زکات دی جاسکتی ہے جن کا خیال ہے کہ آپ کے والد گرامی زندہ ہیں؟

فرمایا: انہیں ہر گز زکات نہ دو کیونکہ وہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔

اور راوی کا بیان ہے کہ مجھے ہمارے اصحاب کے ایک گروہ نے امام رضاؑ سے بیان کیا، فرمایا: وہ لوگ شک و شبہ کی زندگی گزارتے ہیں اور زندیقانہ موت مرتے ہیں۔

ہم نے عرض کی: ہم ان کے شک کرنے کو جانتے ہیں لیکن ان کے زندیقانہ موت مرنے سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: میں ان میں سے ایک شخص کے پاس موجود تھا جب اسے موت آنے لگی تو میں نے سنا کہہ رہا تھا: اگر امام موسی کاظمؑ شہید ہو چکے تو میں کافر ہوں، تو راوی نے کہا: یہ اسی طرح ہے۔

۸۶۳ أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ، قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ: مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ أَيُّ آيَةٍ قَالَ: قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَ لُعِنُوا بِما قالُوا بَلْ يَداهُ مَبْسُوطَتانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشاءُ(مائدہ۶۴)، قُلْتُ[۷] اخْتَلَفُوا فِيهَا، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ لَكِنِّي أَقُولُ نَزَلَتْ فِي الْوَاقِفَةِ أَنَّهُمْ قَالُوا: لَا إِمَامَ بَعْدَ مُوسَى (ع) فَرَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بَلْ يَداهُ مَبْسُوطَتانِ، وَ الْيَدُ هُوَ الْإِمَامُ فِي بَاطِنِ الْكِتَابِ، وَ إِنَّمَا عَنَى بِقَوْلِهِمْ لَا إِمَامَ بَعْدَ مُوسَى (ع).

بکر بن صالح کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے فرمایا: لوگ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟
میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، کونسی آیت؟
فرمایا: جو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان کے ہاتھ شل ہو جائیں اور ان پر ان کی باتوں کی وجہ سے لعنت کی گئی بلکہ خدا کے ہاتھ کھلے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔
میں نے عرض کی: لوگ اس کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ واقفی گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتے ہیں کہ امام موسی کاظمؑ کے بعد کوئی امام نے نہیں ہے تو اللہ تعالی نے انہیں ردّ فرمایا ہے بلکہ خدا کے ہاتھ کھلے ہیں اور قرآن کے باطنی معنی میں خدا کے ہاتھ سے مراد امام ہے اور ان کی بات سے مراد لیا جو کہتے ہیں کہ امام موسیؑ کے بعد کوئی امام نہیں ہے۔

---

[۷] ۔رجال الکشی، ص ۴۵۷۔

۸۶۴ خَلَفٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ طَلْحَةَ الْمَرْوَزِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) یَقُولُ: یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَاصِمٍ، بَلَغَنِی أَنَّکَ تُجَالِسُ الْوَاقِفَةَ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ أُجَالِسُهُمْ وَ أَنَا مُخَالِفٌ لَهُمْ، قَالَ: لَا تُجَالِسْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ: **وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آیَاتِ اللَّهِ یُکْفَرُ بِهَا وَیُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى یَخُوضُوا فِی حَدِیثٍ غَیْرِهِ إِنَّکُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ** [۸]، یَعْنِی بِالْآیَاتِ الْأَوْصِیَاءَ الَّذِینَ کَفَرُوا بِهَا الْوَاقِفَةُ.

محمد بن عاصم نے امام رضاؑ سے روایت کی فرمایا: اے محمد بن عاصم! مجھے خبر ملی ہے کہ تو واقفیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے ؟

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، ہاں مولا، میں ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں، مگر میں ان کے نظریات کے مخالف ہوں۔

فرمایا: ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی ترک کردو کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: اور بتحقیق اللہ نے (پہلے) اس کتاب میں تم پر یہ حکم نازل فرمایا کہ جہاں کہیں تم سن رہے ہو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہاہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہاہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو جب تک وہ کسی دوسری گفتگو میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہی کی طرح کے ہو جاؤ گے، امام نے فرمایا: ان آیات خدا سے مراد وہ اوصیاء ہیں جن کا واقفی گروہ انکار کرتا ہے۔

۸۶۵ خَلَفٌ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ، عَنْ سُلَیْمَانَ الْجَعْفَرِیِّ، قَالَ، کُنْتُ عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ (ع) بِالْمَدِینَةِ، إِذْ دَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِینَةِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوَاقِفَةِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): **مَلْعُونِینَ أَیْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِیلًا، سُنَّةَ**

---

[۸] ۔ نساء ۱۴۰۱۔

اللّٰهِ فِی الَّذِینَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیلًا[۹] وَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا یُبَدِّلُهَا حَتَّی یَقْتُلُوا عَنْ آخِرِهِمْ.

سلیمان جعفر کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک مدنی شخص آیا اس نے آپ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا؟

فرمایا: یہ لعنت کے سزاوار ہوں گے، وہ جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور بری طرح سے مارے جائیں گے،جو پہلے گزر چکے ہیں ان کے لیے بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

امام نے فرمایا: خدا کی قسم ! اللہ تعالی اپنے حکم کو نہیں بدلے گا یہاں تک کہ ان کے ایک ایک فرد کو قتل کر دیا جائے۔

۸۶۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ الْفَارِسِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عُبْدُوسٌ الْکُوفِیُّ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنِ الْحَکَمِ بْنِ مِسْکِینٍ.[۱۰] قَالَ وَ حَدَّثَنِی بِذَلِکَ إِسْمَاعِیلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَی بْنِ سَلَّامٍ، عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عِیصٍ، قَالَ دَخَلْتُ مَعَ خَالِی سُلَیْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَلَی أَبِی عَبْدِ اللّٰهِ (ع) فَقَالَ یَا سُلَیْمَانُ مَنْ هَذَا الْغُلَامُ فَقَالَ ابْنُ أُخْتِی، فَقَالَ هَلْ یَعْرِفُ هَذَا الْأَمْرَ فَقَالَ نَعَمْ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَمْ یَخْلُقْهُ شَیْطَاناً، ثُمَّ قَالَ یَا سُلَیْمَانُ عَوِّذْ بِاللّٰهِ وُلْدَکَ مِنْ فِتْنَةِ شِیعَتِنَا! فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ وَ مَا تِلْکَ الْفِتْنَةُ قَالَ: إِنْکَارُهُمُ

۹۔ احزاب ۶۱و۶۲۔

۱۰۔ رجال الکشی، ص ۴۵۸۔

الْأَئِمَّةَ وَ غَرَضُهُمْ عَلَى ابْنِي مُوسَى (ع)، قَالَ: يُنْكِرُونَ مَوْتَهُ وَ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا إِمَامَ بَعْدَهُ أُولَئِكَ شَرُّ الْخَلْقِ.

حکم بن عیص[1] کا بیان ہے کہ میں اپنے ماموں سلیمان بن خالد کے ساتھ امام صادقؑ کے پاس گیا، آپ نے فرمایا: یہ جوان کون ہے؟

میرے ماموں نے جواب دیا: یہ میرا بھانجا ہے۔

امام نے پوچھا: کیا یہ امر ولایت اور امامت سے آشنا ہے؟

ماموں نے کہا: ہاں مولا۔

امام نے فرمایا: خدا کا شکر کہ جس نے اسے شیطان نہیں بنایا پھر فرمایا: اے سلیمان! اپنے بچوں میں شیعوں کے فتنے سے خدا کی پناہ مانگو۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں وہ فتنہ کیا ہے؟

فرمایا: ان کا ائمہ معصومینؑ کا انکار کرنا اور میرے بیٹے موسی کاظمؑ پر ٹھہر جانا، فرمایا وہ ان کی موت کا انکار کر دیں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے بعد کوئی امام نہیں ہے وہ بدترین مخلوق ہیں۔

٨٦٧ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ إِلَّا مَا رُوِيتُ لَكَ وَ لَكِنْ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ قَوْمٌ قَدْ وَقَفُوا عَلَى أَبِيكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ، قَالَ، قَالَ: كَذَبُوا وَ هُمْ كُفَّارٌ بِمَا

---

[1]۔ یہ روایت ٦٦٩ میں گزرچکی ہے اس کے قرینے سے اس کی یہاں سند میں کچھ تبدیلی ظاہر ہے اس وہاں سے مقایسہ کیا جائے۔

أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى مُحَمَّد (ص)، وَ لَوْ كَانَ اللَّهُ يَمُدُّ فِي أَجَلِ أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ لِحَاجَةِ الْخَلْقِ إِلَيْهِ لَمَدَّ اللَّهُ فِي أَجَلِ رَسُولِ اللَّهِ (ص).

محمد بن ابی عمیر نے اپنے اصحاب میں سے ایک سے روایت کی: میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، ایک گروہ آپ کے والد کی امامت پر توقف کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ امام موسی کاظم شہید نہیں ہوئے۔

فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں وہ اس فرمان کے منکر ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا [۲]، اگر خدا تعالی اولاد آدم میں سے کسی کی عمر کو طولانی کرنا چاہتا تو رسول اکرم ﷺ کی عمر میں طول دیتا۔

۸۶۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونٌ النَّخَّاسُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا حَالُ قَوْمٍ قَدْ وَقَفُوا عَلَى أَبِيكَ مُوسَى (ع) فَقَالَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ مَا أَشَدَّ كَذِبَهُمْ! أَمَا إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنِّي عَقِيمٌ وَ يُنْكِرُونَ مَنْ يَلِي هَذَا الْأَمْرَ مِنْ وُلْدِي.

---

[۲]۔اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کی خبر دی گئی؛وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ(آل عمران،۱۴۴) ترجمہ:اور محمد ﷺ تو بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزرچکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ میں آپ پر قربان جاوں، ان لوگوں کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں جو آپ کے والد گرامیؑ پر سلسلہ امامت کو روکتے ہیں؟

فرمایا اللہ تعالی کی ان پر لعنت ہو کتنا شدید جھوٹ بولتے ہیں کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ میں بے اولاد ہوں اور میری نسل میں آنے والے ائمہ کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۸۶۹ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَحَدَّثَنِي مَلِيّاً فِي فَضَائِلِ الشِّيعَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشِّيعَةِ بَعْدَنَا مَنْ هُمْ شَرٌّ مِنَ النُّصَّابِ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ لَيْسَ يَنْتَحِلُونَ حُبَّكُمْ وَ يَتَوَلَّوْنَكُمْ وَ يَتَبَرَّءُونَ مِنْ عَدُوِّكُمْ قَالَ نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ بَيِّنْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ فَلَعَلَّنَا مِنْهُمْ! قَالَ كَلَّا يَا عُمَرُ مَا أَنْتَ مِنْهُمْ إِنَّمَا هُمْ قَوْمٌ يُفْتَنُونَ بِزَيْدٍ وَ يُفْتَنُونَ بِمُوسَى (ع).

عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے شیعہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے، پھر فرمایا: ہمارے بعد بعض ایسے شیعہ پیدا ہونگے جو ناصبیوں سے بھی بدتر ہونگے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، کیا وہ آپ کی محبت کا دم نہیں بھرتے ہونگے؟ اور آپ اہل بیت سے محبت نہیں کرتے ہونگے، اور آپ کے دشمنوں سے براءت نہیں کریں گے؟

فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں ،آپ بیان فرمائیں تاکہ ہم ان کو جان لیں ، کہیں ہم انہی میں سے نہ ہو جائیں۔

فرمایا: ہر گز نہیں ،اے عمر! وہ تو ایسا گروہ ہے جو زید کے ذریعے آزمائے جائیں گے اور میرے بیٹے کاظمؑ کے ذریعے آزمائے جائیں گے۔

۸۷۰ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَخِي (ع) فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَنْ صَاحِبُ هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ يُفْتَنُونَ بَعْدَ مَوْتِي فَيَقُولُونَ هُوَ الْقَائِمُ وَ مَا الْقَائِمُ إِلَّا بَعْدِي بِسِنِينَ.

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میرے بھائی امام موسی کاظمؑ کے پاس ایک شخص نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں ،آپ کے بعد ولایت وامامت کے وارث کون ہیں؟

فرمایا: یہ لوگ میرے بعد فتنے میں پڑ جائیں گے اور مجھے قائم آل محمدؐ سمجھ لیں گے حالانکہ قائم آل محمدؐ اور امام منتظر تو میرے کئی سالوں بعد آئے گا۔

۸۷۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ، كَانَ بَدْءُ الْوَاقِفَةِ أَنَّهُ كَانَ اجْتَمَعَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ عِنْدَ الْأَشَاعِثَةِ زَكَاةُ أَمْوَالِهِمْ وَ مَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِمْ فِيهَا، فَحَمَلُوا إِلَى وَكِيلَيْنِ لِمُوسَى (ع) بِالْكُوفَةِ أَحَدُهُمَا حَيَّانُ السَّرَّاجُ، وَ الْآخَرُ كَانَ مَعَهُ، وَ كَانَ مُوسَى (ع) فِي الْحَبْسِ، فَاتَّخَذَا بِذَلِكَ دُوراً وَ عَقَدَا الْعُقُودَ وَ اشْتَرَيَا الْغَلَّاتِ، فَلَمَّا مَاتَ مُوسَى (ع) وَ انْتَهَى[13]

---

[13] ۔رجال الکشی، ص ۴۶۰۔

الْخَبَرُ إِلَيْهِمَا أَنْكَرَا مَوْتَهُ، وَ أَذَاعَا فِي الشِّيعَةِ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ لِأَنَّهُ هُوَ الْقَائِمُ، فَاعْتَمَدَتْ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ وَ انْتَشَرَ قَوْلُهُمَا فِي النَّاسِ، حَتَّى كَانَ عِنْدَ مَوْتِهِمَا أَوْصَيَا بِدَفْعِ ذَلِكَ الْمَالِ إِلَى وَرَثَةِ مُوسَى (ع)، وَ اسْتَبَانَ لِلشِّيعَةِ أَنَّهُمَا قَالا ذَلِكَ حِرْصاً عَلَى الْمَالِ.

ابو القاسم حسین بن محمد بن عمر بن یزید نے اپنے چچا سے نقل کیا کہ واقفی گروہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اشعث کی اولاد کے پاس ان کے مال زکات وغیرہ واجب الاداء اموال ۳۰ہزار دینار جمع ہوگئے تھے تو انہوں نے یہ سب امام کاظمؑ کے دو وکیلوں کے پاس بھیجے ایک حیان سراج اور دوسرا بھی اس کے ساتھ تھا اور حضرت امام موسی کاظمؑ زندان میں قید تھے تو ان دو وکیلوں نے ان اموال کے ذریعے گھر خریدے اور کئی معاملات کئے اور غلے اور اناج خرید کئے جب امام کی شہادت ہوئی تو ان کو خبر ملی تو انہوں نے امام کی شہادت کا انکار کردیا اور شیعوں میں یہ خبر نشر عام کردی کہ وہ نہیں مریں گے کیونکہ وہ قائم آل محمدؐ ہیں تو شیعوں کے ایک گروہ نے ان کی وکالت اور سابقہ عظمت کی وجہ سے ان پر اعتماد کیا اور ان کی باتیں لوگوں میں پھیل گئیں یہاں تک کہ انہوں نے مرتے وقت امام موسیٰؑ کے وارثوں کے وصیت کی تب شیعوں پر ظاہر ہوا کہ وہ مال ودولت کے لالچ میں یہ بات کررہے تھے۔

۸۷۲ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَجَا الْحَنَّاطُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع) أَنَّهُ قَالَ: الْوَاقِفَةُ هُمْ حَمِيرُ الشِّيعَةِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا[14].

---

[14] ۔اعراف۱۷۹۔

محمد بن رجاحنّاط نے امام محمد جوادؑ سے روایت نقل کی ،فرمایا: واقفی گروہ شیعوں میں احمق اور گدھوں کی مانند ہے ،پھر آپ نے قرآن کی آیت کی تلاوت فرمائی: وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں[۱۵]۔

۸۷۳ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ، قَالَ حَکَی مَنْصُورٌ، عَنِ الصَّادِقِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الرِّضَا (ع): أَنَّ الزَّیْدِیَّةَ وَ الْوَاقِفَةَ وَ النُّصَّابَ عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ.

منصور نے امام امام محمد جوادؑ سے روایت کی ،فرمایا: زیدیہ ، واقفی گروہ اور ناصبی میرے نزدیک برابر ہیں۔

۸۷۴ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَارِسِیُّ یَعْنِی أَبَا عَلِیٍّ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ، عَنِ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ، قَالَ، سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ الرِّضَا (ع) عَنْ هَذِهِ الْآیَةِ: وُجُوهٌ یَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ قَالَ نَزَلَتْ فِی النُّصَّابِ وَ الزَّیْدِیَّةِ وَ الْوَاقِفَةُ مِنَ النُّصَّابِ.

---

[۱۵]۔ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیراً مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا یَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْیُنٌ لَا یُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا یَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِکَ کَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِکَ هُمُ الْغَافِلُونَ، ترجمہ؛ اور بتحقیق ہم نے جن و انس کی ایک کثیر تعداد کو (گویا) جہنم ہی کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے پاس دل تو ہیں مگر وہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، یہی لوگ تو (حق سے) غافل ہیں۔

ابن ابی عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ امام محمد جواد نے آیت کی تلاوت (غاشیہ ۲) فرمائی: اس دن کچھ چہرے ذلیل و رسوا اور تھکے ہوئے ہونگے، فرمایا یہ آیت ناصبیوں، زیدیوں اور واقفی ناصبیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

۸۷۵ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ، قَالَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ، کَتَبْتُ إِلَی الْعَسْکَرِیِّ (ع): جُعِلْتُ فِدَاکَ قَدْ عَرَفْتُ هَؤُلَاءِ الْمَمْطُورَةَ فَأَقْنُتُ عَلَیْهِمْ فِی صَلَاتِی قَالَ: نَعَمْ اقْنُتْ عَلَیْهِمْ فِی صَلَاتِکَ.

ابراہیم بن عقبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ کے نام ایک عریضہ لکھا: میں آپ پر قربان جاوں، میں نے ان ممطورہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) کو جان لیا تو کیا میں ان پر نماز کے قنوت میں لعنت کروں؟

فرمایا: ہاں ان پر نماز میں لعنت کرو۔

۸۷۶ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ الْفَارِسِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ الْکُوفِیِّ،[16] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ فُرَاتَ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنِ الْوَاقِفَةِ قَالَ یَعِیشُونَ حَیَارَی وَ یَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

عمر بن فرات کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے واقفی گروہ کے بارے میں سوال کیا۔

فرمایا: وہ حیرانی اور سر گردانی کی حالت میں زندہ ہیں اور زندیق ہو کر مریں گے۔

---

[16]۔ رجال الکشی، ص ۴٦۱

۸۷۷ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ، قَالَ جَاءَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مَعَهُمْ رِقَاعٌ فِيهَا جَوَابَاتُ الْمَسَائِلِ، إِلَّا رُقْعَةَ الْوَاقِفِ قَدْ رَجَعَتْ عَلَى حَالِهَا لَمْ يُوقَعْ فِيهَا شَيْءٌ.

محمد بن یونس کا بیان ہے کہ میرے پاس ہمارے شیعوں کی جماعت آئی جن کے ساتھ لوگوں کے مسائل کے جوابات تھے صرف واقفی کے رقعے کا جواب نہیں دیا گیا تھا بلکہ وہ اسی طرح واپس لوٹا دیا گیا۔

۸۷۸ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَّلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ مَعْرُوفٍ، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبِلَادِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، ذَكَرْتُ الْمَمْطُورَةَ وَ شَكَّهُمْ، فَقَالَ: يَعِيشُونَ مَا عَاشُوا عَلَى شَكٍّ ثُمَّ يَمُوتُونَ زَنَادِقَةً.

ابراہیم بن ابی بلاد کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کے پاس ممطورہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) اور ان کے شک کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: وہ حیرانی اور سر گردانی کی حالت میں زندہ ہیں اور زندیق ہو کر مریں گے۔

۸۷۹ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتَ بُغْضَ هٰذِهِ الْمَمْطُورَةِ أَ فَأَقْنُتُ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِي قَالَ نَعَمْ اقْنُتْ عَلَيْهِمْ فِي صَلَاتِكَ.

ابراہیم بن عقبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کے نام ایک عریضہ لکھا: میں آپ پر قربان جاوں، میں نے ان ممطورہ (بارش میں بھیگے ہوئے کتوں) کے بعض کو جان لیا تو کیا میں ان پر نماز کے قنوت میں لعنت کروں؟

فرمایا: ہاں ان پر نماز میں لعنت کرو۔

۸۸۰ خَلَفُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى الرِّضَا (ع) بِمَسَائِلَ فَأَجَابَنِي وَ كتب [كُنْتُ][17] ذَكَرْتُ فِي آخِرِ الْكِتَابِ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لا إِلَى هؤُلاءِ وَ لا إِلَى هؤُلاءِ[18] فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي الْوَاقِفَةِ. وَ وَجَدْتُ الْجَوَابَ كُلَّهُ بِخَطِّهِ: لَيْسَ هُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ لَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ هُمْ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ، وَ نَحْنُ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ [19]فَلَا جِدَالَ فِينَا وَ لَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوقَ فِينَا، انْصِبْ لَهُمْ مِنَ الْعَدَاوَةِ يَا يَحْيَى مَا اسْتَطَعْتَ.

یحییٰ بن مبارک کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی طرف کچھ مسائل لکھ بھیجے تو آپ نے مجھے ان کا جواب لکھا اور میں نے اس خط کے آخر میں اس آیت کو لکھا تھا کہ وہ شک کی حالت میں ہیں نہ ادھر اور نہ ادھر۔

آپ نے فرمایا: یہ آیت واقفی گروہ کے بارے میں نازل ہوئی اور پورا جواب امام کے خط کے ساتھ اس طرح تھا: نہ وہ مومن ہیں اور نہ مسلمان بلکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو آیات خدا

---

[17] ۔ رجال الکشی، ص ۴۶۲

[18] ۔ نساء ۱۴۳۔

[19] ۔ بقرہ ۱۹۷۔

کی تکذیب کرتے ہیں اور ہم تو خدا کے معین اور معلوم ماہ ہیں تو ہمارے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی کسی قسم کے فضولیات اور فسق و فجور کی گنجائش ہے۔

اے یحییٰ! جتنا ہو سکے ان سے دوری اختیار کرو۔

۸۸۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیلُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ حَبِیبٍ الْخَثْعَمِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِی یَعْفُورٍ، قَالَ، کُنْتُ عِنْدَ الصَّادِقِ (ع) إِذْ دَخَلَ مُوسَى (ع) فَجَلَسَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع): یَا ابْنَ أَبِی یَعْفُورٍ هَذَا خَیْرُ وُلْدِی وَ أَحَبُّهُمْ إِلَیَّ، غَیْرَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یُضِلُّ قَوْماً مِنْ شِیعَتِنَا، فَاعْلَمْ أَنَّهُمْ قَوْمٌ لا خَلاقَ لَهُمْ فِی الْآخِرَةِ وَ لا یُکَلِّمُهُمُ اللَّهُ ... یَوْمَ الْقِیامَةِ وَ لا یُزَکِّیهِمْ وَ لَهُمْ عَذابٌ أَلِیمٌ[۲۰]، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ قَدْ أَزَغْتَ قَلْبِی عَنْ هَؤُلَاءِ! قَالَ: یَضِلُّ بِهِ قَوْمٌ مِنْ شِیعَتِنَا بَعْدَ مَوْتِهِ جَزَعاً عَلَیْهِ فَیَقُولُونَ لَمْ یَمُتْ وَ یُنْکِرُونَ الْأَئِمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ وَ یَدْعُونَ الشِّیعَةَ إِلَى ضَلَالِهِمْ، وَ فِی ذَلِکَ إِبْطَالُ حُقُوقِنَا وَ هَدْمُ دِینِ اللَّهِ، یَا ابْنَ أَبِی یَعْفُورٍ فَاللَّهُ وَ رَسُولُهُ مِنْهُمْ بَرِیءٌ وَ نَحْنُ مِنْهُمْ بِرَاءٌ.

---

[۲۰]۔ آل عمران ۷۷: پوری آیت اس طرح ہے؛ **إِنَّ الَّذِینَ یَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیلًا أُولَئِکَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْآخِرَةِ وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا یَنْظُرُ إِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ،۷۷۔**

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اوراللہ قیامت کے دن ان سے نہ تو کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نگاہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ابن ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ امام موسی کاظمؑ تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو امام صادقؑ نے فرمایا: اے فرزند یعفور! یہ میری اولاد میں سے سب سے بہتر ہیں اور میں اس سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہوں لیکن اللہ تعالی ہمارے شیعوں میں سے ایک گروہ کو گمراہ کرے گا اور جان لے کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ تو کلام کرے گا... اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں، آپ نے ان سے میرے دل کو موڑ دیا ہے!

فرمایا: ان کے بارے میں ہمارے شیعوں کا ایک گروہ گمراہ ہوگا وہ ان کی موت پر جزع و بے صبری کریں گے اور کہیں گے: یہ نہیں مرے اور ان کے بعد ائمہ معصومینؑ کا انکار کر دیں گے اور ہمارے شیعوں کو گمراہی کی طرف دعوت دیں گے اور اس کے ذریعے ہمارے حقوق کا باطل کریں گے اور خدا کے دین کو تباہ و برباد کریں گے۔

اے فرزند یعفور! اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ ان سے بری ہے اور ہم بھی ان سے بری ہیں۔

۸۸۲ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ سَعِیدٍ الْعَطَّارِ،[۲۱] عَنْ حَمْزَةَ الزَّیَّاتِ، قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَعْیَنَ، یَقُولُ، قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَ مِنْ شِیعَتِکُمْ أَنَا قَالَ إِی وَ اللَّهِ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ، وَ مَا أَحَدٌ مِنْ شِیعَتِنَا إِلَّا وَ هُوَ مَکْتُوبٌ عِنْدَنَا اسْمُهُ وَ اسْمُ أَبِیهِ إِلَّا مَنْ یَتَوَلَّى مِنْهُمْ عَنَّا، قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَ وَ مِنْ شِیعَتِکُمْ مَنْ یَتَوَلَّى عَنْکُمْ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ قَالَ یَا حُمْرَانُ نَعَمْ وَ

۲۱۔ رجال الکشی، ص ۴۶۳۔

أَنْتَ لَا تُدْرِكُهُمْ، قَالَ حَمْزَةُ فَتَنَاظَرْنَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَكَتَبْنَا بِهِ إِلَى الرِّضَا (ع) نَسْأَلُهُ عَمَّنِ اسْتَثْنَى بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ، فَكَتَبَ هُمُ الْوَاقِفَةُ عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع).

حمران بن اعین کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ سے عرض کی: کیا میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں؟

فرمایا: ہاں خدا کی قسم! تم دنیا اور آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہو، اور ہمارے شیعوں میں سے کوئی نہیں مگر اسکا نام اور اس کے باپ کا نام ہمارے پاس لکھا ہوا ہے مگر جو ان میں سے ہم سے دوری اختیار کرے۔

میں نے عرض کی: مولا، میں آپ پر قربان جاوں، کیا آپ کے شیعوں میں سے کوئی ہو گا جو معرفت کے بعد آپ سے دوری اختیار کرے؟

فرمایا: اے حمران! ہاں، اور تو ان کو نہیں پائے گا۔

راوی حمزہ زیات کہتا ہے: ہم نے اس حدیث کے بارے میں بحث کی تو اسے امام رضاؑ کی خدمت میں لکھ بھیجا اور آپ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جن کو امام نے اپنے شیعوں سے جدا کیا ہے؟

امام نے لکھا: وہ امام موسی کاظمؑ کی امامت پر رک جانے والے واقفی لوگ ہیں۔

ابن سراج[۲۲]، ابن مکاری[۲۳] اور علی بن ابی حمزہ[۲۴]

[۲۲] ۔نجاشی اور طوسی نے اس کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا: **احمد بن ابی بشر السراج کوفی، مولی، یکنی أبا جعفر، ثقة فی الحدیث، واقف، روی عن موسی بن جعفر**...رجال نجاشی،۷۵ن۱۸۱، فہرست شیخ طوسی،۲۰ن۵۴، لیکن ابن داود اور علامہ حلی نے اسے قسم ثانی میں ذکر کرتے ہوئے ثقہ قرار دیا ، رجال ابن داود،قسم ثانی ۲۲۷ن۱۵، رجال علامہ حلی، قسم ثانی،۲۰۲ن۷ باب احمد، تحریر طاووسی ۶۴۵ن۴۸۴، معجم رجال الحدیث،ن۴۰۲ نقد الرجال ،۵ص۲۵۸ن۶۳۲۰۔

[۲۳] ۔۔نجاشی نے اس کی توثیق کی ہے: **الحسین بن ابی سعید ہاشم بن حیان المکاری ابو عبد الله، کان ھو وأبوه وجهین فی الواقفة، وکان الحسین ثقة فی حدیثه..** ،یہ اور اس کا باپ واقفیوں کے بزرگ تھے اور یہ حسین حدیث میں ثقہ اور معتمد تھا ۔رجال النجاشی ۱: ۱۳۶، تنقیح المقال ۱: ۲۲۶، جامع الرواۃ۱: ۱۸۹، الخلاصۃ. ۲۱۴، رجال ابن داود: ۲۴۰، مجمع الرجال ۲: ۱۶۳، معجم رجال الحدیث ۵: ۱۷۹، منہج المقال: ۹۶ و ۱۱۰، نضد الایضاح: ۸۶، ایضاح الاشتباہ ص۱۴۷ن۱۷۸، تحریر طاووسی، ص۶۴۵ن۴۸۵۔

[۲۴] ۔ رجال الطوسی ۲۴۲ و ۳۵۳، تنقیح المقال ۲: ۲۶۰. خاتمۃ المستدرک ۸۲۷. رجال النجاشی ۱۷۵. فہرست الطوسی ۹۶. معالم العلماء ۶۷. رجال ابن داود ۲۵۹. رجال الحلی ۲۳۱. معجم رجال الحدیث ۱۱: ۲۱۴ و ۱۲: ۳۳. نقد الرجال ۲۲۴. رجال البرقی ۲۵ و ۴۸. جامع الرواۃ ۱: ۵۴۷. ہدایۃ المحدثین ۱۱۳. رجال الکشی ۴۰۳. مجمع الرجال ۴: ۱۵۳ و ۱۵۷ و ۱۵۸. ریحانۃ الأدب ۱: ۲۷۰. المناقب ۴: ۳۳۷. الذریعۃ ۴: ۲۶۴ و ۱۲: ۴۳ و ۱۵: ۵۸. عیون إخبار الرضا ۲: ۲۱۳. روضۃ المتقین ۱۴: ۳۹۹. بہجۃ الآمال ۵: ۳۵۵. منتہی المقال ۲۰۴. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۵۵. تأسیس الشیعۃ ۳۲۸. منہج المقال ۲۲۳. اتقان المقال ۳۲۲. الوجیزۃ ۴۰. شرح مشیخۃ الفقیہ ۸۷. رجال الأنصاری ۱۱۶. الخصال،اس کی فہرست ملاحظہ ہو، قاموس الرجال ۶ص۴۴۳، مسند الامام الکاظمؑ، عطاردی ۳|۴۵۵ن۳۹۸، موسوعۃ طبقات الفقہاء سبحانی،ج۲ص۳۹۳ن۵۶۰۔

نجاشی نے فرمایا: **اسم ابی حمزۃ سالم البطائنی ابو الحسن مولی الأنصار، کوفی، وکان قائد أبی بصیر یحیی بن القاسم وله أخ یسمی جعفر بن أبی حمزة روی عن أبی الحسن موسی علیه السلام، وروی عن أبی عبد الله علیه السلام، ثم وقف، وهو أحد عمد الواقفة. وصنف کتبا عدة، منها کتاب الصلاة، کتاب الزکاة،**

۸۸۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ حَمْدَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْبَغْدَادِیِّ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ حَدَّثَنِی بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَ سَأَلَنِی أَنْ أَكْتُمَ اسْمَهُ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع) فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَلِیُّ بْنُ أَبِی حَمْزَةَ وَ ابْنُ السَّرَّاجِ وَ ابْنُ الْمُكَارِی، فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِی حَمْزَةَ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قَالَ: مَضَى، قَالَ مَضَى مَوْتاً قَالَ نَعَمْ، قَالَ، فَقَالَ إِلَى مَنْ عَهْدُهُ قَالَ إِلَیَّ، قَالَ فَأَنْتَ إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتُهُ مِنَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ، قَالَ ابْنُ السَّرَّاجِ وَ ابْنُ الْمُكَارِی قَدْ وَ اللَّهِ أَمْكَنَكَ مِنْ نَفْسِهِ، قَالَ: وَيْلَكَ وَ بِمَا أَمْكَنْتُ أَ تُرِيدُ أَنْ آتِیَ بَغْدَادَ وَ أَقُولَ لِهَارُونَ أَنَا إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتِی وَ اللَّهِ مَا ذَاكَ عَلَیَّ[۲۵] وَ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ لَكُمْ عِنْدَ مَا بَلَغَنِی مِنِ اخْتِلَافِ كَلِمَتِكُمْ وَ

كتاب التفسير وأكثره عن أبی بصير كتاب جامع فی أبواب الفقه؛ اس کے والد کا نام سالم بطائنی تھا یہ ابو بصیر یحییٰ بن قاسم کا رہنما تھا (کیونکہ وہ نابینا تھے یہ ساتھ چلتا تھا) اور اس کا ایک بھائی ہے جس کا نام جعفر بن ابو حمزہ ہے اس نے اام صادق اور کاظم سے روایت کی پھر واقفی ہوگیا اور ان کے ارکان میں شمار ہوا اور اس نے کئی کتابیں لکھیں جن میں کتاب نماز، کتاب زکات، کتاب تفسیر ہے اور اس کا اکثر حصہ ابو بصیر سے نقل کیا ہے اور ایک کتاب جامع ابواب فقہ ہے۔

اور شیخ طوسی نے فہرست اور رجال میں اسے واقفی قرار دیا ہے اور ابن عضائری نے اس پر لعنت کی اور اسے واقفی نظریئے کی بنیاد قرار دیا اور امام کاظم کے بعد امام رضا کا بدترین دشمن قرار دیا ہے؛ **علی بن أبی حمزة ، لعنه الله أصل الوقف ، وأشد الخلق عداوة للولی من بعد أبی ابراهيم عليهما السلام۔**

اسی طرح شیخ طوسی نے کتاب الغیبۃ، ص ۴۲، میں اور شیخ صدوق نے عیون اخبار رضاؑ (ج ا باب ۱۰ واقفی ہونے کے اسباب ح ا) میں واقفی نظریئے کی بنیاد رکھنے والوں میں ان کو شمار کیا اور ان کے بارے میں بہت سی روایات کو نقل کیا ہے، اسی طرح کشی نے دوسرے مقام پر اس کی مذمت کی معتبر روایات ذکر کی ہیں جن میں اس کے معذب ہونے کو بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو رجال کشی، فہرست تفصیلی۔

[۲۵]۔ رجال الکشی، ص ۴۶۴

تَشتَّت أَمْرِكُمْ لِئَلَّا يَصِيرَ سِرُّكُمْ فِي يَدِ عَدُوِّكُمْ، قَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ لَقَدْ أَظْهَرْتَ شَيْئاً مَا كَانَ يُظْهِرُهُ أَحَدٌ مِنْ آبَائِكَ وَ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ بَلَى وَ اللَّهِ لَقَدْ تَكَلَّمَ بِهِ خَيْرُ آبَائِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُنْذِرَ عَشِيرَتَهُ الْأَقْرَبِينَ، جَمَعَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَرْبَعِينَ رَجُلًا وَ قَالَ لَهُمْ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ، وَ كَانَ أَشَدَّهُمْ تَكْذِيباً لَهُ وَ تَأْلِيباً عَلَيْهِ عَمُّهُ أَبُو لَهَبٍ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ (ص) إِنْ خَدَشَنِي خَدْشٌ فَلَسْتُ بِنَبِيٍّ فَهَذَا أَوَّلُ مَا أُبْدِعُ لَكُمْ مِنْ آيَةِ النُّبُوَّةِ، وَ أَنَا أَقُولُ إِنْ خَدَشَنِي هَارُونُ خَدْشاً فَلَسْتُ بِإِمَامٍ فَهَذَا مَا أُبْدِعُ لَكُمْ مِنْ آيَةِ الْإِمَامَةِ-

اسماعیل بن سہل کا بیان ہے کہ مجھے ایک شیعہ نے بیان کیا اور مجھ سے کہا کہ میرا نام نہیں بتانا کہ میں امام رضاؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن سراج ، ابن مکاری اور علی بن ابی حمزہ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے ابن ابی حمزہ نے کہا: آپؑ کے والد کا کیا بنا؟ امام نے فرمایا: وہ شہید ہو گئے۔

اس نے کہا: وہ وفات پا چکے ہیں؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

اس نے کہا: انہوں نے کس کو عہد امامت سونپا؟

فرمایا: مجھے سونپا۔

اس نے کہا: تو آپ وہ امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

ابن سراج ، ابن مکاری نے کہا: خدا کی قسم! اس نے تجھے اپنی جناب سے قدرت بھی عطا کی ہے؟

فرمایا: خدا تیرا برا کرے، مجھے کس چیز کی قدرت دی گئی ہے، کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں بغداد جا کر ہارون سے کہوں کہ میں امام ہوں اور میری اطاعت واجب ہے، خدا کی قسم! یہ مجھ پر واجب نہیں ہے، اور نہ میں ایسا کرنے والا ہوں، یہ تو میں نے اس لیے کہا کہ مجھے تمہارے اختلافی نظریات کی خبر مل چکی ہے اور تمہارے معاملات کے پراگندہ اور منتشر ہونے کی باتیں مجھ تک پہنچ گئی ہیں، میں نے چاہا کہ بتا دوں کہیں تمہارا راز تمہارے دشمن کے ہاتھ نہ چلا جائے۔

ابن ابی حمزہ نے آپ سے کہا: آپ نے ایسی چیز کا اظہار کیا ہے جس کو آپ کے آباء میں سے کسی نے ظاہر نہیں کیا، اور نہ اس کے متعلق کلام فرمائی۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس کے متعلق میرے بہترین جدامجد رسول خداﷺ نے کلام فرمائی، جب اللہ تعالی نے انہیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم دیا[۲۶]، آپ نے اپنے خاندان کے ۴۰ مردوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: میں تمہاری طرف صرف اللہ تعالی کی طرف سے رسول ہوں اور ان میں سے شدید ترین تکذیب کرنے والا آپ کا چچا ابو لہب تھا تو نبی اکرمﷺ نے ان سے فرمایا: اگر وہ مجھے کوئی خراش بھی پہچائے تو میں نبی نہیں ہوں گا، یہ

---

[۲۶]۔ یہاں امام نے دعوت ذو العشیرہ کی طرف اشارہ فرمایا جو تاریخ اسلام کے نہایت اہم واقعات میں سے جہاں نبی اکرمﷺ نے توحید اور اپنی رسالت کے اعلان کے ساتھ پہلے دن ہی اپنے سچے جانشین کا اعلان فرمادیا تھا لیکن اس واقعے سے مورخین نے بہت بے اعتنائی کی ہے اس متواتر اور یقینی واقعہ کا اجمالی ذکر فائدہ سے خالی نہیں ہے :أخبرنا الفضل بن سہل قال حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا أبو عوانة عن عثمان بن المغیرة عن أبی صادق عن ربیعة بن ناجد أن رجلا قال لعلی یا أمیر المؤمنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ أو قال دعا رسول اللہ بنی عبد المطلب فصنع لہم مدا من طعام قال فأکلوا حتی شبعوا وبقی الطعام کما ہو کأنہ لم یمس ثم دعا بغمر فشربوا حتی رووا وبقی الشراب کأنہ لم یمس أو لم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب إنی بعثت إلیکم بخاصة وإلی الناس بعامة وقد رأیتم من ہذہ الآیة ما قد رأیتم فأیکم یبایعنی علی أن یکون أخی وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم إلیہ أحد فقمت إلیہ وکنت أصغر القوم سنا فقال اجلس ثم قال ثلاث مرات کل ذلک أقوم إلیہ فیقول اجلس حتی کان فی الثالثة ضرب بیدہ علی یدی ثم قال أنت أخی وصاحبی ووریثی ووزیری فبذلک ورثت ابن عمی دون عمی (أحمد (۱۵۹/۱، ن ۱۳۷۱)، ضیاء (۷۱/۲، ن ۴۴۸). کنز العمال ۳۶۵۲۰)۔

میں اپنی نبوت کی پہلی نشانی پیش کرتا ہوں ،امام نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر مجھے ہارون کوئی ایک خراش بھی پہنچا سکے تو میں امام نے نہیں ہو نگا، یہ میں اپنی امامت کی پہلی نشانی پیش کرتا ہوں۔

قَالَ لَهُ عَلِیٌّ: إِنَّا رُوِّينَا عَنْ آبَائِکَ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَلِی أَمْرَهُ إِلَّا إِمَامٌ مِثْلُهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیٍّ (ع) كَانَ إِمَاماً أَوْ كَانَ غَيْرَ إِمَامٍ قَالَ كَانَ إِمَاماً، قَالَ: فَمَنْ وَلِیُّ أَمْرِهِ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: وَ أَيْنَ كَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) قَالَ كَانَ مَحْبُوساً بِالْكُوفَةِ فِی يَدِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ، خَرَجَ وَ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ حَتَّى وَلِیَ أَمْرَ أَبِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): إِنَّ الَّذِی أَمْكَنَ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَيْنِ (ع) أَنْ يَأْتِیَ كَرْبَلَاءَ فَيَلِیَ أَمْرَ أَبِيهِ فَهُوَ يُمْكِنُ صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ أَنْ يَأْتِیَ بَغْدَادَ فَيَلِیَ أَمْرَ أَبِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفَ، وَ لَيْسَ فِی حَبْسٍ وَ لَا فِی إِسَارٍ، قَالَ لَهُ عَلِیٌّ، إِنَّا رُوِّينَا أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَمْضِی حَتَّى يَرَى عَقِبَهُ قَالَ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): أَ مَا رُوِّيتُمْ فِی هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ هَذَا قَالَ لَا، قَالَ: بَلَى وَ اللَّهِ لَقَدْ رُوِّيتُمْ فِيهِ إِلَّا الْقَائِمَ وَ أَنْتُمْ لَا تَدْرُونَ مَا مَعْنَاهُ وَ لِمَ قِيلَ! قَالَ لَهُ عَلِیٌّ بَلَى وَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا لَفِی الْحَدِيثِ، قَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): وَيْلَکَ كَيْفَ اجْتَرَأْتَ عَلَیَّ بِشَیْءٍ تَدَعُ بَعْضَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا شَيْخُ اتَّقِ اللَّهَ وَ لَا تَكُنْ مِنَ الصَّادِّينَ عَنْ دِينِ اللَّهِ تَعَالَى.

تو علی نے آپ سے کہا: ہم نے آپ کے آباء واجدادؑ کی یہ حدیث سنی ہے کہ امام کی تکفین و تدفین کا انتظام امام ہی کرتا ہے ؟ (یعنی آپ امام ہوتے تو بغداد جاکر امام کاظمؑ کی تکفین و تدفین کا انتظام فرماتے !)۔

امام نے اس سے فرمایا: مجھے یہ بتاو امام حسین بن علیؑ امام تھے یا نہیں؟

اس نے کہا: ہاں، وہ امام تھے۔

آپ نے فرمایا: پھر ان کی تکفین وتدفین کا انتظام کس نے کیا؟

اس نے کہا: ان کے فرزند امام زین العابدین نے۔

آپ نے فرمایا: وہ اس وقت کہاں تھے؟

اس نے کہا: ابن زیاد کی قید میں تھے، مگر آپ اس طرح کربلا پہنچے کہ کسی کو خبر نہ ہوئی اور جا کر امام کی تکفین وتدفین کا انتظام فرمایا اور واپس آ گئے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: جس خدا نے امام سجاد کو اس بات کی قدرت دی کہ وہ کربلا پہنچ کر اپنے والد گرامی کے فرائض کفن ودفن انجام دیں وہی خدا اس امام کو بھی قدرت دے سکتا ہے کہ وہ مدینہ سے بغداد پہنچ کر اپنے والد گرامی کے تکفین وتدفین کا انتظام کرے پھر واپس لوٹ جائے حالانکہ وہ کسی کی قید اور اسیری میں بھی نہیں ہے۔

پھر علی نے کہا: ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ امام اس دنیا سے نہیں جاتا مگر اپنی اولاد کو دیکھ لے[۲۷]۔

---

[۲۷]۔ یہ حدیث امام جوادؑ کے بارے میں ہے جب لوگ امام رضاؑ سے سوال کرتے تھے کہ آپ کا بیٹا نہیں ہوا تو آپ فرماتے؛(خدا کا وعدہ سچا ہے) وہ ضرور مجھے بیٹا عطا کرے گا ؛إثبات الوصیة: ص ۲۱۹. کشف الغمة: ج ۲، ص ۳۰۲، س ۱۷، عن دلائل الحمیری. عنہ البحار: ج ۴۹، ص ۲۲۱، ح ۱۱وإثبات الهداة: ج ۳، ص ۳۰۶، ح ۱۵۸وج ۳، ص ۳۱۲، ح ۱۹۸. إثبات الوصیة: ص ۲۰۷، س ۱۷. کفایة الأثر: ص ۲۷۴، س ۱۱. عنہ البحار: ج ۵۰، ص ۳۵، ح ۲۲، وإثبات الهداة: ج ۳، ص ۳۲۵، ح ۲۱. إکمال الدین: ج ۱، ص ۲۲۹، ح ۲۵، حلیة الأبرار: ج ۴، ص ۶۱۱، ح ۱۷، البحار: ج ۲۳، ص ۴۲، ح ۸۰. دلائل الأمامة: ص ۴۳۵، ح ۴۰۴، نوادر المعجزات: ص ۱۹۵، ح ۳، الأرشاد: ص ۳۱۸، س ۱۰. عنہ البحار: ج ۵۰، ص ۲۲، ح ۱۱، وکشف الغمة: ج ۲، ص ۳۵۲، س ۵. الکافی: ج ۱، ص ۳۲۰، ح ۵، ب. عنہ حلیة الأبرار: ج ۴، ص ۶۰۵، ح ۵، والوافی: ج ۲، ص ۳۷۶، ح ۸۵۳، وإثبات الهداة: ج ۳، ص ۲۴۷، ح ۳، بتفاوت، ومدینہ المعاجز: ج ۷، ص ۲۴۷، ح ۷. الصراط المستقیم: ج ۲، ص ۱۶۷، س ۱. غیبہ الطوسی: ص ۴۸، س ۶. عنہ إثبات الهداة: ج ۳، ص ۳۲۴، ح ۱۹، وص ۲۹۴، ح ۱۲۰. المناقب لابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۳۳۶، س ۲۴. عنہ المدینہ المعاجز: ج ۷، ص ۲۲۵، ح ۲۲۷۷. إعلام الوری: ج ۲، ص ۹۳، س ۱۳.

امام نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اس حدیث میں اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔
اس نے کہا: نہیں ، فرمایا: خدا کی قسم تم نے اس حدیث میں (الاالقائم) کا استثناء سنا ہے اور تم اس کا معنی خوب جانتے ہو اور تمہیں علم ہے کہ یہ کیوں کہا گیا؟
علی نے کہا: ہاں ،خدا کی قسم یہ بھی حدیث ہے۔
امام نے اس سے فرمایا: تیرا برا ہو کیسے تو میرے خلاف ایک چیز کو پیش کرنے کی جرات کر رہا ہے اور اس کے بعض اجزاء کو چھوڑ رہا ہے۔
پھر آپ نے فرمایا: اے شیخ !خدا سے ڈر اور کہیں دین خدا سے روکنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

ابن ابو سعید مکاری[۲۸]

۸۸۴ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: کَانَ ابْنُ أَبِی سَعِیدٍ الْمُکَارِی وَاقِفِیّاً. حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ رَوَاهُ عَلِیُّ بْنُ عُمَرَ الزَّیَّاتُ، عَنِ ابْنِ أَبِی سَعِیدٍ الْمُکَارِی، قَالَ، دَخَلَ عَلَی الرِّضَا (ع) فَقَالَ لَهُ فَتَحْتَ بَابَکَ وَ قَعَدْتَ لِلنَّاسِ تُفْتِیهِمْ وَ لَمْ یَکُنْ أَبُوکَ یَفْعَلُ هَذَا! قَالَ، فَقَالَ: لَیْسَ عَلَیَّ مِنْ هَارُونَ بَأْسٌ، وَ قَالَ لَهُ: أَطْفَأَ اللَّهُ نُورَ قَلْبِکَ وَ أَدْخَلَ الْفَقْرَ بَیْتَکَ! وَیْلَکَ أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَی أَوْحَی إِلَی مَرْیَمَ أَنَّ فِی بَطْنِکِ نَبِیّاً فَوَلَدَتْ مَرْیَمُ عِیسَی (ع) فَمَرْیَمُ مِنْ عِیسَی وَ عِیسَی مِنْ مَرْیَمَ، وَ أَنَا مِنْ أَبِی وَ أَبِی مِنِّی، قَالَ، فَقَالَ لَهُ أَسْأَلُکَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَقَالَ لَهُ: مَا إِخَالُکَ تَسْمَعُ مِنِّی وَ لَسْتَ مِنْ غَنَمِی، سَلْ! قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَقَالَ مَا مَلَکْتُهُ قَدِیماً فَهُوَ حُرٌّ وَ مَا لَمْ یَمْلِکْهُ بِقَدِیمٍ فَلَیْسَ بِحُرٍّ فَقَالَ وَیْلَکَ أَ مَا تَقْرَأُ هَذِهِ الْآیَةَ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّی عَادَ کَالْعُرْجُونِ الْقَدِیمِ، فَمَا مَلَکَ

---

[۲۸] ۔ رجال الکشی، ص ۴۶۶، رجال الطوسی ۳۳۰. مجمع الرجال ۶: ۲۱۱ و ۲۳۴ و ۷: ۴۸. ہدایۃ المحدثین ۱۵۹ و ۲۸۴. جامع الرواۃ ۲: ۳۱۰ و ۳۱۴ و ۳۸۹. نقد الرجال ۳۶۷ و ۳۸۹. رجال البرقی ۴۳. رجال النجاشی ۳۰۶. فہرست الطوسی ۱۹۰. معجم رجال الحدیث ۱۹: ۲۴۱ و ۲۱: ۱۷۳. تنقیح المقال ۳: قسم الهاء: ۲۸۷ و ۳۰۱ و قسم الکنی: ۱۸. المناقب ۴: ۳۴۸. عیون إخبار الرضا ۱: ۳۰۸ (اس میں ہے؛ ابن إبی سعید المکاری). منتهی المقال ۳۲۱. منہج المقال ۳۵۸. إضبط المقال ۵۵۲. رجال الأنصاری ۱۹۹ و ۲۰۰. الوجیزۃ ۵۳. بہجۃ الامال ۷: ۱۷۷.

الرَّجُلُ قَبْلَ السِّتَّةِ الْأَشْهُرِ فَهُوَ قَدِيمٌ، وَ مَا مَلَكَ بَعْدَ السِّتَّةِ الْأَشْهُرِ فَلَيْسَ بِقَدِيمٍ، قَالَ، فَقَامَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَنَزَلَ بِهِ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْبَلَاءِ مَا اللَّهُ بِهِ عَلِيمٌ.

حمدویہ نے حسن بن موسی سے نقل کیا کہ ابن ابو سعید مکاری واقفی تھا۔ابن ابو سعید مکاری کا بیان ہے کہ وہ امام علی رضاؑ کے پاس حاضر ہوا اور امام سے عرض کی:آپ نے اپنا دروازے کھول دیا ہے اور لوگوں کو فتوے دینا شروع کر دیے ہیں،آپ کا باپ تو اس طرح نہیں تھا۔

امام نے فرمایا: مجھے ہارون سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور اس سے فرمایا: خدا تیرے دل کے نور کو بجھائے اور تیرے گھر میں فقر و غربت کو داخل کرے اور تیرا برا ہو کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالی نے مریم کو وحی کی کہ تیرے پیٹ سے نبی ہو گا تو مریم نے عیسیؑ کو جنم دیا تو مریم عیسی سے ہے اور حضرت عیسی مریم سے ہیں اور میں اپنے باپ سے ہوں اور میرا باپ مجھ سے ہے۔

اس نے کہا: میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ تو مجھ سے مسئلہ سنے گا حالانکہ تو میرے اصحاب میں سے نہیں ہے اور فرمایا: پوچھو۔

اس نے کہا: ایک شخص کا وقت وفات آن پہنچا تو اس نے وصیت کی جو غلام قدیم سے میری ملکیت میں تھے وہ آزاد ہیں او جو قدیم سے ملکیت میں نہ تھے وہ آزاد نہیں۔

امام نے فرمایا: کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں دیکھی: ہم نے چاند کے لیے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ خشک ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے اور درخت پر ٹہنی کو خشک ہوتے ہوئے چھ ماہ لگتے ہیں تو جو غلام اس نے چھ ماہ سے پہلے ملکیت میں لیے وہ قدیم ہیں اور جو ان کے بعد ملکیت میں لیے وہ قدیم نہیں۔

وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا اور اسے اتنا زیادہ فقر و غربت اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

۸۸۵ إبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ الْعَبَّاس، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُحَمَّد النَّهْدِیِّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، قَالَ، دَخَلَ ابْنُ الْمُكَارِی عَلَی الرِّضَا (ع) فَقَالَ لَهُ أَبْلَغَ اللَّهُ بِکَ مِنْ قَدْرِکَ أَنْ تَدَّعِیَ مَا ادَّعَی أَبُوکَ! قَالَ، فَقَالَ لَهُ مَا لَکَ أَطْفَأَ اللَّهُ نُورَکَ وَ أَدْخَلَ الْفَقْرَ بَيْتَکَ! أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ وَ عَلَا أَوْحَی إِلَی عِمْرَانَ أَنِّی وَاهِبٌ لَکَ ذَكَراً! فَوَهَبَ لَهُ مَرْيَمَ، فَوَهَبَ لِمَرْيَمَ عِيسَی، فَعِيسَی مِنْ مَرْيَمَ، وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ، وَ ذَكَرَ فِيهِ: أَنَا وَ أَبِی شَیْ‌ءٌ وَاحِدٌ.

بعض شیعہ نے روایت کی کہ ابن مکاری امام رضاؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ نے آپ کو اتنی عظمت و قدرت دی ہے کہ تم اس مقام امامت کا دعوی کرنے لگے ہو جس کا آپ کے والد نے دعوی کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: اللہ تیرے نور کو بجھائے اور تیرے گھر میں فقر و غربت کو داخل کرے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے عمران کو وحی کی کہ میں تجھے ایک بیٹا دینے والا ہوں تو مریم کو ایک بیٹا دیا تو عیسی مریم سے ہے اور سابقہ روایت طرح تاآخر، اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور میرے والد ایک ہیں۔

زیاد بن مروان قندی[۲۹]

۸۸۶ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ: زِیَادٌ، هُوَ أَحَدُ أَرْکَانِ الْوَقْفِ. وَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوَیْه، هُوَ زِیَادُ بْنُ مَرْوَانَ الْقَنْدِیُّ بَغْدَادِیٌّ.

کشی نے حمدویہ کے واسطے سے حسن بن موسی سے نقل کیا کہ زیاد بن مروان قندی نظریہ وقف کے ارکان میں سے ایک تھا۔

اور حمدویہ نے مزید کہا کہ زیاد بن مروان قندی بغدادی تھا۔

---

[۲۹]۔ رجال الطوسی ۱۹۸ و ۲۰۲ و ۳۵۰. فہرست الطوسی ۷۲. تنقیح المقال ۱: ۴۵۷. خاتمۃ المستدرک ۸۰۴. رجال النجاشی ۱۲۲. معالم العلماء ۵۲. رجال ابن داود ۲۴۶. معجم الثقات ۵۶. الارشاد ۳۰۴،رجال البرقی ۴۹. معجم رجال الحدیث ۷: ۳۱۵ - ۳۲۰ و ۳۲۸. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۸. رجال الحلی ۲۲۳. توضیح الاشتباہ ۱۶۴. نقد الرجال ۱۴۱. مجمع الرجال ۳: ۷۱ - ۷۳. ہدایۃ المحدثین ۶۷. إعیان الشیعۃ ۷: ۸۱ - ۸۲. سفینۃ البحار ۱: ۵۸۱. منتہی المقال ۱۳۹. العندبیل ۱ ۳۰۰. منہج المقال ۱۵۱. ایضاح الاشتباہ ۴۰. جامع المقال ۶۹. التحریر الطاووسی ۱۱۳. نضد الایضاح ۱۴۶. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۰۱. إضبط المقال ۵۱۲. اتقان المقال ۱۸۴. الوجیزۃ ۳۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۶۴. رجال الأنصاری ۹۰. بہجۃ الامال ۴: ۲۱۴. ثقات الرواۃ ۱: ۳۴۳ - ۳۴۶. تاریخ بغداد ۱: ۸۹،قاموس الرجال،۴ص۲۲۲،کتاب غیبت شیخ طوسی،روایت مذمت واقفہ،کافی کتاب الحجۃ باب۲۷ الاشارۃ الی النص علی ابی الحسن الرضاؑ ح۶،عیون اخبار رضاؑ ج۱ب۴ح۲۵. تمام علماء رجال اور حدیث نے اس کے واقفی اور منکر حق ولایت امام رضاؑ ہونے کی تصریح کی ہے اور کہیں بھی اس کی توثیق خاص نظر نہیں آتی ہاں شیخ مفید نے ارشاد میں امام رضاؑ کی امامت کی نصوص میں اس کی روایت کو بھی ذکر کیا ہے اور اسے آپ کے اہل ورع و تقوی ،عالم اور ثقہ و فقیہ خواص میں شمار کیا ہے اور اس سے سید خوئی نے باوجود اس کے منکر حق ہونے کے استدلال کیا ہے کہ اس کی روایت کو موثق شمار کیا جاسکتا ہے ہاں وہ خود اس کے انکار کی روایات کو تفصیل سے ذکرکرتے ہیں مگر اسکا یہ جواب دیا جائے کہ شیخ مفید نے ارشاد میں اس کی نصّ کو ذکر کرتے ہوئے نصوص کو ذکر کرنے والوں کے ردیف میں اس کو شمار کردیا ہے لیکن سید اس احتمال کا جواب دیتے ہیں کہ توثیق کی تصریح کے بعد ایسی تاویل مفید نہیں ہے اس لیے اس کی روایت کے موثق ہونے پر بناء رکھی جائے ۔

۸۸۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ الْفَارِسِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی وَ مُحَمَّدِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ أَبِی سَعِیدٍ الزَّیَّاتِ، قَالَ، کُنْتُ مَعَ زِیَادٍ الْقَنْدِیِّ حَاجّاً وَ لَمْ نَکُنْ نَفْتَرِقُ لَیْلًا وَ لَا نَهَاراً فِی طَرِیقِ مَکَّةَ وَ بِمَکَّةَ وَ فِی الطَّوَافِ، ثُمَّ قَصَدْتُهُ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَلَمْ أَرَهُ حَتَّی طَلَعَ الْفَجْرُ، فَقُلْتُ لَهُ غَمَّنِی إِبْطَاؤُکَ فَأَیُّ شَیْءٍ کَانَتِ الْحَالُ قَالَ لِی مَا زِلْتُ بِالْأَبْطَحِ مَعَ أَبِی الْحَسَنِ یَعْنِی أَبَا إِبْرَاهِیمَ وَ عَلِیٌّ ابْنُهُ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ عَنْ یَمِینِهِ، فَقَالَ: یَا أَبَا الْفَضْلِ أَوْ یَا زِیَادُ هَذَا ابْنِی عَلِیٌّ قَوْلُهُ قَوْلِی وَ فِعْلُهُ فِعْلِی، فَإِنْ کَانَتْ لَکَ حَاجَةٌ فَانْزِلْهَا بِهِ وَ اقْبَلْ قَوْلَهُ فَإِنَّهُ لَا یَقُولُ عَلَی اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَالَ ابْنُ أَبِی سَعِیدٍ فَمَکَثْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّی حَدَثَ مِنْ أَمْرِ الْبَرَامِکَةِ مَا حَدَثَ، فَکَتَبَ زِیَادٌ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُوسَی الرِّضَا (ع) یَسْأَلُهُ عَنْ ظُهُورِ هَذَا الْأَمْرِ الْحَدِیثِ، أَوِ الاسْتِتَارِ فَکَتَبَ إِلَیْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع): أَظْهِرْ فَلَا بَأْسَ عَلَیْکَ مِنْهُمْ، فَظَهَرَ زِیَادٌ فَلَمَّا حَدَّثَ الْحَدِیثَ قُلْتُ لَهُ یَا أَبَا الْفَضْلِ أَیُّ شَیْءٍ یَعْدِلُ بِهَذَا الْأَمْرِ فَقَالَ لِی: لَیْسَ هَذَا أَوَانَ الْکَلَامِ فِیهِ، قَالَ، فَأَلْحَحْتُ عَلَیْهِ بِالْکَلَامِ بِالْکُوفَةِ وَ بِبَغْدَادَ، کُلَّ ذَلِکَ یَقُولُ لِی مِثْلَ ذَلِکَ، إِلَی أَنْ قَالَ لِی فِی آخِرِ کَلَامِهِ: وَیْحَکَ فَتُبْطِلُ هَذِهِ الْأَحَادِیثَ الَّتِی رَوَیْنَا.

محمد بن اسماعیل بن ابی سعید زیات کا بیان ہے کہ میں زیاد (بن مروان) قندی کے ساتھ حج پہ گیا اور ہم دن رات مکہ کے راستے میں خود مکہ تک اور طواف کے دوران کبھی جدا نہ ہوئے پھر ایک رات میں ان کے پاس گیا مگر میں نے اسے نہیں پایا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی اور وہ مجھے ملا۔

میں نے کہا: تیرے اس طرح چھپ جانے سے مجھے بہت غم و پریشانی ہوئی اس طرح تیرے غائب ہونے کا کیا سبب ہے؟

اس نے مجھ سے کہا: میں رات کو ابطح کے مقام پر ابو الحسن یعنی ابو ابراہیمؑ کے پاس تھا اور آپ کے بیٹے علی رضاؑ ان کے دائیں طرف تشریف فرما تھے تو امام موسی کاظمؑ نے فرمایا: اے ابو الفضل (زیاد) یہ میرا بیٹا علی رضا ہے اس کا قول میرا قول ہے اور اس کا فعل میرا فعل ہے اگر تجھے کو ضرورت ہو ان کے پاس آنا، ان کے قول کو قبول کرنا کیونکہ یہ خدا پر حق کے علاوہ کچھ نہیں بولے گا۔

ابن ابی سعید کہتا ہے جتنا خدا نے چاہا ہم رہے یہاں تک کہ برامکہ کا معاملہ پیش آیا تو زیاد نے امام علی رضاؑ کو لکھا کیا وہ اس امر کی حقیقت کو ظاہر کر دے؟

امام نے لکھا: ہاں اس امر کو ظاہر کرو تمہیں ان لوگوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

۸۸۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ، مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ لَیْسَ عِنْدَهُ مِنْ قُوَّامِهِ أَحَدٌ إِلَّا وَ عِنْدَهُ الْمَالُ الْکَثِیرُ، وَ کَانَ ذَلِکَ سَبَبَ وَقْفِهِمْ وَ جَحْدِهِمْ مَوْتَهُ، وَ کَانَ عِنْدَ زِیَادٍ الْقَنْدِیِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِینَارٍ.

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کی وفات ہوئی تو آپ کے وکلاء اور اموال جمع کرنے والوں کے پاس کثیر اموال امام جمع ہو چکے تھے اس وجہ سے وہ لوگ نظریہ توقف کے قائل ہوئے اور امام کی وفات کا انکار کر دیا زیاد قندی کے پاس ۷۰ ہزار درہم موجود تھے۔

بکر بن محمد بن جناح[30]

۸۸۹ قَالَ حَمْدَوَيْه، عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِه: إِنَّ بَكْرَ بْنَ جَنَاحٍ، وَاقِفِيٌّ.

حمدویہ نے سے اپنے بعض اساتذہ سے نقل کیا کہ بکر بن جناح واقفی تھا۔

[30] ۔ رجال نجاشی۱۰۸ن۲۷۴،اور اسے بکر بن حناح ابو محمد،کوفی ، ثقہ،مولی قرار دیا ہے،اور اس کی ایک کتاب کی نشاندہی کی، رجال شیخ طوسی،۳۴۵ن۴صحابی امام کاظمؑ، واقفی قرار دیا، تحریر طاووسی ، رجال ابن داود،قسم ثانی ۲۳۴ن۸۲،قسم اول ،۷۵ن۲۶۱، رجال علامہ حلی،قسم ثانی،۲۰۷ن۱،اور قسم اول، ۲۶ ن۳،نجاشی کی عبارت ذکر کی، معجم رجال الحدیث،ن۱۸۴۷و۱۸۷۱،ان دونوں عنوانوں بکر بن جناح اور بکر بن محمد بن جناح کو ایک قرارایک شخص قرار دیا ہے، نقد الرجال ،اص۲۹۱ن۷۷۵۔

احمد بن حسن میثمی[۳۱]

۸۹۰ قَالَ حَمْدَوَيْهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى، قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيثَمِيُّ كَانَ وَاقِفِيّاً.

حمدویہ نے سے حسن بن موسی نقل کیا کہ احمد بن حسن میثمی واقفی تھا۔

---

[۳۱]۔ نجاشی نے کشی سے اس کے واقفی ہونے کو نقل کیا اور اس کی بھرپور الفاظ میں توثیق کی ہے اس لیے اس کی روایت کو موثق شمار کیا جائے گا، اور یہ ۷۰ روایات کی سندوں میں وارد ہوا ہے، نجاشی کی عبارت یہ ہے: **إحمد بن الحسن بن إسماعيل بن شعيب بن ميثم التمار مولى بني إسد. قال إبو عمرو الكشي كان واقفا، وذكر هذا عن حمدويه عن الحسن بن موسى الخشاب قال إحمد بن الحسن واقف. وقد روى عن الرضا عليه السلام. وهو على كل حال ثقة، صحيح الحديث، معتمد عليه. له كتاب نوادر،**
اور اسی طرح شیخ طوسی نے بھی فہرست میں توثیق کی ہے: **مولى بني إسد، كوفي (ثقة) صحيح الحديث، سليم، روى عن الرضا عليه السلام، وله كتاب النوادر**، رجال النجاشی اص۱۰۲ن۱۷۷، رجال الطوسی ۳۴۴ن۳۰، فہرست الطوسی ۴۶ن۶۶، معالم العلماء ۱۲ان۵۶، رجال ابن داود ۲۵ن۶۶ و ۴۱۸ن۲۰، التحرير الطاووسی ۴۰ن۲۵، رجال العلامة الحلی ۲۰۱ن۴، لسان المیزان اص۱۵۱ان۴۸۳، نقد الرجال ۱۹ان۳۳، مجمع الرجال اص۱۰۱، جامع الرواة اص۴۶، وسائل الشيعة ۲۰ص۱۲۶ان۶۸، الوجيزة ۱۴۴، ہداية المحدثين ۱۳، بہجة الآمال ۲ص۲۶، تنقيح المقال اص۵۴ن۳۲۲، إعيان الشيعة ۲ص۴۹۲، الذريعة ۲۴ص۳۲۰ن۱۶۵۸، العندبيل اص۲۰، الجامع فی الرجال اص۱۰۱، معجم رجال الحديث ۲ص۱۷ن۴۸۶ و ۸۷ن۵۰۹، قاموس الرجال اص۴۷۷و۴۸۶.

علی بن وہبان [۳۲]

۸۹۱ قَالَ حَمْدَوَيْهِ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ وَهْبَان، كَانَ وَاقِفِيّاً.

حمدویہ نے سے حسن بن موسی نقل کیا کہ علی بن وہبان واقفی تھا۔

احمد بن حارث انماطی [۳۳]

۸۹۲ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَنْمَاطِيَّ، كَانَ وَاقِفِيّاً.

حمدویہ نے سے حسن بن موسی نقل کیا کہ احمد بن حارث انماطی واقفی تھا۔

---

[۳۲] ۔رجال شیخ طوسی ۳۵۶ن۳۹ صحابی امام کاظمؑ،فہرست شیخ طوسی۹۶ن۴۰۷ ، رجال ابن داود،قسم ثانی، ۲۶۳ ن۳۵۸ ، خلاصۃ علامہ حلی ،قسم ثانی ۲۳۴ ن۱۶،کشی کی عبارت نقل کی ہے، معجم رجال الحدیث،ن۸۵۷۷ ، تحریر طاووسی۳۶۴ ن۲۵۴ ، معالم العلماء ابن شہر آشوب،۱۰۳ ن۴۶۵، طرائف المقال ،۳۳۴ن۲۴۶۵۔

[۳۳] ۔رجال نجاشی۸۹ن۲۴۷اور فرمایا:احمد بن حارث کوفی، ہمارے اصحاب اور علماء نے اس پر طعن کیا ہےاور یہ مفضل بن عمر کے اصحاب میں سے تھا اور اس کے باپ نے امام صادقؑ سے روایت کی، فہرست ۳۶ص۱۰۲،رجال شیخ طوسی۳۴۳ن۱۹صحابی امام کاظمؑ،فرمایا:احمد بن حارث انماطی پھر اگلے صفحے پر احمد بن حارث واقفی کو ذکر کیا، تحریر طاووسی۴۷ن۲۶ ، رجال ابن داود،قسم ثانی ۲۲۷ن۱۷،انہوں نے انماطی اور واقفی کوعلیحدہ شمار کیا ہے، رجال علامہ حلی،۲۰۲قسم ثانی ن۵،انہوں نے دونوں کو ایک شمار کیا ہے، معجم رجال الحدیث،ن۴۴۹، محقق خوئی نے ان کے ایک ہونے کی تائید کی ہے، نقد الرجال، اص۱۱۰ن ۲۰۱، معالم العلماء، طرائف المقال اص۲۷۶ن۱۸۴۸۔

منصور بن یونس بزرج[۳۴]

۸۹۳ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ أَصْبَغَ، عَنْ إِبْرَاهِیمَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ، قَالَ لی مَنْصُورُ بُزُرْج، قَالَ لی أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ دَخَلْتُ عَلَیْه یَوْماً: یَا مَنْصُورُ أَ مَا عَلِمْتَ مَا أَحْدَثْتُ فی یَوْمی هَذَا قُلْتُ لَا، قَالَ قَدْ صَیَّرْتُ عَلِیّاً ابْنی وَصِیِّی وَ الْخَلَفَ مِنْ بَعْدی، فَادْخُلْ عَلَیْه فَهَنِّئْهُ بِذَلِکَ وَ أَعْلِمْهُ أَنِّی أَمَرْتُکَ بِهَذَا! قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْه فَهَنَّأْتُهُ بِذَلِکَ وَ أَعْلَمْتُهُ أَنَّ أَبَاهُ أَمَرَنی بِذَلِکَ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی: ثُمَّ جَحَدَ مَنْصُورٌ هَذَا بَعْدَ ذَلِکَ لِأَمْوَالٍ کَانَتْ فی یَدِه فَکَسَرَهَا وَ کَانَ مَنْصُورٌ أَدْرَکَ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع).

منصور بن یونس بزرج کا بیان ہے کہ ایک دن میں امام ابوالحسنؑ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے منصور! کیا تجھے علم ہے آج میں نیا کام کیا ہے؟

میں نے عرض کی: نہیں مولا، آپ فرمایئے۔

---

[۳۴] ۔ نجاشی نے صریحا اس کی توثیق کی ہے اور اسے امام صادقؑ اور کاظمؑ کے اصحاب میں شمار کیا اور اس کی کتاب کی نشاندہی کی، اور شیخ طوسی نے اسے واقفی قرار دیا ہے، اس طرح اس کی روایت کو معتبر موثق قرار دیا جائے گا، ملاحظہ ہو: رجال الطوسی ۳۱۳ و ۳۶۰. تنقیح المقال ۳: قسم المیم: ۲۵۰. معجم رجال الحدیث ۱۸: ۳۵۳ و ۳۵۴. رجال النجاشی ۲۹۴. فہرست الطوسی ۱۶۴. معالم العلماء ۱۲۱. رجال ابن داود ۲۸۱. نقد الرجال ۳۵۵. معجم الثقات ۱۲۴. رجال البرقی ۳۹ و ۴۹. رجال الحلی ۲۵۸. جامع الرواۃ ۲: ۲۶۸. ہدایۃ المحدثین ۱۵۲، مجمع الرجال ۶: ۱۴۵ و ۱۴۶. سفینہ البحار ۲: ۵۹۲. منتہی المقال ۳۱۲. منہج المقال ۳۴۶. جامع المقال ۹۰. ایضاح الاشتباہ ۹۳. التحریر الطاووسی ۲۷۰. نضد الایضاح ۳۴۰. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۳۵۴. اتقان المقال ۱۴۰ و ۳۷۵. الوجیزۃ ۵۲. شرح مشیخۃ الفقیہ ۸۴. رجال الانصاری ۱۹۲. بہجۃ الامال ۷: ۱۰۲.

فرمایا: میں نے اپنے بیٹے علی رضاؑ کو اپنا وصی اور اپنے بعد اپنا جانشین بنایا ہے ،تو ان کے پاس جا، اور انہیں مبارک باد دے اور انہیں بتا دے کہ میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے جا کر امام علی رضاؑ کو مبارک باد دی اور میں نے جان لیا کہ آپ کے والد گرامیؑ نے مجھے ان کی وصیت کی ہے۔

راوی حسن بن موسی کہتا ہے کہ پھر اس منصور نے ان اموال کی وجہ سے جو اس کے پاس جمع ہو چکے تھے امام علی رضاؑ کی امامت کا انکار کر دیا[۳۵] اور منصور نے امام صادقؑ کا زمانہ بھی پایا تھا۔

[۳۵] ۔اس طرح کی نسبت شیخ صدوق کی روایت میں بھی ذکر کی گئی ہے لیکن بہرحال کی ان کی سند معتبر نہیں ہے ،عیون اخبار رضا ،باب نص امام کاظم بر امام رضا، ح۵،اور اس میں ہے کہ منصور نے اموال کی وجہ سے انکار کردیا اور انہیں منصور کے پاس لے گیا،بہرحال روایت کی سند معتبر نہ ہونے کی وجہ سے اس میں بحث کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر اس کا غصب اموال ثابت ہوجائے اور وہ واقعی ہو تو توثیق خاص کی وجہ سے اس کی خبر موثقہ شمار ہوگی۔

حسن بن محمد بن سماعہ[۳۶] اور حسن بن سماعہ بن مہران

۸۹۴ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، ذَکَرَهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَی، قَالَ، کَانَ ابْنُ سَمَاعَةَ وَاقِفِیّاً، وَ ذَکَرَ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَمَاعَةَ لَیْسَ مِنْ وُلْدِ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ، لَهُ ابْنٌ یُقَالُ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ سَمَاعَةَ وَاقِفِیٌّ.

حمدویہ نے سے حسن بن موسیٰ نقل کیا کہ ابن سماعہ (حسن بن محمد بن سماعہ) واقفی تھا اور بتایا کہ محمد بن سماعہ، سماعہ بن مہران کی اولاد سے نہیں ہے، ان کا ایک بیٹا تھا جسے حسن بن سماعہ کہتے تھے اور وہ واقفی تھا۔

علی بن خطاب اور ابراہیم بن شعیب[۳۷]

۸۹۵ حَدَّثَنِی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَطَّابٍ، وَ کَانَ وَاقِفِیّاً، قَالَ، کُنْتُ فِی الْمَوْقِفِ یَوْمَ عَرَفَةَ فَجَاءَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَ مَعَهُ بَعْضُ بَنِی عَمِّهِ، فَوَقَفَ أَمَامِی وَ کُنْتُ مَحْمُوماً شَدِیدَ الْحُمَّی

---

[۳۶]۔ فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رجال النجاشی اص ۱۴۰ ان ۸۳، رجال الطوسی ۳۴۸، فہرست الطوسی ۷۷ ن ۱۹۳، معالم العلماء ۳۶ ن ۲۱۳، رجال ابن داود ۲۴۲ ن ۱۲۸، رجال العلامۃ الحلی ۲۱۲، لسان المیزان ۲ص ۲۴۹، نقد الرجال ۹۸، مجمع الرجال ۲ص ۱۴۹، منہج المقال ۱۰۷، جامع الرواۃ اص ۲۲۵، الوجیزۃ ۱۴۹، منتہی المقال ۱۰۳، بہجۃ الآمال ۳ص ۱۹۹، ایضاح المکنون ۲ص ۲۷۸، تنقیح المقال اص ۳۰۷ ن ۲۷۳۸، إعیان الشیعۃ ۵ص ۲۵۳، العندبیل اص ۱۶۰، الجامع فی الرجال اص ۵۵۰، معجم رجال الحدیث ۵ص ۱۱۶ ان ۳۱۰۵، قاموس الرجال ۳ص ۲۳۵، معجم المؤلفین ۳ص ۲۸۲.

[۳۷]۔ رجال الطوسی ۱۴۵. تنقیح المقال ۱: ۱۹. خاتمۃ المستدرک ۷۷۸. معجم رجال الحدیث ۱: ۲۳۴ و ۲۳۵. معجم الثقات ۲۴۰. جامع الرواۃ ۱: ۲۲. نقد الرجال ۹. مجمع الرجال ۱: ۴۸. إعیان الشیعۃ ۲: ۱۴۴. رجال البرقی ۲۷. منتہی المقال ۲۱. منہج المقال ۲۲. تہذیب المقال ۱: ۳۳۸.

وَ قَدْ أَصَابَنِی عَطَشٌ شَدِیدٌ، قَالَ، فَقَالَ الرِّضَا (ع) لِغُلَامٍ لَهُ شَیْئاً لَمْ أَعْرِفْهُ، فَنَزَلَ الْغُلَامُ فَجَاءَ بِمَاءٍ فِی مَشْرَبَةٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَشَرِبَ وَ صُبَّ الْفَضْلَةَ عَلَی رَأْسِهِ مِنَ الْحَرِّ، ثُمَّ قَالَ امْلَأْ! فَمَلَأَ الْمَشْرَبَةَ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَاسْقِ ذَلِکَ الشَّیْخَ! قَالَ، فَجَاءَنِی بِالْمَاءِ، فَقَالَ لِی أَنْتَ مَوْعُوکٌ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ اشْرَبْ! فَشَرِبْتُ قَالَ، فَذَهَبَتْ وَ اللَّهِ الْحُمَّی، فَقَالَ لِی یَزِیدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَیْحَکَ یَا عَلِیُّ فَمَا تُرِیدُ بَعْدَ هَذَا مَا تَنْتَظِرُ قَالَ یَا أَخِی دَعْنَا.

علی بن خطاب واقفی کا بیان ہے کہ میں عرفہ کے دن موقف میں تھا امام علی رضاؑ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ آئے اور میرے سامنے کھڑے ہوگئے مجھے شدید بخار تھا اور سخت پیاس بھی لگی تھی تو امام رضاؑ نے اپنے ایک غلام سے کچھ کہا جو مجھے سمجھ میں نہیں آیا تو غلام اتر کر ایک جام میں پانی لایا، آپ نے لے کر کچھ پیا اور گرمی کی وجہ سے باقی اپنے سر پر ڈالا۔

پھر فرمایا: اس کو بھر دے اس نے جام پر کر دیا فرمایا: جا کر اس شیخ کو پلا دے وہ میرے پاس پانی لایا، اور مجھ سے کہا کیا تجھے شدید بخار ہے۔

میں نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ پی لو۔

میں نے پانی پیا تو خدا کی قسم بخار اسی وقت ختم ہو گیا۔

یزید بن اسحاق نے مجھ سے کہا: اے علی! اس کے بعد تم کس چیز کے انتظار میں ہو؟

میں نے کہا: اے بھائی ہمیں چھوڑیئے۔

قَالَ لَهُ یَزِیدُ: فَحَدَّثْتُ بِحَدِیثِ إِبْرَاهِیمَ بْنِ شُعَیْبٍ، وَ کَانَ وَاقِفِیّاً مِثْلَهُ، قَالَ، کُنْتُ فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ إِلَی جَنْبِی إِنْسَانٌ ضَخْمٌ آدَمُ، فَقُلْتُ لَهُ مِمَّنِ الرَّجُلُ فَقَالَ مَوْلًی لِبَنِی هَاشِمٍ، قُلْتُ فَمَنْ أَعْلَمُ بَنِی هَاشِمٍ قَالَ الرِّضَا

(ع) قُلْتُ فَمَا بَالُهُ لَا يَجِیءُ عَنْهُ كَمَا يَجِیءُ عَنْ آبَائِهِ قَالَ، فَقَالَ لِی مَا أَدْرِی مَا تَقُولُ! وَ نَهَضَ وَ تَرَكَنِی فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيراً حَتَّى جَاءَنِی بِكِتَابٍ فَدَفَعَهُ إِلَیَّ، فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا خَطٌّ لَيْسَ بِجَيِّدٍ، فَإِذَا فِيهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّكَ نَجْلٌ مِنْ آبَائِكَ وَ إِنَّ لَكَ مِنَ الْوَلَدِ كَذَا وَ كَذَا، مِنَ الذُّكُورِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ حَتَّى عَدَّهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، وَ لَكَ مِنَ الْبَنَاتِ فُلَانَةُ وَ فُلَانَةُ حَتَّى عَدَّ جَمِيعَ الْبَنَاتِ بِأَسْمَائِهِنَّ، قَالَ وَ كَانَتْ بِنْتٌ تُلَقَّبُ بِالْجَعْفَرِيَّةِ، قَالَ، فَخَطَّ عَلَى اسْمِهَا، فَلَمَّا قَرَأْتُ الْكِتَابَ قَالَ لِی هَاتِهِ! قُلْتُ دَعْهُ، قَالَ لَا، أُمِرْتُ أَنْ آخُذَهُ مِنْكَ، قَالَ، فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، قَالَ الْحَسَنُ: وَ أَجِدُهُمَا مَاتَا عَلَى شَكِّهِمَا.

یزید بن اسحٰق نے حسن بن موسیٰ سے کہا کہ میں نے علی بن خطاب کو ابراہیم بن شعیب کی حدیث سنائی وہ بھی انہی کی طرح واقفی تھا، وہ کہتا تھا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور میرے پہلو میں ایک موٹا تازہ گندم گوں رنگ والا شخص بیٹھا تھا، میں نے اس سے کہا: تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں بنی ہاشم کا غلام ہوں۔

میں نے کہا: بنی ہاشم میں اس وقت سب سے بڑے عالم کون ہیں؟

اس نے کہا: امام علی رضاؑ، تو میں نے کہا کیا وجہ سے کہ ان سے ایسی باتیں اور خبریں صادر نہیں ہوتیں جو ان کے آباء و اجداد سے آتی تھیں؟ اس نے کہا: میں آپ کی مراد نہیں سمجھا ،اور وہ اٹھ کر چلا گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس ایک خط لایا اور مجھے دیا: میں نے اس کو پڑھا تو اس میں ایک خط جو بہت اچھا نہیں تھا (درمیانہ خط) اس سے لکھا تھا: اے ابراہیم تو اپنے آباء کے اولاد اور ان کے مشابہہ ہے (اس لیے تجھے ان کے اسماء کی خبر نہیں دیتا) اور تیرے فلاں فلاں بیٹے ہیں یہاں تک کہ ان سب کے نام گنوائے اور تیری فلاں فلاں بیٹیاں ہیں اور ان کے نام گنوائے۔

وہ کہتا ہے اس کی ایک بیٹی تھی جس کا لقب جعفریہ تھا اس نے کہا اس کے نام پر خط پھیر دیا تھا، جب میں نے اس خط کو پڑھ لیا تو اس نے مجھے کہا: یہ واپس دینا ہے، تو میں نے کہا: رہنے دیجیئے، اس نے کہا: نہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تجھ سے واپس لے لوں، تو میں نے خط اسے واپس دے دیا، حسن کہتا ہے: میں نے ان دونوں کو پایا کہ وہ شک کی حالت میں فوت ہوئے۔

۸۹۶ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَطَرٍ وَ زَكَرِيَّا اللُّؤْلُؤِیِّ، قَالا، قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ شُعَيْبٍ كُنْتُ جَالِساً فِی مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ إِلَى جَانِبِی رَجُلٌ مِنْ[۳۸] أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَحَادَثْتُهُ مَلِيّاً، وَ سَأَلَنِی مَنْ أَنْتَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّی رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، قُلْتُ لَهُ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مَوْلًى لِأَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع)، فَقُلْتُ لَهُ لِی إِلَيْكَ حَاجَةٌ! قَالَ وَ مَا هِیَ قُلْتُ تُوصِلُ لِی إِلَيْهِ رُقْعَةً! قَالَ نَعَمْ إِذَا شِئْتَ، فَخَرَجْتُ وَ أَخَذْتُ قِرْطَاساً وَ كَتَبْتُ فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ آبَائِكَ يُخْبِرُنَا بِأَشْيَاءَ فِيهَا دَلَالاتٌ وَ بَرَاهِينُ، وَ قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تُخْبِرَنِی بِاسْمِی وَ اسْمُ أَبِی وَ وُلْدِی! قَالَ، ثُمَّ خَتَمْتُ الْكِتَابَ وَ دَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَانِی بِكِتَابٍ مَخْتُومٍ فَفَضَضْتُهُ وَ قَرَأْتُهُ فَإِذَا أَسْفَلَ مِنَ الْكِتَابِ بِخَطٍّ رَدِیٍّ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّ مِنْ آبَائِكَ شُعَيْباً وَ صَالِحاً، وَ إِنَّ مِنْ أَبْنَائِكَ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً وَ فُلَانَةَ وَ فُلَانَةَ، غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ اسْماً

---

[۳۸]۔ رجال الکشی، ص ۴۷۱۔

لَا نَعْرِفُهَا، قَالَ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْمَجْلِسِ اعْلَمْ أَنَّهُ كَمَا صَدَقَكَ فِي غَيْرِهَا فَقَدْ صَدَقَكَ فِيهَا فَابْحَثْ عَنْهَا.

ابراہیم بن شعیب کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا اور میرے پہلو میں ایک مدنی شخص بیٹھا تھا میں نے اس سے کافی دیر تک باتیں کیں اور اس نے مجھ سے پوچھا: تو کون ہے ؟

میں نے اس سے کہا: میں عراقی ہوں اور میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے ؟

اس نے کہا: میں امام رضاؑ کا غلام ہوں۔

میں نے اس سے کہا مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔

اس نے کہا: کیا کام ہے ؟

میں نے کہا: تم میرا ایک رقعہ امام تک پہنچاو۔

اس نے کہا: ہاں تیری مرضی۔

میں نے مسجد سے نکل کر کاغذ لیا اور اس میں لکھا: خدائے مہربان اور رحیم کے نام سے ،آپکے آباء و اجداد تو ہمیں ایسی چیزوں کی خبریں دیتے تھے جن میں امامت کی دلیل اور برہان ہوتی تھی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے نام ، میرے والد اور میری اولادوں کے ناموں کی خبر دیں، پھر میں نے خط پر مہر لگا دی اور وہ اس شخص کو دیا تو دوسرے دن وہ میرے پاس ایک مہر شدہ خط لایا میں نے اس کی مہر توڑ کر اسے پڑھا تو میرے اس خط کے نیچے ایک خستہ خط سے لکھا تھا:

خدائے مہربان اور رحیم کے نام سے ، تیرے آباء میں شعیب و صالح تھے اور تیری اولاد میں محمد ، علی ،اور فلان فلاں لڑکی ہے مگر آپ نے ایک نام کو بڑھا دیا جسکو ہم نہیں جانتے تھے۔

راوی کہتا ہے : مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: یاد رکھ اس نے دوسرے موارد میں تیری تصدیق کی ہے اس طرح اس میں بھی تیری تصدیق کی ہے تو اس کے متعلق غور کر۔

ابو سمال کے بیٹے ابراہیم[39] و اسماعیل[40]

---

[39] ۔رجال نجاشی ۱ن۳۰،اس میں "ابراہیم بن ابو بکر محمد بن ربیع ابن ابی سمال سمعان بن ہبیرہ" کے عنوان سے ذکر کیا اور کہا: **ثقة ، هو وأخوه إسماعيل بن أبى السمال رويا عن أبى الحسن موسى عليه السلام ، وكانا من الواقفية . وذكر الكشى عنهما فى كتاب الرجال حديثا : شكا ووقفا عن القول بالوقف،وله كتاب نوادر** ،رجال شیخ،ن ۲۴صحابی امام کاظمؑ، فہرست شیخ ۴۴ن ۳۳ ۴، معجم رجال الحدیث اص۶۸ان ۶۸، تهذیب المقال،ا ص ۱۳۲-۱۳۳۔

رجال علامہ حلی،ص ۱۴ن ۳، کہا: واقفی ہے میں اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتا اور نجاشی اسے ثقہ قرار دیا ہے، طرائف المقال،۲۷ن ۱۸۰۶ انقد الرجال اص۹۴ن ۳۲ ،رجال بحر العلوم "الفوائد الرجالیۃ" ۲ص۲۸۔ تنقیح المقال،اص ۳۰، لسان المیزان،اص ۴۰، نضد الایضاح، ص۹، ایضاح الاشتباہ، ص ۸۶ن ۱۹، تحریر طاووسی، ۱۴ن ۳، رجال ابن داوود، ۲۲۶ن ۴۔

[40] ۔رجال نجاشی ،۲۱ن ۳۰، معجم رجال الحدیث،ن ۱۲۹۴، تحریر طاووسی، ص ۱۴ن ۴، نقد رجال،اص۹۴ن ۳۲: اس کی توثیق خاص کہیں نہیں ملی سوائے اس کے کہ نجاشی نے اس کے بھائی کے ترجمے میں ایک عبارت ذکر کی ہے جس کے بارے میں اختلاف ہے علامہ حلی اور دیگر بعض علماء رجال نے اس سے توثیق سمجھی ہے۔

لیکن محقق خوئی اس سے توثیق نہیں سمجھتے وہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ نجاشی کے کلام سے اس کو ثقہ ثابت نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ فقط اس کے بھائی کی توثیق ہے کیونکہ ثقہ کا لفظ ابراہیم بن ابی بکر کی خبر ہے اور اس کے بعد "ھو واخوہ" نئی کلام ہے اور مبتداء ہے اور اس کی خبر بعد والا جملہ ہے جس میں کہا گیا ان دونوں نے امام کاظم سے روایت کی اور اس عبارت سے اسماعیل کی توثیق سمجھنے کے لیے لازم ہے کہ لفظ ثقہ کو خبر مقدم بنایا جائے اور بعد والی ھو ضمیر منفصل مبتداء موخر ہو اور اخوہ کو ضمیر پر عطف کیا جائے اور اس کے بعد رویا عن ابی الحسن کو جملہ مستقل قرار دیا جائے تاکہ معنی یہ ہو کہ ابراہیم اور اس کا بھائی ثقہ ہیں وہ دونوں امام کاظم سے روایت کرتے ہیں اور یہ عربی کے اس جملے کے ظاہر اور واضح معنی کے خلاف ہے یا کم از کم اس لحاظ سے یہ عبارت مجمل ہے اور اس سے اسماعیل کی توثیق ثابت نہیں کی جاسکتی- **والصحيح :أنه لايستفاد التوثيق من كلام النجاشى ، بل هو خاص بإبراهيم ،والوجه فى ذلک ، أن الظاهر من العبارة أن كلمة (ثقة) خبر لابراهيم بن أبى بكر ، وكلمتى (هو وأخوه) ابتداء كلام ، وخبرهما جملة رويا عن أبى الحسن موسى عليه السلام . واستفادة التوثيق مبنية على أن تكون كلمة ثقة خبرا مقدما ،والضمير المنفصل**

۸۹۷ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد الْبَزَّازُ، قَالَ لَقِیَنی مَرَّةً إِبْرَاهِیمُ بْنُ أَبی سَمَّالٍ قَالَ، فَقَالَ لی[۴۱] یَا أَبَا حَفْصٍ مَا قَوْلُکَ قَالَ، قُلْتُ قَوْلِیَ الَّذی تَعْرِفُ، قَالَ، فَقَالَ یَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنَّهُ لَیَأْتی عَلَیَّ تَارَةً مَا أَشُکُّ فی حَیَاة أَبی الْحَسَنِ (ع) وَ تَارَةً عَلَی وَقْتٍ مَا أَشُکُّ فی مُضِیِّه، وَ لَئِنْ کَانَ قَدْ مَضَی فَمَا لِهَذَا الْأَمْرِ أَحَدٌ إِلَّا صَاحِبُکُمْ. قَالَ الْحَسَنُ: فَمَاتَ عَلَی شَکِّه.

احمد بن محمد بزاز کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے ابراہیم بن ابو سمال ملا تو اس نے مجھ سے کہا: اے ابو حفص! تیری کیا رائے ہے؟

میں نے کہا: میری رائے تو جانتا ہے۔

اس نے کہا: اے ابو جعفر کبھی تو مجھ پر ایسا وقت گزرتا ہے کہ میں امام کاظمؑ کی زندگی کے بارے میں کوئی شک نہیں رکھتا اور کبھی ایسا وقت آتا کہ ان کی شہادت کے بارے میں مجھے یقین ہوتا ہے، اور اگر امام کاظمؑ شہید ہو چکے تو اس امر امامت کا تمہارے امام کے سوا کوئی اہل نہیں ہے۔

راوی حسن کہتا ہے تو وہ اسی شک کی حالت میں مر گیا۔

۸۹۸ وَ بِهَذَا الْإِسْنَاد، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أُسَیْد، قَالَ: لَمَّا کَانَ مِنْ أَمْرِ أَبی الْحَسَنِ (ع) مَا کَانَ، قَالَ إِبْرَاهِیمُ وَ إِسْمَاعِیلُ ابْنَا أَبی سَمَّالٍ فَنَأْتی

مبتدأ مؤخرا ، وجملة أخوه عطفا على الضمير بماله من الخبر ، وجملة (رويا) مستقلة ليكون المعنى أن إبراهيم وأخاه ثقتان رويا عن أبى الحسن عليه السلام ، وهذا خلاف الظاهر ، ولا أقل من أن تكون العبارة مجملة وغير ظاهرة فى التوثيق .

[۴۱]۔ رجال الکشی، ص ۴۷۲۔

أَحْمَدَ ابْنَهُ، قَالَ، فَاخْتَلَفَا إِلَيْه زَمَاناً، فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو السَّرَايَا، خَرَجَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِی الْحَسَنِ (ع) مَعَهُ، فَأَتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ فَقُلْنَا لَهُمَا إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ خَرَجَ مَعَ أَبِی السَّرَايَا فَمَا تَقُولَانِ قَالَ، فَأَنْكَرَا ذَلِکَ مِنْ فِعْلِه وَ رَجَعَا عَنْهُ، وَ قَالا أَبُو الْحَسَنِ حَیٌّ نَثْبُتُ عَلَى الْوَقْفِ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ وَ أَحْسَبُ هَذَا يَعْنِی إِسْمَاعِيلَ مَاتَ عَلَى شَكِّه.

محمد بن احمد بن اسید کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کے معاملہ میں اختلافات ہوئے تو ابو سمال کے بیٹے ابراہیم و اسماعیل نے کہا ہم آپ کے فرزند احمد کے پاس آنے لگے اور ایک عرصہ تک ان کے پاس آتے جاتے تھے جب ابو سرایا نے خروج کیا تو احمد بھی اس کے ساتھ تھا۔

راوی کہتا ہے: اس وقت ہم ابراہیم و اسماعیل کے پاس آئے اور ان سے کہا: وہ تو ابو سرایا کے ساتھ خروج کر چکا ہے تو اب تم کیا کہتے ہو؟

انہوں نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا اور اس سے عقیدہ و ناطہ توڑ لیا اور کہنے لگے: امام کاظمؑ زندہ ہیں اور ہم اپنے نظریہ وقف پہ قائم ہیں اور ابوالحسن (حمدویہ) نے کہا میرا خیال ہے کہ اسماعیل اپنے شک کی حالت میں مر گیا۔

٨٩٩ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْر، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُعِيسَى[٤٢]، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ (ع) قَالَ صَفْوَانُ أَدْخَلْتُ عَلَيْه إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ ابْنَا أَبِی سَمَّال، فَسَلَّمَا عَلَيْه فَأَخْبَرَاهُ بِحَالِهِمَا وَ حَالِ أَهْلِ بَيْتِهِمَا فِی هَذَا الْأَمْرِ، وَ سَأَلَا عَنْ أَبِی الْحَسَنِ فَخَبَّرَهُمَا بِأَنَّهُ قَدْ تُوُفِّیَ، قَالا فَأَوْصَى قَالَ نَعَمْ، قَالا إِلَيْکَ

[٤٢]۔ رجال الکشی، ص ٤٧٣

قَالَ نَعَمْ، قَالا وَصِيَّةً مُفْرَدَةً قَالَ نَعَمْ، قَالا فَإِنَّ النَّاسَ قَد اخْتَلَفُوا عَلَيْنَا، فَنَحْنُ نَدِينُ اللَّهَ بِطَاعَةِ أَبِي الْحَسَنِ إِنْ كَانَ حَيّاً فَإِنَّهُ إِمَامُنَا، وَ إِنْ كَانَ مَاتَ فَوَصِيُّهُ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ إِمَامُنَا، فَمَا حَالُ مَنْ كَانَ هَذَا، مُؤْمِنٌ هُوَ قَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ وَ لَا يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، قَالا وَ هُوَ كَافِرٌ قَالَ: فَلَمْ يُكَفِّرْهُ، قَالا فَمَا حَالُهُ قَالَ أَ تُرِيدُونَ أَنْ أُضَلِّلَكُمْ!

صفوان کا بیان ہے کہ میں ابو سمال کے بیٹے ابراہیم واسماعیل کو امام رضاؑ کے پاس لے گیا انہوں نے آپ کو سلام کیا اور اپنی نظریاتی حالت کو بیان کیا اور اس امر ولایت کے متعلق اپنے گھر والوں کی حالت کی بھی خبر دی اور امام رضاؑ سے سوال کیا کہ امام موسی کاظمؑ کا کیا بنا؟

امام رضاؑ نے فرمایا: وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔

انہوں نے کہا: کیا آپ نے وصیت فرمائی؟

فرمایا: ہاں۔

انہوں نے کہا: کیا امام نے ایک شخص کے بارے میں وصیت فرمائی؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

انہوں نے کہا: لوگ تو ہمارے ہاں اختلاف کر رہے ہیں؟ ہم خدا کی خاطر امام کاظمؑ کی اطاعت کو ہی دین سمجھتے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو ہمارے امام ہیں اور اگر فوت ہو چکے ہیں تو آپ کا وصی جن کے آپ نے وصیت فرمائی وہ ہمارا امام ہوگا، تو امام رضاؑ سے پوچھا: جو شخص اس طرح عقیدہ رکھے آیا وہ مومن ہے؟

امام نے فرمایا: تمہیں یہ روایت پہنچ چکی ہے: جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

انہوں نے کہا: کیا وہ کافر ہے؟

راوی کہتا ہے تو امام نے اسے کافر قرار نہیں دیا۔

انہوں نے کہا: تو اس کو کیا کہنا چاہیے ؟

امام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں گمراہ قرار دوں؟ !

قَالا فَبِأَيِّ شَيْ‏ءٍ تَسْتَدِلُّ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ قَالَ: كَانَ جَعْفَرٌ (ع) يَقُولُ تَأْتِي إِلَى الْمَدِينَةِ فَتَقُولُ إِلَى مَنْ أَوْصَى فُلَانٌ فَيقُولُونَ إِلَى فُلَانٍ، وَ السِّلَاحُ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ التَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ حَيْثُمَا دَارَ دَارَ الْأَمْرُ، قَالا وَ السِّلَاحُ مَنْ يَعْرِفُهُ! ثُمَّ قَالا جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ فَأَخْبِرْنَا بِشَيْ‏ءٍ نَسْتَدِلُّ بِهِ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي أَبَا الْحَسَنِ (ع) يُرِيدُ أَنْ يَسْأَلَهُ عَنْ شَيْ‏ءٍ فَيَبْتَدِئُ بِهِ، وَ يَأْتِي أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَيَبْتَدِئُ قَبْلَ أَنْ يَسْأَلَهُ، قَالَ: فَهَكَذَا كُنْتُمْ تَطْلُبُونَ مِنْ جَعْفَرٍ (ع) وَ أَبِي الْحَسَنِ (ع)، قَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: جَعْفَرٌ لَمْ نُدْرِكْهُ وَ قَدْ مَاتَ وَ الشِّيعَةُ مُجْمِعُونَ عَلَيْهِ وَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ هُمُ الْيَوْمَ مُخْتَلِفُونَ، قَالَ: مَا كَانُوا مُجْتَمِعِينَ عَلَيْهِ، كَيْفَ يَكُونُونَ مُجْتَمِعِينَ عَلَيْهِ وَ كَانَ مَشِيخَتُكُمْ وَ كُبَرَاؤُكُمْ يَقُولُونَ فِي إِسْمَاعِيلَ وَ هُمْ يَرَوْنَهُ يَشْرَبُ كَذَا وَ كَذَا، فَيَقُولُونَ هَذَا أَجْوَدُ، قَالُوا إِسْمَاعِيلُ لَمْ يَكُنْ أَدْخَلَهُ فِي الْوَصِيَّةِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ أَدْخَلَهُ فِي كِتَابِ الصَّدَقَةِ وَ كَانَ إِمَاماً، فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي سَمَّالٍ: وَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لا إِلهَ إِلَّا هُوَ عالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهادَةِ الْكَذَا وَ الْكَذَا، وَ اسْتَقْصَى يَمِينَهُ، مَا يَسُرُّنِي أَنِّي زَعَمْتُ أَنَّكَ لَسْتَ هَكَذَا وَ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، أَوْ قَالَ الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا، وَ قَدْ

أَخْبَرْنَاکَ بِحَالِنَا، فَقَالَ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: قَدْ أَخْبَرْنَاکَ بِحَالِنَا، فَمَا حَالُ مَنْ كَانَ هَكَذَا مُسْلِمٌ هُوَ قَالَ: أَمْسِکْ! فَسَكَتَ.

انہوں نے کہا: آپ کس چیز کے ذریعے اہل زمین پر دلیل قائم کرتے ہیں؟

فرمایا: امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے کہ مدینہ میں آ و اور پوچھو کہ امام نے کس کے بارے میں وصیت فرمائی، تو وہ بتائیں گے کہ فلاں کے بارے میں وصیت کی اور ہمارے ہاں نبی اکرم ﷺ کے سلاح و اسلحہ بنی اسرائیل کے تابوت کی مانند ہیں کہ جہاں وہ چلا جائے امر امامت بھی وہیں جاتا ہے۔

انہوں نے کہا: ان ہتھیاروں کو کون جانتا ہے؟ پھر انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر قربان فرمائے، ہمیں کسی ایسی چیز کی خبر دیں جس کے ذریعے ہم دلیل قائم کرسکیں کیونکہ امام کاظمؑ سے لوگ سوال کرنے آتے تھے۔امام ان کے سوال کرنے سے پہلے ان کے سوال و جواب بتا دیتے تھے اور امام صادقؑ بھی اسی طرح فرماتے تھے۔

امام نے فرمایا: تم امام صادقؑ اور امام کاظمؑ سے بھی اسی طرح دلیل طلب کیا کرتے تھے؟

ابراہیم نے کہا: ہم نے امام صادقؑ کو نہیں پایا لیکن جب ان کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے بعد امام کاظمؑ کی امامت پر متفق تھے لیکن آج لوگ اختلافات کا شکار ہیں۔

امام نے فرمایا: امام صادقؑ کے بعد بھی لوگ متفق نہیں تھے تو کیسے وہ اتفاق کرنے والے کہلائیں گے حالانکہ تمہارے بزرگوں اور سابقہ لوگوں نے اسماعیل کو اپنا امام بنالیا تھا حالانکہ وہ اسے دیکھتے تھے کہ وہ فلاں فلاں نشہ آور چیزیں پیتا تھا تو وہ کہتے یہ بہتر ہے۔

انہوں نے کہا: اسماعیل کو امام صادقؑ نے وصیت میں داخل نہیں فرمایا: تو امام نے فرمایا: امام نے اسے صدقات کے دفتر میں داخل کیا۔

اسماعیل بن ابی سمال نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ذات معبود لاشریک اور غیب و ظاہر کا علم رکھنے والی ہے اور اس نے اپنی قسم کو پختہ کیا اور کہا: مجھے پسند نہیں کہ میں گمان کروں کہ آپ اس

طرح امام نہیں ہیں اور میرے لیے ایسا دن طلوع نہ کرے اور دنیا کے تمام خزانے مجھے دیئے جائیں جبکہ ہم آپ کو اپنا حال بتا چکے ہیں۔

ابراہیم نے کہا: ہم نے اپنی حالت آپ کو بیان کی ہے تو جو شخص اس طرح ہو تو اس کا حکم کیا ہو گا؟ کیا وہ مسلمان ہے؟

فرمایا: خاموش ہو جاو۔

وہ خاموش ہو گیا۔

سلیمان بن جعفر جعفری[۴۳]

۹۰۰ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِیِّ، قَالَ، قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (ع) لِسُلَیْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ: یَا سُلَیْمَانُ وَلَّدَکَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ وَلَّدَکَ عَلِیٌّ (ع) مَرَّتَیْنِ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ أَنْتَ لِجَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَی قَالَ نَعَمْ، قَالَ: وَ لَوْ لَا الَّذِی أَنْتَ عَلَیْهِ مَا انْتَفَعْتَ بِهَذَا.

سلیمان بن جعفر جعفری کا بیان ہے کہ عبد صالح امام کاظمؑ نے اس سے فرمایا: اے سلیمان! کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہے؟

اس نے کہا: ہاں مولا۔

پھر فرمایا کیا "تو امام علیؑ کی اولاد سے ہے؟

اس نے کہا: ہاں مولا۔

فرمایا: تو جعفر کی اولاد ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں، مولا۔

امام نے فرمایا: اگر تو اس نظریہ امامت کا قائل نہ ہوتا تو تجھے یہ نسب کوئی کام نہ دیتا۔

---

[۴۳]۔ رجال البرقی ۵۲ و ۵۳، رجال النجاشی اص ۴۱۲ ن ۴۸۱، رجال الطوسی ۳۵۱ ن ۱۰ و ص ۳۷۷ ن ۱، فہرست الطوسی ۱۰۳ ن ۳۳۰، معالم العلماء ۵۶ ن ۳۷۱، رجال ابن داود ق اص ۱۷۶ ن ۷۱۳، التحریر الطاووسی ۱۴۱ ن ۱۸۰، رجال العلامۃ الحلی ۷۷ ن ۳، نقد الرجال ۱۵۹ ن ۴، مجمع الرجال ۳ ص ۱۵۸، جامع الرواۃ اص ۳۷۵، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۲۱۰ ن ۵۵۰، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۷۴، مستدرک الوسائل ۳ ص ۶۰۰ (الفائدۃ الخامسۃ) و ۷۳۳ (الفائدۃ السادسۃ)، بہجۃ الآمال ۴ ص ۴۵۷، تنقیح المقال ۲ ص ۵۵ ن ۵۱۸۵، الذریعۃ ۶ ص ۳۳۶ ن ۱۹۴۳ و ۱۶ ص ۲۶۶ ن ۱۱۰۹، معجم رجال الحدیث ۸ ص ۲۳۸ ن ۵۴۱۷ و ۵۴۱۹ و ۵۴۲۰ و ۲۸۵ ن ۵۵۲۳ و ص ۴۴۸ و ۴۶۱، قاموس الرجال ۴ ص ۴۵۸.

یحییٰ بن ابو القاسم ابو بصیر اور یحییٰ بن قاسم حذاء[٤٤]

٩٠١ حَمْدَوَيْه، ذَكَرَهُ عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِه: يَحْيَى بْنُ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءُ الْأَزْدِيُّ وَاقِفِيٌّ.وَجَدْتُ فِي بَعْضِ رِوَايَاتِ الْوَاقِفَة: عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَزِيد، قَالَشَهِدْنَا مُحَمَّدَ بْنَ عِمْرَانَ الْبَارِقِيَّ[٤٥]، فِي مَنْزِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، وَ عِنْدَهُ أَبُو بَصِيرٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُونَ مِنَّا ثَمَانِيَةٌ مُحَدَّثُونَ سَابِعُهُمُ الْقَائِمُ، فَقَامَ أَبُو بَصِيرٍ ابْنُ أَبِي الْقَاسِمِ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ، وَ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ إِنِّي كُنْتُ خُمَاسِيّاً جَاءَ بِهَذَا قَالَ اسْكُتْ يَا صَبِيُّ لِيَزْدَادُوا إِيمَاناً مَعَ إِيمَانِهِمْ يَعْنِي الْقَائِمَ (ع) وَ لَمْ يَقُلْ ابْنِي هَذَا.

---

[٤٤] رجال الطوسی ١٤٠ و ٣٣٣ و ٣٦٤. تنقیح المقال ٣: قسم الیاء: ٣٠٨. معجم رجال الحدیث ٢٠: ٢٨ و ٤٧ و ٢١: ٦٣. فہرست الطوسی ١٧٨. رجال الحلی ٢٦٤. معالم العلماء ١٣٠. رجال النجاشی ٣٠٨. رجال ابن داود ٢٠٢ و ٢٨٤. توضیح الاشتباہ ٣٠١. معجم الثقات ١٣١. رجال البرقی ١٧. نقد الرجال ٣٧٥. جامع الرواۃ ٢: ٣٢٤ و ٣٣٤. ہدایۃ المحدثین ١٦٢ و ٢٦٦. مجمع الرجال ٦: ٢٤٨ و ٢٥٠ و ٢٦٢ و ٢٦٣ و ٧: ١٠. الکنی والالقاب ١: ١٧. منتہی المقال ٣٢٨. سفینہ البحار ١: ٨٥ و ٨٦. تاسیس الشیعۃ ٢٨٥ و ٣٢٧. الذریعۃ ٤: ٢٥١ و ٢٢: ٢٧٥ و ٢٥: ٣٠٧. ریحانۃ الأدب (فارسی) ٧: ٣٦. الاختصاص ٨٣. بصائر الدرجات ٣١٩. عیون إخبار الرضا ١: ٥٦. کمال الدین ٢: ٣٣٥. منہج المقال ٣٧١. جامع المقال ٩٤ وفیہ الحذاء إضافۃ الی إلقابہ. التحریر الطاووسی ٣٠٦. وسائل الشیعۃ ٢٠: ٣٦٦. اتقان المقال ١٤٧ و ٣٨٤. الوجیزۃ ٥٣. رجال الأنصاری ٢٠١ و ٢٠٣. بہجۃ الامال ٧: ٢٢٩. معجم المؤلفین ١٣: ٢١٩.

[٤٥] رجال الطوسی ٢٩٦. تنقیح المقال ٣: قسم المیم: ١٦٦. خاتمۃ المستدرک ٨٤٦. معجم رجال الحدیث ١٧: ٨٢ و ٨٤. نقد الرجال ٣٦٢. جامع الرواۃ ٢: ١٦٥. مجمع الرجال ٦: ١٣. رجال البرقی ١٠. منہج المقال ٣١٣.

حمدویہ کو اس بعض اساتذہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن قاسم حذاء ازدی واقفی نظریہ رکھتا تھا اور کشی فرماتے ہیں کہ میں نے واقفیوں کی بعض روایات میں پایا کہ علی بن اسماعیل بن یزید نے کہا: ہم نے علی بن ابی حمزہ کے گھر میں محمد بن عمران بارقی کو دیکھا اور وہاں ابو بصیر بھی موجود تھے تو محمد بن عمران نے کہا: میں نے امام صادقؑ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ ہم میں آٹھ ایسے افراد ہیں جن سے فرشتے کلام کرتے ہیں اور ان میں سے ساتواں قائم ہے تو ابو بصیر بن ابو القاسم اٹھا اور اس کے سر کا بوسہ لیا اور اور اس نے کہا: میں نے امام باقرؑ اسے چالیس سال سے سنا رکھا ہے۔

ابو بصیر نے اس سے کہا: میں نے اسے امام باقرؑ سے اس وقت سنا جب میں پانچ سال کا تھا ،آپ انہیں لیکر آئے اور فرمایا: خاموس رہو اے بچے، تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان بھی زیادہ ہو جائے یعنی قائم کے ساتھ ، لیکن یہ نہیں کہا کہ میرا یہ بیٹا قائم ہے۔

٩٠٢ حَدَّثَنی عَلیُّ بْنُ مُحَمَّد بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسطیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ یُونُسَ، قَالا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قیَامَا الصَّیْرَفیُّ، قَالَ، حَجَجْتُ فی سَنَة ثَلَاث وَ تسْعینَ وَ مائَة، وَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ جُعلْتُ فدَاکَ مَا فَعَلَ أَبُوکَ قَالَ مَضَى کَمَا مَضَى آبَاؤُهُ، قُلْتُ فَکَیْفَ أَصْنَعُ بِحَدیث حَدَّثَنی به یَعْقُوبُ بْنُ شُعَیْب، عَنْ أَبی بَصیر[٤٦]: أَنَّ أَبَاعَبْدِ اللَّه (ع) قَالَ إِنْ جَاءَکُمْ مَنْ یُخْبِرُکُمْ أَنَّ ابْنی هَذَا مَاتَ وَ کُفِّنَ وَ قُبِرَ وَ نَفَضُوا أَیْدیَهُمْ منْ تُرَاب قَبْره فَلَا تُصَدِّقُوا به فَقَالَ: کَذَبَ أَبُو بَصیرٍ لَیْسَ هَکَذَا حَدَّثَه، إِنَّمَا قَالَ إِنْ جَاءَکُمْ عَنْ صَاحبِ هَذَا الْأَمْرِ.

[٤٦]۔ رجال الکشی، ص ٤٧٦۔

حسن بن قیاما صیرفی کا بیان ہے کہ میں نے ۱۹۳ھ میں حج کیا اور امام رضاؑ سے سوال کیا: میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، آپ کے والد کا کیا بنا؟

آپ نے فرمایا: وہ اپنے آباء واجدادؑ کی طرح فوت ہو گئے۔

میں نے عرض کی: تو میں اس حدیث کا کیا کروں جو مجھے یعقوب بن شعیب نے ابو بصیر سے بیان کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی یہ خبر لے کر آئے کہ میرا یہ بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اسے کفن و دفن دیا گیا ہے اور انہوں نے آپ کی قبر کی مٹی کو برابر کر دیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔

آپ نے فرمایا: ابو بصیر نے جھوٹ بولا ہے امام نے اس طرح نہیں فرمایا تھا، آپ نے تو فرمایا تھا: اگر تمہارے پاس کوئی صاحب امر قائم آل محمدؐ کے متعلق یہ خبر لائے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔

۹۰۳ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوبَ الْبَیْهَقِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْدَوَیْهِ الْبَیْهَقِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ عَبَّادٍ الْبَصْرِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءِ الْکُوفِیِّ، قَالَ، خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِینَةِ فَلَمَّا جُزْتُ حِیطَانَهَا مُقْبِلًا نَحْوَ الْعِرَاقِ، إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَی بَغْلٍ أَشْهَبَ یَعْتَرِضُ الطَّرِیقَ، فَقُلْتُ لِبَعْضِ مَنْ کَانَ مَعِی مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا ابْنُ الرِّضَا (ع) قَالَ، فَقَصَدْتُ قَصْدَهُ، فَلَمَّا رَءَانِی أُرِیدُهُ وَقَفَ لِی، فَانْتَهَیْتُ إِلَیْهِ لِأُسَلِّمَ عَلَیْهِ، فَمَدَّ یَدَهُ إِلَیَّ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ وَ قَبَّلْتُهَا، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ قُلْتُ بَعْضُ مَوَالِیکَ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءُ، فَقَالَ لِی: أَمَا إِنَّ

عَمَّکَ کَانَ مُلْتَوِياً عَلَى الرِّضَا (ع)! قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ رَجَعَ عَنْ ذَلِکَ، فَقَالَ إِنْ کَانَ رَجَعَ فَلَا بَأْسَ. وَ اسْمُ عَمِّهِ الْقَاسِمُ الْحَذَّاءُ.

علی بن محمد بن قاسم حذاء کوفی کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے عراق کے قصد سے نکلا جب میں اس کی دیواروں سے گزر گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید و سیاہ رنگ کے خچر پہ سوار ہے اور راستے سے دور دور چل رہا ہے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے پوچھا یہ کون ہے؟

انہوں نے بتایا: یہ امام رضاؑ کے فرزند ہیں راوی کہتا ہے میں نے ان سے ملنے کا قصد کیا اور ان کی طرف چل دیا، جب میں ان کے پاس پہنچا تا کہ سلام کروں آپ نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا میں نے آپ کو سلام کیا اور اس کا بوسہ لیا تو آپ نے پوچھا: تو کون ہے؟

میں نے عرض کی: میں آپ کے موالیوں میں سے ہوں، میں آپ پر قربان جاوں، میں علی بن محمد بن قاسم حذاء ہوں۔

آپ نے مجھے فرمایا: تیرا ایک چچا امام رضاؑ کے بارے میں مضطرب اور شک کا شکار تھا؟

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، وہ اس اضطراب سے باہر آ چکا ہے۔

آپ نے فرمایا: اگر وہ اس سے باز آ چکا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے چچا کا نام قاسم حذاء ہے۔

وَ أَبُو بَصِيرٍ هَذَا يَحْيَى بْنُ الْقَاسِمِ يُكَنَّى أَبَا مُحَمَّد.قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ هَذَا هَلْ کَانَ مُتَّهَماً بِالْغُلُوِّ فَقَالَ أَمَّا الْغُلُوُّ فَلَا، وَ لَكِنْ کَانَ مخْلَطاً. یہ ابو بصیر یحییٰ بن قاسم ہے اور اس کی کنیت ابو محمد ہے اور محمد بن مسعود نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے اس ابو بصیر کے بارے میں سوال کیا، کیا ان پر غلو کی تہمت تھی؟

اس نے کہا: غلو تو نہیں تھا لیکن وہ خلط کا شکار تھا۔

زرعہ بن محمد حضرمی[۴۷]

۹۰۴ أَبُو عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ حَمْدَوَيْه، قَالَ: زُرْعَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، وَاقِفِيٌّ. ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ میں نے حمدویہ سے سنا کہ زرعہ بن محمد حضرمی واقفی تھا۔

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، قَالا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قِيَامَا الصَّيْرَفِيُّ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قَالَ مَضَى كَمَا مَضَى آبَاؤُهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قُلْتُ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَدِيثٍ حَدَّثَنِي بِهِ زُرْعَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا فِيهِ شَبَهٌ مِنْ خَمْسَةِ أَنْبِيَاءَ يُحْسَدُ كَمَا حُسِدَ يُوسُفُ (ع) وَ يَغِيبُ كَمَا غَابَ يُونُسُ وَ ذَكَرَ ثَلَاثَةً أُخَرَ قَالَ كَذَبَ زُرْعَةُ لَيْسَ هَكَذَا حَدِيثُ سَمَاعَةَ، إِنَّمَا قَالَ صَاحِبُ هَذَا الْأَمْرِ يَعْنِي الْقَائِمَ (ع) فِيهِ شَبَهٌ مِنْ خَمْسَةِ أَنْبِيَاءَ، وَ لَمْ يَقُلْ ابْنِي.

---

[۴۷] النجاشی ۱۲۵. معالم العلماء ۵۴. رجال ابن داود ۲۴۵. معجم الثقات ۵۵. رجال البرقی ۴۸. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۶۱ و ۲۶۴. جامع الرواۃ ۱: ۳۲۹. رجال الحلی ۲۲۴. توضیح الاشتباہ ۱۶۲. نقد الرجال ۱۳۷. مجمع الرجال ۳: ۵۱ و ۵۲. ہدایۃ المحدثین ۶۶. اِعیان الشیعۃ ۷: ۵۹. بہجۃ الامال ۴: ۱۹۳. منتہی المقال ۱۳۶. العندبیل ۱: ۲۹۱. منہج المقال ۱۴۸. ایضاح الاشتباہ ۴۱. جامع المقال ۶۹. التحریر الطاووسی ۱۱۵. نضد الایضاح ۱۴۳. اِضبط المقال ۵۱۲. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۸. اتقان المقال ۶۲. شرح مشیخۃ التہذیب ۶۶. شرح مشیخۃ الفقیہ ۱۲. رجال الانصاری ۹۰. ثقات الرواۃ ۱: ۳۳۲ و ۳۳۳.

حسن بن قیاماصیرفی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا، میں آپ پر قربان جاوں ،آپ کے باپ کا کیا بنا؟

آپ نے فرمایا: وہ اسی طرح چل بسے جس طرح ہمارے سابقہ آباء واجداد وفات پا چکے۔

میں نے عرض کی: میں اس حدیث کا کیا کروں جو زرعہ بن محمد حضرمی نے سماعہ بن مہران سے بیان کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: میرے اس بیٹے میں پانچ انبیاء کی شباہت ہے ؟ان سے اس طرح حسد کیا جائے گا جس طرح یوسف سے کیا گیا،اور یہ اسی طرح غائب ہونگے جس طرح یونس غائب ہوااور اسی طرح تین دوسری شباہتیں بیان کیں ؟

آپ نے فرمایا: زرعہ نے جھوٹ بولا، سماعہ کی حدیث اس طرح ہے، امام نے فرمایا تھا: صاحب الامر قائم آل محمدؐ میں پانچ انبیاء کی شباہتیں ہیں اور آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے بیٹے میں یہ چیزیں ہیں۔

جعفر بن خلف[۴۸]

۹۰۵ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَلَفٍ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: سَعِدَ امْرُؤٌ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مِنْهُ خَلَفاً، وَ قَدْ أَرَانِيَ اللَّهُ ابْنِي هَذَا خَلَفاً، وَ أَشَارَ إِلَيْهِ، دَلَالَةً عَلَى خُصُوصِيَّتِهِ.

جعفر بن خلف نے امام کاظمؑ سے روایت کی: وہ شخص نیک بخت ہے جو مرنے سے پہلے اپنی نسل اور اولاد کو دیکھ لے اور اللہ تعالی نے مجھے میرا یہ بیٹا عطا کیا ہے جو میرا جانشین ہے اور انکی طرف اشارہ فرمایا اور ان کی پہچان کرائی۔

[۴۸] رجال الطوسی ۱۶۲و ۳۴۶. تنقیح المقال ۱: ۲۱۵. خاتمۃ المستدرک ۷۸۷. معجم رجال الحدیث ۴: ۶۶. جامع الرواۃ ۱: ۱۵۱. نقد الرجال ۶۹. مجمع الرجال ۲: ۲۶ و ۲۷. إعیان الشیعۃ ۴: ۱۰۷. رجال ابن داود ۶۳. بہجۃ الامال ۲: ۵۲۸. منتہی المقال ۷۶. العندبیل ۱: ۹۸. منہج المقال ۸۲. التحریر الطاووسی ۶۵. اتقان المقال ۱۷۱. الوجیزۃ للمجلسی ۲۹. لسان المیزان ۲: ۱۱۵.

محمد بن بشیر[۴۹]

وَ هُوَ نَادِرٌ طَرِيفٌ مِنْ اعْتِقَادِهِ فِي مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع). جو امام کاظمؑ کے متعلق بہت عجیب قسم کے خیالات رکھتا تھا۔

۹۰۶ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَالُوا إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَمَّا مَضَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ وَقَفَ عَلَيْهِ الْوَاقِفَةُ، جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، وَ كَانَ صَاحِبُ شُعْبَذَةٍ وَ مَخَارِيقَ مَعْرُوفاً بِذَلِكَ، فَادَّعَى أَنَّهُ يَقُولُ بِالْوَقْفِ عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع)، وَ أَنَّ مُوسَى (ع) هُوَ كَانَ ظَاهِراً بَيْنَ الْخَلْقِ يَرَوْنَهُ جَمِيعاً، يَتَرَاءَى لِأَهْلِ النُّورِ بِالنُّورِ[۵۰] وَ لِأَهْلِ الْكُدُورَةِ بِالْكُدُورَةِ فِي مِثْلِ خَلْقِهِمْ بِالْإِنْسَانِيَّةِ وَ الْبَشَرِيَّةِ اللَّحْمَانِيَّةِ، ثُمَّ حُجِبَ الْخَلْقُ جَمِيعاً عَنْ إِدْرَاكِهِ. وَ هُوَ قَائِمٌ بَيْنَهُمْ مَوْجُودٌ كَمَا كَانَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ مَحْجُوبُونَ عَنْهُ وَ عَنْ إِدْرَاكِهِ كَالَّذِي كَانُوا يُدْرِكُونَهُ. وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ هَذَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ مِنْ مَوَالِي بَنِي أَسَدٍ، وَ لَهُ أَصْحَابٌ قَالُوا

---

[۴۹]۔ رجال شیخ طوسی، ص ۳۵۸ ۳۶۱ ن ۳۸، اصحاب الکاظمؑ، فرمایا؛ غال ملعون ، ابن داود، رجال ، قسم ثانی: ۲۷۰ ن ۴۳۳ ، تحریر طاووسی، ۵۰۷ن ۳۷۱، و ص۵۲۴ن ۳۸۵، علامہ حلی، رجال: ۲۵۰ ن ۱۱. نقد الرجال تفریشی۴ص۱۵۰، ن۴۵۱۰، سماء المقال کلباسی، اص۱۱، رجال بحر العلوم اص۴۰۵، ج۴ص۱۱۷، معجم رجال الحدیث، ن ۱۰۳۳۵، تہذیب، ج۸باب نذور، ح۱۱۷۸، ج۱باب صفۃ الوضوء ح۲۱۲، اور استبصار شیخ طوسی ۴، باب نذر ح۱۶۲کی بعض سندوں میں محمد بن بشیر وارد ہوا اس سے اردبیلی نے جامع الرواۃ میں سمجھا ہے کہ یہ یہی غالی محمد بن بشیر ہے حالانکہ یہ ایک دوسرا شخص ہے جیسا کہ محقق خوئی نے اس کو بیان کیا ہے۔

[۵۰]۔ رجال الکشی، ص ۴۷۸

إِنَّ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ لَمْ يَمُتْ وَ لَمْ يُحْبَسْ وَ أَنَّهُ غَابَ وَ اسْتَتَرَ وَ هُوَ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ، وَ أَنَّهُ فِي وَقْتِ غَيْبَتِهِ اسْتَخْلَفَ عَلَى الْأُمَّةِ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ، وَ جَعَلَهُ وَصِيَّهُ وَ أَعْطَاهُ خَاتَمَهُ وَ عِلْمَهُ وَ جَمِيعَ مَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ رَعِيَّتُهُ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ وَ دُنْيَاهُمْ، وَ فَوَّضَ إِلَيْهِ جَمِيعَ أَمْرِهِ وَ أَقَامَهُ مَقَامَ نَفْسِهِ، فَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ الْإِمَامُ بَعْدَهُ.

ابو عمرو کشی کا بیان ہے کہ علماء کا کہنا ہے کہ جب امام کاظمؑ کی شہادت ہوئی اور واقفی گروہ پیدا ہو چکا تو محمد بن بشیر آیا اور وہ شعبدہ باز اور عجیب و غریب جادوئی کاموں کا ماہر اور مشہور تھا تو اس نے بھی امام کاظمؑ پر وقف کے نظریئے کی تائید کی اور اس نے کہا: پہلے امام کاظمؑ مخلوق میں بالکل ظاہر اور آشکار تھے اور سب انہیں دیکھتے تھے وہ اہل نور کو نور کے ذریعے نظر آتے تھے اور اہل کدورت کو ان کی بشری اور انسانی شکل کدورت میں نظر آتے تھے، پھر تمام مخلوق سے ان کا ادراک روک لیا گیا حالانکہ آپ ان میں پہلے کی طرح موجود ہیں لیکن لوگ انہیں درک نہیں کر سکتے اور پہلے کی طرح نہیں پا سکتے۔

اور یہ محمد بن بشیر کوفی بنی اسد کا ہم پیمان تھا اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ امام کاظمؑ نہ فوت ہوئے اور نہ قید ہوئے بلکہ وہ غائب ہو گئے اور وہی مہدی قائم آل محمدؐ ہیں، اور انہوں نے اپنی غیبت کے زمانے میں امت پر محمد بن بشیر کو اپنا جانشین بنایا اور اسے اپنا وصی قرار دیا اور اسے اپنی انگشتر علم اور وہ تمام ضروری چیزیں عطا کیں جو ان کے دین اور دنیا کے معاملات کی حفاظت کے لیے لازم تھیں اور انہیں اپنے تمام امور سپرد کر دیئے اور اسے اپنا قائم مقام قرار دیا تو محمد بن بشیر ان کے بعد امام ہے۔

۹۰۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى الْكِلَابِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ

مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: الظَّاهِرُ مِنَ الْإِنْسَانِ آدَمُ وَ الْبَاطِنُ أَزَلِيٌّ، وَ قَالَ، إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِالاثْنَيْنِ، وَ إِنَّ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ نَاظَرَهُ عَلَيْهِ فَأَقَرَّ بِهِ وَ لَمْ يُنْكِرْهُ، وَ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَمَّا مَاتَ أَوْصَى إِلَى ابْنِهِ سَمِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَهُوَ الْإِمَامُ، وَ مَنْ أَوْصَى إِلَيْهِ سَمِيعٌ فَهُوَ إِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَى الْأُمَّةِ إِلَى وَقْتِ خُرُوجِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (ع) وَ ظُهُورِهِ، فَمَا يَلْزَمُ النَّاسَ مِنْ حُقُوقٍ فِي أَمْوَالِهِمْ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَتَقَرَّبُونَ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَالْفَرْضُ عَلَيْهِ أَدَاؤُهُ إِلَى أَوْصِيَاءِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ إِلَى قِيَامِ الْقَائِمِ، وَ زَعَمُوا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى (ع)[۵۱] وَ كُلُّ مَنِ ادَّعَى الْإِمَامَةَ مِنْ وُلْدِهِ وَ وُلْدِ مُوسَى (ع) فَمُبْطِلُونَ كَاذِبُونَ غَيْرُ طَيِّبِي الْوِلَادَةِ، فَنَفَوْهُمْ عَنْ أَنْسَابِهِمْ وَ كَفَّرُوهُمْ لِدَعْوَاهُمُ الْإِمَامَةَ، وَ كَفَّرُوا الْقَائِلِينَ بِإِمَامَتِهِمْ وَ اسْتَحَلُّوا دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ، وَ زَعَمُوا أَنَّ الْفَرْضَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى إِقَامَةُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَ أَنْكَرُوا الزَّكَاةَ وَ الْحَجَّ وَ سَائِرَ الْفَرَائِضِ، وَ قَالُوا بِإِبَاحَةِ الْمَحَارِمِ وَ الْفُرُوجِ وَ الْغِلْمَانِ، وَ اعْتَلُّوا فِي ذَلِكَ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَ إِنَاثاً(شوری ۵۰)، وَ قَالُوا بِالتَّنَاسُخِ، وَ الْأَئِمَّةُ عِنْدَهُمْ وَاحِداً وَاحِداً إِنَّمَا هُمْ مُنْتَقِلُونَ مِنْ قَرْنٍ إِلَى قَرْنٍ، وَ الْمُوَاسَاةُ بَيْنَهُمْ وَاجِبَةٌ فِي كُلِّ مَا مَلَكُوهُ مِنْ مَالٍ أَوْ خَرَاجٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، وَ كُلَّمَا أَوْصَى بِهِ رَجُلٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لِسَمِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَوْصِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَ مَذَاهِبُهُمْ فِي التَّفْوِيضِ مَذَاهِبُ الْغُلَاةِ مِنَ الْوَاقِفَةِ، وَ هُمْ أَيْضاً قَالُوا بِالْحَلَالِ-

---

[۵۱]۔ رجال الکشی، ص ۴۷۹-۴۸۲۔

عثمان بن عیسی کلابی کا بیان ہے کہ اس نے محمد بن بشیر سے سنا کہ انسان کا ظاہر آدمی ہے اور اس کا باطن ازلی ہے اور وہ کئی قدیم ذوات یعنی خداوں کا قائل تھا تو ہشام بن سالم نے اس کے ساتھ اس موضوع میں مناظرہ کیا تو اس نے ہشام کی بات کو تسلیم کیا اور اس کا انکار نہیں کر سکا اور جب محمد بن بشیر مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے سمیع بن محمد کو اپنا وصی بنایا کہ وہ امام ہے اور جس کی طرف سمیع وصیت کرے وہ امت کا اس وقت تک واجب الاطاعت امام ہو گا جب تک امام کاظم ظہور نہیں فرماتے ،اور لوگوں پر جو حقوق مالی واجب الاداء ہیں جن کے ذریعے وہ تقرب خدا حاصل کرتے ہیں وہ قائم آل محمدؑ کے ظہور تک محمد بن بشیر کے اوصیاء کو ادا کریں گے۔

اور انہوں نے گمان کیا کہ علی رضاؑ اور ان کی اولاد اور امام کاظمؑ کی اولاد میں سے جو بھی امامت کا دعوی کرے تو (نعوذ باللہ) وہ باطل اور جھوٹا اور اس کی ولادت ناپاک ہو گی، تو انہوں نے ان کے نسب کی نفی کی اور ان کے دعوی امامت کی وجہ سے ان کی تکفیر کی اور ان کی امامت کے قائلین کو بھی کافر قرار دیا اور ان کی جان و مال کو حلال قرار دیا اور ان کا گمان تھا کہ ہم پر نماز اور ماہ رمضان کے روزے خدا کی طرف سے فرض ہیں [۵۲] لیکن زکات ، حج اور دوسرے دینی فرائض کا انکار کرتے تھے اور انہوں نے خدا کی حرام کردہ کاموں اور شہوت پرستی بشمول ہم جنس بازی کو حلال قرار دیا اور اس کے لیے اس آیت سے استدلال کیا: خدا انہیں بیٹے اور بیٹیاں عطا کرتا ہے (لیکن اس نے معنی کیا کہ وہ ان کی بیٹوں اور بیٹیوں سے شادیاں کراتا ہے

---

[۵۲]۔سب غالی بے نماز نہیں ہوتے جیسا کہ دیگر قرائن سے بھی محققین نے اس بات کو ذکر کیا بلکہ غالیوں کی عادات و اطوار مختلف ہیں اور وہ بے دینی کے مختلف طریقوں میں مشترک ہیں ،کلیات فی علم الرجال ،بحث غلات۔

) [٥٣]،اور وہ تناسخ کا قائل تھا اور اس کے نزدیک ائمہ نسل در نسل چلیں گے اور ان میں آپس میں اپنے مال و منال کے ذریعے مواسات ضروری ہے اور جو شخص راہ خدا کے لیے وصیت کرے تو وہ سمیع بن محمد اور اس کے بعد جو اوصیاء ہونگے ان کے قرار دے اور ان کے تفویض میں نظریات واقفی غالیوں کے نظریات کی مانند ہیں اور وہ حلول کے قائل ہیں۔

وَ زَعَمُوا أَنَّ كُلَّ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى مُحَمَّدٍ فَهُمْ بُيُوتٌ وَ ظُرُوفٌ، وَ أَنَّ مُحَمَّداً هُوَ رَبٌّ حَلَّ فِي كُلِّ مَنِ انْتَسَبَ إِلَيْهِ، وَ أَنَّهُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ، وَ أَنَّهُ مُحْتَجِبٌ فِي هَذِهِ الْحُجُبِ. وَ زَعَمَتْ هَذِهِ الْفِرْقَةُ وَ الْمُجَسِّمَةُ وَ الْعَلْيَاوِيَّةُ وَ أَصْحَابُ أَبِي الْخَطَّابِ: أَنَّ كُلَّ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى أَنَّهُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ فَهُوَ مُبْطِلٌ فِي نَسَبِهِ مُفْتَرٍ عَلَى اللَّهِ كَاذِبٌ وَ أَنَّهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ: إِنَّهُمْ يَهُودُ وَ نَصَارَى، فِي قَوْلِهِ: وَ قالَتِ الْيَهُودُ وَ النَّصارى نَحْنُ أَبْناءُ اللَّهِ وَ أَحِبّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ، مُحَمَّدٌ فِي مَذْهَبِ الْخَطَّابِيَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي مَذْهَبِ الْعَلْيَاوِيَّةِ، فَهُمْ مِمَّنْ خَلَقَ هَذَانِ، كَاذِبُونَ فِيمَا ادَّعَوْا مِنَ النَّسَبِ إِذْ كَانَ مُحَمَّدٌ عِنْدَهُمْ وَ عَلِيٌّ هُوَ رَبٌّ لَا يَلِدُ وَ لَا يُولَدُ وَ لَا يَسْتَوْلِدُ، تَعَالَى اللَّهُ عَمّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيراً.

---

[٥٣]۔ تمام آیات اور ان کا سیاق سباق ملاحظہ ہو جن سے یہ لوگ جاہل رہے؛لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۔أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (شوری٤٩-٥٠)ترجمہ ؛آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نرینہ اولاد عطا کرتا ہے،یا (جسے چاہے) بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے وہ یقینابڑا جاننے والا ، قدرت والا ہے،توان آیات میں مراد ہے؛{اویزوجہم} ای: یقرن بین الصنفین، ویہبہما جمیعاً، ہو ان تلد توامین غلاماً وجاریۃ، قالہ محمد بن الحنفیۃ، والتزویج ہنا الجمع بین البنین والبنات۔

اور وہ گمان کرتے ہیں کہ جو بھی اس محمد کی طرف منسوب ہے وہ گھروں اور ظروف کی مانند ہے اور محمد رب ہے جو اپنی نسل کے ہر شخص میں حلول کر چکا ہے اور وہ لم یلد ولم یولد ہے (یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے)، اور وہ ان پردوں میں چھپا ہوا ہے اور یہی اس فرقہ، مخمسہ، علیاویہ اور ابو الخطاب کے ساتھیوں کا گمان ہے اور جو شخص یہ نسب بیان کرے کہ وہ آل محمد میں سے ہے تو وہ اپنے نسب میں باطل ہے اور وہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

ان کے متعلق خدا نے فرمایا: وہ یہودی اور نصرانی ہیں اور نصاری و یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں تو ان سے کہہ دو کہ خدا تمہیں تمہارے گناہوں کے بسبب عذاب کیوں دیتا ہے بلکہ وہ بدترین مخلوق ہیں (مائدہ ۱۸)۔

ابو الخطاب کے مذہب میں محمد مصطفیٰ نے اور علیاوی مذہب میں امام علیؑ نے ان کو خلق کیا تو وہ اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک محمد مصطفیٰ ﷺ اور علی مرتضیٰؑ تو رب ہیں اور وہ لم یلد ولم یولد ہے (یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے)، اللہ ان بڑے دعووں سے بہت بلند ہے۔

وَ كَانَ سَبَبُ قَتْلِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ: لأَنَّهُ كَانَ مَعَهُ شُعْبَذَةٌ وَ مَخَارِيقُ فَكَانَ يُظْهِرُ الْوَاقِفَةَ أَنَّهُ مِمَّنْ وَقَفَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى (ع)، وَ كَانَ يَقُولُ فِي مُوسَى بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَ يَدَّعِي لِنَفْسِهِ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَ كَانَ عِنْدَهُ صُورَةٌ قَدْ عَمِلَهَا وَ أَقَامَهَا شَخْصاً كَأَنَّهُ صُورَةُ أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي ثِيَابِ حَرِيرٍ وَ قَدْ طَلَاهَا بِالْأَدْوِيَةِ وَ عَالَجَهَا بِحِيَلٍ عَمِلَهَا فِيهَا حَتَّى صَارَتْ شَبِيهاً بِصُورَةِ إِنْسَانٍ، وَ كَانَ يَطْوِيهَا فَإِذَا أَرَادَ الشُّعْبَذَةَ نَفَخَ فِيهَا فَأَقَامَهَا، وَ كَانَ يَقُولُ لأَصْحَابِهِ إِنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) عِنْدِي فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَرَوْهُ وَ تَعْلَمُوا أَنِّي نَبِيٌّ فَهَلُمُّوا أَعْرِضْهُ عَلَيْكُمْ! فَكَانَ يُدْخِلُهُمُ الْبَيْتَ وَ الصُّورَةُ مَطْوِيَّةٌ مَعَهُ، فَيَقُولُ لَهُمْ: هَلْ تَرَوْنَ فِي

الْبَيْتِ مُقِيماً أَوْ تَرَوْنَ فِيهِ غَيْرِي وَ غَيْرَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا وَ لَيْسَ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ، فَيَقُولُ اخْرُجُوا! فَيَخْرُجُونَ مِنَ الْبَيْتِ فَيَصِيرُ هُوَ وَرَاءَ السِّتْرِ وَ يُسْبِلُ السِّتْرَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يُقَدِّمُ تِلْكَ الصُّورَةَ، ثُمَّ يَرْفَعُ السِّتْرَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ، فَيَنْظُرُونَ إِلَى صُورَةٍ قَائِمَةٍ وَ شَخْصٍ كَأَنَّهُ شَخْصُ أَبِي الْحَسَنِ لَا يُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئاً، وَ يَقِفُ هُوَ مِنْهُ بِالْقُرْبِ فَيُرِيهِمْ مِنْ طَرِيقِ الشَّعْبَذَةِ أَنَّهُ يُكَلِّمُهُ وَ يُنَاجِيهِ وَ يَدْنُو مِنْهُ كَأَنَّهُ يُسَارُّهُ، ثُمَّ يَغْمِزُهُمْ أَنْ يَتَنَحَّوْا فَيَتَنَحَّوْنَ، وَ يُسْبِلُ السِّتْرَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ فَلَا يَرَوْنَ شَيْئاً.

اور اس محمد بن بشیر کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ شعبدہ بازی اور اس طرح عجیب و غریب کاموں کا ماہر تھا اور واقفی مذہب کے نظریات سے ظاہر ہے کہ وہ امام علی رضاؑ کی امامت پر وقف کا قائل تھا اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو رب مانتا تھا اور اپنے لیے نبوت کا قائل تھا اور اس نے امام کاظمؑ کی شکل میں ایک صورت بنائی تھی اور اسے ریشم کے کپڑے پہنائے تھے اور مختلف چیزوں کے ذریعے اس کی آرائش کی اور اسے بالکل انسان کے پیکر کی طرح قرار دیا اور وہ اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور جب شعبدہ بازی کرنا چاہتا تو اس میں پھونک دیتا اور اسے کھڑا کرتا اور اپنے ساتھیوں سے کہتا:

ابو الحسن میرے پاس ہیں اگر تم انہیں دیکھنا چاہتے ہو اور یقین کرنا چاہو کہ میں نبی ہو تو آو میں ان سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں، وہ انہیں گھر لے جاتا اور وہ تصویر پڑی ہوتی تو وہ ان سے کہتا: کیا تم اس گھر میں کسی شخص کو دیکھ رہے ہو یا اس گھر میں میرے اور اپنے سوا تم کسی کو پاتے ہو؟

وہ کہتے: نہیں گھر میں کوئی نہیں۔

وہ کہتا: تم گھر سے باہر جاو۔

وہ گھر سے نکل جاتے وہ پردے کے پیچھے چلا جاتا اور اپنے اور انکے درمیان پردے لٹکا دیتا پھر اس صورت کو مجسم کرتا اور اپنے اور ان کے درمیان والے پردے ہٹا دیتا تو وہ اس تصویر کو کھڑا ہوا دیکھتے اور ابوالحسن کی مانند شخص کو دیکھتے تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے پھر وہ اس تصویر کے پاس بیٹھ جاتا اور شعبدہ بازی کے ذریعے انہیں ایسے ظاہر کرتا گویا وہ کلام کر رہا ہو اور ان سے سرگوشی کرتا ہو اور اس کے قریب ہوتا گویا اسے خوش کر رہا ہو پھر انہیں اشارہ کرتا کہ چلے جاو تو وہ چلے جاتے اور ان کے درمیان پردے لٹکا دیئے جاتے تو وہ کوئی چیز نہ دیکھتے۔

وَ كَانَتْ مَعَهُ أَشْيَاءُ عَجِيبَةٌ مِنْ صُنُوفِ الشُّعْبَذَةِ مَا لَمْ يَرَوْا مِثْلَهَا، فَهَلَكُوا بِهَا، فَكَانَتْ هَذِهِ حَالَهُ مُدَّةً، حَتَّى رُفِعَ خَبَرُهُ إِلَى بَعْضِ الْخُلَفَاءِ أَحْسَبُهُ هَارُونَ أَوْ غَيْرَهُ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ، فَأَخَذَهُ وَ أَرَادَ ضَرْبَ عُنُقِهِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَبْقِنِي فَإِنِّي أَتَّخِذُ لَكَ أَشْيَاءَ يَرْغَبُ الْمُلُوكُ فِيهَا! فَأَطْلَقَهُ، فَكَانَ أَوَّلُ مَا اتَّخَذَ لَهُ الدَّوَالِيَ، فَإِنَّهُ عَمَدَ إِلَى الدَّوَالِي فَسَوَّاهَا وَ عَلَّقَهَا وَ جَعَلَ الزِّيْبَقَ بَيْنَ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ، فَكَانَتِ الدَّوَالِي تَمْتَلِي مِنَ الْمَاءِ وَ تُمِيلُ الْأَلْوَاحَ وَ يَنْقَلِبُ الزِّيْبَقُ مِنْ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ فَيَتْبَعُ الدَّوَالِي لِهَذَا، فَكَانَتْ تَعْمَلُ مِنْ غَيْرِ مُسْتَعْمِلٍ لَهَا وَ تُصَبُّ الْمَاءُ فِي الْبُسْتَانِ، فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ مَعَ أَشْيَاءَ عَمِلَهَا، يُضَاهِي اللَّهَ بِهَا فِي خَلْقِهِ الْجَنَّةَ، فَقَوَّاهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَرْتَبَةً، ثُمَّ إِنَّهُ يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ انْكَسَرَ بَعْضُ تِلْكَ الْأَلْوَاحِ فَخَرَجَ مِنْهَا الزِّيْبَقُ، فَتَعَطَّلَتْ فَاسْتَرَابَ أَمْرُهُ وَ ظَهَرَ عَلَيْهِ التَّعْطِيلُ وَ الْإِبَاحَاتُ. وَ قَدْ كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَ أَبُو الْحَسَنِ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) يَدْعُوَانِ اللَّهَ عَلَيْهِ، وَ يَسْأَلَانِهِ أَنْ يُذِيقَهُ حَرَّ الْحَدِيدِ! فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ بَعْدَ أَنْ عُذِّبَ بِأَنْوَاعِ الْعَذَابِ.

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: وَ حَدَّثَ بِهَذِهِ الْحِكَايَةِ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، رِوَايَةً لَهُ، وَ بَعْضُهَا عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. وَ كَانَ هَاشِمُ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ قَدْ تَعَلَّمَ مِنْهُ بَعْضَ تِلْكَ الْمَخَارِيقِ، فَصَارَ دَاعِيَةً إِلَيْهِ مِنْ بَعْدِه.

اس کے پاس شعبدہ بازی کی اتنی قسم کی عجیب چیزیں تھیں کہ جن کو لوگوں نے کسی سے نہیں دیکھا تھا تو وہ ان کے ذریعے ہلاک ہوگئے ایک عرصہ تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کی خبر خلفاء کو پہنچی،ظاہراوہ ہارون یا اس کے بعد کا دور تھا اسے بتایا گیا کہ وہ زندیق ہو چکا ہے تو اس نے پکڑ کر اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔

اس نے کہا: اے بادشاہ! مجھے مہلت دیجیئے میں آپ کے لیے ایسی چیزیں بناوں گا جن میں بادشاہ رغبت کرتے ہیں تو اس نے اسے آزاد کر دیا تو اس نے بہت سے ڈول بنائے تو ان کو برابر کر کے لٹکادیا اور ان تختوں کے درمیان زیبق (سیسہ/پارہ) بھر دیا اور وہ ڈول پانی سے بھر دیئے تختے نیچے ہو جاتے تو مسلسل پانی جاری رہتا اور بغیر زیادہ اخراجات اور مزدوروں کی مدد کے وہ باغ کو پانی دیتا اور اس طرح اس نے خلیفہ کو تعجب میں ڈالا جس کو اس نے خدا کی جنت کے مشابہہ بنا دیا تو خلیفہ نے اسے تقویت دی اور اسے اپنا قرب بخشا اور اسے عظیم مرتبہ دیا۔

پھر ایک دن ایک تختہ ٹوٹا تو وہ سب پارہ بہہ گیا تو سب نظام معطل ہو گیا اور اس کا معاملہ مشکوک ہو گیا اور اس کے نظریات دینی کی چھٹی اور خدا کے حرام کو حلال کرنے کی قلعی کھل گئی امام صادق و کاظمؑ نے اسے بددعا دی تھی اور اس کے لیے تلوار کے وار کا سوال کیا تھا تو خدا نے کئی طرح کے عذاب دینے کے بعد اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھایا۔

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں: یہ حکایت محمد بن عیسی عبیدی نے نقل کی اور بعض حصہ یونس بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے اور ہاشم بن ابی ہاشم نے اس سے کچھ شعبدہ بازی سیکھ لی تھی تو اس کے بعد وہ اس کے نظریات کا داعی اور مبلغ بن گیا تھا۔

۹۰۸ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْمِسْمَعِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حَدِیدٍ الْمَدَائِنِیُّ، قَالَ، سَمِعْتُ مَنْ سَأَلَ أَبَا الْحَسَنِ الْأَوَّلَ (ع) فَقَالَ، إِنِّی سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِیرٍ یَقُولُ إِنَّکَ لَسْتَ مُوسَی بْنَ جَعْفَرٍ الَّذِی أَنْتَ إِمَامُنَا وَ حُجَّتُنَا فِیمَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اللَّه تَعَالَی، قَالَ، فَقَالَ: لَعَنَهُ اللَّهُ ثَلَاثاً أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِیدِ قَتَلَهُ اللَّهُ أَخْبَثَ مَا یَکُونُ مِنْ قِتْلَةٍ! فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِذَا أَنَا سَمِعْتُ ذَلِکَ مِنْهُ أَ وَ لَیْسَ حَلَالٌ لِی دَمُهُ مُبَاحٌ کَمَا أُبِیحَ دَمُ السَّابِّ لِرَسُولِ اللَّه (ص) وَ لِلْإِمَامِ (ع) فَقَالَ: نَعَمْ حِلٌّ وَ اللَّه دَمُهُ وَ أَبَاحَهُ لَکَ وَ لِمَنْ سَمِعَ ذَلِکَ مِنْهُ، قُلْتُ أَ وَ لَیْسَ هَذَا بِسَابٍّ لَکَ قَالَ هَذَا سَابٌّ لِلَّه وَ سَابٌّ لِرَسُولِ اللَّه وَ سَابٌّ لِآبَائِی وَ سَابٌّ لِی، وَ أَیُّ سَبٍّ لَیْسَ یَقْصُرُ عَنْ هَذَا وَ لَا یَفُوقُهُ هَذَا الْقَوْلُ! فَقُلْتُ أَ رَأَیْتَ إِذَا أَنَا لَمْ أَخَفْ أَنْ أَغْمِزَ بِذَلِکَ بَرِیئاً ثُمَّ لَمْ أَفْعَلْ وَ لَمْ أَقْتُلْهُ مَا عَلَیَّ مِنَ الْوِزْرِ فَقَالَ: یَکُونُ عَلَیْکَ وِزْرُهُ أَضْعَافاً مُضَاعَفَةً مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ وِزْرِهِ شَیْءٌ، أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ دَرَجَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ نَصَرَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ بِظَهْرِ الْغَیْبِ، وَ رَدَّ عَنِ اللَّه وَ عَنْ رَسُولِه (صَلَّی اللَّهُ عَلَیْه وَ آله).

علی بن حدید مدائنی کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص کو سنا جس نے امام کاظمؑ سے سوال کیا کہ محمد بن بشیر کہتا ہے کہ آپ وہ موسی بن جعفر نہیں جو ہمارے امام اور ہمارے اور خدا کے درمیان حجت ہیں، تو آپ نے اس پر تین بار لعنت کی اور بد دعا دی کہ خدا یا اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھا اور اسے بدترین قتل سے دوچار فرما۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، جب آپ نے یہ بات اس سے سن لی ہے تو کی میرے لیے اس کا خون بہانا اور اسے قتل کرنا جائز ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ اور امام کو گالی دینے والے کا قتل معاف ہے ؟

امام نے فرمایا: ہاں،خدا کی قسم ! اس کا خون تیرے لیے حلال ہے اور جو شخص یہ باتیں اس سے سنے اس کے لیے بھی جائز ہے کہ اسے قتل کردے۔

میں نے عرض کی: کیا یہ آپکو گالی نہیں دے رہا؟

امام نے فرمایا: یہ خدا اور اس کے رسول ﷺ اور میرے آباء واجدادؑ اور خود مجھے گالی دینے والا ہے، بھلا کونسی گالی اس سے بڑی ہے۔

میں نے عرض کی: مولا، اگر مجھے کوئی خوف نہ ہو اور میں اسے قتل نہ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا ؟فرمایا: اس کے گناہ میں کمی نہیں کی جائے گی اور اس کے علاوہ تجھ پر اس کے گناہ سے کئی گناہ زیادہ عذاب ہوگا،تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن تمام شہداء سے افضل وہ شہداء ہونگے جنہوں نے خدا و رسول ﷺ کی غیب میں مدد کی ہوگی اور خدا اور اس کے رسولؐ کا دفاع کیا ہوگا۔

۹۰۹ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيُّ،[۵۴] قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ الْبَطَائِنِيُّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى (ع) يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ وَ أَذَاقَهُ حَرَّ الْحَدِيدِ إِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَيَّ، بَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ وَ بَرِئْتُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا يَدَّعِي فِيَّ ابْنُ بَشِيرٍ، اللَّهُمَّ أَرِحْنِي مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ مَا أَحَدٌ اجْتَرَأَ أَنْ

---

[۵۴]۔ رجال الکشی، ص ۴۸۳

يَتَعَمَّدَ الْكَذِبَ عَلَيْنَا إِلَّا أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ إِنَّ بَيَاناً كَذَبَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ إِنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ سَعِيدٍ كَذَبَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ، وَ إِنَّ أَبَا الْخَطَّابِ كَذَبَ عَلَى أَبِي فَأَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِيدِ وَ إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ بَشِيرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ يَكْذِبُ عَلَيَّ بَرِئْتُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا يَدَّعِيهِ فِيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، اللَّهُمَّ أَرِحْنِي مِنْهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُخَلِّصَنِي مِنْ هَذَا الرِّجْسِ النَّجِسِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ، فَقَدْ شَارَكَ الشَّيْطَانُ أَبَاهُ فِي رَحِمِ أُمِّهِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً قُتِلَ بِأَسْوَإِ قِتْلَةٍ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ لَعَنَهُ اللَّهُ.

علی بن ابی حمزہ بطائنی نے امام کاظمؑ سے روایت کی، فرمایا: خدایا محمد بن بشیر پر لعنت فرما اور اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھا، وہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، خدا اس سے بری ہے اور میں اس سے بری ہوں اور خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور خدایا میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو میرے متعلق وہ رائے رکھتا ہو جو محمد بن بشیر کہتا ہے، خدایا مجھے اس سے نجات دے۔

پھر فرمایا: اے علی! کسی ایک نے ہم پر جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کی مگر خدا نے اسے تلوار کا لقمہ بنا دیا، بیان نے امام سجاد پر جھوٹ بولا تو اسے خدا نے تلوار کے سپرد کر دیا اور مغیرہ بن سعید نے امام باقر پر جھوٹ بولا تو خدا نے اسے تلوار کا لقمہ بنا دیا اور ابو الخطاب نے میرے باپ امام صادقؑ پر جھوٹ بولا تو خدا نے اسے تلوار کے ٹھکانے لگا دیا اور محمد بن بشیر مجھ پر جھوٹ بول رہا ہے میں خدا کے دربار میں اس سے بری ہوں۔

خدایا میں ہر اس شخص سے بری ہوں جو میرے متعلق وہ رائے رکھتا ہو جو محمد بن بشیر کہتا ہے، خدایا مجھے اس سے نجات دے، خدایا مجھے اس نجس اور خبیث بلا محمد بن بشیر سے چھٹکارا

دے ،یقینا شیطان اس کے نطفے میں اس کی ماں کے رحم میں اس کے باپ کے ساتھ شریک ہوا ہے۔

علی بن ابی حمزہ کہتا ہے: میں نے کسی کو محمد بن بشیر (خدا اس پر لعنت کرے) کے قتل سے زیادہ بری طرح قتل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

یونس بن عبدالرحمٰن، ابو محمد آل یقطین کا ساتھی[55]

۹۱۰ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْمُهْتَدِی الْأَشْعَرِیُّ عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنِ الْمُهْتَدِی، وَ كَانَ خَیْرَ قُمِّیٍّ رَأَیْتُهُ، وَ كَانَ وَكِیلَ الرِّضَا (ع) وَ خَاصَّتَهُ، قَالَ، سَأَلْتُ الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ إِنِّی لَا أَلْقَاكَ فِی كُلِّ وَقْتٍ فَعَنْ مَنْ آخُذُ مَعَالِمَ دِینِی قَالَ خُذْ مِنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ مجھے مہتدی اشعری عبدالعزیز بن مہتدی جو بہتری قمی تھے اور امام رضاؑ کے وکیل اور خواص میں سے تھے نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: مولا، میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو میں اپنے دین کے معارف اور تعلیمات کس سے حاصل کروں؟

امام نے فرمایا: تو اپنے دین کے معارف یونس بن عبدالرحمٰن سے حاصل کر۔

[55]۔ رجال البرقی ۴۹، فہرست ابن الندیم ۳۲۳، رجال النجاشی ۲ص۴۲۰، رجال الطوسی ۳۶۴ن۱۱ و ۳۹۴ن۱، فہرست الطوسی ۲۱۱ن۸۱۰، معالم العلماء ۱۳۷، رجال ابن داود ۳۸۴ و ۳۸۰، رجال العلامۃ الحلی ۱۸۴، نقد الرجال ۳۸۱، جامع الرواۃ ۲ص۳۵۶، الفرق بین الفرق ۶۱، بہجۃ الآمال ۷ص۳۵۷، تنقیح المقال ۳ص۳۳۸، إعیان الشیعۃ ۱۰ص۳۲۶، ہدیۃ العارفین ۲ص۵۷۲، معجم رجال الحدیث ۲۰ص۱۹۸ن۱۳۸۳۴، قاموس الرجال ۹ص۴۸۷، الاَعلام للزرکلی ۸ص۲۶۱، معجم المؤلفین ۱۳ص۳۴۸.

۹۱۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ وَ جَعْفَرُ بْنُ عِيسَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، أَنَّ الرِّضَا (ع) ضَمِنَ لِيُونُسَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فضل بن شاذان نے تین راویوں (محمد بن حسن واسطی، جعفر بن عیسی اور محمد بن یونس) سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے یونس بن عبدالرحمٰن کے لیے تین بار جنت کی ضمانت لی۔

۹۱۲ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، عَنِ الْفَضْلِ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عِيسَى الْيَقْطِينِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ جَمِيعاً، أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) ضَمِنَ لِيُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ وَ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

فضل بن شاذان نے دو راویوں (جعفر بن عیسی اور محمد بن حسن) سے روایت کی کہ امام جوادؑ نے یونس بن عبدالرحمٰن کے لیے اپنی طرف سے اور اپنے آباء کی طرف سے جنت کی ضمانت لی۔

۹۱۳ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيَ الْجَلِيلُ الْمُلَقَّبُ بِشَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَلَفٍ ظِئْرِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، كُنْتُ مَرِيضاً فَدَخَلَ عَلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) يَعُودُنِي فِي مَرَضِي، فَإِذَا عِنْدَ رَأْسِي كِتَابُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَجَعَلَ يَتَصَفَّحُهُ وَرَقَةً وَرَقَةً، حَتَّى أَتَى عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، وَ جَعَلَ يَقُولُ: رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ.

فضل بن شاذان نے اپنے جلیل القدر باپ شاذان سے روایت کی کہ انہیں احمد بن ابی خلف امام جواد کے ہم ظلف نے بیان کیا کہ میں مریض تھا تو امام جوادؑ میری عیادت کے تشریف لائے تو میرے سرہانے (دن رات کے اعمال کی) کتاب یوم و لیلہ پڑی تھی تو آپ نے اس کو اول سے آخر تک ورق ورق دیکھا اور یہ کہنا شروع کر دیا:

خدایا یونس پر رحم فرما، خدایا یونس پر رحم فرما، خدایا یونس پر رحم فرما۔

۹۱۴ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِی سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ، مَا نَشَأَ فِی الْإِسْلَامِ رَجُلٌ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ كَانَ أَفْقَهَ مِنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ، وَ لَا نَشَأَ رَجُلٌ بَعْدَهُ أَفْقَهُ مِنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ.

فضل بن شاذان نے فرمایا: اسلام میں معصومین کے علاوہ کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو سلمان فارسی سے بڑا فقیہ ہو اور ان کے بعد کوئی کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو یونس بن عبدالرحمٰن سے بڑا فقیہ اور مجتہد ہو، خدا ان پر رحمت فرمائے۔

۹۱۵ رُوِیَ عَنْ أَبِی بَصِيرٍ حَمَّادِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَيْدٍ الْهَرَوِیِّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِیَّ قَالَ أَدْخَلْتُ كِتَابَ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ الَّذِی أَلَّفَهُ [۵۶] يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى أَبِی الْحَسَنِ الْعَسْكَرِیِّ (ع) فَنَظَرَ فِيهِ وَ تَصَفَّحَهُ كُلَّهُ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا دِينِی وَ دِينُ آبَائِی وَ هُوَ الْحَقُّ كُلُّهُ. ۹۱۶ وَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) مِثْلَهُ.

---

[۵۶] رجال الکشی، ص ۴۸۵

داود بن قاسم کا بیان ہے کہ ابو جعفر جعفری نے یونس بن عبدالرحمٰن کی (دن رات کے اعمال کی) کتاب یوم و لیلہ امام ابوالحسن عسکریؑ کے حضور پیش کی تو آپ نے اس کو اول سے آخر تک ورق ورق دیکھا اور فرمایا:

یہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے اور یہ پوری کی پوری حق ہے۔

۹۱۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ فِي كِتَابِهِ، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْقَمَّاصَ الْحَسَنَ بْنَ عَلَوِيَّةَ الثِّقَةَ، يَقُولُ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ: حَجَّ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرْبَعاً وَ خَمْسِينَ حَجَّةً، وَ اعْتَمَرَ أَرْبَعاً وَ خَمْسِينَ عُمْرَةً، وَ أَلَّفَ أَلْفَ جِلْدٍ رَدّاً عَلَى الْمُخَالِفِينَ، وَ يُقَالُ: انْتَهَى عِلْمُ الْأَئِمَّةِ (ع) إِلَى أَرْبَعَةِ نَفَرٍ أَوَّلُهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَ الثَّانِي جَابِرٌ وَ الثَّالِثُ السَّيِّدُ وَ الرَّابِعُ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

فضل بن شاذان نے فرمایا: یونس بن عبدالرحمٰن نے ۵۴ حج کیے اور ۵۴ عمرے کیے اور مخالفین کی ردّ میں ایک ہزار جلدیں کتاب تالیف کیں اور کہا جاتا ہے: ائمہ معصومینؑ کا علم چار افراد کے پاس کمال کی حد تک تھا:

سلمان فارسی، جابر انصاری، سید حمیری، اور یونس بن عبدالرحمٰن۔

۹۱۸ وَ قَالَ الْعُبَيْدِيُّ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يُصَلِّي فِي الرَّوْضَةِ بَيْنَ الْقَبْرِ وَ الْمِنْبَرِ وَ لَمْ يمكنني [يُمْكِنِّي] أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ، وَ كَانَ لِيُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرْبَعُونَ أَخاً يَدُورُ عَلَيْهِمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ مُسَلِّماً، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَأْكُلُ وَ يَتَهَيَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ

يَجْلِسُ لِلتَّصْنِيفِ وَ تَأْلِيفِ الْكُتُبِ، وَ قَالَ يُونُسُ: صُمْتُ عِشْرِينَ سَنَةً وَ سَأَلْتُ عِشْرِينَ سَنَةً ثُمَّ أَجَبْتُ.

عبیدی کا بیان ہے کہ میں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے سنا، فرمایا: میں نے امام صادقؑ کو روضہ نبی اکرم ﷺ میں قبر و منبر کے درمیان میں دیکھا لیکن میں آپ سے کوئی سوال نہیں کر سکا اور عبیدی نے کہا: یونس بن عبدالرحمٰن کے چالیس بھائی اور دوست تھے ہر روز وہ ان کو سلام کرنے جاتے پھر گھر لوٹ آتے اور کھانا کھاتے اور نماز کے آمادہ ہوتے اور پھر تصنیف اور کتابیں تالیف کرنے بیٹھ جاتے تھے۔

اور یونس نے کہا: میں نے ۲۰ سال روزے رکھے اور ۲۰ سال سوال کیا اور پھر جواب دینا شروع کیے۔

۹۱۹ وَ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، سَمِعْتُ الثِّقَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ أَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ فِي زَمَانِهِ كَسَلْمَانَ فِي زَمَانِهِ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُ خَدَمَ مِنَّا أَرْبَعَةً عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ بُرْهَةً مِنْ عَصْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)، وَ يُونُسُ فِي زَمَانِهِ كَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ فِي زَمَانِهِ-

فضل بن شاذان نے ایک ثقہ اور صادق القول شخص سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: ابو حمزہ ثمالی اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے کیونکہ اس نے ہم اہل بیتؑ میں سے چار ائمہؑ کی خدمت کا شرف حاصل کیا: امام سجادؑ، امام باقرؑ، امام صادقؑ اور امام کاظمؑ کے زمانے کا کچھ حصہ اور یونس بھی اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے۔

۹۲۰ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ سَأَلْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، عَنِ الْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ فِي يُونُسَ أَنَّهُ لَقِيطُ آلِ يَقْطِينٍ فَقَالَ كَذَبَ، وُلِدَ يُونُسُ فِي آخِرِ

زَمَانِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ، وَ يَقْطِينٌ لَمْ يَكُنْ فِی ذَلِکَ الزَّمَانِ إِنَّمَا كَانَ وُلِدَ فِی زَمَنِ الْعَبَّاسِ.

علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ میں نے فضل بن شاذان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا جو یونس کے بارے میں ہے کہ وہ آل یقطین کی نسل سے تھے۔

انہوں نے کہا: نقل کرنے والے نے جھوٹ بولا ہے بھلا یونس ہشام بن عبدالملک کے زمانے کے آخر میں پیدا ہوئے اور یقطین اس زمانے میں ہر گز نہیں تھے وہ تو عباس کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

۹۲۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْفَارِسِيُّ، حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْأُمَوِیِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ انْظُرُوا إِلَى مَا خَتَمَ اللَّهُ لِيُونُسَ، قَبَضَهُ بِالْمَدِينَةِ مُجَاوِراً لِرَسُولِ اللَّهِ (ص).

حسن بن علی بن فضال نے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: دیکھو خدا نے یونس کے لیے کیسا خاتمہ بالخیر قرار دیا کہ اسے رسول اکرم ﷺ کے جوار میں مدینہ کے اندر موت دی۔

۹۲۲ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَمْرَكِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ أَبِی قَتَادَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) مَا تَقُولُ فِی يُونُسَ قَالَ: مَنْ يُونُسُ قُلْتُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: لَعَلَّکَ تُرِيدُ مَوْلَى بَنِی يَقْطِينٍ قُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ عَلَى مَا نُحِبُّ.

داود بن قاسم نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے عرض کی آپ یونس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے پوچھا: کونسے یونس؟

میں نے عرض کی: یونس بن عبدالرحمٰن، کیا تیری مراد وہ یونس ہے جو بنی یقطین کا دوست تھا۔

میں نے عرض کی: ہاں مولا۔

امام نے فرمایا: خدا اس پر رحم فرمائے، وہ ایسے تھا جیسے ہم چاہتے ہیں۔

۹۲۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْعَبَّاسِ الْحِمْیَرِیُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِی هَاشِمٍ الْجَعْفَرِیِّ قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ یُونُسَ قَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ.

ابو ہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟

امام نے فرمایا: خدا اس پر رحم فرمائے۔

۹۲۴ حَدَّثَنِی آدَمُ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ: حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ حَسَنٍ الدَّقَّاقُ النَّیْسَابُورِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى السَّمَّانُ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ أَخِیهِ جَعْفَرِ بْنِ عِیسَى، قَالَ، کُنَّا عِنْدَ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَ عِنْدَهُ یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِذَا اسْتَأْذَنَ عَلَیْهِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَأَوْمَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِلَى یُونُسَ: ادْخُلِ الْبَیْتَ! فَإِذَا بَیْتٌ مُسْبَلٌ عَلَیْهِ سِتْرٌ، وَ إِیَّاکَ أَنْ تَتَحَرَّکَ حَتَّى تُؤْذَنَ لَکَ! فَدَخَلَ الْبَصْرِیُّونَ وَ أَکْثَرُوا مِنَ الْوَقِیعَةِ وَ الْقَوْلِ فِی یُونُسَ، وَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مُطْرِقٌ، حَتَّى لَمَّا أَکْثَرُوا وَ قَامُوا فَوَدَّعُوا

وَ خَرَجُوا: فَأَذِنَ لِيُونُسَ بِالْخُرُوجِ، فَخَرَجَ بَاكِياً فَقَالَ: جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ إِنِّي أُحَامِي عَنْ هَذِهِ الْمَقَالَةِ وَ هَذِهِ حَالِي عِنْدَ أَصْحَابِي! فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع): يَا يُونُسُ وَ مَا عَلَيْكَ مِمَّا يَقُولُونَ إِذَا كَانَ إِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِياً! يَا يُونُسُ حَدِّثِ النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، وَ اتْرُكْهُمْ مِمَّا لَا يَعْرِفُونَ، كَأَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تُكَذَّبَ عَلَى اللَّهِ فِي عَرْشِهِ، يَا يُونُسُ وَ مَا عَلَيْكَ أَنْ لَوْ كَانَ فِي يَدِكَ الْيُمْنَى دُرَّةٌ ثُمَّ قَالَ النَّاسُ بَعْرَةٌ أَوْ قَالَ النَّاسُ دُرَّةٌ، أَوْ بَعْرَةٌ فَقَالَ النَّاسُ دُرَّةٌ، هَلْ يَنْفَعُكَ ذَلِكَ شَيْئاً فَقُلْتُ لَا، فَقَالَ: هَكَذَا أَنْتَ يَا يُونُسُ، إِذْ كُنْتَ عَلَى الصَّوَابِ وَ كَانَ إِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِياً لَمْ يَضُرَّكَ مَا قَالَ النَّاسُ.

جعفر بن عیسی کا بیان ہے کہ ہم امام رضاؑ کے پاس تھے اور یونس بن عبدالرحمٰن بھی وہاں موجود تھا، پس جب اہل بصرہ میں سے ایک گروہ نے اذن حضور طلب کیا تو امام نے یونس کو اشارہ فرمایا کہ گھر میں چلے جاو اور اس کمرے میں پردہ لٹکا ہوا تھا اور فرمایا بالکل حرکت نہیں کرنا یہاں تک کہ تجھے اجازت دی جائے تو بصری گروہ داخل ہوا اور انہوں نے یونس کے گلے شکوہ اور ان کی عیب جوئی شروع کر دی اور امام رضاؑ سر جھکائے بیٹھے رہے یہاں تک کہ انہوں نے بہت زیادہ ان کی عیب جوئی کی اور اٹھ کر چلے گئے تو امام نے یونس کو باہر آنے کی اجازت دی تو وہ روتے ہوئے باہر نکلے اور امام سے عرض کی: خدا مجھے آپ پر قربان فرمائے، میں اس نظریہ امامت کا دفاع کرتا ہوں اور میرے ساتھیوں کے ہاں میری یہ حالت ہے۔

امام نے فرمایا: اے یونس! تمہیں ان کی باتوں سے کیا تعلق ہے جب تیرا امام تجھ سے راضی ہے! اے یونس لوگوں کو وہ باتیں بتاو جو وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے ان کی زحمت نہ دو گویا تو چاہتا ہے کہ خدا کی اس کے عرش میں اس کی تکذیب کی جائے۔

اے یونس! تمہیں کیا ہے اگر تیرے ہاتھ میں درّہ ہو اور لوگ اسے مینگنی قرار دیں یا لوگ درہ کہیں یا مینگنی کہیں، کیا یہ چیزیں تجھے کچھ فائدہ دیں گیں؟!

یونس نے عرض کی: نہیں مولا۔

فرمایا: اے یونس تو بھی اسی طرح ہے، جب تو حق پر ہو اور تیرا امام تجھ سے راضی ہو تو لوگوں کی باتیں تجھے ہرگز ضرر نہیں پہنچائیں گی۔

۹۲۵ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الرِّضَا (ع) عَنْ يُونُسَ فَقَالَ مَنْ يُونُسُ فَقُلْتُ مَوْلَى عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ تُرِيدُيُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ لَا وَ اللَّهِ لَا أَدْرِي ابْنُ مَنْ هُوَ قَالَ: بَلْ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ رَحِمَ اللَّهُ يُونُسَ نِعْمَ الْعَبْدُ كَانَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ[۵۷].

ابوہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟

امام نے فرمایا: کونسے یونس؟

میں نے عرض کی: جو علی بن یقطین کے دوست ہیں۔

فرمایا: تیری مراد یونس بن عبدالرحمان ہے؟

میں نے عرض کی: خدا کی قسم، نہیں مولا، مجھے ان کے والد کا نام نہیں آتا۔

فرمایا: وہ عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے پھر فرمایا، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا تعالی کا بہت اچھا عبد تھا۔

۵۷۔ رجال الکشی، ص ۴۸۸۔

۹۲۶ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ سَمِعْتُ الثِّقَةَ یَقُولُ سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) یَقُولُ: یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِی زَمَانِه کَسَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ فِی زَمَانِه، قَالَ الْفَضْلُ وَ لَقَدْ حَجَّ یُونُسُ إِحْدَی وَ خَمْسِینَ حَجَّةً آخِرُهَا عَنِ الرِّضَا (ع).

فضل بن شاذان نے ایک ثقہ اور صادق القول شخص سے روایت کی کہ امام رضاؑ نے فرمایا: یونس اپنے زمانے میں سلمان فارسی کی مانند تھے، اور فضل نے کہا: انہوں نے ۵۱ حج کیے اور آخری حج امام رضاؑ کی طرف سے کیا۔

۹۲۷ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، لَمْ یَرْوِ یُونُسُ عَنْ عُبَیْدِ اللَّهِ وَ مُحَمَّدٍ ابْنَیِ الْحَلَبِیِّ قَطُّ وَ لَا رَءَاهُمَا، وَ مَاتَا فِی حَیَاةِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ (ع)-

نصر بن صباح نے کہا: یونس بن عبدالرحمان نے حلبی کے بیٹے عبیداللہ اور محمد سے ہرگز روایت نہیں کی اور ان کو دیکھا بھی نہیں، وہ دونوں امام صادق کی زندگی میں فوت ہوگئے تھے۔

۹۲۸ حَمْدَوَیْه بْنُ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ، قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: یَا یُونُسُ ارْفُقْ بِهِمْ فَإِنَّ کَلَامَکَ یَدِقُّ عَلَیْهِمْ قَالَ، قُلْتُ إِنَّهُمْ یَقُولُونَ لِی زِنْدِیقٌ! قَالَ لِی: وَ مَا یَضُرُّکَ أَنْ یَکُونَ فِی یَدِکَ لُؤْلُؤَةٌ یَقُولُ النَّاسُ هِیَ حَصَاةٌ، وَ مَا کَانَ یَنْفَعُکَ أَنْ یَکُونَ فِی یَدِکَ حَصَاةٌ فَیَقُولَ النَّاسُ لُؤْلُؤَةً.

یونس بن عبدالرحمان کا بیان ہے کہ عبد صالح نے مجھ سے فرمایا: اے یونس! لوگوں سے نرمی کرو، تمہاری کلام ان پر گراں ہوتی ہے، میں نے عرض کی: مولا وہ مجھے زندیق قرار دیتے ہیں، فرمایا: تجھے کچھ ضرر نہیں جب تیرے ہاتھ میں موتی اور جواہر ہوں اور لوگ انہیں کنکریاں

قرار دیں اور اسی طرح تجھے کچھ فائدہ نہیں جب تیرے ہاتھ میں کنکریاں ہوں اور لوگ انہیں موتی قرار دیں۔

۹۲۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِيُّ، وَ كَانَ ثِقَةً فَاضِلًا صَالِحاً، قَالَ، دَخَلْتُ مَعَ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى الرِّضَا (ع) فَشَكَا إِلَيْهِ مَا يَلْقَى مِنْ أَصْحَابِهِ مِنَ الْوَقِيعَةِ! فَقَالَ الرِّضَا (ع): دَارِهِمْ فَإِنَّ عُقُولَهُمْ لَا تَبْلُغُ.

فضل بن شاذان نے ابو جعفر بصری جو کہ ایک ثقہ اور صادق القول شخص اور فاضل و صالح انسان تھے ،سے روایت کی کہ میں اور یونس بن عبدالرحمٰن امام رضاؑ کے پاس حاضر ہوئے ،تو یونس نے آپ کے حضور میں اس اذیت کی شکایت کی جو انہیں آپ کے اصحاب کی طرف سے پہنچتی تھی !

امام نے فرمایا: ان کے ساتھ مدارات کرو کیونکہ وہ ان کی عقلیں اس حدّ تک نہیں پہنچ سکتیں۔

۹۳۰ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ كَثِيراً مِنْ هَذِهِ الْعِصَابَةِ يَقَعُونَ فِيكَ وَ يَذْكُرُونَكَ بِغَيْرِ الْجَمِيلِ! فَقَالَ: أُشْهِدُكُمْ أَنَّ كُلَّ مَنْ لَهُ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) نَصِيبٌ فَهُوَ فِي حِلٍّ مِمَّا قَالَ.

فضل بن شاذان نے شیعہ کے ایک گروہ سے روایت کی کہ یونس بن عبدالرحمٰن سے کہا گیا: اس گروہ کے بہت سے لوگ تیری عیب جوئی کرتے ہیں اور تیرے بارے میں بری تعبیریں بناتے ہیں ؟

انہوں نے کہا: میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ جس شخص میں ولایت امام علی کا کچھ بھی عقیدہ ہو گا تو میں نے اسے بخش دیا جو وہ میرے بارے میں باتیں کرے۔

۹۳۱ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُهْتَدِی، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) مَا تَقُولُ فِی يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَكَتَبَ إِلَیَّ بِخَطِّهِ أُحِبُّهُ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَ إِنْ كَانَ يُخَالِفُكَ أَهْلُ بَلَدِكَ.

عبدالعزیز بن مہتدی کا بیان ہے کہ میں نے امام جواد کو خط لکھا کہ آپ یونس بن عبدالرحمٰن کے بارے میں کیافرماتے ہیں ؟

امام نے اپنے خط سے مجھے جواب لکھ بھیجا: میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس کے لیے رحمت کی دعا کی اور اگرچہ تیرے دیار کے لوگ اس رائے میں تیری مخالفت بھی کریں۔

۹۳۲ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی، قَالَ رَوَی أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِیُّ، عَنْ أَبِی جَعْفَرِ بْنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، سَأَلْتُهُ عَنْ يُونُسَ، فَقَالَ: مَوْلَی آلِ يَقْطِينٍ قُلْتُ نَعَمْ، فَقَالَ لِی: رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ عَبْداً صَالِحاً.

ابو ہاشم جعفری نے روایت کی کہ میں نے امام جوادؑ سے یونس کے بارے میں سوال کیا؟؟

امام نے فرمایا: کونسے یونس؟ جو آل یقطین کے دوست ہیں۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ہاں مولا۔

فرمایا، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا یونس پر رحم فرمائے، خدا تعالی کا نیک وصالح عبد تھا۔

قَالَ حَمْدَوَيْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَی: وَ كَانَ يُونُسُ أَدْرَكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) وَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

حمدویہ نے محمد بن عیسی سے نقل کیا کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے امام صادقؑ کے زمانے کو درک کیا لیکن آپ سے روایت نہیں سنی۔

۹۳۳ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ فِي كِتَابِهِ، حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْآدَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَقْرَعُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رُشَيْدٍ الْبَصْرِيِّ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَقْرَعُ ثُمَّ لَقِيتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فَحَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ، كُنَّا فِي مَجْلِسِ عِيسَى بْنِ سُلَيْمَانَ بِبَغْدَادَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى عِيسَى، فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ (ع) فِي مَسْأَلَةٍ أَسْأَلُهُ عَنْهَا: جُعِلْتُ فِدَاكَ عِنْدَنَا قَوْمٌ يَقُولُونَ بِمَقَالَةِ يُونُسَ فَأُعْطِيهِمْ مِنَ الزَّكَاةِ شَيْئاً قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ: نَعَمْ أَعْطِهِمْ فَإِنَّ يُونُسَ أَوَّلُ مَنْ يُجِيبُ عَلِيّاً إِذَا دُعِيَ، قَالَ، كُنَّا جُلُوساً بَعْدَ ذَلِكَ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَقَالَ قَدْ مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى (ع)، وَ كَانَ يُونُسُ فِي الْمَجْلِسِ، فَقَالَ يُونُسُ: يَامَعْشَرَ أَهْلِ الْمَجْلِسِ إِنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَ بَيْنَ اللَّهِ إِمَامٌ إِلَّا عَلِيُّ بْنُ مُوسَى (ع)، فَهُوَ إِمَامِي (عَلَيْهِ السَّلَامُ)[۵۸].

عثمان بن رشید بصری کا بیان ہے کہ ہم عیسی بن سلیمان کی مجلس میں بغداد میں موجود تھے ایک شخص عیسی کے پاس آیا اور کہا: میں امام کاظمؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا تو میں نے آپ کو خط لکھا کہ میں آپ پر قربان ہو جاوں، ہمارے پاس ایک گروہ ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن کے نظریئے کے قائل ہیں تو کیا میں ان کو زکات دوں؟

امام نے مجھے جواب لکھا: ہاں، انہیں زکات دے کیونکہ وہ سب سے پہلے امام علی (رضاؑ) کی دعوت پر لبیک کہے گا جب آپ اسے بلائیں گے۔

۵۸۔ رجال الکشی، ص ۴۹۰۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم بیٹھے تھے کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا اور اس نے خبر دی کہ امام کاظمؑ شہید ہوگئے اور یونس اس مجلس میں موجود تھے تو انہوں نے کہا: اے محفل والو! جان لو کہ میرے اور خدا کے درمیان امام صرف علی بن موسی رضاؑ ہیں وہ میرے امام ہیں۔

۹۳۴ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامٌ الْمَشْرِقِيُّ، إِنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الْخُرَاسَانِيِّ (ع) فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ سَأَلُوا عَنِ الْكَلَامِ، فَقَالُوا إِنَّ يُونُسَ يَقُولُ إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ! فَقُلْتُ لَهُمْ: صَدَقَ يُونُسُ إِنَّ الْكَلَامَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، أَ مَا بَلَغَكُمْ قَوْلُ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) حِينَ سُئِلَ عَنِ الْقُرْآنِ أَ خَالِقٌ هُوَ أَوْ مَخْلُوقٌ فَقَالَ لَهُمْ: لَيْسَ بِخَالِقٍ وَ لَا مَخْلُوقٍ إِنَّمَا هُوَ كَلَامُ الْخَالِقِ، فَقَوِيتُ أَمْرُ يُونُسَ، وَ قَالُوا إِنَّ يُونُسَ يَقُولُ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ الْإِنْسَانُ رَكْعَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ يُونُسُ.

ہشام مشرقی کا بیان ہے کہ وہ امام رضاؑ کے پاس حاضر ہوا تو امام نے فرمایا: بصرہ کی ایک جماعت نے کلام خدا کے بارے میں سوال کیا اور کہنے لگے: یونس بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہیں ہے!

میں نے ان سے کہا: یونس نے سچ کہا ہے کہ خدا کا کلام مخلوق نہیں ہے کیا تمہیں امام باقرؑ کا فرمان نہیں پہنچا جب آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ مخلوق ہے یا خالق؟

امام نے فرمایا: قرآن نہ خالق ہے اور نہ مخلوق بلکہ وہ خالق کا کلام ہے تو اس طرح میں نے یونس کی بات کی تائید کی ،اور انہوں نے کہا: یونس کہتا ہے: نماز عشاء کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا سنت ہے۔

میں نے کہا: یونس نے سچ کہا ہے۔

۹۳۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُهْتَدِي الْقُمِّيُّ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَ حَدَّثَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، بِذَلِكَ أَيْضاً، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي لَا أَكَادُ أَصِلُ إِلَيْكَ أَسْأَلُكَ عَنْ كُلِّ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ مَعَالِمِ دِينِي، أَ فَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثِقَةٌ آخُذُ عَنْهُ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ مَعَالِمِ دِينِي فَقَالَ نَعَمْ.

عبدالعزیز بن مہتدی قمی نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: مولا، میں آپ پر فدا ہو جاوں، میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تا کہ اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات کے بارے میں آپ سے سوال کر سکوں تو کیا یونس بن عبدالرحمٰن ثقہ اور قابل اعتماد ہے کہ میں اس سے اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات کے بارے میں سوال کروں؟

امام نے فرمایا: ہاں، وہ ثقہ اور معتمد ہے۔

۹۳۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) ضَمِنَ لِيَ الْجُنَّةَ مِنَ النَّارِ.م

محمد بن عیسی نے یونس سے نقل کیا کہ امام ابوالحسنؑ نے مجھے جہنم سے بچاو کی ضمانت لی۔

۹۳۷ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَرْوَكُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْقُمِّيِّ، قَالَ، تَوَجَّهْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) فَاسْتَقْبَلَنِي يُونُسُ مَوْلَى ابْنِ يَقْطِينٍ، قَالَ، فَقَالَ لِي: أَيْنَ تَذْهَبُ فَقُلْتُ أُرِيدُ أَبَا الْحَسَنِ، قَالَ، فَقَالَ لِي: اسْأَلْهُ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ، قُلْ لَهُ خُلِقَتِ الْجَنَّةُ بَعْدُ فَإِنِّي

أَزْعُمُ أَنَّهَا لَمْ يُخْلَقْ قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِى الْحَسَنِ (ع)، قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَهُ، وَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ يُونُسَ مَوْلَى ابْنِ يَقْطِينٍ أَوْدَعَنِى إِلَيْكَ رِسَالَةً! قَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ، قُلْتُ: قَالَ أَخْبِرْنِى عَنِ الْجَنَّةِ خُلِقَتْ بَعْدُ فَإِنِّى أَزْعُمُ أَنَّهَا لَمْ تُخْلَقْ فَقَالَ: كَذَبَ فَأَيْنَ جَنَّةُ آدَمَ (ع).

محمد بن عیسی قمی کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی طرف جارہا تھا تو مجھے ابن یقطین کے دوست یونس ملے اور مجھ سے کہا: کہا جارہے ہو؟

میں نے کہا: میں امام رضاؑ کے پاس جارہا ہوں؟

انہوں نے کہا: آپ سے یہ مسئلہ پوچھنا،آپ سے یہ کہنا کیا جنت پیدا ہوچکی ہے؟ کیونکہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ابھی تک خلق نہیں ہوئی۔

راوی کہتا ہے میں امام رضاؑ کے پاس حاضر ہوااور آپ کے پاس بیٹھ گیااور میں نے عرض کی: ابن یقطین کے دوست یونس نے مجھے آپ کے نام ایک پیغام بھیجا ہے!

امام نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اس نے کہا: مجھے جنت کے بارے میں خبر دیجیے کیا وہ خلق ہوچکی ہے، کیونکہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ ابھی تک خلق نہیں ہوئی؟

راوی کہتا ہے،امام رضاؑ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے،اگر جنت ابھی تک خلق نہیں ہوئی تو حضرت آدمؑ کونسی جنت میں تھے۔

٩٣٨ جِبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُهْتَدِى، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) إِنَّ شُقَّتِى بَعِيدَةٌ فَلَسْتُ أَصِلُ إِلَيْكَ فِى كُلِّ وَقْتٍ، فَآخُذُ مَعَالِمَ دِينِى مِنْ يُونُسَ مَوْلَى ابْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: نَعَمْ.

عبدالعزیز بن مہتدی نے بیان کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی: مولا، میرا گھر دور ہے تو میں ہر وقت آپ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو کیا یونس بن عبدالرحمٰن سے اپنے دین کے ضروری معارف اور تعلیمات حاصل کروں؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

۹۳۹ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، قَالَ، قَالَ یَاسِرٌ الْخَادِمُ، إِنَّ أَبَا الْحَسَنِ الثَّانِیَ (ع) أَصْبَحَ فِی بَعْضِ الْأَیَّامِ، قَالَ، فَقَالَ لِی: رَأَیْتُ الْبَارِحَةَ مَوْلًی لِعَلِیِّ بْنِ یَقْطِینٍ وَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ غُرَّةٌ بَیْضَاءُ فَتَأَوَّلْتُ ذَلِکَ عَلَی الدِّینِ.

یاسر خادم کا بیان ہے کہ امام ابوالحسن ثانیؑ نے بعض دنوں میں اس حالت میں صبح کی کہ مجھ سے فرمایا: میں نے آج رات علی ابن یقطین کے دوست یونس کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان میں سفید بند ھیا ہے تو میں نے اس کی دین کے ذریعے تاویل کی۔

۹۴۰ عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِید، عَنْ مَرْوَکِ بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ یَزِیدَ بْنِ حَمَّاد، عَنِ ابْنِ سِنَان، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی الْحَسَنِ (ع) إِنَّ یُونُسَ یَقُولُ: إِنَّ الْجَنَّةَ وَ النَّارَ لَمْ یَخْلُقَا، قَالَ، فَقَالَ: مَا لَهُ لَعَنَهُ اللَّهُ فَأَیْنَ جَنَّةُ آدَمَ![۵۹].

ابن سنان کا بیان ہے کہ میں نے ابوالحسن سے عرض کی کہ یونس بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ جنت و جہنم ابھی تک خلق نہیں ہوئیں۔

---

[۵۹] رجال الکشی، ص ۴۹۲

امام نے فرمایا: اسے کیا ہے ؟ خدا اس پر لعنت کرے ،(اگر جنت ابھی تک خلق نہیں ہوئی تو) حضرت آدم کی جنت کہاں تھی ؟

۹۴۱ عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِد، عَنْ مُحَمَّد بْنِ بَادِيَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي يُونُسَ فَكَتَبَ: لَعَنَهُ اللَّهُ وَ لَعَنَ أَصْحَابَهُ، أَوْ بَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ وَ مِنْ أَصْحَابِه.

محمد بن بادیہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو یونس بن عبدالرحمٰن کے بارے میں خط لکھا تو آپ نے جواب میں لکھ بھیجا: خدا اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لعنت فرمائے ، یا راوی نے بیان کیا کہ امام نے جواب میں لکھا: خدا اس سے اور اس کے ساتھیوں سے بری ہو۔

۹۴۲ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ بَهْمَنَ، قَالَ، قَالَ لِي يُونُسُ: اكْتُبْ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَاسْأَلْهُ عَنْ آدَمَ هَلْ فِيهِ مِنْ جَوْهَرِيَّةِ اللَّهِ شَيْءٌ قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ، فَأَجَابَهُ: هَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مَسْأَلَةُ رَجُلٍ عَلَى غَيْرِ السُّنَّةِ، فَقُلْتُ لِيُونُسَ، فَقَالَ لَا يَسْمَعُ ذَا أَصْحَابُنَا فَيَبْرَءُونَ مِنْكَ، قَالَ، قُلْتُ لِيُونُسَ: يَبْرَءُونَ مِنِّي أَوْ مِنْكَ!.

یونس بن بہمن کا بیان ہے کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے کہا کہ امام ابو الحسنؑ کو خط لکھو جس میں آپ سے سوال کرو کہ کیا آدم میں خدا کی جوہریت میں سے کچھ تھا؟

امام نے اس کے جواب میں لکھا: یہ ایسے شخص کا سوال ہے جس کا سنت نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں تو میں نے یونس کو یہ جواب بیان کیا ، تو اس نے کہا: ارے یہ جواب ہمارے ساتھی نہ سن لیں پھر تجھ سے براءت کرنے لگیں۔

میں نے یونس سے کہا: وہ اگر اس جواب کو سن لیں گے تو تجھ سے براءت کریں گے یا مجھ سے؟!

۹۴۳ عَلِیٌّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ یَعْقُوبَ، عَنِ الْحُسَیْنِ، عَنِ ابْنِ رَاشِدٍ، قَالَ، لَمَّا ارْتَحَلَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) إِلَی خُرَاسَانَ، قَالَ، قُلْنَا لِیُونُسَ هَذَا أَبُو الْحَسَنِ حُمِلَ إِلَی خُرَاسَانَ! فَقَالَ: إِنْ دَخَلَ فِی هَذِهِ الْأَمْرِ طَائِعاً أَوْ مُکْرَهاً فَهُوَ طَاغُوتٌ.

ابن راشد کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو ہم نے یونس سے کہا: امام رضاؑ خراسان لائے جارہے ہیں؟

یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو وہ طاغوت ہے۔

۹۴۴ عَلِیٌّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ یَعْقُوبَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَهْزِیَارَ، عَنِ الْحُضَیْنِیِّ، أَنَّهُ قَالَ: إِنْ دَخَلَ فِی هَذَا الْأَمْرِ طَائِعاً أَوْ مُکْرَهاً انْتَقَضَتِ النُّبُوَّةُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ.

حضینی کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو ہم نے یونس سے کہا: امام رضاؑ خراسان لائے جارہے ہیں؟

یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو آدم سے لیکر ہمارے نبی ﷺ تک سب کی نبوتیں باطل ہوجائیں گی۔

۹۴۵ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ سَمِعْتُ یَعْقُوبَ بْنَ یَزِیدَ، یَقَعُ فِی یُونُسَ وَ یَقُولُ کَانَ یَرْوِی الْأَحَادِیثَ مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ.

جعفر بن معروف نے یعقوب بن یزید سے نقل کیا کہ وہ یونس کی عیب جوئی کیا کرتا تھا اور کہتا تھا: یونس احادیث کو استاد سے سنے بغیر نقل کیا کرتے تھے۔

۹۴۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ مَاتَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ لَيْسَ مِنْ قُوَّامِهِ أَحَدٌ إِلَّا وَ عِنْدَهُ الْمَالُ الْكَثِيرُ، وَ كَانَ ذَلِكَ سَبَبَ وُقُوفِهِمْ وَ جُحُودِهِمْ مَوْتَهُ، وَ كَانَ عِنْدَ زِيَادٍ الْقَنْدِيِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ، وَ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ، قَالَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ وَ تَبَيَّنَ عَلَيَّ الْحَقُّ، وَ عَرَفْتُ مِنْ أَمْرِ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) مَا عَلِمْتُ: تَكَلَّمْتُ وَ دَعَوْتُ النَّاسَ إِلَيْهِ، قَالَ، فَبَعَثَا إِلَيَّ وَ قَالا: مَا تَدْعُو إِلَى هَذَا إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَنَحْنُ نُغْنِيكَ، وَ ضَمِنَا لِي عَشَرَةَ آلَافِ دِينَارٍ، وَ قَالا لِي كُفَّ! قَالَ يُونُسُ: فَقُلْتُ لَهُمَا أَ مَا رُوِّينَا عَنِ الصَّادِقِينَ (ع) أَنَّهُمْ قَالُوا إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فَعَلَى الْعَالِمِ أَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ سُلِبَ نُورَ الْإِيمَانِ! وَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ الْجِهَادَ وَ أَمْرَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، فَنَاصَبَانِي وَ أَظْهَرَا لِيَ الْعَدَاوَةَ[60].

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ امام کاظمؑ کی شہادت ہوئی تو ان کے سب وکلاء کے پاس بہت زیادہ اموال جمع تھے اور اسی وجہ سے وہ لوگ نظریہ وقف کے قائل ہوئے اور انہوں نے امام کاظمؑ کی شہادت کا انکار کر دیا اور زیاد قندی کے پاس ۷۰ ہزار دینار، علی بن ابی حمزہ

---

[60] رجال الکشی، ص ۴۹۴

کے پاس ۳۰ ہزار دینار تھے، پس جب میں نے یہ اختلافات دیکھے اور میں نے غور و فکر کی اور مجھ پر حق واضح ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ امام رضاؑ حق کے امام ہیں تو میں نے بحثیں کرنا شروع کر دیں اور لوگوں کو امام رضاؑ کی امامت کی طرف بلانے لگا۔

زیاد و علی بن ابی حمزہ نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا: تو اس کی طرف کیوں بلا رہا ہے اگر تو مال چاہتا ہے تو ہم تجھے غنی اور مالدار کر دیتے ہیں اور میرے لیے ۱۰ ہزار دینار کی ضمانت دی اور مجھ سے کہا: فقط خاموش ہو جا۔

میں نے ان سے کہا: کیا ہم نے ائمہ معصومینؑ سے روایت نہیں کی کہ جب بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم اور جاننے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس سے ایمان کا نور چھین لیا جائے گا تو میں جہاد خدا کے امر کو کسی حالت میں نہیں چھوڑنے والا تو انہیں نے مجھ سے دشمنی شروع کر دی اور مجھ سے بغض اور کینے کا اظہار کیا۔

۹۴۷ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ، قُلْتُ لَهُ (ع) قَدْ عَرَفْتَ انْقِطَاعِي إِلَيْكَ وَ إِلَى أَبِيكَ، وَ حَلَّفْتُهُ بِحَقِّ اللَّهِ وَ حَقِّ رَسُولِهِ وَ حَقِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَ سَمَّيْتُهُمْ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ أَنْ لَا يَخْرُجَ مَا يُخْبِرُنِي بِهِ إِلَى النَّاسِ، وَ إِنِّي أَرْجُو أَنْ يَقُولَ أَبِي حَيٌّ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ أَبِيهِ أَ حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ فَقَالَ: قَدْ وَ اللَّهِ مَاتَ، قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شِيعَتَكَ أَوْ قُلْتُ مَوَالِيَكَ يَرْوُونَ أَنَّ فِيهِ شِبْهَ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ قَالَ قَدْ وَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلَكَ، قَالَ، قُلْتُ هَلَاكَ غَيْبَةٍ أَوْ هَلَاكَ مَوْتٍ فَقَالَ: هَلَاكَ مَوْتٍ وَ اللَّهِ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَلَعَلَّكَ مِنِّي فِي تَقِيَّةٍ قَالَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ قَدْ وَ اللَّهِ مَاتَ، قُلْتُ:(حَيْثُ كَانَ هُوَ فِي الْمَدِينَةِ وَ مَاتَ أَبُوهُ فِي بَغْدَادَ) فَمِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ مَوْتَهُ قَالَ جَاءَنِي مِنْهُ مَا عَلِمْتُ بِهِ أَنَّهُ

قَدْ مَاتَ، قُلْتُ فَأَوْصَى إِلَيْکَ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ فَمَا شَرِکَ فِيهَا أَحَدٌ مَعَکَ قَالَ: لَا، قُلْتُ فَعَلَيْکَ مِنْ إِخْوَانِکَ إِمَامٌ فَقَالَ: لَا، قُلْتُ فَأَنْتَ إِمَامٌ قَالَ: نَعَمْ.

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے آپ (امام رضاؑ) سے عرض کی: آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں آپ اور آپ کے والد گرامی کا مخلص شیعہ ہوں اور میں نے آپ کو خدا و رسول اور اہل بیت کے حق کی قسم دی اور ان کا نام بھی لیا اور عرض کی کہ میں ہر گز لوگوں کو نہیں بتاوں جو آپ مجھے جواب دیں گے اور میری امید تھی کہ آپ اپنے والد گرامی (امام کاظمؑ) کو زندہ قرار دے دیں پھر میں نے آپ سے آپ کے والد کے متعلق سوال کیا کہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں؟

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہو جاوں، آپ کے شیعہ اور موالی روایت کرتے ہیں کہ آپ کے والد میں چار انبیاءؑ کی شباہتیں پائی جاتیں ہیں۔

امام نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، میرے والد گرامی فوت ہو چکے۔

میں نے عرض کی: وہ غیبت کے معنی میں فوت ہوئے یا موت کے معنی میں فوت ہوئے؟

امام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ موت پا گئے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، شاید آپ مجھ سے تقیہ فرما رہے ہیں!

آپ نے فرمایا: سبحان اللہ، خدا کی قسم وہ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی: (چونکہ امام رضاؑ مدینہ میں تھے اور آپ کے والد گرامی امام موسی کاظمؑ بغداد میں تھے) آپ نے ان کی موت کو کس طرح جانا؟

امام نے فرمایا: مجھے آپ کی شہادت کی ایسی یقینی خبر پہنچی ہے کہ جس سے مجھے یقین ہوا ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے عرض کی: توامام کاظمؑ نے آپ کے لیے وصیت فرمائی تھی؟

امام نے فرمایا: ہاں۔

امام نے آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تھا؟

فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کی: کیاآپ کے بھائیوں میں سے کوئی آپ پر امام ہے؟

فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: آپ ہمارے امام ہیں؟

فرمایا: ہاں۔

۹۴۸ عَلِیٌّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ سَيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ، قُلْتُ لِيُونُسَ: أَخْبَرَنِی دُلَامَةُ أَنَّکَ قُلْتَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) لَا يَقْدَمُ بِالْكِتَابِ الَّذِی كَتَبْتُهُ إِلَيْهِ لَوَجَّهْتُ إِلَيْهِ بِخَمْسمائَةِ مامد رُومِیٍّ قَالَ: نَعَم، قَالَ، قُلْتُ وَيْحَکَ فَأَیَّ شَیْءٍ أَرَدْتَ بِذَلِکَ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُغْنِيَهُ عَنْ دَفَائِنِكُمْ، فَقُلْتُ أَرَدْتَ أَنْ تُعَيِّرَ اللَّهُ فِی عَرْشِهِ.

حسن بن سیاح کا بیان ہے کہ میں نے یونس سے کہا مجھے دلامہ نے خبر دی کہ تو نے کہا :اگر مجھے یقین ہوتا کہ امام رضاؑ میرے اس خط کا جواب نہیں دیتے جو میں نے انہیں لکھا تو میں انہیں ۵۰۰ مامد رومی بھیجوں گا۔

انہوں نے کہا: ہاں،۔

راوی کہتا ہے میں نے ان سے کہا: تو نے اس سے کیا مراد لی؟

اس نے کہا: میری مراد یہ تھی کہ میں انہیں تمہارے خزانوں سے بے نیاز کر دوں گا۔

میں نے کہا: تو نے خدا کے عرش میں اسے طعنہ دیا ہے۔

۹۴۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع) وَ مَعَهُ كِتَابٌ يَقْرَؤُهُ فِي بَابِهِ، حَتَّى ضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ، فَقَالَ: كِتَابُ وَلَدِ زِنًا لِلزَّانِيَةِ، فَكَانَ كِتَابَ يُونُسَ.

عبداللہ بن محمد حجال کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس تھا اور آپ کے پاس ایک تھی آپ نے اس کے ایک باب کو پڑھا تو اسے زمین پہ پھینک دیا اور فرمایا: یہ بدکار عورت کی اولاد کی کتاب ہے تو وہ یونس کی کتاب تھی۔

۹۵۰ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ بِنْتِ إِلْيَاسَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ بَهْمَنَ، قَالَ، قَالَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) سَأَلْتُهُ عَنْ آدَمَ (ع) هَلْ كَانَ فِيهِ مِنْ جَوْهَرِيَّةِ الرَّبِّ شَيْءٌ قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ جَوَابَ كِتَابِي: لَيْسَ صَاحِبُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ عَلَى شَيْءٍ مِنَ السُّنَّةِ، زِنْدِيقٌ.

یونس بن بہمن کا بیان ہے کہ یونس بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے امام رضاؑ کو خط لکھا جس میں آپ سے آدم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان مین خدا کی جوہریت میں سے کچھ پایا جاتا تھا تو آپ نے میرے خط کے جواب میں لکھا: اس سوال کرنے والے کا سنت نبی اکرم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں وہ زندیق ہے۔

۹۵۱ آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَلَانسیُّ الْبَلْخیُّ، قَالَ حَدَّثَنی عَلیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عیسَی الْقُمِّیُّ، عَنْ یعْقُوبَ بْنِ یزید، عَنْ أَبیه یَزیدَ بْنِ حَمَّاد، عَنْ أَبی الْحَسَنِ (ع) قَالَ، قُلْتُ لَهُ أُصَلِّی خَلْفَ مَنْ لَا أَعْرِفُ فَقَالَ لَا تُصَلِّ إِلَّا خَلْفَ مَنْ تَثِقُ بدینه، فَقُلْتُ لَهُ أُصَلِّی خَلْفَ یُونُسَ وَ أَصْحَابه فَقَالَ یَأْبَی ذَلکَ عَلَیْکُمْ عَلیُّ بْنُ حَدید، قُلْتُ آخُذُ بذَلکَ فی قَوْله قَالَ: نَعَمْ، قَالَ، فَسَأَلْتُ عَلیَّ بْنَ حَدیدٍ عَنْ ذَلکَ فَقَالَ: لَا تُصَلِّ خَلْفَهُ وَ لَا خَلْفَ أَصْحَابه.

یزید بن حماد کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسنؑ سے عرض کی: جس شخص کو میں نہیں جانتا کیا اس کے پیچھے نماز جماعت پڑھ سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا صرف اس شخص کے پیچھے نماز پڑھو جس کے دین کے متعلق تمہیں اعتماد ہوں۔

میں نے عرض کی کیا میں یونس اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے نماز پڑھوں؟

امام نے فرمایا: یہ بات علی بن حدید سے پوچھ لینا۔

میں نے عرض کی: کیا میں اس کے قول کو اختیار کروں؟

فرمایا ہاں۔

میں نے علی بن حدید سے اس کے بارے میں سوال کیا؟

اس نے کہا: نہ یونس بن عبدالرحمٰن کے پیچھے نماز پڑھو اور نہ اس کے ساتھیوں کے پیچھے نماز پڑھو۔

۹۵۲ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ قَالَ، كَانَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى تَابَ وَ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ مِنْ وَقِيعَتِهِ فِي يُونُسَ لِرُؤْيَا رَءَاهَا، وَ قَدْ كَانَ عَلِيُّ بْنُ حَدِيدٍ يَظْهَرُ فِي الْبَاطِنِ الْمَيلَ إِلَى يُونُسَ وَ هِشَامٍ.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن عیسی نے یونس کے بارے میں عیب جوئی کرنے اور اس میں طعن کرنے کی وجہ سے توبہ کی اور خدا سے اس کی معافی مانگ جو اس نے اس کے بارے میں خواب دیکھا تھا اور علی بن حدید باطن میں یونس اور ہشام کی طرف رغبت رکھتا تھا۔

۹۵۳ آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحُضَيْنِيِّ الْأَهْوَازِيِّ، قَالَ لَمَّا حُمِلَ أَبُو الْحَسَنِ إِلَى خُرَاسَانَ: قَالَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنْ دَخَلَ فِي هَذَا الْأَمْرِ طَائِعاً أَوْ كَارِهاً انْتَقَضَتِ النُّبُوَّةُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ.

حضینی کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ نے خراسان کی طرف سفر فرمایا تو یونس نے کہا: اگر آپ اس امر میں خوشی سے یا بطور مجبوری داخل ہوتے ہیں تو آدم سے لیکر ہمارے نبی تک سب کی نبوتیں باطل ہو جائیں گی۔

۹۵۴ آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع): إِذْ وَرَدَ عَلَيْهِ كِتَابٌ يَقْرَؤُهُ، فَقَرَأَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ،

فَقَالَ: هَذَا كِتَابُ ابْنِ زَانٍ لِزَانِيَةٍ هَذَا كِتَابُ زِنْدِيقٍ لِغَيْرِ رِشْدَةٍ! فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا كِتَابُ يُونُسَ[61]-

. عبداللہ بن محمد حجّال کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کے پاس تھا اور آپ کے پاس ایک لائی گئی آپ نے اس کے ایک باب کو پڑھا تو اسے زمین پہ پھینک دیا اور فرمایا: یہ بدکار عورت کی اولاد کی کتاب ہے، یہ زندیق کی کتاب ہے جو کبھی ہدایت پانے والا نہیں میں نے دیکھا تو وہ یونس کی کتاب تھی[62]۔

ثقہ راویوں کی مذمت میں جعلی روایات کے متعلق جناب کشی کا تبصرہ

۹۵۵ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: فَلْيَنْظُرِ النَّاظِرُ فَيَتَعَجَّبُ مِنْ هَذِهِ الْأَخْبَارِ الَّتِي رَوَاهَا الْقُمِّيُّونَ فِي يُونُسَ، وَ لْيَعْلَمْ أَنَّهَا لَا تَصِحُّ فِي الْعَقْلِ، وَ ذَلِكَ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ عَلِيَّ بْنَ حَدِيدٍ قَدْ ذَكَرَ الْفَضْلُ مِنْ رُجُوعِهِمَا عَنِ الْوَقِيعَةِ فِي يُونُسَ، وَ لَعَلَّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ كَانَتْ مِنْ أَحْمَدَ قَبْلَ رُجُوعِهِ، وَ مِنْ عَلِيٍّ مُدَارَاةً لِأَصْحَابِهِ، فَأَمَّا يُونُسُ بْنُ بَهْمَنَ: فَمِمَّنْ كَانَ أَخَذَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنْ يُظْهِرَ لَهُ مَثْلَبَةً فَيَحْكِيَهَا عَنْهُ وَ الْعَقْلُ يَنْفِي مِثْلَ هَذَا، إِذْ لَيْسَ فِي طِبَاعِ النَّاسِ إِظْهَارُ مَسَاوِئِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ عَلَى نُفُوسِهِمْ، وَ أَمَّا حَدِيثُ الْحَجَّالِ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: فَإِنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) أَجَلُّ خَطَراً وَ أَعْظَمُ قَدْراً مِنْ

---

[61]۔ رجال الکشی، ص ۴۹۷۔

[62] ۔سچے راویوں کے بارے میں سیاست بازوں اور دشمنوں نے ائمہؑ کے نام پر ایسی گھٹیا تعبیریں نقل کی ہیں جو ہرگز معصومین ؑ کے اخلاق اور آداب سے سازگار نہیں ،یہاں جناب کشی نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے اور اسے دیگر موارد کے لیے بھی یاد رکھنا چاہیے ۔

أَنْ يَسُبَّ أَحداً صُرَاحاً، وَ كَذَلكَ آبَاؤُهُ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) منْ قَبْله وَ وُلْدُهُ منْ بَعْده، لأَنَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ بخلَاف هَذَا: إِذْ كَانُوا قَدْ نَهَوْا عَنْ مثْله، وَ حَثُّوا عَلَى غَيْره ممَّا فيه الزَّيْنُ للدِّين وَ الدُّنْيَا.وَ رَوَى عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبيه عَنْ جَدِّه عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لبَنيه: جَالسُوا أَهْلَ الدِّين وَ الْمَعْرِفَة، فَإِنْ لَمْ تَقْدرُوا عَلَيْهِمْ فَالْوَحْدَةُ آنَسُ وَ أَسْلَمُ، فَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا مُجَالَسَةَ النَّاس: فَجَالسُوا أَهْلَ الْمُرُوَّات فَإِنَّهُمْ لَا يَرْفُثُونَ فِي مَجَالسهمْ. فَمَا حَكَاهُ هَذَا الرَّجُلُ عَنِ الْإِمَامِ (ع) فِي بَابِ الْكتَابِ لَا يَليقُ به، إِذْ كَانُوا (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) مُنَزَّهِينَ عَنِ الْبَذَاءِ وَ الرَّفَثِ وَ السَّفَه، وَ تَكَلَّمَ عَنِ الْأَحَاديث الْأُخَر بمَا يُشَاكلُ هَذَا.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ان مذمت کی چند روایات کو دیکھے تو وہ ان سے تعجب کرے گا جن قمیوں نے یونس کے متعلق ان کو نقل کیا اور یہ یاد رہے کہ یہ عقلا بھی صحیح نہیں ہیں کیونکہ احمد بن محمد بن علی اور علی بن حدید کے متعلق فضل بن شاذان نے ذکر کیا کہ انہوں نے یونس کی عیب جوئی سے پشیمانی ظاہر کی اور شاید روایات بھی احمد نے اس سے پہلے کہی ہوں اور علی نے اپنے ساتھیوں کی مدارات کے لیے بنائی ہوں، اور یونس بن بہمن وہ ہے جس نے یہ روایت خود یونس بن عبدالرحمٰن سے نقل کی تاکہ اس کی برائی اور بدی کو ظاہر کرے اور خود اسی سے نقل کرے اور یقینا عقل اس کی نفی کرتی ہے کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں خود اپنی برائیاں ظاہر کرنے سے گریز کرتے ہیں اور حجال کی حدیث جسے احمد بن محمد نے نقل کیا تو یاد رکھنا امام ابوالحسن معصوم ہیں ان کی عظمت اور جلالت اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ وہ کسی کو صریحا گالی دیں اور اس طرح آپ کے آباء اور اجداد اور آپکی معصوم اولاد بھی ایسی جھوٹی نسبتوں سے پاک ہیں، کیونکہ روایت ان سے اس قانون کے خلاف ہے اور معصومین نے ہی اس قسم کی بری حرکات اور افعال سے روکا ہے اور دوسروں کو بھی ایسی گفتگو کرنے کا

حکم دیا ہے جس میں دین و دنیا کی زینت اور خوبی ہو۔اور علی بن جعفر نے اپنے والد گرامیؑ سے اپنے جدا مجدؑ کے واسطے سے امام علی سجادؑ سے نقل فرمایا: آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: (اے سادات کرام) تمہیں دیندار اور اہل معرفت و تقوی لوگوں کی مجالس و محافل کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو تم تنہائی اور وحدت سے مانوس ہو جاو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر پھر بھی تمہیں لوگوں کی محفلوں میں جانا ہو تو کم از کم ایسے لوگوں کی محفلیں اختیار کرو جو مروت اور کلام کی خوبی کا لحاظ رکھتے ہیں کیونکہ ان کی مجالس میں فحش و گالی اور گندی زبان استعمال نہیں ہوتی ،تو اس شخص نے جو کتاب کے متعلق امام سے روایت نقل کی ہے تو یہ امام کی عظمت و پاکدامنی اور پاکیزہ زبان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ معصومین اس قسم کی فحش اور گندی زبان اور بے وقوفانہ واحمقانہ تعبیریں استعمال کرنے سے پاکیزہ ہیں ،اور اگر تجھے کچھ دوسری احادث بھی ایسی ملیں جن میں اہل بیت عصمت و طہارت کی طرف ایسی غلیظ و فحش نسبتیں دی گئی ہوں تو ان کا یہی جواب دیا جائے۔

یونس بن عبدالرحمٰن، ہشام بن ابراہیم مشرقی[٦٣]، جعفر بن عیسی بن یقطین، موسی بن صالح اور علی بن یقطین کا غلام ابو الاسد

٩٥٦ حَمْدَوَيْه وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْجَبَلِيَّ وَ هُوَ الْمَشْرِقِيُّ، يَقُولُ: اسْتَأْذَنْتُ لِجَمَاعَةٍ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَ تِسْعِينَ وَ مِائَةٍ، فَحَضَرُوا وَ حَضَرْنَا سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلًا عَلَى بَابِ أَبِي الْحَسَنِ الثَّانِي (ع)، فَخَرَجَ مُسَافِرٌ فَقَالَ: آلُ يَقْطِينٍ وَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ! وَ يَدْخُلُ الْبَاقُونَ رَجُلًا رَجُلًا، فَلَمَّا دَخَلُوا وَ خَرَجُوا: خَرَجَ مُسَافِرٌ فَدَعَانِي وَ مُوسَى وَ جَعْفَرَ بْنَ عِيسَى وَ

---

[٦٣] ۔ جامع الرواۃ ٢: ٣١٧، الخلاصۃ: ١٧٩، رجال النجاشی ٢: ٣٩٩، میزان الاعتدال ٤: ٩٢٣٧، نضد الایضاح: ٣٥٧. نقد الرجال تفرشی، ٥ص٧٤، ن ٥٦٩٤، و ٥ص١٤١ن ٥٦٧٥، رجال عضائری، ن ٢٢، (اور فرمایا؛ **صاحب یونس (غض) طعن علیہ، والطعن عندی فی مذہبہ لافی ثقتہ**)، طرائف المقال ٣٦٨ن ٢٧٩٥، التحریر الطاووسی المستخرج من کتاب حل الاشکال، ص٦٠٠ن ٤٥٦، سید خوئی نے فرمایا: اس ہشام بن ابراہیم مشرقی اور ہشام بن ابراہیم عباسی میں بہت فرق ہے یہ ثقہ ثقہ اور وہ زندیق اور ملحد ہے اگرچہ بعض نے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے کیونکہ دونوں امام رضاؑ کے زمانے میں تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ نجاشی نے کہا: مشرقی وہی عباسی ہے حالانکہ اس مقام پر کشی نے دونوں کے عنوان کو جدا کر دیا ہے اور دونوں کے متعلق روایات کو جدا جدا ذکر کیا ہے اس طرح معلوم ہوا کہ نجاشی کا نظریہ یقینا یہاں باطل ہے اور پھر نجاشی نے ان کو ہاشم کے نام سے یاد کیا وہ دوسرا اشتباہ ہے، یہ ان موارد میں سے ہے جہاں کشی کا نظریہ مقدم ہے۔

يُونُسَ، فَأُدْخِلْنَا جَمِيعاً عَلَيْهِ وَ الْعَبَّاسُ قَائِمٌ نَاحِيَةً بِلَا حِذَاءٍ وَ لَا رِدَاءٍ، وَ ذَلِکَ فِي سَنَةِ أَبِي السَّرَايَا، فَسَلَّمْنَا ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ،

حمدویہ و ابراہیم نے ابو جعفر محمد بن عیسی عبیدی سے نقل کیا کہ میں نے ہشام بن ابراہیم جبلی سے سنا کہ میں نے امام ابوالحسن دومؑ سے ۱۹۹ھ میں ایک جماعت کے لیے اذن حضور کی درخواست کی تو وہ اور ہم کل ۱۶ مرد امام کے درخانہ پہ حاضر ہوئے تو مسافر (امام کے خادم) نے کہا: آل یقطین اور یونس بن عبدالرحمٰن کے علاوہ باقی لوگ ایک ایک کر کے داخل ہوں، جب وہ امام کے زیارت کر کے چلے گئے تو مسافر نے مجھے، موسی، جعفر بن عیسی اور یونس کو بلایا اور ہم سب کو امام کی خدمت اقدس میں لے گیا عباس بغیر جوتے و رداء کے ایک طرف کھڑا تھا اور یہ ابو سرایا کے خروج کے سال کی بات ہے، ہم نے سلام کی اور آپ نے ہمیں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

فَلَمَّا جَلَسْنَا قَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ عِيسَى: يَا سَيِّدِي نَشْكُو إِلَى اللَّهِ وَ إِلَيْکَ مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ أَصْحَابِنَا! فَقَالَ وَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْهُمْ فَقَالَ جَعْفَرٌ: هُمْ وَ اللَّهِ يَا سَيِّدِي يُزَنْدِقُونَا وَ يُكَفِّرُونَا وَ يَتَبَرَّءُونَ مِنَّا، فَقَالَ: هَكَذَا كَانَ أَصْحَابُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَصْحَابِ جَعْفَرٍ وَ مُوسَى (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) وَ لَقَدْ كَانَ أَصْحَابُ زُرَارَةَ يُكَفِّرُونَ غَيْرَهُمْ، وَ كَذَلِکَ غَيْرُهُمْ كَانُوا يُكَفِّرُونَهُمْ،

جب ہم بیٹھ گئے تو جعفر بن عیسی نے آپ سے عرض کی: اے میرے مولا، سید و سردار! ہم آپ کے اصحاب کی طرف جن مصیبتوں کا شکار ہیں ان کی خدا اور آپ کے حضور میں شکایت کرتے ہیں، آپ نے پوچھا: تمہیں ان سے کیا مصیبتیں پہنچی ہیں؟

جعفر نے عرض کی: خدا کی قسم! وہ ہمیں زندیق اور کافر قرار دیتے ہیں اور ہم سے براءت کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: امام سجادؑ،امام باقرؑ،امام جعفر صادقؑ اور امام کاظمؑ کے اصحاب بھی اسی طرح تھے ،زرارہ کے ساتھی دوسروں کی تکفیر کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے ان کی تکفیر کرتے تھے۔

فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِی نَسْتَعِينُ بِکَ عَلَى هَذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ يُونُسَ وَ هِشَامٍ! وَ هُمَا حَاضِرَانِ، فَهُمَا أَدَّبَانَا وَ عَلَّمَانَا الْكَلَامَ، فَإِنْ كُنَّا يَا سَيِّدِی[۶۴] عَلَى هُدًى فَفُزْنَا، وَ إِنْ كُنَّا عَلَى ضَلَالٍ فَهَذَانِ أَضَلَّانَا، فَمُرْنَا نَتْرُكُهُ وَ نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ، يَا سَيِّدِی فَادْعُنَا إِلَى دِينِ اللَّهِ نَتَّبِعْکَ! فَقَالَ (ع): مَا أُعَلِّمُكُمْ إِلَّا عَلَى هُدًى، جَزَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الصُّحْبَةِ الْقَدِيمَةِ وَ الْحَدِيثَةِ خَيْراً، فَتَأَوَّلُوا الْقَدِيمَةَ عَلِيَّ بْنَ يَقْطِينٍ، وَ الْحَدِيثَةَ خِدْمَتَنَا لَهُ، وَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

میں نے امام کی خدمت میں عرض کی: میرے مولا وآقا! ہم ان دو بزرگوں (یونس وہشام) کے بارے میں آپ کی مدد چاہتے ہیں،اور وہ دونوں حاضر تھے اور انہوں نے ہی ہمیں آداب و تہذیب سکھائی ہے اور ہمیں بحث و مناظرے کی تعلیم دی،اے میرے مولا،اگر ہم ہدایت پہ ہیں تو ہم کامیاب ہوگئے اور اگر ہم گمراہی پہ ہیں تو ان دونوں نے ہمیں گمراہ کردیا،اب آپ ہمیں حکم دیں تاکہ ہم ان کے نظریات کو چھوڑ دیں اور خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں ،اے میرے مولا،آپ ہمیں دین کی طرف بلائیں ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

امام نے فرمایا: میں تمہیں ہدایت پہ دیکھتا ہوں،اللہ تعالی تمہیں قدیم وجدید صحبت و پیروی امامت کی جزاء عطافرمائے ت۔

[۶۴] رجال الکشی، ص ۴۹۹

تو انہوں نے صحبت قدیم سے علی بن یقطین سے تاویل کیا اور صحبت جدید سے ہمارا آپ کی خدمت میں ہونا مراد لیا، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

فَقَالَ جَعْفَرٌ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنَّ صَالِحاً وَ أَبَا الْأَسَدِ خَصِيَّ[۶۵] عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ حَكَيَا عَنْكَ: أَنَّهُمَا حَكَيَا لَكَ شَيْئاً مِنْ كَلَامِنَا! فَقُلْتَ لَهُمَا: مَا لَكُمَا وَ الْكَلَامِ يُثْنِيكُمْ إِلَى الزَّنْدَقَةِ! فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا قُلْتُ لَهُمَا ذَلِكَ، أَنَا قُلْتُ ذَلِكَ! وَ اللَّهِ مَا قُلْتُ لَهُمَا.

پھر جعفر نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، صالح اور اور علی بن یقطین کے غلام ابو الاسد نے آپ سے نقل کیا کہ انہوں نے آپ کے پاس ہماری باتیں بیان کیں تو آپ نے ان سے فرمایا: تمہیں کلام و بحثوں سے کیا تعلق ہے؟! بحثیں اور مناظرے تمہیں زندیق بنادیں گیں!

تو امام نے فرمایا: میں نے ان سے یہ نہیں کہا، خدا کی قسم میں نے ان سے ہرگز ایسی بات نہیں کی۔

وَ قَالَ يُونُسُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّا زَنَادِقَةٌ! وَ كَانَ جَالِساً إِلَى جَنْبِ رَجُلٍ وَ هُوَ مُتَرَبِّعٌ رِجْلًا عَلَى رِجْلٍ وَ هُوَ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ يُمَرِّغُ وَجْهَهُ وَ خَدَّيْهِ عَلَى بَاطِنِ قَدَمِهِ الْأَيْسَرِ، فَقَالَ لَهُ: أَ رَأَيْتَكَ لَوْ كُنْتَ زِنْدِيقاً فَقَالَ لَكَ هُوَ مُؤْمِنٌ مَا كَانَ يَنْفَعُكَ مِنْ ذَلِكَ، وَ لَوْ كُنْتَ مُؤْمِناً فَقَالُوا هُوَ زِنْدِيقٌ مَا كَانَ يَضُرُّكَ مِنْهُ.

---

[۶۵] ۔اس سے کا معنی غلام ہے ،یعنی علی بن یقطین کا غلام مراد ہے ۔

یونس نے عرض کی، میں آپ پر قربان جاوں، وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم زندیق و کافر ہیں، اور وہ ایک شخص کے پہلو میں ٹانگ پہ ٹانگ رکھے دوزانو ہو کر بیٹھا تھا اور بار بار اپنے چہرے اور رخساروں کو بائیں پاوں کے اندر دباتا تھا۔

تو امام نے اس سے فرمایا: ارے، دیکھو، اگر تم زندیق ہو تو اگر کوئی تمہیں مومن کہے تو تمہیں اس کا فائدہ نہ ہوگا اور اگر تم مومن ہو تو اگر کوئی تمہیں زندیق کہے تو تمہیں اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

وَ قَالَ الْمَشْرِقِيُّ لَهُ: وَ اللَّهِ مَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَقُولُ آبَاؤُكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ: عِنْدَنَا كِتَابٌ سَمَّيْنَاهُ كِتَابَ الْجَامِعِ فِيهِ جَمِيعُ مَا تَكَلَّمَ النَّاسُ فِيهِ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ إِنَّمَا نَتَكَلَّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ شَبِيهاً بِهَذَا الْكَلَامِ، فَأَقْبَلَ عَلَى جَعْفَرٍ، فَقَالَ: فَإِذَا كُنْتُمْ لَا تَتَكَلَّمُونَ بِكَلَامِ آبَائِي عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَبِكَلَامِ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ تُرِيدُونَ أَنْ تَتَكَلَّمُوا. قَالَ حَمْدَوَيْهِ: هِشَامٌ الْمَشْرِقِيُّ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَغْدَادِيُّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ وَ قُلْتُ ثِقَةٌ هُوَ فَقَالَ ثِقَةٌ ثِقَةٌ، قَالَ وَ رَأَيْتُ ابْنَهُ بِبَغْدَادَ.

پھر مشرقی نے عرض کی: خدا کی قسم، آپ بھی اپنے آباء و اجداد کی طرح ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے پاس ایک کتاب ہے جسے ہم جامع کہتے ہیں، آپ کے آباء و اجداد سے منقول سب اس میں ہے، ہم اس کی بات کرتے ہیں، تو جعفر نے بھی اس سے ملتی جلتی بات آپ سے عرض کی۔

تو امام نے فرمایا: جب تم میرے آباء واجداد کے کلام سے استدلال نہیں کرو گے تو کیا ابو بکر و عمر کی باتوں سے بحثیں کرو گے ؟!

حمدویہ کا بیان ہے کہ ہشام مشرقی، ابراہیم بغدادی کا بیٹا تھا میں نے اس کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ ثقہ و سچا شخص ہے ؟ تو عبیدی نے اسے ثقہ ثقہ قرار دیا یعنی اس کی خوب تصدیق کی اور میں نے اس کے بیٹے کو بغداد میں دیکھا تھا۔

ہشام بن ابراہیم عباسی[۶۶]

[۶۶] ۔ابتداء امر میں یہ شخص صحیح العقیدہ تھا لیکن بعد میں فاسد ہو گیا اور اس کا خاتمہ برا ہوا اس پر معتبر روایات دلالت کرتی ہیں اور یہ شخص ابراہیم بن ہشام مشرقی کے علاوہ ہے ،ملاحظہ ہو ؛ معجم رجال الحدیث ج ۲۰ ص ۲۸۶ ۔ ۲۹۰ ،ن ۱۳۳۴۸ ، یہاں اس کے خبث پر دلالت کرنے والی چند روایات ذکر کی جاتی ہیں :

حمیری نے ریان سے روایت کی میں نے ایک دن عباسی کے پاس گیا اس نے جلدی سے کاغذ ودوات منگوائی میں نے کہا: کیا ہے؟ کہنے لگا: میں نے امام رضاؑ سے کچھ چیزیں سنی ہیں جن کو بھولنے سے پہلے لکھنا چاہتا ہوں اور اس نے ان کو لکھ لیا، اس واقعے کے بعد جمعہ کے دن سے پہلے گرمی کے وقت مرو میں وہ میرے پاس آیا میں نے کہا: کہاں سے آیا ہے؟ کہنے لگا: اے کے پاس سے میں نے کہا: مامون کے پاس سے ؟کہا: نہیں، میں نے کہا: فضل بن سہل کے پاس سے، میں نے کہا: کون مراد ہے؟اس نے کہا: علی بن موسی کے پاس سے، میں نے کہا: ارے ذلیل ہو جائے آخر ماجرا کیا ہے؟

اس نے کہا: جانے دیجئے ،ان کے آباء واجداد کب کرسیوں پر بیٹھتے تھے کہ ان کے لیے ولی عہدی کی بیعت کی جائے جیسے اس نے کیا؟میں نے کہا: تیرا برا ہو اپنے رب سے توبہ کر اس نے کہا: میرا فلاں کنیز اس سے بہتر جانتی ہے ... میں امام رضاؑ کے پاس آیا اور عرض کی: عباسی نے اس طرح آپ کے بارے میں کہا ہے وہ اکثر میرے پاس سوتا ہے اجازت دیں تو اس کا گلا کاٹ دوں یا اس کا گلا گھونٹ دوں پھر یہ بات پھیلا دوں کہ وہ اچانک مر گیا ہے؟آپ نے تین بار ہاتھوں کو جھاڑا اور فرمایا: نہیں، اے ریان، نہیں ،اے ریان، نہیں، اے ریان [قرب الاسناد، ص ۳۴۴، ح ۱۲۵۲،ط موسسہ آل البیتؑ، بحار الانوار ۴۹ ص ۲۶۳ ن ۲،یہ روایت صحیح السند ہے اور اس کی خباثت پر دلالت کرتی ہے]۔

شیخ صدوق نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانیؒ از علی بن ابراہیم قمی از ریان صحیح سند سے نقل کیا: ہشام بن ابراہیم راشدی ہمدانی جو حضرت امام رضاؑ کے مقرب ترین اصحاب میں سے تھا امام کی خراسان آمد سے قبل اس کا شمار علماء ،ادباء اور فہم وفراست میں نمایاں مقام رکھنے والوں میں سے ہوتا تھا۔خراسان اور اس کے نواحی علاقوں میں سے حضرت امام رضاؑ کے لیے جس قدر اموال شرعی موصول ہوتے وہ سب ہشام ہی وصول کرتا تھا اور بعد میں امام کے سپرد کرتا تھا۔

لیکن جب امام رضاؑ خراسان میں آئے تو اس سے قبل ہی ہشام بن ابراہیم اپنی سابقہ ذمہ داریوں کو ترک کر کے فضل بن سہل ذوالریاستین سے جاملا تھا اور ذوالریاستین نے اسے اپنے خاص راز داروں میں شامل کر لیا تھا،ہشام کا کام یہ تھا کہ وہ حضرت امام رضاؑ سے متعلق خبروں کی تفصیلی رپورٹ مامون اور ذوالریاستین کو پیش کرتا تھا اور اس طرح اس نے خود کو ان دونوں کا

خاص مقرب بنالیا تھا، کوئی بھی خبر جو امام رضاؑ سے متعلق ہوتی تھی وہ ہشام کی وجہ سے مامون اور ذوالریاستین سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی اس لیے کہ ہشام بن ابراہیم کو حضرت امام رضاؑ کا خصوصی محافظ مقرر کیا گیا تھا جس کی بناء پر کوئی بھی شخص ہشام کی اجازت کے بغیر امام رضاؑ سے ملاقات نہیں کر سکتا تھا اور جو افراد امام سے ملنے کے لیے آتے تھے ان پر ہشام کی خاص طور پر کڑی نظر ہوتی تھی چنانچہ اس صورت حال کی وجہ سے امام رضاؑ پر کافی سخت اور پریشان کن کیفیت مسلط کر دی گئی تھی اگر کوئی امام کا چاہنے والا آپ کی زیارت سے فیضیاب ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے روک دیا جاتا نیز امام رضاؑ کی زبان مبارک سے جو کلام جاری ہوتا اس کی مکمل رپورٹ مامون کو بھجوادی جاتی یہی حال ذوالریاستین کا تھا اسے بھی امامؑ سے متعلق مکمل تفصیلات پر مبنی رپورٹیں باقاعدگی سے ملتی رہتی تھی مامون نے اپنے بیٹے عباس کو بھی ہشام کے سپرد کیا ہوا تھا تاکہ اسے ادبیات کی تعلیم دے اسی وجہ سے اسے ہشام عباسی کا نام دیا گیا[عیون اخبار رضاؑ، ا ص ۱۶۴-۱۶۶، باب ۴۰ ح ۲۲]۔

منقول ہے کہ فضل بن سہل اور ہشام بن ابراہیم ایک دن اکٹھے امام رضاؑ کی ملاقات کے لیے آئے، فضل بن سہل نے اندر داخل ہونے کے بعد کہا: اے فرزند رسولؐ! میں آپ سے ایک خفیہ بات کے سلسلے میں ملنے آیا ہوں اس لیے حکم فرمائیں کہ تمام لوگ یہاں سے اٹھ جائیں تاکہ ہم تنہائی میں آپ سے بات کر سکیں چنانچہ وہاں موجود تمام لوگ اٹھ کر چلے گئے تو فضل نے ایک تحریر نکالی جو دستخط شدہ تھی اس کے بعد فضل و ہشام دونوں نے امام رضاؑ کو مخاطب کر کے کہا: ہم آپ کے پاس حق بات اور سچ کہنے کے لیے آئے ہیں ہمیں اس امر کا بخوبی علم ہے کہ امارت اور حکومت اور خلافت کا منصب صرف آپ کے شایان شان ہے اے فرزند رسولؐ! ہم جو کچھ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں وہی ہمارے دل میں ہے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہم نے جھوٹ کہا تو ہمارے غلام آزاد ہو جائیں اور ہماری بیویوں کو طلاق ہو جائے ہم نے جو تیس حج پاپیادہ کئے ہیں وہ رائیگاں جائیں ہم نے عزم کیا ہے کہ ہم مامون کو قتل کروادیں اور اس کے بعد خالص حکومت کو جس کا کوئی رقیب نہ ہو آپ کے سپرد کر دیں گے تاکہ اس طرح حق اپنی جگہ پہنچ جائے اور حقدار کو حق مل جائے۔

حضرت امام رضاؑ نے ان دونوں کی باتوں پر نہ تو کان دھرے اور نہ ہی ان کی ذرہ برابر پرواہ کی بلکہ امام نے ان دونوں کو لعن و طعن کیا اور فرمایا: تم دونوں کفران نعمت کے مرتکب ہوئے ہو اور تم دونوں نے اپنی سلامتی خطرے میں ڈال دی ہے اور اگر میں بھی تمہاری اس رائے پر راضی ہو جاوں تو گویا میں نے بھی ایسا کیا ہے۔

فضل اور ہشام نے جب امام کے کلام کو سنا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ انہوں نے غلط راستہ اختیار کیا ہے چنانچہ انہوں نے امام کے پاس سے اٹھتے وقت کہا: ہم نے آپ سے یہ بات محض آپ کے امتحان لینے کے لیے کہی تھی ہم در حقیقت آپ کو آزمانا چاہتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: تم لوگ جھوٹ بول رہے ہوں تم نے جو کچھ زبان سے کہا وہی تمہارے دلوں میں تھا مگر اب جبکہ تم نے دیکھا کہ میں تمہارے رائے سے اتفاق نہیں کرتا تم نے یہ من گھڑت بات کہی ہے اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے نکل کر مامون کے پاس آئے اور مامون سے کہا: ہم دونوں ابوالحسن علی بن موسی رضاؑ کے پاس گئے تھے اور ہم نے انہیں آزمانے اور پرکھنے کے لیے ان سے یہ بات کہی تھی تاکہ ہم جان سکیں کہ وہ تمہارے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی ان کے دل کی پوشیدہ

۹۵۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّيِّ فِي كِتَابِهِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ، لَمَّا حُمِلَ سَيِّدِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَى هَارُونَ، جَاءَ إِلَيْهِ هِشَامُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَبَّاسِيُّ، فَقَالَ لَهُ يَا سَيِّدِي قَدْ كُتِبَ لِي صَكٌّ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ يُونُسَ فَسَلْهُ أَنْ يُرَوِّجَ أَمْرِي! قَالَ، فَرَكِبَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع)، فَدَخَلَ إِلَيْهِ حَاجِبُهُ، فَقَالَ يَا سَيِّدِي أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى (ع) بِالْبَابِ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَأَنْتَ حُرٌّ وَ لَكَ كَذَا وَ كَذَا! فَخَرَجَ الْفَضْلُ بْنُ يُونُسَ حَافِياً يَعْدُو، حَتَّى خَرَجَ إِلَيْهِ فَوَقَعَ عَلَى قَدَمَيْهِ يُقَبِّلُهَا، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يَدْخُلَ! فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ: اقْضِ حَاجَةَ هِشَامٍ! فَقَضَاهَا، ثُمَّ قَالَ يَا سَيِّدِي قَدْ حَضَرَ الْغَدَاءُ فَتُكْرِمُنِي أَنْ تَتَغَدَّى عِنْدِي! فَقَالَ هَاتِ! فَجَاءَ بِالْمَائِدَةِ وَ عَلَيْهَا الْبَوَارِدُ، فَأَجَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) يَدَهُ فِي الْبَارِدِ، وَ قَالَ: الْبَارِدُ تُجَالُ الْيَدُ فِيهِ، فَلَمَّا رَفَعُوا الْبَارِدَ وَ جَاءُوا بِالْحَارِّ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) الْحَارُّ حُمَّى.

راز کو جاننے کے لیے ہم نے یہ اقدام کیا مگر انہوں نے ہمیں یہ جواب دیا مامون نے ان کی باتیں سن کر کہا: تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

پھر جب وہ دونوں مامون کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو امام رضاؑ مامون کے پاس آئے اور جب تنہائی میں امام کو مامون سے بات چیت کرنے کا موقع ملا تو امام نے ان دونوں کے اپنے پاس آنے اور ان کی باتوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا: ان دونوں کے معاملے میں زیادہ ہوشیار رہے۔

مامون نے جب امامؑ سے پوری گفتگو سنی تو اسے یقین ہو گیا کہ امام رضاؑ نے اسے جو کچھ بتایا ہے وہ صحیح ہے اس لیے کہ آپ حقیقی سچے اور صادق ہیں [عیون اخبار رضاؑ، شیخ صدوق ط موسسہ اعلمی، ا ص ۱۷۷-۱۷۸ باب ۴۰ ح ۳۰]۔

محمد بن سالم کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کو ہارون نے بغداد کی طرف لایا تو آپ کے پاس ہشام بن ابراہیم عباسی حاضر ہوا اور عرض کی: اے میرے مولا و آقا، میرے لیے فضل بن یونس[۶۷] کی طرف ایک خط تحریر فرمایئے اور اسے میرا کام کرنے کا حکم دیجیے، تو امام سوار ہوئے اور اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس کے دربان نے اسے بتایا کہ دروازے پہ ابو الحسن موسی کاظمؑ تشریف لائے ہیں۔

اس نے خوشی سے کہا: اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو تو آزاد ہے اور تجھے مزید انعام بھی دیا جائے گا اور فضل بن یونس پا برہنہ دوڑ کر امام کی طرف آیا اور آپ کے قدموں پہ گر گیا اور انہیں بوسہ لینے لگا پھر آپ سے درخواست کی کہ تشریف لائیں تو امام اس کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا: ہشام کی ضرورت کو پورا کر دو۔

اس نے اسے پورا کر دیا، پھر اس نے عرض کی: اے میرے مولا و آقا، دوپہر کے کھانا حاضر ہے، میرے پاس غذا تناول فرما کر مجھے عزت بخشیں۔

امام نے فرمایا: لاو، تو وہ دستر خوان لایا اس پر ٹھنڈی چیزیں حاضر کی گئیں تو امام نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا اور فرمایا: ٹھنڈے میں اپنا ہاتھ پھیرنا چاہیے، جب وہ ٹھنڈی چیزیں اٹھا لے گئے اور گرم کھانا لائے تو امام نے فرمایا: گرم کھانا تو بخار ہے۔

---

[۶۷]۔ رجال البرقی ۵۰، اختیار معرفۃ الرجال ۵۰۰ ن۹۵۷ ضمن ترجمۃ ہشام بن إبراہیم العباسی، رجال النجاشی ۲ص۱۷۲ ن۸۴۲، رجال الطوسی ۳۵۷ ن۲، فہرست الطوسی ۱۵۱ ن۵۶۵، معالم العلماء ۹۱ ن۶۲۸، رجال ابن داود ق۲ص۴۹۳ ن۳۸۳، رجال العلامۃ الحلی ق۲ص۲۴۶ ن۱، نقد الرجال ۲۶۸ ن۲۷، مجمع الرجال ۵ص۳۴، جامع الرواۃ ۲ص۸، الوجیزۃ ۱۶۱، ہدایۃ المحدثین ۱۳۰، بہجۃ الآمال ۶ص۴۹، تنقیح المقال ۲ص۱۲ ن۹۴۹۳، معجم رجال الحدیث ۱۳ص۳۱۷ ن۹۳۹۶ و ن۹۴۰۱.

۹۵۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ بْنِ هِشَامٍ، عَنِ[۶۸] الرَّیَّانِ بْنِ الصَّلْتِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی الْحَسَنِ (ع) إِنَّ هِشَامَ بْنَ إِبْرَاهِیمَ الْعَبَّاسِیَّ زَعَمَ أَنَّکَ أَحْلَلْتَ لَهُ الْغِنَاءَ فَقَالَ کَذَبَ الزِّنْدِیقُ، إِنَّمَا سَأَلَنِی عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): إِذَا فَرَّقَ اللَّهُ بَیْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ فَأَیْنَ یَکُونُ الْغِنَاءُ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَعَ الْبَاطِلِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ (ع): قَدْ قَضَیْتَ.

ریان بن صلب کا بیان ہے کہ میں نے امام کاظمؑ سے عرض کی کہ ہشام بن ابراہیم عباسی گمان کرتا ہے کہ آپ نے اس کے لیے غناء حلال کیا ہے ؟

امام نے فرمایا: اس زندیق نے جھوٹ بولا ہے ،اس نے مجھ سے غناء کے بارے میں سوال کیا تو میں نے جواب دیا کہ ایک شخص نے ابو جعفرؑ سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب خدا نے حق و باطل میں فرق قائم کر دیا ہے تو بتاو غناء کس طرف ہے ؟

اس نے کہا: باطل کی طرف ہے۔

امام ابو جعفرؑ نے فرمایا: تونے اچھا فیصلہ کیا ہے۔

۹۵۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ یَزِیدَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَی وَ

---

[۶۸] ۔رجال الکشی، ص ۵۰۱،عیون اخبار رضا از شیخ صدوق ، باب ۳۰(فیما جاء عن الرضاؑ من الاخبار المنثورۃ)ح ۳۲،قرب الاسناد ،عبداللہ بن جعفر حمیری ص ۱۲۹، ریان کے تعارف میں اس کے دیگر حوالہ جات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

ابْنِ سِنَانٍ، أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: لَعَنَ اللَّهُ الْعَبَّاسِيَ فَإِنَّهُ زِنْدِيقٌ وَ صَاحِبُهُ يُونُسُ فَإِنَّهُمَا يَقُولَانِ بِالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ.

صفوان بن یحییٰ اور ابن سنان نے امام ابو الحسن سے روایت کی کہ اللہ تعالی عباسی پہ لعنت کرے وہ زندیق ہے اور اس کا ساتھی یونس ہے وہ دونوں حسن و حسین کے بارے میں مخصوص نظریات کے قائل ہیں۔

۹۶۰ وَ عَنْهُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ، سَمِعْتُ الرِّضَا (ع) يَقُولُ: إِنَّ الْعَبَّاسِيَّ زِنْدِيقٌ وَ كَانَ أَبُوهُ زِنْدِيقاً.

معمر بن خلاد نے امام رضا سے روایت کی کہ عباسی خود بھی زندیق تھا اور اس کا باپ بھی زندیق تھا۔

۹۶۱ وَ عَنْهُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ، عَنْ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسِيُّ، أَنَّهُ قَالَ لِلرِّضَا (ع) لِمَ لَا تَدْخُلُ فِيمَا سَأَلَكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ، فَقَالَ: فَأَنْتَ أَيْضاً عَلَيَّ يَا عَبَّاسِيُّ! فَقَالَ نَعَمْ وَ لَتُجِيبُهُ إِلَى مَا سَأَلَكَ أَوْ لَأُعْطِيَنَّكَ الْقَاضِيَةَ يَعْنِي السَّيْفَ.

ابو طالب نے عباسی سے نقل کیا کہ اس نے امام رضاؑ سے کہا: آپ اس امر کو کیوں قبول نہیں کرتے جو مومنوں کے امیر مامون نے آپ سے تقاضا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اے عباسی! تو بھی ہمارے خلاف ہو گیا ہے؟!

اس نے کہا: ہاں، آپ اس مطالبے کو قبول کریں ورنہ میں آپ کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔

قَالَ أَبُو النَّضْرِ: سَأَلْنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيبَ، عَنِ الْعَبَّاسِيِّ هِشَامِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَ قُلْنَا لَهُ أَ كَانَ مِنْ وُلْدِ الْعَبَّاسِ قَالَ: لَا، كَانَ مِنَ الشِّيعَةِ، فَطَلَبَهُ، فَكَتَبَ كُتُبَ الزَّيْدِيَّةِ وَ كُتُبَ آيَاتِ إِمَامَةِ الْعَبَّاسِ، ثُمَّ دَسَّ إِلَى مَنْ تَغَمَّزَ بِهِ وَ اخْتَفَى، وَ اطَّلَعَ السُّلْطَانُ عَلَى كُتُبِهِ، فَقَالَ هَذَا عَبَّاسِيٌّ، فَأَمَّنَهُ وَ خَلَّى سَبِيلَهُ.

ابو نضر محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ ہم نے حسین بن اشکیب سے عباسی ہشام بن ابراہیم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ عباسی کی اولاد میں سے تھا؟

اس نے کہا: نہیں، وہ شیعہ تھا پھر اسے عباسی نے بلایا اور اس نے زیدیہ کے بارے میں کتابیں لکھیں اور عباس کی امامت کے اثبات کے لیے کتابیں لکھیں پھر اس نے اس کے نام دسیسہ کاری کی جو اس سے چشم پوشی کرتا تھا اور خود مخفی ہو گیا جب بادشاہ کو اس کی کتابوں کا علم ہوا تو اس نے کہا: یہ عباسی ہے تو اسے امان دی اور اسے چھوڑ دیا۔

صفوان بن یحیٰ[۶۹] اور اسماعیل بن خطاب

۹۶۲ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَیُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ، قَالَ أَخْبَرَنِی مُعَمَّرُ بْنُ خَلَّادٍ، قَالَ، رَفَعْتُ مَا خَرَجَ مِنْ غَلَّةِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ الْخَطَّابِ، بِمَا أَوْصَى بِهِ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَى! فَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ إِسْمَاعِیلَ بْنَ الْخَطَّابِ بِمَا أَوْصَى بِهِ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَى وَ رَحِمَ صَفْوَانَ فَإِنَّهُمَا مِنْ حِزْبِ آبَائِی (ع)، وَ مَنْ كَانَ مِنْ حِزْبِنَا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ اسماعیل بن خطاب نے اپنے جس غلے کی صفوان بن یحیٰ کے لیے وصیت کی تھی تو میں وہ غلہ لیکر امام کے پاس گیا تو آپ نے کہا: خدا اسماعیل بن خطاب پر رحم کرے اور خدا صفوان پر بھی رحم کرے کہ وہ دونوں میرے آباء کے گروہ اور لشکر میں سے ہیں اور جو ہمارے گروہ میں سے ہو گا خدا اسے جنت میں جگہ دے گا۔

---

[۶۹]۔ رجال البرقی ۵۵، فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رسالۃ إبی غالب الزراری ۱۶۱ و ۱۷۱، رجال النجاشی اص۴۳۹ ن۵۲۲، رجال الطوسی ۳۵۲ ن۳ و ۳۷۸ ن۴ و ۴۰۲ ن۱، فہرست الطوسی ۱۰۹ ن۳۵۸، معالم العلماء ۵۹ ن۴۰۲، رجال ابن داود ۱۸۸ ن۷۷۰، التحریر الطاووسی ۱۵۳ ن۲۰۲، رجال العلامۃ الحلی ۸۸، نقد الرجال ۱۷۳، مجمع الرجال ۳ص۲۱۶، منہج المقال ۲ص۱۰۰ ن۵۷۸۰، جامع الرواۃ اص۴۱۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۱۸ ن۵۹۴، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۸۲، بہجۃ الآمال ۵ص۴۱، تنقیح المقال ۲ص۱۰۰ ن۵۷۸۰، إعیان الشیعۃ ۷ص۳۸۹، تأسیس الشیعۃ ۳۰۱، الذریعۃ ۳ص۱۱۰ ن۳۷۱، معجم رجال الحدیث ۹ص۱۲۳ ن۵۹۲۲، قاموس الرجال ۵ص۱۲۷، معجم المؤلفین ۵ص۲۰.

صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى مَاتَ فِي سَنَةِ عَشَرٍ وَ مِائَتَيْنِ بِالْمَدِينَةِ وَ بَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) بِحَنُوطِهِ وَ كَفَنِهِ وَ أَمَرَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُوسَى بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

کشی فرماتے ہیں: صفوان بن یحییٰ مدینہ میں ۲۱۰ھ کو فوت ہوا تو امام جواد نے اس کے لیے حنوط و کفن بھیجا اور اسماعیل بن موسی کو اس پر نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔

صفوان بن یحییٰ[۷۰] پارچہ فروش، محمد بن سنان، زکریا بن آدم[۷۱] اور سعد بن سعد قمی[۷۲]

---

[۷۰] ۔ رجال البرقی ۵۵، فہرست ابن الندیم ۳۲۵، رسالۃ ابی غالب الزراری ۱۶۱ و ۱۷۱، رجال النجاشی ۱ص ۴۳۹ن ۵۲۲، رجال الطوسی ۳۵۲ن ۳ و ۳۸۷ن ۴ و ۴۰۲ن ۱، فہرست الطوسی ۱۰۹ن ۳۵۸، معالم العلماء ۵۹ن ۴۰۲، رجال ابن داود ۱۸۸ن ۷۷۰، التحریر الطاووسی ۱۵۳ن ۲۰۲، رجال العلامۃ الحلی ۸۸، نقد الرجال ۱۷۳، مجمع الرجال ۳ص ۲۱۶، منہج المقال ۲ص ۱۰۰ن ۵۷۸۰، جامع الرواۃ ۱ص ۴۱۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۱۸ن ۵۹۴، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۸۲، بہجۃ الآمال ۵ص ۱۴۱، تنقیح المقال ۲ص ۱۰۰ن ۵۷۸۰، اعیان الشیعۃ ۷ص ۳۸۹، تاسیس الشیعۃ ۳۰۱، الذریعۃ ۳ص ۱۱۰ن ۳۷۱، معجم رجال الحدیث ۹ص ۱۲۳ن ۵۹۲۲، قاموس الرجال ۵ص ۱۲۷، معجم المؤلفین ۵ص ۲۰.

[۷۱] ۔ رجال الطوسی ۲۰۰ن ۷۷، و ۳۷۷ن ۴، و ۴۰۱. فہرست الطوسی ۷۳. تنقیح المقال ۱: ۴۴۷،ن ۴۲۳۶، رجال النجاشی ۱۲۴ن ۴۵۶، معالم العلماء ۵۳ن ۳۴۹ تاسیس الشیعۃ ۴۱۰. الکنی والالقاب ۳: ۷۲. رجال ابن داود ۹۷. معجم الثقات ۵۵. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۷۱-۲۷۴. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۰. رجال الحلی ۷۵. نقد الرجال ۱۳۸. رجال الکشی ۵۹۴. مجمع الرجال ۳: ۵۳-۵۷. ہدایۃ المحدثین ۶۶. اعیان الشیعۃ ۷: ۶۲. سفینۃ البحار ۱: ۵۵۰. بہجۃ الامال ۴: ۱۹۶. تاریخ قم، ۲۷۸ و ۲۷۹. منتہی المقال ۱۳۷. العندبیل ۱: ۲۹۳. منہج المقال ۱۴۹. جامع المقال ۶۹. اعیان الشیعۃ ۷ص ۶۲، الذریعۃ ۶ص ۳۳۳ن ۱۹۰۹، التحریر الطاووسی ۱۰۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۸. اتقان المقال ۶۳. الوجیزۃ ۳۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ۶۹. رجال الانصاری ۹۰. ثقات الرواۃ ۱: ۳۳۴-۳۳۷. قاموس الرجال ۷ص ۱۷۸.

[۷۲] ۔ رجال البرقی ۵۱، رجال الکشی ۴۲۳ن ۳۶۲، رجال النجاشی ۱ص ۴۰۵ن ۴۶۸، رجال الطوسی ۳۸۷ن ۴ و ۴۰۲ن ۲، فہرست الطوسی ۱۰۲ن ۳۱۹ و ۳۲۱، معالم العلماء ۵۴ن ۳۵۹ و ۳۶۱، رجال ابن داود ۱۶۷ن ۶۶۸، التحریر الطاووسی ۱۴۲ن ۱۸۲، رجال العلامۃ الحلی ۸۷ن ۲، نقد الرجال ۱۴۸ن ۱۹، مجمع الرجال ۳ص ۱۰۲، جامع الرواۃ ۱ص ۳۵۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۰۴ن ۵۲۰، الوجیزۃ ۱۵۳، ہدایۃ المحدثین ۷۰، مستدرک الوسائل ۳ص ۳۲۷، بہجۃ الآمال ۴ص ۳۱۹، تنقیح المقال ۲ص ۱۳ن ۴۶۸۶، اعیان الشیعۃ ۷ص ۲۲۲، الذریعۃ ۶ص ۳۳۵ن ۱۹۳۰ و ۱۹۳۱، معجم رجال الحدیث ۸ص ۵۳ن ۵۰۱۰ و ۵۰۳۳ و ۵۰۳۴، قاموس الرجال ۴ص ۳۱۱ و ۳۲۲.

۹۶۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّیِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الثَّانِیَ (ع) یَذْکُرُ صَفْوَانَ بْنَ یَحْیَی وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ بِخَیْرٍ، وَ قَالَ: رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِرِضَایَ عَنْهُمَا فَمَا خَالَفَانِی قَطُّ، هَذَا بَعْدَ مَا جَاءَ عَنْهُ فِیهِمَا مَا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا.

علی بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر ثانیؑ سے سنا جب آپ نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان کا ذکر خیر و خوبی سے فرمایا تو ارشاد فرمایا: خدا ان دونوں سے راضی ہو کیونکہ میں ان سے راضی ہوں انہوں نے ہرگز میری مخالفت نہیں کی۔

یہ روایت ان کے بارے میں اس کے بعد صادر ہوئی جو میں نے اس کے بارے میں اپنے اصحاب سے سنا ہے۔

۹۶۴ عَنْ أَبِی طَالِبٍ عَبْدِ اللَّه بْنِ الصَّلْتِ الْقُمِّیِّ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ الثَّانِی (ع) فِی آخِرِ عُمُرِه فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ: جَزَی اللَّهُ صَفْوَانَ بْنَ یَحْیَی وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ وَ زَکَرِیَّا بْنَ آدَمَ عَنِّی خَیْراً فَقَدْ وَفَوْا لِی وَ لَمْ یَذْکُرْ سَعْدَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ، فَخَرَجْتُ فَلَقِیتُ مُوَفَّقاً، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ مَوْلَایَ ذَکَرَ صَفْوَانَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ وَ زَکَرِیَّا بْنَ آدَمَ وَ جَزَاهُمْ خَیْراً، وَ لَمْ یَذْکُرْ سَعْدَ بْنَ سَعْدٍ! قَالَ، فَعُدْتُ إِلَیْه، فَقَالَ: جَزَی اللَّهُ صَفْوَانَ بْنَ یَحْیَی وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ وَ زَکَرِیَّا بْنَ آدَمَ وَ سَعْدَ بْنَ سَعْدٍ عَنِّی خَیْراً فَقَدْ وَفَوْا لِی.

عبداللہ بن صلت قمی کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفر دومؑ کے پاس ان کی عمر کے آخری حصے میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سنا، فرمایا: خدا صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن

آدم کو مجھ سے جزاء خیر دے کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان پورا کر دیا اور آپ نے سعد بن سعد کا ذکر نہیں فرمایا تو میں باہر آیا اور موفق سے ملا اور اس کو بتایا کہ میرے مولا وآقا نے صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن آدم کو یاد فرمایا اور ان کے لیے جزاء خیر کی دعا فرمائی اور سعد بن سعد کو یاد نہیں فرمایا راوی کہتا ہے میں لوٹ کر امام کے پاس آیا۔

امام نے فرمایا: خدا صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان اور زکریا بن آدم اور سعد بن سعد کو مجھ سے جزاء خیر دے کہ انہوں نے میرے ساتھ کیا ہوا عہد و پیمان پورا کر دیا۔

۹۶۵ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ، أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) كَانَ لَعَنَ صَفْوَانَ بْنَ یَحْیَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا خَالَفَا أَمْرِی، قَالَ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) لِمُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ الْبَحْرَانِیِّ تَوَلَّ صَفْوَانَ بْنَ یَحْیَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ فَقَدْ رَضِیتُ عَنْهُمَا.

محمد بن اسمٰعیل بن بزیع کا بیان ہے کہ امام ابو جعفر نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان پر لعنت کی اور فرمایا انہوں نے میرے امر کی مخالفت کی ہے جب آئندہ سال ہوا تو امام نے محمد بن سہل بحرانی سے فرمایا: صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان سے محبت کر کیونکہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں۔

۹۶۶ وَ عَنْهُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ سَعِیدٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) مَا ذِئْبَانِ ضَارِیَانِ فِی غَنَمٍ قَدْ غَابَ عَنْهَا رِعَاؤُهَا بِأَضَرَّ فِی دِینِ الْمُسْلِمِ مِنْ حُبِّ الرِّیَاسَةِ، ثُمَّ قَالَ: لَكِنْ صَفْوَانُ لَا یُحِبُّ الرِّیَاسَةَ.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن نے فرمایا: دو درندے قسم کے بھڑیئے جو ایسے ریوڑ میں ہوں جن کا چرواہا اور محافظ غائب ہو گیا ہو ان سے زیادہ ایک مسلمان کے دین کے لیے ریاست و حکومت کی محبت کرنا نقصان دہ ہے ، پھر فرمایا صفوان میں ریاست و حکومت کی محبت نہیں ہے۔

۹۶۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِيأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيِّ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَذْكُرُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ بِخَيْرٍ، وَ قَالَ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِرِضَايَ عَنْهُمَا، فَمَا خَالَفَانِي وَ مَا خَالَفَا أَبِي (ع) قَطُّ، بَعْدَ مَا جَاءَ فِيهِمَا مَا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ[۷۳].

علی بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر ثانیؑ سے سنا جب آپ نے صفوان بن یحیٰی اور محمد بن سنان کا ذکر خیر و خوبی سے فرمایا تو ارشاد فرمایا: خدا ان دونوں سے راضی ہو کیونکہ میں ان سے راضی ہوں انہوں نے ہر گز میری مخالفت نہیں کی۔ یہ روایت ان کے بارے میں اس کے بعد صادر ہوئی جسے کئی دوسروں نے سنا تھا۔

[۷۳] رجال الکشی، ص ۵۰۴

عمار ساباطی[۷۴]

۹۶۸ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه الْقُمِّیُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ الْكُوفیِّ، عَنْ مَرْوَکِ بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): اسْتَوْهَبْتُ عَمَّاراً مِنْ رَبِّی فَوَهَبَهُ لِی.

ایک شخص نے امام ابوالحسنؑ سے روایت کی، فرمایا میں نے اپنے رب سے عمار کو مانگ لیا تو خدا نے وہ مجھے بخش دیا[۷۵]۔

---

[۷۴] ۔ رجال الطوسی ۲۵۰ و ۳۵۴، تنقیح المقال ۲: ۳۱۸ و ۳: باب الکنی ۵۲، فہرست الطوسی ۱۱۷، رجال النجاشی ۲۰۶، معالم العلماء ۸۷، المقالات والفرق ۸۹ و ۲۳۳، رجال الحلی ۲۴۳، معجم الثقات ۸۸، مجمع الرجال ۴: ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۷: ۱۲۹، جامع الرواۃ ۱: ۶۱۳ و ۲: ۶۴۴، رجال ابن داود ۲۶۳، رجال البرقی ۳۶ و ۴۸، معجم رجال الحدیث ۱۲: ۲۶۰ و ۲۷۲ و ۲۳: ۱۰۱، فرق الشیعۃ ۷۹، نقد الرجال ۲۴۷ و ۴۰۸، رجال بحر العلوم ۱: ۴۰۷، ہدایۃ المحدثین ۱۲۱ و ۳۱۴، الارشاد ۳۱۰، بہجۃ الآمال ۵: ۵۶۴، منتہی المقال ۲۲۷، منہج المقال ۲۴۲، جامع المقال ۸۲، التحریر الطاووسی ۱۹۰، وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۷۴، اتقان المقال ۱۰۰، الوجیزۃ ۴۲، شرح مشیخۃ الفقیہ ۴، رجال الانصاری ۱۳۱، مقالات الاسلامیین ۱: ۹۹، الفرق بین الفرق ۶۲، الملل والنحل ۱: ۱۶۸، قاموس الرجال ۷ ص ۹۹۔

[۷۵] یہ روایت حدیث ۴۷۱ میں بطور مرسلہ اور ۷۶۳ میں دوسری سند کے ساتھ گزر چکی ہے ۔

ابراہیم بن ابی بلاد[۷۶]

۹۶۹ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، قَالَ،

قَالَ لِی أَبُو الْحَسَنِ (ع) ابْتِدَاءً مِنْهُ:

إِبْرَاهِیمُ بْنُ أَبِی الْبِلَادِ عَلَى مَا تُحِبُّونَ.

علی بن اسباط کا بیان ہے کہ امام ابو الحسنؑ نے کلام کی ابتداء کرتے ہوئے فرمایا:

ابراہیم بن ابی بلاد اس عقیدہ پر ہے جسے تم چاہتے ہو۔

[۷۶]۔ رجال البرقی ۴۸، ۵۵، رجال النجاشی اص۱۰۲ ن ۳۱، فہرست الطوسی ۳۲ ن ۲۲، رجال الطوسی ۱۴۵ ن ۶۰ و ۳۴۲ ن ۵ و ۳۶۸ ن ۱۸، معالم العلماء ۶ ن ۱۷، رجال العلامۃ الحلی ۳ ن ۴، ایضاح الاشتباہ ۸۷ ن ۲۱، لسان المیزان اص۴۱ ن ۸۲، نقد الرجال ۶ ن ۵، مجمع الرجال اص۳۰، ہدایۃ المحدثین ۹، الکنی والالقاب للقمی اص۲۹، معجم رجال الحدیث اص۱۸۹ ن ۴۳ و ۱۹۲ ن ۴۷، قاموس الرجال اص۱۰۵.

دعبل بن علی خزاعی شاعر[۷۷]

[۷۷]۔رجال شیخ ص۳۷۵،اصحاب امام رضا ،ن۶،رجال نجاشی،ص۲۲۷ن۲۷،و۱۶۱ن۴۲۸ ،(اس میں ان کی دوکتابوں کا نام ذکر کیا ؛۱۔کتاب طبقات الشعراء،۲۔کتاب الواحدۃ فی مثالب العرب ومناقبہا)رجال علامہ حلی،ص۷۰ فصل دال ۲ن۱، التحریر الطاووسی،ص۱۹۳ن۱۵۳، اتقان المقال،ص۱۸۸، معالم العلماء ،ص۱۵۱(فصل المقتصدین)، معرا ج الکمال،ص۲۴۵فائدہ ثانیہ ، وسائل الشیعہ،۲۰ص۱۹۱ ن۴۶۷، توضیح الاشتباہ، ۱۵۲ ن۶۶۹، نقدالرجال،ج۲ ص۲۲۵ن۱۹۱۰، روضات الجنات،۳ص۳۰۶ن۲۹۸، تکملۃ الرجال، ج۱ص۳۹۴، منتہی المقال ۳ص۲۱۸،ن۱۱۲۶، منہج المقال ص۱۳۸، مجالس المومنین ج۲ص ۵۱۷، عیون اخبار الرضا، ص۳۵۹،۲۸۰-۳۷۰، ،اصول کافی ج۱ص۴۹۶،ح۸، تاریخ قم،۲۰۰، کشف الغمہ،۳ص۱۵۹، اعلام الوری،۳۱۶، المناقب،۴ص۳۳۸، روضۃ الواعظین،۲۲۶، بشارۃ المصطفیٰ، ۲۵۰،امالی مفید،۳۲۴ ح۱۰مجلس ۳۸، امالی صدوق، ۶۶۰،ح۱۶،مجلس ۶۴، امالی طوسی۹۸جزء ۴، ۳۶۹ جزء ۱۲، تنقیح المقال،۲۶ص۳۱۸-۳۳۴،الغدیرج۲ص۳۹۶، معجم رجال الحدیث، ج۸ ص۱۵۴، ن۴۴۶۵ اغانی،۱۸ص۳۳، وفیات الاعیان۲ص۲۶۶ ن۲۲۷، العبراص ۴۴۶حوادث سنہ۲۴۶ ، تاریخ بغداد۸ص۳۸۲ن۴۴۹۰، لسان المیزان، ۲ص۴۳۰،ن۱۷۶۹، الشعر و الشعراء ابن قتیبہ ۲۷۷ن۱۹۸، مرآۃ الجنان، ۲ص۱۴۵حوادث ۲۶۴، الموتلف و المختلف آمدی۸۹و ۱۷۰و ۱۷۳، و۲۵۴، ۲۸۴، بغیۃ الوعاۃ،۹۴، ترجمہ محمد بن محمد بن جعفر بن لنگ،تاریخ الخلفاء ۳۲۴، النجوم الزاہرہ، ۲ص۳۲۲سیر اعلام النبلاء ۱۱ص۵۱۹ن۱۴۱، تہذیب تاریخ دمشق ۵ص۲۳۰، معجم ادباء ۱۱ص۹۹ن۲۶،انباہ الرواۃ ۳ص۲۳۸،فہرست ابن ندیم ۱۸۳ فن ثانی از مقالہ ۴، البدایۃ و النہایۃ ۱۰ص۳۴۸، الوافی بالوفیات،۱ص۱۵۶ن۷۶ترجمہ بن لنگ، میزان الاعتدال ۲ص۲۷،ن۲۶۷۳، نورالابصار شبلنجی، ۱۶۸، تاریخ عساکر ۵ص۲۲۷، مروج الذہب۱ص۱۷۹،ج۲ص۸۷،ج۳۲۳۱، مطالب السوول، ۸۵، فرائد السمطین ۲ص۳۳۷ح۵۹۱، ثمار القلوب ثعلبی، ۲۳۳، شرح نہج البلاغہ حدیدی، ۱۰ص۸۰ ج۱۶ص۲۱۷، ج۱۸ص۳۲، العقدالفرید ۲ص۲۹۵۔

۹۷۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: بَلَغَنِي أَنَّ دِعْبِلَ بْنَ عَلِيٍّ وَفَدَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) بِخُرَاسَانَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ لَهُ: إِنِّي قَدْ قُلْتُ قَصِيدَةً وَ جَعَلْتُ فِي نَفْسِي أَنْ لَا أُنْشِدَهَا أَحَداً أَوْلَى مِنْكَ! فَقَالَ: هَاتِهَا! فَأَنْشَدَهُ قَصِيدَتَهُ الَّتِي يَقُولُ فِيهَا:

أَ لَمْ تَرَ أَنِّي مُذْ ثَلَاثِينَ حِجَّةً — أَرُوحُ وَ أَغْدُو دَائِمَ الْحَسَرَاتِ
أَرَى فَيْئَهُمْ فِي غَيْرِهِمْ مُتَقَسِّماً — وَ أَيْدِيَهُمْ مِنْ فَيْئِهِمْ صَفِرَاتٍ

قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ إِنْشَادِهَا: قَامَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِخِرْقَةِ خَزٍّ فِيهَا سِتُّمِائَةِ دِينَارٍ، وَ قَالَ لِلْجَارِيَةِ: قُولِي لَهُ يَقُولُ لَكَ مَوْلَايَ اسْتَعِنْ بِهَذِهِ عَلَى سَفَرِكَ وَ أَعْذِرْنَا! فَقَالَ لَهُ دِعْبِلٌ: لَا وَ اللَّهِ مَا هَذَا أَرَدْتُ وَ لَا لَهُ خَرَجْتُ، وَ لَكِنْ قُولِي لَهُ هَبْ لِي ثَوْباً مِنْ ثِيَابِكَ! فَرَدَّهَا عَلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ قَالَ لَهُ خُذْهَا وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِجُبَّةٍ مِنْ ثِيَابِهِ، فَخَرَجَ دِعْبِلٌ حَتَّى وَرَدَ قُمَّ، فَنَظَرُوا إِلَى الْجُبَّةِ وَ أَعْطَوْهُ بِهَا أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ، وَ قَالَ لَا وَ اللَّهِ وَ لَا خِرْقَةً مِنْهَا بِأَلْفِ دِينَارٍ، ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قُمَّ فَاتَّبَعُوهُ قَدْ جَمَعُوا وَ أَخَذُوا الْجُبَّةَ، فَرَجَعَ إِلَى قُمَّ وَ كَلَّمَهُمْ فِيهَا، فَقَالُوا لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، وَ لَكِنْ إِنْ شِئْتَ فَهَذِهِ الْأَلْفُ دِينَارٍ! فَقَالَ نَعَمْ وَ خِرْقَةً مِنْهَا، فَأَعْطَوْهُ أَلْفَ دِينَارٍ وَ خِرْقَةً مِنْهَا.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ دعبل بن علی خراسان میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے ایک قصیدہ کہا ہے اور اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو نہیں سناوں گا۔

امام نے فرمایا: پیش کرو۔

اس نے ہ قصیدہ سنایا، جس میں کہا تھا: کیا آپ مجھے نہیں دیکھتے کہ میں ۳۰ سال سے صبح شام حیرت و غم انگیز لمحات میں گزار رہا ہوں، کیونکہ میں اہل بیتؑ کی میراث اور جائیداد کو غیروں میں تقسیم ہوتے دیکھ رہا ہوں اور خود ان کے ہاتھ اپنی جائیداد سے خالی ہیں۔

جب وہ قصیدہ پڑھ چکا تو امام رضا گھر میں داخل ہوئے اور ایک ریشم کا رومال بھیجا جس میں ۶۰۰ دیار تھے اور کنیز سے فرمایا: اس سے کہنا کہ آپ کے مولا فرماتے ہیں اس کے ذریعے اپنے سفر کے اخراجات پورے کرنا اور ہمیں معذور سمجھنا (کہ اس سے زیادہ تجھے عطا نہیں کر سکے)۔

تو دعبل نے عرض کی: ہر گز نہیں، خدا کی قسم! میرا یہ ارادہ نہیں تھا اور نہ میں نے دنیا کے سکوں کے گھر سے امام کی طرف یہ سفر کیا، لیکن میرے مولا سے عرض کریں کہ مجھے اپنا ایک لباس عطا کریں۔

امام نے اسے مال بھیجا اور فرمایا اسے لے لو اور اس کے ساتھ اپنے لباس میں سے ایک جبہ بھیجا تو دعبل وہ لیکر قم میں پہنچا تو انہوں نے اس جبے کو دیکھا تو اسے ۱۰۰۰ دینار کی پیش کش کی۔

اس نے انکار کیا اور کہا: خدا کی قسم اس کا ایک ٹکڑا بھی ۱۰۰۰ دینار میں نہ دوں گا پھر وہ قم سے باہر چل پڑا تو وہ اس کے پیچھے آئے اور انہوں نے اتفاق کر کے اس سے وہ جبہ لے لیا تو وہ قم واپس آیا اور ان سے مصالحت کے لیے بات چیت کی۔

انہوں نے کہا: وہ جبہ تو تجھے نہیں ملے گا یہ ۱۰۰۰ دینار حاضر ہیں۔

اس نے کہا: یہ ۱۰۰۰ دینار اور اس جبے کا ایک ٹکڑا مجھے دو تو انہوں نے اسے ۱۰۰۰ دینار اور اس جبے کا ایک ٹکڑا دے دیا۔

مرزبان بن عمران قمی اشعری[۷۸]

۹۷۱ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِيِّ الْخُتَّلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْمَرْزُبَانِ بْنِ عِمْرَانَ الْقُمِّيِّ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَسْأَلُكَ عَنْ أَهَمِّ الْأُمُورِ إِلَيَّ، أَ مِنْ شِيعَتِكُمْ أَنَا فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ، قُلْتُ اسْمِي مَكْتُوبٌ عِنْدَكُمْ قَالَ نَعَمْ.

مرزبان بن عمران قمی اشعری کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مولا میں آپ سے اپنے بارے میں ایک نہایت اہم امر کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، کیا میں آپ کے شیعہ میں سے ہوں؟

فرمایا ہاں۔

میں نے عرض کی: کیا میرا نام آپ کے پاس ثبت ہے؟

فرمایا: ہاں۔

[۷۸] ۔رجال نجاشی۴۲۳ن۱۱۳۴، رجال شیخ طوسی۳۹۱ن۲۵صحابی امام رضاؑ، رجال برقی۵۱صحابی امام کاظمؑ، تحریر طاوسی ۵۷۶ن۴۳۸، معجم رجال الحدیث،ن۱۲۲۴۴، نقد الرجال۴ص۳۶۰ن۵۲۱۶، طرائف المقال۳۵۹ن۲۷۱۹، رجال علامہ حلی ۱۷۲ن۱۶۔

ابوالحسن (امام رضاؑ) کا غلام مسافر[۷۹]

۹۷۲ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمَ، قَالا حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنِ عِيسَى، قَالَ أَخْبَرَنِي مُسَافِرٌ، قَالَ أَمَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِخُرَاسَانَ فَقَالَ: الْحَقْ بِأَبِي جَعْفَرٍ فَإِنَّهُ صَاحِبُكَ.

مسافر کا بیان ہے کہ جب امام رضاؑ پر شہادت کے آثار طاری ہوئے اس وقت آپ خراسان میں تھے تو آپ نے مجھے حکم دیا: تو میرے بیٹے ابو جعفر (امام جواد) کے پاس چلا جا، اب وہی تیرے آقا ہیں۔

---

[۷۹] ۔رجال شیخ طوسی، ۳۹۲ن۶۲ اصحاب امام رضاؑ، ۴۲۱ن۱،اصحاب امام ہادیؑ، تحریر طاووسی، ص۵۷۲ن۴۳۳،،فرمایا: کشی کی روایت کی سند ضعیف ہے اور اس کی دلالت بھی واضح نہیں ہے۔ رجال ابن داود، قسم اول ۱۸۸ ن۱۵۴۹، معجم رجال الحدیث،ن۱۲۲۸۱،کافی ج۱، **باب۹۰أن الامام متی یعلم أن الامر قدصار إلیه،ح۲**۔ نقد الرجال ۴ص۳۶۴ن۵۲۳۳، طرائف المقال۳۶۰ن۲۷۷۲۔

جوانی[۸۰]

۹۷۳ عَنْ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمَ، قَالا حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، قَالَ کَانَ الْجَوَّانِیُّ خَرَجَ مَعَ أَبِی الْحَسَنِ (ع) إِلَی خُرَاسَانَ، وَ کَانَ مِنْ قَرَابَتِه.

حمدویہ وابراہیم نے ابو جعفر محمد بن عیسی سے روایت کی جوانی امام رضا کے ساتھ خراسان آیا تھااور وہ آپ کے قریبیوں میں سے تھا۔

عبدالعزیز بن مہتدی قمی[۸۱]

۹۷۴ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، بِحَدِیثِ عَبْدِ الْعَزِیزِ بْنِ الْمُهْتَدِی فَقَالَ الْفَضْلُ: مَا رَأَیْتُ قُمِّیّاً یُشْبِهُهُ فِی زَمَانِه.

---

[۸۰] ۔ مولی عنایۃ اللہ قہبائی نے اس جوانی سے عبداللہ بن مروان ابو المسیح کو مراد لیااور علامہ حلی نے خلاصۃ الاقوال قسم اول،ن ۱۳حرف عین کے باب ۱ میں اس سے مراد علی بن إبراہیم بن محمد بن حسن بن محمد بن عبداللہ ابن حسین بن علی بن حسین بن علی بن إبی طالب (علیہم السلام) کو مراد لیا، لیکن اگرچہ پہلا قول ممکن ہے لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ عبداللہ بن مروان کا امام رضا کا رشتہ دار ہونا ثابت نہیں، اور دوسرا قول تو اصلا درست نہیں کیونکہ یہ علی بن إبراہیم بن محمد کلینی کے مشائخ میں سے ہے نجاشی نے اس سے دوواسطوں سے روایت کی ہے تو وہ امام رضا کے زمانے میں کیسے ہوگا؟! تو اس سے مراد حسن بن محمد بن عبداللہ ابن الحسین بن علی بن الحسین بن علیؑ ہوگا، معجم رجال الحدیث، ص ۳۴۴،ن ۱۶۹۷۔

[۸۱] ۔ رجال البرقی ۵۱، رجال الکشی ۷۴۲ن ۳۶۹، رجال النجاشی ۲ص ۶۰ن ۶۴۰، رجال الطوسی ۳۸۰ن ۱۰ و ۴۷۹ن ۶۶، فہرست الطوسی ۱۴۵ن ۵۳۵، معالم العلماء ۸۰ن ۵۴۶، رجال ابن داود ۲۲۵ن ۹۴۲، التحریر الطاووسی ۲۰۸ن ۳۱۵، رجال العلامۃ الحلی ۱۱۶ن ۳، نقد الرجال ۱۸۹ن ۱۳، مجمع الرجال ۴ص ۹۲، جامع الرواۃ ۱ص ۴۵۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۲۲۸ن ۶۴۹، الوجیزۃ ۱۵۶، ہدایۃ المحدثین ۹۸، بہجۃ الآمال ۵ص ۱۶۴، تنقیح المقال ۲ص ۱۵۵ن ۶۶۴۳، معجم رجال الحدیث ۱۰ص ۳۵ن ۶۵۶۹، قاموس الرجال ۵ص ۳۴۰.

فضل بن شاذان نے اس کی روایت بیان کی تو فرمایا: میں نے اس کے زمانے میں اس کے مشابہہ کوئی قمی نہیں دیکھا۔

۹۷۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ وَ كَانَ خَيْرَ قُمِّيٍّ فِي مَنْ رَأَيْتُهُ، وَ كَانَ وَكِيلَ الرِّضَا (ع).

فضل بن شاذان نے کہا عبدالعزیز نے مجھے روایت بیان کی اور وہ بہترین قمی تھے، جنہیں میں نے دیکھا اور وہ امام رضاؑ کے وکیل تھے۔

۹۷۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَوْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ أَنَّ لَكَ مَعِي شَيْئاً فَمُرْنِي بِأَمْرِكَ فِيهِ إِلَى مَنْ أَدْفَعُهُ! فَكَتَبَ: إِنِّي قَبَضْتُ مَا فِي هَذِهِ الرُّقْعَةِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَ غَفَرَ اللَّهُ ذَنْبَكَ وَ رَحِمَنَا وَ إِيَّاكَ وَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ بِرِضَايَ عَنْكَ.

عبدالعزیز نے بیان کیا کہ میں نے امام ابو جعفرؑ کے نام خط لکھا: میرے پاس آپ کے لیے کچھ مقدار امانت ہے آپ مجھے امر فرمائیں میں کسے ادا کروں، تو امام نے جواب میں لکھا: میں نے وہ سب لے لیا جو اس رقعہ میں تھا،اور اس پر خدا کی حمد ہے ،خدا تعالی تیرے گناہ کو بخش دے اور ہم پر اور تم پر رحم فرمائے اور تجھ سے راضی ہو کیونکہ میں تم سے راضی ہوں۔

محمد بن سنان[۸۲]

۹۷۷ ذَكَرَ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، أَنَّ أَيُّوبَ بْنَ نُوحٍ، دَفَعَ إِلَيْهِ دَفْتَراً فِيهِأَحَادِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، فَقَالَ لَنَا: إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَكْتُبُوا ذَلِكَ فَافْعَلُوا! فَإِنِّي كَتَبْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ لَكِنْ لَا أَرْوِي لَكُمْ أَنَا عَنْهُ شَيْئاً، فَإِنَّهُ قَالَ قَبْلَ مَوْتِهِ: كُلَّمَا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ لَمْ يَكُنْ لِي سَمَاعٌ وَ لَا رِوَايَةٌ إِنَّمَا وَجَدْتُهُ[۸۳].

حمدویہ بن نصیر کا بیان ہے کہ ایوب بن نوح نے محمد بن سنان کی احادیث کا دفتر نکالا اور فرمایا: اگر چاہو تو لکھ لو یہ میں نے محمد بن سنان سے لکھی تھیں لیکن میں تمہیں اس کی روایت نہ کروں گا کیونکہ اس نے مرنے سے پہلے کہا تھا: میں نے جو کچھ تمہیں نقل کیا میں نے راویوں سے سنا نہیں تھا اور نہ کسی راوی سے روایت کی بلکہ وہ میں نے کتابوں میں دیکھی تھیں۔

[۸۲] ۔ رجال البرقی ۵۴ و ۵۷ و ۴۸، رجال النجاشی ۲۰۸ن ۸۸۹، رجال الطوسی ۲۸۸ن ۱۱۶، فہرست الطوسی ۱۶۹ن ۶۲۰، معالم العلماء ۱۰۲ن ۶۸۴، رجال ابن داود ۱۵۳ن ۱۳۷۶ و ۵۰۴ن ۴۴۰، التحریر الطاووسی ۲۴۴ن ۳۶۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۵۱ن ۱۷، نقد الرجال ۳۱۰ن ۴۰۰، مجمع الرجال ۵ ص ۲۲۱، جامع الرواۃ ۲ ص ۱۲۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۳۲۹ن ۱۰۴۹، بہجۃ الآمال ۶ ص ۴۴۲، ہدیۃ العارفین ۲ ص ۱۱، تنقیح المقال ۳ ص ۱۲۴ن ۱۰۸۲۰، الذریعۃ ۱۵ ص ۱۵۴ و ۲۲ ص ۱۵۱، الاعلام زرکلی ۶ ص ۸۰، معجم رجال الحدیث ۱۶ ص ۱۳۸ن ۱۰۹۰۹ و ۱۰۹۱۰ و ۱۰۹۱۱، قاموس الرجال ۸ ص ۱۹۵، معجم المؤلفین ۹ ص ۱۹۳.

[۸۳] رجال الکشی، ص ۵۰۷

۹۷۸ مُحَمَّدِ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَى، قَالَ، كُنَّا عِنْدَ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیَى، فَذَكَرَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ فَقَالَ، إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ كَانَ مِنَ الطَّیَّارَةِ فَقَصَصْنَاهُ.

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ ہم صفوان بن یحیٰی کے پاس تھے توانہوں نے محمد بن سنان کو یاد کیا تو فرمایا: محمد بن سنان غالیوں کے گروہ طیارہ میں سے تھااور وہ ان کے ساتھ پرواز کرنا چاہتا تھا لیکن ہم نے اسے روک دیا۔

۹۷۹ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْدَوَیْه، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، یَقُولُ: لَا أَسْتَحِلُّ أَنْ أَرْوِیَ أَحَادِیثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَان، وَ ذَكَرَ الْفَضْلَ فِی بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَاذِبِینَ الْمَشْهُورِینَ ابْنَ سِنَانٍ وَ لَیْسَ بِعَبْدِ اللَّهِ.

فضل بن شاذان نے کہا: میں محمد بن سنان کی احادیث کو نقل کرنے کو جائز نہیں سمجھتا اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں محمد بن سنان کو مشہور جھوٹے افراد میں شمار کیا اور اس سے مراد عبداللہ بن سنان مراد نہیں لیا۔

۹۸۰ أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ النَّیْسَابُورِیُّ، قَالَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، رُدُّوا أَحَادِیثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ! وَ قَالَ: لَا أُحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْوُوا أَحَادِیثَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِّی مَا دُمْتُ حَیّاً، وَ أَذِنَ فِی الرِّوَایَةِ بَعْدَ مَوْتِهِ.

فضل بن شاذان نے کہا: محمد بن سنان کی احادیث کو ردّ کردو اور کہا: میں تمہارے لیے جائز نہیں سمجھتا کہ تم میری زندگی میں مجھ سے محمد بن سنان کی احادیث کو نقل کرو اور انہوں نے اپنی موت کے بعد انہیں بیان کرنے کی اجازت دی۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَدْ رَوَى عَنْهُ الْفَضْلُ وَ أَبُوهُ وَ يُونُسُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ابْنَا سَعِيدٍ الْأَهْوَازِيَّانِ وَ ابْنَا دَنْدَانٍ وَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ غَيْرُهُمْ، مِنَ الْعُدُولِ وَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ مَكْفُوفَ الْبَصَرِ أَعْمَى فِيمَا بَلَغَنِي.

ابو عمرو کشی کا بیان ہے کہ محمد بن سنان سے فضل بن شاذان ،اس کے باپ ، یونس ، محمد بن عیسی عبیدی، محمد بن حسین بن ابی الخطاب ، حسن و حسین بن سعید اہوازی ، دندان کے دو بیٹے، ایوب بن نوح، وغیرہ عادل و ثقہ علماء نے روایت کی اور مجھے بتایا گیا ہے کہ محمد بن سنان نابینا تھا۔

۹۸۱ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ، أَنِّي سَمِعْتُ الْعَاصِمِيَّ، يَقُولُ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْأَسَدِيَّ الْمُلَقَّبَ بِبُنَانٍ، قَالَ، كُنْتُ مَعَ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى بِالْكُوفَةِ فِي مَنْزِلٍ، إِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، فَقَالَ صَفْوَانُ: هَذَا ابْنُ سِنَانٍ لَقَدْ هَمَّ أَنْ يَطِيرَ غَيْرَ مَرَّةٍ فَقَصَصْنَاهُ حَتَّى ثَبَتَ مَعَنَا. وَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَيْضاً قَالَ، كُنَّا نَدْخُلُ مَسْجِدَ الْكُوفَةِ، فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، وَ يَقُولُ: مَنْ أَرَادَ الْمُعْضِلَاتِ فَإِلَيَّ، وَ مَنْ أَرَادَ الْحَلَالَ وَ الْحَرَامَ فَعَلَيْهِ بِالشَّيْخِ، يَعْنِي صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى.

محمد بن عیسی اسدی جس کا لقب بنان ہے اس کا بیان ہے کہ میں کوفہ میں ایک گھر میں صفوان بن یحیٰی کے پاس تھا کہ محمد بن سنان ہمارے پاس آیا تو صفوان نے کہا: یہ بن سنان کئی بار پرواز کرنا چاہتا تھا لیکن ہم نے اسے روک دیا اور یہ ہمارے ساتھ ثابت قدم ہوگیا اور انہوں نے مزید کہا: ہم مسجد کوفہ میں داخل ہوتے تھے تو محمد بن سنان ہمیں دیکھتا اور کہتا تھا: جو شخص

پیچیدہ مسائل چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے اور جو حلال و حرام کے مسائل چاہتا ہے وہ اس شیخ کے پاس جائے یعنی صفوان بن یحییٰ کے پاس جائے۔

۹۸۲ حَدَّثَنی حَمْدَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنی الْحَسَنُ بْنُ مُوسَی، قَالَ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ سِنَان، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی أَبی الْحَسَنِ مُوسَی (ع) قَبْلَ أَنْ یُحْمَلَ إِلَی الْعِرَاقِ بِسَنَةٍ، وَ عَلِیٌّ ابْنُهُ (ع) بَیْنَ یَدَیْه، فَقَالَ لی: یَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبَّیْکَ، قَالَ: إِنَّهُ سَیَکُونُ فی هَذِه السَّنَة حَرَکَةٌ وَ لَا تَخْرُجُ مِنْهَا، ثُمَّ أَطْرَقَ وَ نَکَتَ الْأَرْضَ بِیَدِه ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَیَّ وَ هُوَ یَقُولُ وَ یُضِلُّ اللّهُ الظّالمینَ وَ یَفْعَلُ .. ما یَشاء، قُلْتُ وَ مَا ذَاکَ جُعلْتُ فدَاکَ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ ابْنی هَذَا حَقَّهُ وَ جَحَدَ إِمَامَتَهُ منْ بَعْدی کَانَ کَمَنْ ظَلَمَ عَلیَّ بْنَ أَبی طَالبٍ حَقَّهُ وَ إِمَامَتَهُ منْ بَعْد مُحَمَّد (ص)، فَعَلمْتُ أَنَّهُ قَدْ نَعَی إِلَیَّ نَفْسَهُ وَ دَلَّ عَلَی ابْنه، فَقُلْتُ وَ اللَّه لَئنْ مَدَّ اللَّهُ فی عُمُری لَأُسَلِّمَنَّ إِلَیْه حَقَّهُ وَ لَأُقرَّنَّ لَهُ بالْإِمَامَة، أَشْهَدُ أَنَّهُ منْ بَعْدکَ حُجَّةُ اللَّه عَلَی خَلْقه وَ الدَّاعی إِلَی دینه، فَقَالَ لی: یَا مُحَمَّدُ یَمُدُّ اللَّهُ فی عُمُرکَ وَ تَدْعُو إِلَی إِمَامَته وَ إِمَامَة مَنْ یَقُومُ مَقَامَهُ منْ بَعْده، فَقُلْتُ وَ مَنْ ذَاکَ جُعلْتُ فدَاکَ قَالَ مُحَمَّدٌ ابْنُهُ، قُلْتُ بالرِّضَی وَ التَّسْلیم، فَقَالَ: کَذَلکَ قَدْ وَجَدْتُکَ فی صَحیفَة أَمیر الْمُؤْمنینَ (ع) أَمَا إِنَّکَ فی شیعَتنَا أَبْیَنُ منَ الْبَرْق فی اللَّیْلَة الظَّلْمَاء، ثُمَّ قَالَ: یَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْمُفَضَّلَ أُنْسی وَ مُسْتَرَاحی، وَ أَنْتَ أُنْسُهُمَا وَ

مُسْتَرَاحُهُمَا، حَرَامٌ عَلَى النَّارِ أَنْ تَمَسَّكَ أَبداً، يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ وَ أَبَا جَعْفَرٍ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)[۸۴].

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں امام موسی کاظمؑ کے عراق لائے جانے سے ایک سال قبل ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے آپ کے بیٹا علی رضاؑ تشریف فرما تھے، تو آپ نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی، لبیک، یا امام۔

آپ نے فرمایا: اس سال ہم حرکت کریں گے تو اس امر ولایت سے خارج نہ ہو جانا، پھر امام نے سر جھکا لیا اور ہاتھ سے زمین پر لکیر لگائی پھر سر اٹھایا جبکہ آپ یہ فرمارہے تھے: خدا ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

میں نے عرض کی: یہ کیا ہے میں آپ پر قربان جاوں۔

فرمایا جس نے میرے اس بیٹے کے حق پر ظلم کیا اور میرے بعد اس کی امامت کا انکار کیا تو وہ اس طرح ہو گا جس نے امام علی بن ابی طالبؑ کے حق پر ظلم کیا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ان کی امامت کا انکار کیا۔

میں نے جان لیا کہ آپ مجھے اپنی وفات کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے فرزند کی امامت کو بیان کر رہے ہیں۔

[۸۴]۔ رجال الکشی، ص ۵۰۹، اس روایت کو محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی سند سے ابن سنان سے نقل کیا، ملاحظہ ہو، الکافی ج۱، باب الاشارۃ والنص علی اِبی الحسن الرضاؑ، ص ۲۷، ح۱۶، شیخ صدوق نے اپنی سند: عن اِحمد بن زیاد بن جعفر الهمدانی، نا علی بن اِبراهیم بن ہاشم، عن اِبیہ، عن محمد بن سنان" سے اسے روایت کو نقل کیا ملاحظہ ہو: عیون اخبار رضاؑ، ج۱، باب ۴، نص اِبی الحسن علی ابنہ الرضا، ح۲۹۔ تبصرہ: یہ روایت محمد بن سنان کے جلیل القدر ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن اس سے ابن سنان کے لیے استفادہ کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ روایت خود اس سے نقل ہوئی ہے۔

میں نے عرض کی: خدا کی قسم اگر خدا نے مجھے عمر دی تو میں آپ کے فرزند کو ان کا حق ادا کروں گا اور آپ کی امامت کا اقرار کروں گا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے یہ فرزند آپ کے بعد خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت ہیں اور اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں۔

امام نے فرمایا: اے محمد خدا تیری عمر کو زیادہ کرے گا اور تو ان کی امامت کی طرف بلائے گا اور ان کے بیٹے کی امامت کی طرف بھی بلائے گا۔

میں نے عرض کی: ان کے بعد کون ہونگے؟ میں آپ پر قربان جاوں۔

فرمایا ان کا بیٹا محمد ان کا وصی ہوگا۔

میں نے عرض کی: ہم ان پر راضی اور ان کے مطیع ہیں۔

امام نے فرمایا: میں نے اس طرح تجھے حضرت امیرؑ کے صحیفہ میں پایا اور تم میرے شیعوں میں ایسے ہو جیسے شب تاریک میں بجلی کی چمک ہو، اس کے بعد فرمایا: اے محمد، مفضل میرا مونس و ہمدم اور میری تسکین قلب کا باعث ہے اور تم امام رضاؑ اور ان کے فرزند محمد جوادؑ کے مونس و ہمدم اور میری تسکین قلب کا باعث ہو اور آگ پر حرام کہ کبھی ان کو چھوئے یعنی امام ابوالحسن رضاؑ اور امام جوادؑ کو۔

امام ابو الحسنؑ کا عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کے نام خط

۹۸۳- وَ بَعْدُ: فَقَدْ نَصَبْتُ لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدَةَ، لِيَدْفَعَ إِلَيْهِ النَّوَاحِي وَ أَهْلُ نَاحِيَتِكَ حُقُوقِيَ الْوَاجِبَةَ عَلَيْكُمْ، وَ جَعَلْتُهُ ثِقَتِي وَ أَمِينِي عِنْدَ مَوَالِيَّ هُنَاكَ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ وَ لْيُرَاقِبُوا وَ لْيُؤَدُّوا الْحُقُوقَ، فَلَيْسَ لَهُمْ عُذْرٌ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَ لَا تَأْخِيرِهِ، لَا أَشْقَاكُمُ اللَّهُ بِعِصْيَانِ أَوْلِيَائِهِ، وَ رَحِمَهُمْ وَ إِيَّاكَ مَعَهُمْ بِرَحْمَتِي لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ[۸۵].

میں نے ابراہیم بن عبدہ کو تمہارے لیے معین کیا ہے تا کہ ان اطراف کے لوگ میرے واجب حقوق کو ان کے سپرد کریں اور اسے میں نے اپنے موالیوں کے پاس اپنا ثقہ ، معتمد اور امین بنایا ہے تو خدا سے ڈرو اور حقوق کو ادا کرو کیونکہ ان کے ترک کرنے یا انہیں موخر کرنے میں کسی کے لیے کوئی عذر نہیں ہے ،خدا تمہیں اس کے اولیاء کی نافرمانی کے سبب شقی نہ کرے اور ان پر اور تجھ پر رحمت فرمائے کیونکہ میں نے تمہارے لیے دعا رحمت کی ہے بے شک خداوند وسعت والا اور کریم ہے۔

[۸۵]۔رجال الکشی، ص ۵۱۰،یہ خط طولانی ہے اور بعض نسخوں خط کا یہ حصہ بھی بیان نہیں ہوا ،بلکہ جہاں عبداللہ بن حمدویہ کا عنوان دیا گیا روایت نمبر۱۰۸۹میں وہاں اس خط کو بھی ذکر کیا گیا ۔ظاہرا صحیح یہی ہے یہاں اسے ذکر کرنے کی کوئی مناسبت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی سند یہاں ذکر کی گئی ہے ،بلکہ محمد بن سنان کے متعلق بھی روایات اس خط کے بعد ذکر ہوئی ہیں ۔

علی بن حسین بن عبداللہ[۸۶]

۹۸۴ حَمْدَوَیْهِ بْنِ نُصَیْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّه، قَالَ سَأَلْتُهُ أَنْ یُنْسِئَ فِی أَجَلِی! فَقَالَ أَ وَ یَکْفِیکَ رَبُّکَ لِیَغْفِرَ لَکَ خَیْراً لَکَ، فَحَدَّثَ بِذَلِکَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ إِخْوَانَهُ بِمَکَّةَ، ثُمَّ مَاتَ بِالْخُزَیْمِیَّةِ فِی الْمُنْصَرَفِ مِنْ سَنَتِه، وَ هَذَا فِی سَنَةِ تِسْعٍ وَ عِشْرِینَ وَ مِائَتَیْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ وَ قَدْ نَعَی إِلَیَّ نَفْسِی، قَالَ وَ کَانَ وَکِیلَ الرَّجُلِ (ع) قَبْلَ أَبِی عَلِیِّ بْنِ رَاشِدٍ.

علی بن حسین بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام سے سوال کیا کہ میری موت کی تاخیر کی دعافرمائیں توآپ نے فرمایا: کیا تیراپروردگار تجھے کافی نہیں ہے کیونکہ اگروہ تجھے بخش دے تو تیرے لیے بہتر ہے۔

علی بن حسین بن عبداللہ نے یہ خبر مکہ میں اپنے بھائیوں کومکہ میں ذکر کی تووہ اس سال واپسی پر وادی خزیمہ میں فوت ہوگئے یہ ۲۲۹ھ کا واقعہ ہے خدا ان پر رحم کرے اور وہ ابو علی بن راشد سے امام (ہادیؑ) کے نائب تھے۔

---

[۸۶]۔رجال برقی،ص۵۸صحابی امام ہادیؑ، رجال شیخ طوسی،۱۷۴۱ن۵ صحابی امام ہادیؑ، تحریر طاووسی ۱۷۳ن۲۶۰، رجال ابن داود،۱۳۶ان۱۰۳۲قسم اول، رجال علامہ حلی،۹۸ن۳۴قسم اول، طرائف المقال۲۴۴ن۱۵۴۶۔

۹۸۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد بْنِ عيسَى، قَالَ، كَتَبَ إِلَيْه عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْد اللَّه يَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ فِي زِيَادَة عُمُرِه حَتَّى يَرَى مَا يُحِبُّ! فَكَتَبَ إِلَيْه فِي جَوَابِه: تَصِيرُ إِلَى رَحْمَة اللَّه خَيْرٌ لَكَ، فَتُوُفِّيَ الرَّجُلُ بِالْخُزَيْمِيَّة.

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ علی بن حسین بن عبداللہ نے خط میں امامؑ سے سوال کیا کہ ان کے طول عمر کے لیے دعافرمائیں۔

آپؑ نے اس کے جواب مین لکھا: تیرا خدا کی رحمت میں چلے جانا تیرے لیے بہتر ہے تو وہ اسی سال خزیمہ میں فوت ہو گیا۔

ابو علی محمد بن احمد بن حماد مروزی محمودی[۸۷]

۹۸۶ ابْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو عَلِیٍّ الْمَحْمُودِیُّ، قَالَ، کَتَبَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) إِلَیَّ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِی: قَدْ مَضَی أَبُوکَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ وَ عَنْکَ، وَ هُوَ عِنْدَنَا عَلَی حَالٍ مَحْمُودَةٍ وَ لَمْ یَتَعَدَّ مِنْ تِلْکَ الْحَالِ.

۸۷۔ رجال الکشی، ص ۵۱۱،اس کے باپ احمد بن حماد مروزی کے بارے میں درج ذیل موارد ملاحظہ ہوں: رجال برقی، ص۵۶، صحابی امام جوادؑ، رجال شیخ طوسی۳۹۸ن ۹ صحابی امام جوادؑ،اس کے بعد تھوڑے فاصلے سے ن۱۵ میں احمد بن حماد مروزی ذکر کیاہے،اور ۴۲۸ن ۸ صحابی امام عسکری میں بھی ذکر کیاہے: احمد بن حماد محمودی ابو علی،اس مورد میں صحیح یہ ہے کہ یہ محمد بن احمد بن حماد ہے کیونکہ خود شیخ طوسی نے تہذیب۱۰ص ۴۴ح ۱۵۷واستبصار ۴ص ۲۱۶ن ۸۰۹ میں اسی طرح ذکر کیاہے کہ محمودی محمد ابن احمد ہے،اور کشی کی روایات ۱۰۵۷و۱۰۶۰سے بھی سمجھا جاتاہے کہ ابو علی محمودی محمد بن احمد بن حماد مروزی ہے، تحریر طاووسی۵۵ن ۳۲ ، رجال ابن داود،۲۲۸ن ۲۵ قسم ثانی اور ضعیف قرار دیا ہے ، رجال علامہ حلی،۲۰۴ن ۱۷،علامہ نے اولا تو اس میں ابو جعفرؑ سے مراد امام باقرؑ کو لیاہے حالانکہ یہ ہر گز صحیح نہیں اور ان کے قلم کی سبقت ہے،اور پھر اس کے بارے میں توقف کا نظریہ اختیار کیاہے کیونکہ اس سے ایسی چیزیں منقول ہیں کہ جس سے اس کی روایتوں کو چھوڑنا لازم آتاہے اور اس کا حل رجال کی بڑی کتاب میں ذکر کرنے کا بیان دیا ہے۔

محمد بن احمد بن حماد مروزی محمودی کے بارے میں ملاحظہ ہو: رجال شیخ ۴۲۴ن ۳۷ صحابی امام ہادیؑ، تحریر طاووسی ۵۲۷،ن ۳۸۸،نقد الرجال ۵ ص ۱۹۶ان ۶۱۲۳،و۵ص ۲۹۹ن ۶۵۱۷،رجال ابن داود ۱۶۲ان ۱۲۹۰، معجم رجال الحدیث ۱۰۱۱۷،فرمایا: **توقیع للعسکریؑ رواه الکشی ، عن بعض الثقات،وفیه قوله علیه السلام : واقرأه علی المحمودی عافاه الله فما أحمدنا له لطاعته ، وفی هذا الکلام دلالة واضحة علی جلالته وطاعة لله ولاولیائه ؛**

ابراہیم بن عبدہ کے ترجمے میں موجد توقیع امام حسن عسکریؑ میں کشی نے بعض ثقات سے ذکر کیاہے کہ فرمایا: محمودی کو یہ توقیع سناو خدا اسے سلامت رکھے جو ہم نے اس کی مدح کی وہ اس کی اطاعت کی وجہ سے ہے اس کلام سے واضح طور پر اس کی جلالت اور اطاعت خدا او اولیاء خدا سمجھی جاتی ہے۔

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ میرے والد کی وفات کے بعد امام ابو جعفرؑ نے مجھے تسلیت کا خط لکھا جس میں فرمایا: تیرا باپ فوت ہو گیا خدا ان سے اور تجھ سے راضی ہو وہ ہمارے نزدیک قابل تعریف حالت میں رہا اور اس نے کبھی بھی اس حال سے تجاوز نہیں کیا۔

۹۸۷ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ فِي كِتَابِهِ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ هِشَامٍ الْهَرَوِيَّ، يَقُولُ، ذُكِرَ لِي كَثْرَةُ مَا يَحُجُّ الْمَحْمُودِيُّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَبْلَغِ حَجَّاتِهِ فَلَمْ يُخْبِرْنِي بِمَبْلَغِهَا، وَ قَالَ: رُزِقْتُ خَيْراً كَثِيراً وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَقُلْتُ لَهُ فَتَحُجُّ عَنْ نَفْسِكَ أَوْ عَنْ غَيْرِكَ فَقَالَ: عَنْ غَيْرِي بَعْدَ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ أَحُجُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص)، وَ أَجْعَلُ مَا أَجَازَنِي اللَّهُ عَلَيْهِ لِأَوْلِيَاءِ اللَّهِ، وَ أَهَبُ مَا أُثَابُ عَلَى ذَلِكَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، فَقُلْتُ فَمَا تَقُولُ فِي حَجِّكَ فَقَالَ، أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَهْلَلْتُ لِرَسُولِكَ مُحَمَّدٍ (ص) وَ جَعَلْتُ جَزَائِي مِنْكَ وَ مِنْهُ لِأَوْلِيَائِكَ الطَّاهِرِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَ وَهَبْتُ ثَوَابِي لِعِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ بِكِتَابِكَ وَ سُنَّةِ نَبِيِّكَ، إِلَى آخِرِ الدُّعَاءِ.

فضل بن ہشام ہروی کا بیان ہے کہ میرے لیے محمودی کا کثرت سے حج پر جانا بیان ہوا تو میں نے اس سے ان کی حجوں کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو اس نے ان کی تعداد ذکر نہیں فقط اتنا کہا: خدا کا شکر کہ اس نے مجھے خیر کثیر عطا فرمائی۔

میں نے پوچھا: کیا تو اپنی طرف سے حج کرتا ہے یا کسی اور کسی طرف سے؟

اس نے کہا: اپنی واجب حج کے بعد میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حج کرتا ہوں اور خداوند جو اجر مجھے اس کے بدلے میں دیگا اسے اس کے اولیاء کے لیے قرار دیتا ہوں اور اس پر جو ثواب مجھے ملے گا اسے مومنین و مومنات کے لیے ہبہ کرتا ہوں۔

میں نے کہا: تو حج کی نیت کیسے کرتا ہے؟

اس نے کہا: میں کہتا ہوں: خدا میں تیرے رسول ﷺ کے لیے احرام باندھتا ہوں اور اس پر جوجزاء تو مجھے دے گا اسے تیرے پاکیزہ اولیاءؑ کے لیے قرار دیتا ہوں اور اس کا ثواب تیری کتاب و تیرے نبی ﷺ کی سنت پر ایمان رکھنے والے مرد و عورتوں کے لیے ہبہ کرتا ہوں ۔۔۔تاآخر دعا۔

۹۸۸ ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيُّ مِمَّا قَدْ وَجَدْتُ فِي كِتَابِهِ بِخَطِّهِ، قَالَ سَمِعْتُ الْمَحْمُودِيَّ، يَقُولُ: إِنَّمَا لُقِّبْتُ بِالْخَيْرِ: لِأَنِّي وَهَبْتُ لِلْحَقِّ غُلَاماً اسْمُهُ خَيْرٌ، فَحَمِدَ أَمْرَهُ فَلَقَّبَنِي بِاسْمِهِ، وَ قَالَ: وَجَّهْتُ إِلَى النَّاحِيَةِ بِجَارِيَةٍ،فَكَانَتْ عِنْدَهُمْ سِنِينَ ثُمَّ أَعْتَقُوهَا، فَتَزَوَّجْتُهَا، فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ مَوْلَاهَا وَلَّانِي وَكَالَةَ الْمَدِينَةِ وَ أَمَرَ بِذَلِكَ، وَ لَمْ أَعْلَمْ حَسَداً.

محمودی کا بیان ہے کہ میرا لقب خیر اس لیے پڑا کہ میں نے اپنا ایک غلام جس کا نام خیر تھا اسے امام حق کے لیے ہبہ کیا تو امام نے اس کی خدمات کی تعریف کی اور میرا لقب خیر رکھ دیا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے امام حق کی طرف ایک کنیز بھیجی جو کئی سال آپ کی خدمت میں تھی۔

آپ نے اسے آزاد کیا تو میں نے اس سے شادی کرلی تو اس نے مجھے بتایا کہ آقا نے مجھے مدینہ کی وکالت سپرد کی اور اس کا حکم بھی دیا لیکن مجھے حسد کی وجہ سے نہیں بتایا گیا۔

احمد بن محمد بن عیسی[۸۸] اور اس کا بھائی بنان

۹۸۹ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى لَا يَرْوِى عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ أَصْحَابَنَا يَتَّهِمُونَ ابْنَ مَحْبُوبٍ فِى رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِى حَمْزَةَ، ثُمَّ تَابَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَرَجَعَ قَبْلَ مَا مَاتَ، وَ كَانَ يَرْوِى عَمَّنْ كَانَ أَصْغَرَ سِنّاً مِنْهُ، وَ أَحْمَدُ لَمْ يَرْزِقْ، وَ يَرْوِى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ حَدِيثَ الرُّؤْيَا وَ حَمَّادُ بْنُ عِيسَى وَ حَمَّادُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ النَّهَاوَنْدِيُّ يَرْوِى عَنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى فِى وَقْتِ الْعَسْكَرِيِّ، وَ مَا رَوَى أَحْمَدُ قَطُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَ لَا عَنْ حَسَنِ بْنِ خُرَّزَاذَ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْمُلَقَّبِ بِبُنَانٍ أَخُو أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى.

---

[۸۸]۔ رجال النجاشی اص۲۱۶ن ۱۹۶، رجال الطوسی ۳٦٦ و ۳۹۷ و ۴۰۹، فہرست الطوسی ۴۸ ن ۷۵، معالم العلماء ۱۴ن ۶۵، رجال ابن داود ۴۳ ن ۱۲۷، التحریر الطاووسی ۴۵ ن ۳۳، رجال العلامۃ الحلی ۱۳ن ۲، ایضاح الاشتباہ ۹۹ ن ۷۵، نقد الرجال ۳۳، مجمع الرجال اص۱٦۱، نضد الایضاح ۴۷، جامع الرواۃ اص٦۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۳۲ن ۱۰۳، امل الآمل اص۱۱، الوجیزۃ ۱۴۵، ہدایۃ المحدثین ۱۵، بہجۃ الآمال ۲ص ۱۴۷، تنقیح المقال اص۹۰ ن ۵۰۸، الذریعۃ ۴ص ۴۷۷ ن ۲۱۱۸، الجامع فی الرجال اص۱۷۹، معجم رجال الحدیث ۲ص۲۹٦ن ۸۹۸، قاموس الرجال اص۴۱۵.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ احمد بن محمد بن عیسی، ابن محبوب سے اس لیے روایت نہیں کرتا کہ ہمارے ساتھیوں نے اسے ابو حمزہ سے روایت کرنے کی وجہ سے متہم قرار دیا پھر احمد بن محمد نے مرنے سے پہلے اس سے توبہ کی اور ان کی روایات کو نقل کیا درحالانکہ وہ ان سے کم سن افراد سے روایت نقل کرتے تھے اور احمد کی اولاد نہیں تھی اور وہ محمد بن قاسم نوفلی کے واسطے سے ابن محبوب سے حدیث رویا نقل کرتے تھے اور حماد بن عیسی، حماد بن مغیرہ، ابراہیم بن اسحاق نہاوندی سے احمد بن محمد بن عیسی سے امام عسکری کے زمانے میں روایت کرتے تھے اور احمد نے عبداللہ بن مغیرہ اور حسن بن خرزاذ سے ہرگز روایت نقل نہیں کی اور عبداللہ بن محمد بن عیسی جس کا لقب بنان تھا وہ احمد بن محمد بن عیسی کا بھائی تھا۔

حسین بن عبیداللہ محرّر[۸۹]

۹۹۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: ذَكَرَهُ أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ السَّلُولِيُّ شُقْرَانُ، قَرَابَةُ الْحَسَنِ بْنِ خُرَّزَاذَ وَ خَتَنُهُ عَلَى أُخْتِهِ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ الْقُمِّيَّ أُخْرِجَ مِنْ قُمَّ فِي وَقْتٍ كَانُوا يُخْرِجُونَ مِنْهَا مَنِ اتَّهَمُوهُ بِالْغُلُوِّ.

کشی فرماتے ہیں: ابو علی احمد بن علی سلولی شقران جو حسن بن خرزاذ کے بہنوئی تھے نے ذکر کیا کہ حسین بن عبیداللہ محرّر قمی کو قم سے اس وقت نکالا گیا جب وہاں سے ان لوگوں کو نکالا جا رہا تھا جن پر غلو کی تہمت تھی۔

[۸۹] ۔ یہ حسین بن عبیداللہ بن سہل سعدی کے ساتھ متحد ہے جیسا کہ محقق تستری نے اس کو بیان کیا ہے: رجال النجاشی اص ۲۴۲ان ۸۵، رجال الطوسی ا۷ ۴ن ۵۴، فہرست الطوسی ۸۲ن ۲۲۰، نقد الرجال ۱۰۶، مجمع الرجال ۲ص ۱۸۳، جامع الرواۃ اص ۲۴۶، بہجۃ الآمال ۳ص ۲۸۱، تنقیح المقال اص ۳۴۳ن ۲۹۶۷، معجم رجال الحدیث ۶ص ۱۲ن ۳۴۸۳، قاموس الرجال ۳ص ۲۹۵.

ابو علی بن بلال[90] اور ابو علی بن راشد

۹۹۱ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْيَقْطِينِيُّ قَالَ، كَتَبَ (ع) إِلَى عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ فِی سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَ ثَلَاثِينَ وَ مِائَتَيْنِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ، أَحْمَدُ اللَّهَ إِلَيْکَ وَ أَشْكُرُ طَوْلَهُ وَ عَوْدَهُ، وَ أُصَلِّی عَلَى النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ إِنِّی أَقَمْتُ أَبَا عَلِیٍّ مَقَامَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَ ائْتَمَنْتُهُ عَلَى ذَلِکَ بِالْمَعْرِفَةِ بِمَا عِنْدَهُ الَّذِی لَا يَتَقَدَّمُهُ أَحَدٌ، وَ قَدْ أَعْلَمُ أَنَّکَ شَيْخُ نَاحِيَتِکَ، فَأَحْبَبْتُ إِفْرَادَکَ وَ إِكْرَامَکَ بِالْكِتَابِ بِذَلِکَ، فَعَلَيْکَ بِالطَّاعَةِ لَهُ وَ التَّسْلِيمِ إِلَيْهِ جَمِيعَ الْحَقِّ قِبَلَکَ، وَ أَنْ تَخُصَّ مَوَالِیَّ عَلَى ذَلِکَ، وَ تُعَرِّفَهُمْ مِنْ ذَلِکَ مَا يَصِيرُ سَبَباً إِلَى عَوْنِهِ وَ كِفَايَتِهِ، فَذَلِکَ تَوْفِيرٌ عَلَيْنَا وَ مَحْبُوبٌ لَدَيْنَا، وَ لَکَ بِهِ جَزَاءٌ مِنَ اللَّهِ وَ أَجْرٌ، فَإِنَّ اللَّهَ

[90] ۔معجم رجال الحدیث ن۹۶۶۷، صحیح یہ ہے کہ اسکا نام علی بن بلال ہے جیسا کہ اس روایت کے متن میں ہے اور دیگر مصادر میں اسے علی بن بغدادی کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے،نجاشی نے اسے ابوالحسن سے راوی قرار دیا اور شیخ نے اصحاب امام جواد میں اس کی توثیق کی :رجال نجاشی ۲۷۸ ن۷۳۰، ، رجال شیخ ۳۷۷ن۱۷، تحریر طاووسی ۶۵۱ن۴۹۵،رجال ابن داوود ۲۲۰ن۶۵، نقد الرجال ۳ص۲۳۴ن۳۵۱۸۔

يُعْطِي مَنْ يَشَاءُ، ذُو الْإِعْطَاءِ وَ الْجَزَاءِ بِرَحْمَتِهِ، وَ أَنْتَ فِي وَدِيعَةِ اللَّهِ، وَ كَتَبْتُ بِخَطِّي، وَ أَحْمَدُ اللَّهَ كَثِيراً[۹۱].

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ امام ہادیؑ نے علی بن بلال کو ۲۳۳ھ میں یہ خط تحریر فرمایا: بنام خداوند مہربان و رحیم، میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور اس کی نعمات کا شکر کرتا ہوں اور نبی اکرم ﷺ اور اس کی آلؑ پر درود بھیجتا ہوں، میں نے ابو علی کو حسین بن عبد ربہ کی جگہ مقرر کیا ہے اور اس کو اپنا امین قرار دیا ہے اس معرفت کی بناء پر جو اس کے پاس ہے اور اس میں کوئی شخص اس سے آگے نہیں ہے اور جانتا ہوں کہ تو اس علاقے کا شیخ اور بزرگ ہے تو میں نے پسند کیا کہ تجھے ایک خط لکھوں اور تیری عزت افزائی کروں تو تم پر لازم ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اپنے تمام حقوق اس کے سپرد کرو اور اس کے متعلق میرے موالیوں کو بھی متوجہ کردو جو اس کی مدد اور معاونت کا سبب بنیں، یہ ہمارے لیے آسائش اور ہمیں پسند ہے اور تیرے لیے خدا کے حضور اجر و جزاء ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، وہی عطا کرنے والا اور جزاء دینے والا ہے تو خدا کی امان میں رہے، یہ خط میں نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور خدا کی حمد کرتا ہوں۔

۹۹۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، قَالَ نُسْخَةُ الْكِتَابِ مَعَ ابْنِ رَاشِدٍ إِلَى جَمَاعَةِ الْمَوَالِي الَّذِينَ هُمْ بِبَغْدَادَ الْمُقِيمِينَ بِهَا وَ الْمَدَائِنِ وَ السَّوَادِ وَ مَا يَلِيهَا: أَحْمَدُ اللَّهَ إِلَيْكُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ مِنْ عَافِيَتِهِ وَ حُسْنِ عَادَتِهِ، وَ أُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ وَ آلِهِ أَفْضَلَ صَلَوَاتِهِ وَ أَكْمَلَ رَحْمَتِهِ وَ رَأْفَتِهِ، وَ إِنِّي أَقَمْتُ أَبَا عَلِيِّ بْنِ رَاشِدٍ مَقَامَ عَلِيِّ بْنِ

---

[۹۱] رجال الکشی، ص ۵۱۳۔

الْحُسَیْنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَ مَنْ کَانَ قَبْلَهُ مِنْ وُکَلَائِی، وَ صَارَ فِی مَنْزِلَتِهِ عِنْدِی، وَ وَلَّیْتُهُ مَا کَانَ یَتَوَلَّاهُ غَیْرُهُ مِنْ وُکَلَائِی قَبْلَکُمْ، لِیَقْبِضَ حَقِّی، وَ ارْتَضَیْتُهُ لَکُمْ وَ قَدَّمْتُهُ عَلَی غَیْرِهِ فِی ذَلِکَ، وَ هُوَ أَهْلُهُ وَ مَوْضِعُهُ، فَصِیرُوا رَحِمَکُمُ اللَّهُ إِلَی الدَّفْعِ إِلَیْهِ ذَلِکَ وَ إِلَیَّ، وَ أَنْ لَا تَجْعَلُوا لَهُ عَلَی أَنْفُسِکُمْ عِلَّةً، فَعَلَیْکُمْ بِالْخُرُوجِ عَنْ ذَلِکَ وَ التَّسَرُّعِ إِلَی طَاعَةِ اللَّهِ وَ تَحْلِیلِ أَمْوَالِکُمْ وَ الْحَقْنِ لِدِمَائِکُمْ، وَ تَعاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوی وَ اتَّقُوا اللّهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ، وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّهِ جَمِیعاً وَ لا تَمُوتُنَّ إِلّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، فَقَدْ أَوْجَبْتُ فِی طَاعَتِهِ طَاعَتِی وَ الْخُرُوجِ إِلَی عِصْیَانِهِ الْخُرُوجَ إِلَی عِصْیَانِی، فَالْزَمُوا الطَّرِیقَ یَأْجُرُکُمُ اللَّهُ وَ یَزِیدُکُمْ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا عِنْدَهُ وَاسِعٌ کَرِیمٌ، مُتَطَوِّلٌ عَلَی عِبَادِهِ رَحِیمٌ، نَحْنُ وَ أَنْتُمْ فِی وَدِیعَةِ اللَّهِ وَ حِفْظِهِ، وَ کَتَبْتُهُ بِخَطِّی، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ کَثِیراً.

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ یہ اس خط کا نسخہ ہے جو ابن راشد کے ساتھ موالیان اہل بیت کے ایک گروہ کے نام لکھا گیا جو بغداد ،مدائن ،سواد اور اس کے قریبی علاقوں میں ساکن تھے: میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جو نے مجھے عافیت اور سلامتی عطا کی ہے اور نبی اکرم ﷺ اور ان کی آلؑ پر درود بھیجتا ہوں، میں نے ابو علی بن راشد کو علی بن حسین بن عبدربہ اور جو لوگ اس سے پہلے میرے وکیل تھے ان کی جگہ پر مقرر کیا ہے اب یہ اس کی جگہ پر کام کرے گا اور اس سے پہلے میرے وکلاء جن کاموں کے ذمہ دار تھے میں نے اس کو وہی سپرد کیے ہیں تاکہ یہ میرے حقوق کو جمع کرے اور میں تمہارے لیے اس سے راضی ہوا ہوں اور اسے دوسروں پر مقدم کیا ہے اور یہ اس کا اہل ہے ،خدا تم پر رحم کرے ،اب حقوق اس کے

سپرد کرو اور اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھو، تم لازم ہے کہ خدا کی اطاعت کے لیے جلدی کرو اور اپنے اموال کو حلال کرو اور اپنے جانوں کو محفوظ کرو، نیکی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو اور خدا سے تقوا اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور مسلمان ہو کر مرو، میں نے اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے، تم راہ مستقیم پر قائم رہو خدا تمہیں اجر دے اور اپنا فضل و کرم تم پر زیادہ کرے خدا کے پاس وسیع خزانے ہیں اور وہ کریم ہے، وہ اپنے بندوں پر فضل و کرم کرنے والا ہے، ہم اور تم خدا کی امان میں ہوں میں نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا، اور خدا کی حمد کرتا ہوں۔

وَ فِي كِتَابٍ آخَرَ: وَ أَنَا آمُرُكَ يَا أَيُّوبَ بْنَ نُوحٍ أَنْ تَقْطَعَ الْإِكْثَارَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ أَبِي عَلِيٍّ، وَ أَنْ يَلْزَمَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا مَا وُكِّلَ بِهِ وَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ فِيهِ بِأَمْرِ نَاحِيَتِهِ، فَإِنَّكُمْ إِذَا انْتَهَيْتُمْ إِلَى كُلِّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ اسْتَغْنَيْتُمْ بِذَلِكَ عَنْ مُعَاوَدَتِي وَ آمُرُكَ يَا أَبَا عَلِيٍّ بِمِثْلِ مَا آمُرُكَ يَا أَيُّوبُ: أَنْ لَا تَقْبَلَ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ وَ الْمَدَائِنِ شَيْئاً يَحْمِلُونَهُ، وَ لَا تَلِي لَهُمُ اسْتِيذَاناً عَلَيَّ وَ مُرْ مَنْ أَتَاكَ بِشَيْءٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ نَاحِيَتِكَ أَنْ يُصَيِّرَهُ إِلَى الْمُوَكَّلِ بِنَاحِيَتِهِ، وَ آمُرُكَ يَا أَبَا عَلِيٍّ فِي ذَلِكَ بِمِثْلِ مَا أَمَرْتُ بِهِ أَيُّوبَ، وَ لْيَقْبَلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا قِبَلَ مَا أَمَرْتُهُ بِهِ.

اور دوسرے خط میں ہے: اے ایوب بن نوح میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ ابو علی سے زیادہ ملا نہ کرو اور تم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنے کام کو انجام دو اور اپنی اطراف کے مسائل کو نمٹاو، جب تم ان کاموں کو انجام دو گے جو تمہیں حکم دیا گیا تو اس کے ذریعے تم بار بار مجھ سے رجوع کرنے سے کچھ بے نیاز ہو جاو گے اور اے ابو علی تمہیں بھی اسی طرح حکم دیتا ہوں جو ایوب کو دیا ہے کہ اگر اہل بغداد و مدائن کچھ لیکر آئیں تو ان سے کچھ بھی قبول نہ کرو اور

میرے حکم کے مطابق ان کے امور کے ذمہ دار نہ بنو اور اگر تیرے علاقے کے علاوہ کوئی شخص تیرے پاس آئے تو اسے حکم دے کہ وہ اپنے علاقے کے وکیل کے پاس جائے اور اے ابو علی تجھے بھی اسی طرح حکم دیا گیا جیسے ایوب کو دیا ہے اور تم میں سے ہر ایک اس کے مطابق عمل کرے جس کا میں نے حکم دیا ہے۔

حسن بن علی بن فضال کوفی[۹۲]

۹۹۳ قَالَ أَبُو عَمْرٍو قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ إِنِّی کُنْتُ فِی قَطِیعَةِ الرَّبِیعِ فِی مَسْجِدِ الزَّیْتُونَةِ أَقْرَأُ عَلَى مُقْرِئٍ یُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِیلُ بْنُ عَبَّادٍ، فَرَأَیْتُ یَوْماً فِی الْمَسْجِدِ نَفَراً یَتَنَاجَوْنَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ إِنَّ بِالْجَبَلِ رَجُلًا یُقَالُ لَهُ ابْنُ فَضَّالٍ، أَعْبَدُ مَنْ رَأَیْتُ أَوْ سَمِعْتُ بِهِ، قَالَ: وَ إِنَّهُ لَیَخْرُجُ إِلَى الصَّحْرَاءِ فَیَسْجُدُ السَّجْدَةَ فَیَجِیءُ الطَّیْرُ فَیَقَعُ عَلَیْهِ، فَمَا یُظَنُّ إِلَّا أَنَّهُ ثَوْبٌ أَوْ خِرْقَةٌ، وَ إِنَّ الْوَحْشَ لَیَرْعَى حَوْلَهُ فَمَا یَنْفِرُ مِنْهُ لِمَا قَدْ آنَسَتْ بِهِ، وَ إِنَّ عَسْکَرَ الصَّعَالِیکِ لَیَجِیئُونَ یُرِیدُونَ الْغَارَةَ أَوْ قِتَالَ قَوْمٍ: فَإِذَا رَأَوْا شَخْصَهُ طَارُوا فِی الدُّنْیَا فَذَهَبُوا حَیْثُ لَا یُرِیهِمْ وَ لَا یَرَوْنَهُ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: فَظَنَنْتُ أَنَّ هَذَا رَجُلٌ کَانَ فِی الزَّمَانِ الْأَوَّلِ: فَبَیْنَا أَنَا بَعْدَ ذَلِکَ بِسِنِینَ قَاعِدٌ فِی قَطِیعَةِ الرَّبِیعِ مَعَ أَبِی رَحِمَهُ اللَّهُ: إِذْ جَاءَ شَیْخٌ حُلْوُ الْوَجْهِ حَسَنُ الشَّمَائِلِ عَلَیْهِ قَمِیصٌ نَرْسِیٌّ وَ

---

[۹۲]۔رجال البرقی ۵۴، فہرست ابن الندیم ۳۲۶، رجال النجاشی اص۱۲۷، رجال الطوسی ۳۷۱، فہرست الطوسی ۴۷ ن ۱۶۴، معالم العلماء ۳۳ ن ۱۸۴، رجال ابن داود ۱۱۴ ن ۴۳۷ و ۴۴۱ ن ۱۲۵، التحریر الطاووسی ۴۷ ن ۹۴ و ۹۵، رجال العلامۃ الحلی ۳۷، لسان المیزان ۲ص۲۲۵، نقد الرجال ۹۴ ن ۱۱۱، مجمع الرجال ۲ص۱۳۱، جامع الرواۃ اص۲۱۴، منتہی المقال ۹۹ و ۱۰۰، بہجۃ الآمال ۳ص۱۷۲، ایضاح المکنون ۲ص۲۷۸ و ۶۱۵، تنقیح المقال اص۲۹۷، إعیان الشیعۃ ۵ص۲۰۶، الذریعۃ ۳ص۱۱۰، الجامع فی الرجال اص۵۳۰، معجم رجال الحدیث ۵ص۴۴ ن ۲۹۸۳، قاموس الرجال ۳ص۲۱۱.

رِدَاءٌ نِرْسِيٌّ وَ فِي رِجْلِهِ نَعْلٌ مُخَصَّرٌ فَسَلَّمَ عَلَى أَبِي، فَقَالَ إِلَيْهِ أَبِي فَرَحَّبَ بِهِ وَ بَجَّلَهُ، فَلَمَّا أَنْ مَضَى يُرِيدُ ابْنَ أَبِي عُمَيْرٍ: قُلْتُ لِشَيْخِي هَذَا رَجُلٌ حَسَنُ الشَّمَائِلِ، مَنْ هَذَا الشَّيْخُ فَقَالَ: هَذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، قُلْتُ لَهُ هَذَا ذَاكَ الْعَابِدُ الْفَاضِلُ قَالَ هُوَ ذَاكَ، قُلْتُ لَيْسَ هُوَ ذَاكَ! قَالَ: هُوَ ذَاكَ، قُلْتُ أَ لَيْسَ ذَاكَ بِالْجَبَلِ قَالَ: هُوَ ذَاكَ كَانَ يَكُونُ بِالْجَبَلِ، قُلْتُ لَيْسَ ذَاكَ، قَالَ مَا أَقَلَّ عَقْلَكَ مِنْ غُلَامٍ! فَأَخْبَرْتُهُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أُولَئِكَ الْقَوْمِ فِيهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ، فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ فضل بن شاذان نے بتایا کہ میں قطیعہ ربیع میں مسجد زیتونہ میں ایک قاری کے پاس قرآن پڑھتا تھا جسے اسماعیل بن عباد کہتے تھے ،تو ایک دن میں نے مسجد میں ایک گروہ کو دیکھا جو آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے ان میں سے ایک کہتا تھا: پہاڑ میں ایک شخص ہے جسے ابن فضال کہتے ہیں وہ ان سب سے زیادہ عبادت گزار ہے جن کے متعلق میں نے سنا ہے یا جن کو میں نے دیکھا ہے اور وہ صحراء کی طرف نکل جاتا ہے وہاں ایسا طویل سجدہ کرتا ہے کہ پرندآ کر اس پر بیٹھتے ہیں اور اسے کپڑے کا ایک ٹکڑا سمجھتے ہیں اور وحشی جانور اس کے گرد چرتے رہتے ہیں اور اس سے مانوس ہونے کی وجہ سے ہر گز اس سے نہیں ڈرتے اور ڈاکوؤں کے گروہ جب غارت گری یا کسی قوم سے لڑائی کے لیے نکلتے ہیں جب اسے دیکھتے ہیں تو اس طرح بھاگ جاتے ہیں کہ وہ ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔

ابو محمد فضل بن شاذان کہتے ہیں : میرا خیال تھا کہ ایسا شخص پہلے کسی زمانے میں گزرا ہو گا اس کے چند سال بعد میں قطیعہ ربیع میں اپنے والد کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ایک شیخ شیرین صورت خوبصورت شکل و شمائل عراقی قمیض و رداء پہنے ہوئے اور پاوں میں گول جوتا پہنے تشریف لائے اس نے میرے والد کو سلام کیا میرے والد نے ان کو جواب دیا اور انہیں خوش

آمدید کہا اور ان کا بڑا احترام کیا اور جب وہ ابن ابی عمیر سے ملنے کے لیے چلے گئے تو میں نے اپنے استاد سے پوچھا: یہ خوبصورت شمائل والا شیخ کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا: یہ حسن بن علی بن فضال تھا، میں نے کہا: یہ وہی عابد اور فاضل شخص ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: یہ وہ شخص نہیں ہے؟ استاد نے کہا: یہ وہی ہے، اور جب میں نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ یہ وہ شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو پہاڑوں میں رہتا تھا تو استاد نے کہا: اے کم عقل جوان! یہ وہی ہے تو میں نے ان کو لوگوں کی وہ بات سنائی جو میں نے مسجد میں سنی تھی تو انہوں نے کہا: یہ وہی عبادت گزار ہے اور اس کے بعد میرے والد کے پاس وہ آتے جاتے تھے۔

ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْهِ بَعْدُ إِلَى الْكُوفَةِ، فَسَمِعْتُ مِنْهُ كِتَابَ ابْنِ بُكَيْرٍ وَ غَيْرَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ، وَ كَانَ يَحْمِلُ كِتَابَهُ وَ يَجِيءُ إِلَى حُجْرَتِي فَيَقْرَؤُهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا حَجَّ سَدَّ وَ شَبَّ خَتَنُ طَاهِرِ بْنِ الْحُسَيْنِ، وَ عَظَّمَهُ النَّاسُ لِقَدْرِهِ وَ حَالِهِ وَ مَكَانِهِ مِنَ السُّلْطَانِ، وَ قَدْ كَانَ وَصَفَ لَهُ فَلَمْ يَصِرْ إِلَيْهِ الْحَسَنُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أُحِبُّ أَنْ تَصِيرَ إِلَيَّ فَإِنَّهُ لَا يُمْكِنُنِي الْمَصِيرُ إِلَيْكَ! فَأَبَى، وَ كَلَّمَهُ أَصْحَابُنَا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ مَا لِي وَ لِطَاهِرٍ وَ آلِ طَاهِرٍ لَا أَقْرَبُهُمْ لَيْسَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ عَمَلٌ، فَعَلِمْتُ بَعْدَهَا أَنَّ مَجِيئَهُ إِلَيَّ وَ أَنَا حَدَثٌ غُلَامٌ وَ هُوَ شَيْخٌ لَمْ يَكُنْ إِلَّا لِجَوْدَةِ النِّيَّةِ، وَ كَانَ مُصَلَّاهُ بِالْكُوفَةِ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي يُقَالُ لَهَا السَّابِعَةُ، وَ يُقَالُ لَهَا أُسْطُوَانَةُ إِبْرَاهِيمَ (ع)، وَ كَانَ يَجْتَمِعُ هُوَ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ الْحَجَّالُ وَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، وَ كَانَ الْحَجَّالُ يَدَّعِي الْكَلَامَ وَ كَانَ مِنْ أَجْدَلِ النَّاسِ، فَكَانَ ابْنُ فَضَّالٍ يُغْرِي بَيْنِي وَ بَيْنَهُ فِي الْكَلَامِ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَ كَانَ يُحِبُّنِي حُبّاً شَدِيداً.

پھر میں اس کے بعد کوفہ میں اس کے پاس حاضر ہوا اور اس سے کتاب ابن بکیر وغیرہ کی احادیث سنیں وہ ان کی کتاب اٹھائے رکھتے تھے اور میرے حجرے میں آتے اور میرے لیے کتاب پڑھتے پھر جب طاہر بن حسین کے داماد سدّوسب نے حج کی اور لوگوں نے ان کی بادشاہ کے ہاں قدر و منزلت کی وجہ سے بہت تعظیم کی، اس کے پاس حسن کی بھی تعریف کی گئی مگر حسن اس کے پاس ملاقات کے لیے نہیں آئے تو اس نے حسن کو پیغام بھیجا کہ مجھے پسند ہے کہ تم بھی میرے پاس آو کیونکہ میرے لیے آپ کے پاس آنا ممکن نہیں ہو رہا، مگر حسن نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہمارے ساتھیوں نے اس موضوع میں ان سے تاکید کی مگر انہوں نے جواب دیا: میرا طاہر اور اس کی آل سے کیا واسطہ ہے؟ میں ان کے پاس کیوں جاوں گا، میرے اور ان کے مابین کوئی معاملہ نہیں، تو میں نے سمجھ لیا کہ ان کا میرے پاس چل کر آنا جبکہ میں ایک سادہ جوان تھا اور وہ ایک بزرگ اور ماہر حدیث، یہ فقط ان کے خلوص نیت اور علوم آل محمد کی ترویج کی خاطر تھا۔

اور کوفہ کی مسجد میں وہ ستون جسے سابعہ کہتے ہیں اس کے پاس ان کا مصلی (جائے نماز) تھا اور وہ اور ابو محمد عبداللہ حجال اور علی بن اسباط جمع ہوا کرتے تھے اور حجال کلام کا دعوی بھی رکھتے تھے اور واقعا تمام لوگوں سے زیادہ مناظرے میں مہارت رکھتے تھے تو ابن فضال انہیں اور مجھے معرفت کے متعلق بحث کرنے کے لیے اکساتے تھے اور وہ مجھ سے شدید محبت رکھتے تھے۔

امام حسن عسکریؑ کے زمانے کے غالی علی بن حسکہ[۹۳] اور قاسم بن یقطین قمی

۹۹۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ نُصَیْر، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُبْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، کَتَبَ إِلَیْهِ فِی قَوْمٍ یَتَکَلَّمُونَ وَ یَقْرَءُونَ أَحَادِیثَ یَنْسُبُونَهَا إِلَیْکَ وَ إِلَی آبَائِکَ فِیهَا مَا تَشْمَئِزُّ فِیهَا الْقُلُوبُ، وَ لَا یَجُوزُ لَنَا رَدُّهَا إِذَا کَانُوا یَرْوُونَ عَنْ آبَائِکَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ، وَ لَا قَبُولُهَا لِمَا فِیهَا، وَ یَنْسُبُونَ الْأَرْضَ إِلَی قَوْمٍ یَذْکُرُونَ أَنَّهُمْ مِنْ مَوَالِیکَ، وَ هُوَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ عَلِیُّ بْنُ حَسَکَةَ، وَ آخَرُ یُقَالُ لَهُ الْقَاسِمُ الْیَقْطِینِیُّ، مِنْ أَقَاوِیلِهِمْ: أَنَّهُمْ یَقُولُونَ إِنَّ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَی: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهی عَنِ الْفَحْشاءِ وَ الْمُنْکَرِ[۹۴] مَعْنَاهَا رَجُلٌ، لَا سُجُودٌ وَ لَا رُکُوعٌ، وَ کَذَلِکَ الزَّکَاةُ مَعْنَاهَا ذَلِکَ الرَّجُلُ، لَا عَدَدُ دِرْهَمٍ وَ لَا إِخْرَاجُ مَالٍ، وَ أَشْیَاءُ مِنَ الْفَرَائِضِ وَ السُّنَنِ وَ الْمَعَاصِی تَأَوَّلُوهَا وَ صَیَّرُوهَا عَلَی هَذَا الْحَدِّ الَّذِی ذَکَرْتُ، فَإِنْ رَأَیْتَ أَنْ تُبَیِّنَ لَنَا وَ أَنْ تَمُنَّ عَلَی مَوَالِیکَ بِمَا فِیهِ السَّلَامَةُ

---

[۹۳] ۔رجال ابن داود،۱۲۶۱ن۱۳۴۱،رجال علامہ حلی،قسم ثانی،۲۳۴ن۱۷، معجم رجال الحدیث ۸۰۰۱، تحریر طاووسی۶۷۳ن۲۶۲، ، طرائف المقال۲۷۳ن ۲۳۸۷، نقد الرجال۳ص۲۴۲ن۳۵۳۳بحار الانوار ۲۵ص۳۱۶ح۸۲۔

[۹۴] ۔ عنکبوت ۴۵۔

لِمَوَالِيكَ وَ نَجَاتُهُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَقَاوِيلِ الَّتِي تُخْرِجُهُمْ إِلَى الْهَلَاكِ! فَكَتَبَ (ع): لَيْسَ هَذَا دِينَنَا فَاعْتَزِلْهُ[۹۵].

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ اس نے امام کی طرف ایک ایسے گروہ کے متعلق عریضہ لکھا جو ایسی حدیثیں بیان کرتے اور پڑھتے ہیں جن کو آپ کی طرف اور آپ کے آباء واجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کو سن کر دل کانپ جاتے ہیں اور ہم ان احادیث کو ردّ کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ آپ کی طرف اور آپ کے آباء واجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے معانی کی وجہ سے ان کو قبول بھی نہیں کر سکتے اور وہ زمین کی نسبت ایسے گروہ کی طرف دیتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ آپ کے موالیوں میں سے ہیں اور وہ ایک شخص ہے جسے علی بن حسکہ کہتے ہیں اور دوسرا قاسم یقطینی ہے۔
اور ان کے نظریات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس فرمان میں کہ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، اس کا معنی ایک مرد ہے نہ یہ کہ نماز رکوع و سجود کا نام ہے، اور اسی طرح زکات کا معنی بھی مرد ہے نہ کہ درہم و دینار اور مال میں سے مخصوص حصہ خدا کے لیے نکالنا ہے اور اسی طرح دیگر فرائض اور سنتوں اور حرام کاموں کا معنی بھی وہ اسی طرح مرد قرار دیتے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں بیان فرمائیں اور اپنے موالیوں پر احسان فرمائیں کہ اسی میں آپ کے ماننے والوں کے لیے سلامتی اور نجات ہے اور آپ ہی انہیں ان باتوں کے ذریعے ہلاکت میں پڑنے سے نجات دے سکتے ہیں! تو امام نے فرمایا: یہ سب باتیں ہمارے دین میں سے نہیں ہیں، پس ان سے دور ہو جاو۔
۹۹۵ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِيِّ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شَيْبَةَ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ عِنْدَنَا قَوْماً

[۹۵] رجال الکشی، ص ۵۱۷

يَخْتَلِفُونَ فِي مَعْرِفَةِ فَضْلِكُمْ بِأَقَاوِيلَ مُخْتَلِفَةٍ تَشْمَئِزُّ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَ تَضِيقُ لَهَا الصُّدُورُ، وَ يَرْوُونَ فِي ذَلِكَ الْأَحَادِيثَ لَا يَجُوزُ لَنَا الْإِقْرَارُ بِهَا لِمَا فِيهَا مِنَ الْقَوْلِ الْعَظِيمِ، وَ لَا يَجُوزُ رَدُّهَا وَ لَا الْجُحُودُ لَهَا إِذَا نُسِبَتْ إِلَى آبَائِكَ، فَنَحْنُ وُقُوفٌ عَلَيْهَا، مِنْ ذَلِكَ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ وَ يَتَأَوَّلُونَ فِي مَعْنَى قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: إِنَّ الصَّلاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشاءِ وَ الْمُنْكَرِ، وَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ أَقِيمُوا الصَّلاةَوَ آتُوا الزَّكَاةَ مَعْنَاهَا رَجُلٌ، لَا رُكُوعٌ وَ لَا سُجُودٌ، وَ كَذَلِكَ الزَّكَاةُ مَعْنَاهَا ذَلِكَ الرَّجُلُ لَا عَدَدُ دَرَاهِمَ وَ لَا إِخْرَاجُ مَالٍ، وَ أَشْيَاءُ تُشْبِهُهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَ السُّنَنِ وَ الْمَعَاصِي تَأَوَّلُوهَا وَ صَيَّرُوهَا عَلَى هَذَا الْحَدِّ الَّذِي ذَكَرْتُ لَكَ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَمُنَّ عَلَى مَوَالِيكَ بِمَا فِيهِ سَلَامَتُهُمْ وَ نَجَاتُهُمْ مِنَ الْأَقَاوِيلِ الَّتِي تُصَيِّرُهُمْ إِلَى الْعَطَبِ وَ الْهَلَاكِ وَ الَّذِينَ ادَّعَوْا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ ادَّعَوْا أَنَّهُمْ أَوْلِيَاءُ، وَ دَعَوْا إِلَى طَاعَتِهِمْ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ وَ الْقَاسِمُ الْيَقْطِينِيُّ، فَمَا تَقُولُ فِي الْقَبُولِ مِنْهُمْ جَمِيعاً فَكَتَبَ (ع): لَيْسَ هَذَا دِينَنَا فَاعْتَزِلْهُ.

ابراہیم بن شیبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام کی طرف ایک ایسے گروہ کے متعلق عریضہ لکھا جو آپ کی فضیلت میں ایسی حدیثیں بیان کرتے اور پڑھتے ہیں جن کو سن کر دل کانپ جاتے ہیں اور ان میں ایسے معانی نقل کرتے ہیں جن میں بہت بڑی نسبتیں ہونے کی وجہ سے قبول کرنا جائز نہیں ہے اور ہم ان احادیث کو ردّ کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے اور ان کا انکار بھی نہیں کرتے کیونکہ آپ کی طرف اور آپ کے آباء و اجداد کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ہم ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

ان میں سے ان کا ایک نظریہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس فرمان میں کہ بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے، اور یہ آیت کہ تم نماز قائم کرو اور زکات دیا کرو، ان کا معنی ایک مرد ہے نہ یہ کہ نماز رکوع و سجود کا نام ہے اور اسی طرح زکات کا معنی بھی مرد ہے نہ کہ درہم و دینار اور مال میں سے مخصوص حصہ خدا کے لیے نکالنا ہے اور اسی طرح دیگر فرائض اور سنتوں اور حرام کاموں کا معنی بھی وہ اسی طرح مرد قرار دیتے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے موالیوں پر احسان فرمائیں کہ اسی میں آپ کے ماننے والوں کے لیے سلامتی اور نجات ہے اور آپ ہی انہیں ان باتوں کے ذریعے ہلاکت میں پڑنے سے نجات دے سکتے ہیں! اور وہ لوگ تو دعوی کرتے ہیں کہ آپ کے موالیوں میں سے ہیں اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتے ہیں، ان میں علی بن حسکہ قاسم یقطینی ہیں، تو آپ ان سے ان روایات کے قبول کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: یہ سب باتیں ہمارے دین میں سے نہیں ہیں، پس ان سے دور ہو جاو۔

قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْحُوَارِ كَانَ أُسْتَادَ الْقَاسِمِ الشَّعْرَانِيِّ الْيَقْطِينِيِّ مِنَ الْغُلَاةِ الْكِبَارِ مَلْعُونٌ.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: علی بن حسکہ حوار قاسم شعرانی یقطینی کا استاد تھا اور بڑے غالیوں میں سے تھا اور ملعون تھا۔

۹۹۶ سَعْدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الْآدَمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، قَالَ، كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ ابْتِدَاءً مِنْهُ: لَعَنَ اللَّهُ الْقَاسِمَ الْيَقْطِينِيَّ وَ لَعَنَ اللَّهُ عَلِيَّ بْنَ حَسَكَةَ الْقُمِّيَّ، إِنَّ شَيْطَاناً تَرَاءَى لِلْقَاسِمِ فَيُوحِي إِلَيْهِ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوراً (انعام ۱۱۲).

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن عسکریؑ نے خود ابتداء فرماتے ہوئے مجھے یہ خط لکھا: خدا قاسم یقطینی اور علی بن حسکہ قمی پر لعنت کرے، بے شک قاسم کو شیطان نظر آیا ہے جو اسے دھوکہ دیکر فضولیات القاء کرتا ہے۔

۹۹۷ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ زِیَادٍ الْآدَمِیُّ، قَالَ، کَتَبَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا إِلَی أَبِی الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ (ع): جُعِلْتُ فِدَاکَ یَا سَیِّدِی إِنَّ عَلِیَّ بْنَ حَسَکَةَ یَدَّعِی أَنَّهُ مِنْ أَوْلِیَائِکَ، وَ أَنَّکَ أَنْتَ الْأَوَّلُ الْقَدِیمُ، وَ أَنَّهُ بَابُکَ وَ نَبِیُّکَ أَمَرْتَهُ أَنْ یَدْعُوَ إِلَی ذَلِکَ، وَ یَزْعُمُ أَنَّ الصَّلَاةَ وَ الزَّکَاةَ وَ الْحَجَّ وَ الصَّوْمَ کُلُّ ذَلِکَ مَعْرِفَتُکَ وَ مَعْرِفَةُ مَنْ کَانَ فِیهِ مِثْلُ حَالِ ابْنِ حَسَکَةَ فِیمَا یَدَّعِی مِنَ الْبَابِیَّةِ وَ النُّبُوَّةِ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ کَامِلٌ سَقَطَ عَنْهُ الاسْتِعْبَادُ بِالصَّلَاةِ وَ الصَّوْمِ وَ الْحَجِّ، وَ ذَکَرَ جَمِیعَ شَرَائِعِ الدِّینِ أَنَّ مَعْنَی ذَلِکَ کُلِّهِ مَا ثَبَتَ لَکَ، وَ مَالَ النَّاسُ إِلَیْهِ کَثِیراً، فَإِنْ رَأَیْتَ أَنْ تَمُنَّ عَلَی مَوَالِیکَ بِجَوَابٍ فِی ذَلِکَ تُنْجِیهِمْ مِنَ الْهَلَکَةِ قَالَ، فَکَتَبَ (ع): کَذَبَ ابْنُ حَسَکَةَ عَلَیْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ بِحَسْبِکَ أَنِّی لَا أَعْرِفُهُ فِی مَوَالِیَّ مَا لَهُ لَعَنَهُ اللَّهُ! فَوَ اللَّهِ مَا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّداً وَ الْأَنْبِیَاءَ قَبْلَهُ إِلَّا بِالْحَنِیفِیَّةِ وَ الصَّلَاةِ وَ الزَّکَاةِ وَ الصِّیَامِ وَ الْحَجِّ وَ الْوَلَایَةِ، وَ مَا دَعَا مُحَمَّدٌ (ص) إِلَّا إِلَی اللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ، وَ کَذَلِکَ نَحْنُ الْأَوْصِیَاءُ مِنْ وُلْدِهِ عَبِیدُ اللَّهِ لَا نُشْرِکُ بِهِ شَیْئاً، إِنْ أَطَعْنَاهُ رَحِمَنَا وَ إِنْ عَصَیْنَاهُ عَذَّبَنَا، مَا لَنَا عَلَی اللَّهِ مِنْ حُجَّةٍ بَلِ الْحُجَّةُ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَیْنَا وَ عَلَی جَمِیعِ خَلْقِهِ، أَبْرَأُ إِلَی اللَّهِ مِمَّنْ یَقُولُ ذَلِکَ وَ أَنْتَفِی إِلَی

اللَّه مِنْ هَذَا الْقَوْلِ، فَاهْجُرُوهُمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ أَلْجِئُوهُمْ إِلَى ضِيقِ الطَّرِيقِ! فَإِنْ وَجَدْتَ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ خَلْوَةً فَاشْدَخْ رَأْسَهُ بِالصَّخْرِ[۹۶].

سہل بن زیاد آدمی کا بیان ہے کہ ہمارے بعض شیعہ نے امام ابو الحسن عسکریؑ کے نام یہ خط لکھا: میں آپ پر قربان جاوں، اے میرے سید و سردار، بے شک علی بن حسکہ دعوی کرتا ہے کہ وہ آپ کے اولیاء میں سے ہے اور آپ اول و قدیم ہیں اور وہ آپ کا باب اور نبی ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو آپ کی طرف بلائے اور وہ گمان کرتا ہے کہ نماز ،زکات اور حج و روزہ یہ سب آپ کی معرفت اور جو اس میں ابن حسکہ کی مانند ہے اس کی معرفت ہے جو وہ باب اور نبی ہونے کا مدعی ہے تو جو شخص یہ معرفت رکھ لے تو وہ مومن کامل ہے اور اس سے نماز ،زکات اور حج و روزہ اور دیگر تمام شریعت کے احکام ساقط ہو نگے اور اس کا معنی یہی ہے جو بیان ہوا اور بہت سے لوگ اس کی طرف راغب ہو چکے ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ اپنے ماننے والوں پر احسان فرمائیں اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں اور ان کو ہلاکت سے نجات دیں۔

تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: ابن حسکہ نے جھوٹ بولا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو اور تیرے لیے اتنا کافی ہے کہ میں اپنے پیروکاروں میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا تو جس پر خدا کی لعنت ہو ،خدا کی قسم ! اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ اور ان سے قبل کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر ان کے ساتھ شریعت اور نماز ،زکات اور حج و روزہ اور ولایت کو نازل فرمایا،اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے صرف ایک خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور اسی طرح ہم ان کی اولاد میں سے اولیاء خدا اللہ تعالی کے بندے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے اگر ہم خدا کی اطاعت کریں تو وہ ہم پر رحم کرے گا اور اگر ہم اس کی نافرمانی کریں تو

---

[۹۶] رجال الکشی، ص ۵۱۹

وہ ہم پر اپنا غضب کرے گا، ہماری طرف سے خدا کوئی حجت اور احسان نہیں ہے بلکہ خدا کے ہم اور اسکی تمام مخلوقات پر احسان ہیں اور جو شخص اس جیسی باتیں کرے تو میں اس سے خدا کے دربار میں بری ہوں اور خدا کے لیے ان باتوں کی نفی کرتا ہوں توان سے دور ہو جاو، خدا کی ان پر لعنت ہو اور انہیں تنگ راہوں میں دھکیل دو (یعنی ان سے بائیکاٹ کرو اور انہیں اپنی محافل میں نہ گھسنے دو) اور اگر ان میں سے کوئی شخص تنہائی میں مل جائے تو اس کا سر پتھر سے مار دو۔

حسین بن علی خواتیمی غالی[97]

۹۹۸ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْخَوَاتِيمِيَّ كَانَ غَالِياًمَلْعُوناً، وَكَانَ أَدْرَكَ الرِّضَا (ع).

نصر بن صباح فرماتے ہیں: حسین بن علی خواتیمی غالی اور ملعون تھا اور اس نے امام رضاؑ کے زمانے کو درک کیا تھا۔

[97] ۔رجال ابن داود۲۴۰ن۱۴۵قسم ثانی ، تحریر طاووسی،۱۴۸ن۱۱۲ نقد الرجال۲ص۱۰۷ن۱۴۹۰ ، طرائف المقال۱ ص۲۹۹ ن۲۱۰۳، معجم رجال الحدیث ن۳۵۶۰تہذیب المقال ۲ص۴۲۸۔

حسن بن محمد بن بابا قمی، فہری، محمد بن نصیر نمیری[98] اور فارس بن حاتم قزوینی[99]

٩٩٩ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ بَابَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ النُّمَيْرِيُّ وَ فَارِسُ بْنُ حَاتِمٍ الْقَزْوِينِيُّ لَعَنَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ (ع).وَ ذَكَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ أَنَّ مِنَ الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ ابْنَ بَابَا الْقُمِّيَّ.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: حسن بن محمد جو ابن بابا قمی کے عنوان سے مشہور ہے اور محمد بن نصیر نمیری اور فارس بن حاتم قزوینی ان تین پر امام علی بن محمد عسکریؑ نے لعنت کی اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں ابن بابا قمی کو مشہور جھوٹے افراد میں ذکر کیا۔

قَالَ سَعْدٌ، حَدَّثَنِي الْعُبَيْدِيُّ، قَالَ، كَتَبَ إِلَيَّ الْعَسْكَرِيُّ ابْتِدَاءً مِنْهُ أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْفِهْرِيِّ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَابَا الْقُمِّيِّ فَابْرَأْ مِنْهُمَا، فَإِنِّي مُحَذِّرُكَ وَ جَمِيعَ مَوَالِيَّ وَ إِنِّي أَلْعَنُهُمَا عَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ، مُسْتَأْكِلَيْنِ يَأْكُلَانِ بِنَا النَّاسَ، فَتَّانَيْنِ مُؤْذِيَيْنِ آذَاهُمَا اللَّهُ وَ أَرْكَسَهُمَا فِي الْفِتْنَةِ رَكْساً، يَزْعَمُ ابْنُ بَابَا أَنِّي بَعَثْتُهُ نَبِيّاً وَ أَنَّهُ بَابٌ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، سَخَّرَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ فَأَغْوَاهُ، فَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَبِلَ مِنْهُ ذَلِكَ، يَا مُحَمَّدُ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تَشْدَخَ رَأْسَهُ بِالْحَجَرِ فَافْعَلْ! فَإِنَّهُ قَدْ آذَانِي آذَاهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

---

[98] معجم رجال الحدیث،۱۱۹۳۱، رجال ابن داود،۲۵۴ن۴۰، ، تحریر طاوسی، ۵۲۸ن۳۸۹۔

[99] ۔رجال نجاشی۳۱۰ن۸۴۸،رجال شیخ۴۲۰ن۳صحابی ہادیؑ،اور اسے غالی اور ملعون قرار دیا ہے، رجال ابن داود۲۶۵ن۳۸۸ رجال علامہ حلی۲۴۷ن۴ ، نقد الرجال معجم رجال الحدیث ، طرائف المقال ، تحریر طاوسی۴۷۰ن۳۴۱،سماء المقال کلباسی ۱ص۸۹ن ۔

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ امام ابو الحسن عسکریؑ نے خود ابتداء فرماتے ہوئے مجھے یہ خط لکھا: میں خدا کے دربار میں فہری اور حسن بن محمد ابن بابا قمی سے بری ہوں پس تو بھی ان سے بری ہو جا اور میں تجھے اور اپنے تمام ماننے والوں کو ان سے ڈراتا ہوں اور میں ان دونوں پر لعنت کرتا ہوں ان پر خدا کی لعنت ہو، یہ ہمارے نام کا بہانہ کر کے لوگوں سے مال بٹور کے کھاتے ہیں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ہمیں اذیت دیتے ہیں خدا ان کو اذیت دے اور انہیں شدید ترین عذاب میں مبتلا کرے اور ابن بابا کا گمان ہے کہ میں نے اسے نبی بنا کر بھیجا ہے اور وہ میرا باب ہے خدا کی اس پر لعنت ہو، شیطان نے اس پر قابو پالیا ہے اور اسے گمراہ کر دیا ہے اور خدا کی لعنت ہو ہر اس شخص پر جو اس سے یا باتیں قبول کرے، اے محمد اگر تم کر سکے تو اس کا سر پتھر سے پھوڑ دے اس نے مجھے بہت اذیت دی ہے خدا اسے دنیا اور آخرت میں اذیت دے۔

۱۰۰۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو وَ قَالَتْ فِرْقَةٌ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ نُصَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَ ذَلِكَ أَنَّهُ ادَّعَى أَنَّهُ نَبِيٌّ رَسُولٍ وَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيَّ (ع) أَرْسَلَهُ، وَ كَانَ يَقُولُ بِالتَّنَاسُخِ وَ الْغُلُوِّ فِي أَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ يَقُولُ فِيهِ بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَ يَقُولُ بِإِبَاحَةِ الْمَحَارِمِ، وَ يُحَلِّلُ نِكَاحَ الرِّجَالِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً فِي أَدْبَارِهِمْ، وَ يَقُولُ إِنَّهُ مِنَ الْفَاعِلِ وَ الْمَفْعُولِ بِهِ أَحَدُ الشَّهَوَاتِ وَ الطَّيِّبَاتِ، وَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئاً مِنْ ذَلِكَ، وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ يَقْوَى أَسْبَابَهُ وَ يَعْضُدُهُ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى بَعْضُ النَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ نُصَيْرٍ عِيَاناً، وَ غُلَامٌ لَهُ عَلَى ظَهْرِهِ، وَ أَنَّهُ عَاتَبَهُ عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ إِنَّ هَذَا مِنَ اللَّذَّاتِ وَ هُوَ مِنَ التَّوَاضُعِ لِلَّهِ وَ تَرْكِ التَّجَبُّرِ، وَ افْتَرَقَ النَّاسُ فِيهِ بَعْدَهُ فِرَقاً[100].

---

[100] رجال الکشی، ص ۵۲۱

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ ایک گروہ محمد بن نصیر نمیری کی نبوت کا قائل تھا اور خود اس نے دعوی کیا کہ وہ رسول کا نبی ہے اور علی بن محمد عسکریؑ نے اسے بھیجا ہے اور وہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور ابوالحسنؑ کے بارے میں غلو کرتا تھا اور ان کے بارے میں ربوبیت کا قائل تھا اور خدا کے حرام کردہ کاموں کو جائز کہتا تھا اور مردوں کے ساتھ نکاح کرنے (ہم جنس بازی) کو حلال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ فاعل و مفعول دونوں کے لیے ایک لذت اور پاکی کی بات ہے اور خدا نے ہرگز اسے حرام نہیں کیا اور محمد بن موسی بن حسن بن فرات اس کے موید ین اور حمایت کرنے والوں میں سے تھا اور اس نے کہا کہ بعض لوگوں نے محمد بن نصیر کو کھلے عام دیکھا کہ ایک لڑکا اس کی پشت پہ سوار تھا تو اس نے اس کی سرزنش کی تو اس نے جواب دیا: یہ بھی ایک قسم کی لذت ہے اور یہ خدا کے سامنے تواضع اور انکساری ہے اور اس کے بعد لوگ اس کے بارے میں کئی گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔

موسی سواق، محمد بن موسی شریقی اور علی بن حسکہ

۱۰۰۱ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُوسَى السَّوَّاقُ لَهُ أَصْحَابٌ عَلْيَاوِيَّةٌ يَقَعُونَ فِي السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، وَ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْحَوَارُ قُمِّيٌّ كَانَ أُسْتَادَ الْقَاسِمِ الشَّعْرَانِيِّ الْيَقْطِينِيِّ، وَ ابْنُ بَابَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الشَّرِيقِيُّ كَانَا مِنْ تَلَامِذَةِ عَلِيِّ بْنِ حَسَكَةَ، مَلْعُونُونَ لَعَنَهُمُ اللَّهُوَذَكَرَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ عَلِيَّ بْنَ حَسَكَةَ[۱۰۱].

نصر بن صباح فرماتے ہیں: موسی سواق کے ساتھی ایسے غالی ہیں جو نبی اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عیب جوئی کی جسارت کرتے ہیں اور علی بن حسکہ حوار قمی، قاسم شعرانی یقطینی کا استاد تھا اور ابن بابا، محمد بن موسی شریقی بھی علی بن حسکہ کے شاگردوں میں سے

[۱۰۱]۔ رجال الکشی، ص ۵۲۲۔

تھے یہ سب ملعون تھے ،خدا ان پر لعنت کرے ، اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں علی بن حسکہ کو مشہور جھوٹے افراد میں ذکر کیا۔

عباس بن صدقہ ،ابی العباس طرنانی اورابی عبدالرحمٰن کندی معروف (شاہ رئیس)

۱۰۰۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: الْعَبَّاسُ بْنُ صَدَقَةَ وَ أَبُو الْعَبَّاسِ الطرنانى وَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِنْدِيُّ الْمَعْرُوفُ بِشَاهَ رَئِيس كَانُوا مِنَ الْغُلَاةِ الْكِبَارِ الْمَلْعُونِينَ.

نصر بن صباح فرماتے ہیں: عباس بن صدقہ ،ابی العباس طرنانی اور ابی عبداللہ کندی معروف (شاہ رئیس) بڑے ملعون غالیوں میں سے تھے۔

فارس بن حاتم قزوینی غالی

۱۰۰۳ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِى مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دَاوُدَ الْيَعْقُوبِيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ يَعْنِى أَبَا الْحَسَنِ (ع) أُعْلِمُهُ أَمْرَ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ! فَكَتَبَ: لَا تَحْفِلَنَّ بِهِ وَ إِنْ أَتَاكَ فَاسْتَخِفَّ بِهِ.

ابراہیم بن داود یعقوبی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ کو فارس بن حاتم کے معاملے کی خبر دی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس کے ساتھ بالکل میل جول نہ رکھو اور اگر وہ تیرے پاس آئے تو اس کی توہین کرو۔

۱۰۰۴ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُوسَى، قَالَ، كَتَبَ عُرْوَةُ إِلَى أَبِى الْحَسَنِ (ع) فِى أَمْرِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ، فَكَتَبَ: كَذِّبُوهُ وَ هَتِّكُوهُ أَبْعَدَهُ اللَّهُ وَ أَخْزَاهُ! فَهُوَ

كَاذِبٌ فِی جَمِيعِ مَا يَدَّعِی وَ يَصِفُ، وَ لَكِنْ صُونُوا أَنْفُسَكُمْ عَنِ الْخَوْضِ وَ الْكَلَامِ فِی ذَلِکَ، وَ تَوَقُّوا مُشَاوَرَتَهُ وَ لَا تَجْعَلُوا لَهُ السَّبِيلَ إِلَى طَلَبِ الشَّرِّ، كَفَانَا اللَّهُ مَؤُنَتَهُ وَ مَؤُنَةَ مَنْ كَانَ مِثْلَهُ.

موسیٰ کا بیان ہے کہ عروہ نے امام ابو الحسنؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ کو فارس بن حاتم کے معاملے کی خبر دی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس کو جھٹلاو اور اس کی توہین کرو، خدا اسے ذلیل و خوار کرے وہ اپنے تمام دعووں اور توصیفات میں جھوٹا ہے لیکن تم اپنے آپ کو ان باتوں میں غور و فکر کرنے اور ایسی بحثوں سے بچاو اور اس سے مشورہ کرنے سے بچو اور شرّ و برائی پھیلانے کے لیے اسے کوئی راہ نہ دو، ہمیں اس ملعون اور اس جیسے دیگر افراد کے مقابلے میں خدا ہی کافی ہے۔

۱۰۰۵ وَ بِهَذِهِ الْأَسْنَادِ، قَالَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، إِنَّهُ قَالَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ جُعِلْتُ فِدَاکَ قِبَلَنَا أَشْيَاءُ يُحْكَى عَنْ فَارِسٍ وَ الْخِلَافُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، حَتَّى صَارَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا عِنْدَکَ فِيهِمَا وَ أَيُّهُمَا يَتَوَلَّى حَوَائِجِی قِبَلَکَ حَتَّى أَعْدُوَهُ إِلَى غَيْرِهِ فَقَدِ احْتَجْتُ إِلَى ذَلِکَ، فَعَلْتُ مُتَفَضِّلًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَكَتَبَ: لَيْسَ عَنْ مِثْلِ هَذَا يُسْأَلُ وَ لَا فِی مِثْلِهِ يُشَکُّ قَدْ عَظَّمَ اللَّهُ قَدْرَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، مَنَعَنَا اللَّهُ تَعَالَى عَنْ أَنْ يُقَاسَ إِلَيْهِ، فَاقْصِدْ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ بِحَوَائِجِکَ، وَ اجْتَنِبُوا فَارِساً وَ امْتَنِعُوا مِنْ إِدْخَالِهِ فِی شَيْءٍ مِنْ أُمُورِكُمْ أَوْ حَوَائِجِكُمْ، تَفْعَلُ ذَلِکَ أَنْتَ وَ مَنْ أَطَاعَکَ مِنْ أَهْلِ بِلَادِکَ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِی مَا تُمَوِّهُ بِهِ عَلَى النَّاسِ فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

وَ ذَكَرَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ: أَنَّ مِنَ الْكَذَّابِينَ الْمَشْهُورِينَ الْفَاجِرَ فَارِسَ بْنَ حَاتِمٍ الْقَزْوِينِيَّ.

موسی بن جعفر بن ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسنؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا: میں آپ پر قربان جاوں، ہم ایسی چیزوں میں گرفتار ہیں جو فارس سے نقل کی جاتی ہیں اور فارس اور علی بن جعفر کے درمیان اختلاف اس قدر سنگین ہوگیا ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے بیزاری کرنے لگے ہیں، پس اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں اور ان میں سے کون میری دینی ضروریات کو آپ کی طرف سے حل کر سکتا ہے تاکہ میں دوسرے سے بچ سکوں، مولا اس وقت ہمیں آپ کی رائے کی اشدّ ضرورت ہے، ان شاء اللہ، آپ ہم پر ضرور کرم فرمائیں گے۔

تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: اس جیسے معاملات کے بارے میں نہ سوال کیا جاتا ہے اور نہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے خدا نے علی بن جعفر کی قدر و منزلت کی بلند فرمایا ہے اور ہمیں منع کیا ہے کہ اس کی ساتھ اس جیسے لوگوں کا مقایسہ کریں تو علی بن جعفر کو اپنی دینی ضروریات کے لیے واسطہ قرار دو اور فارس سے بچ جاو اور اسے اپنے دینی معاملات میں مت داخل ہونے دو اور یہ حکم تیرے لیے اور ہر شخص کے لیے جو تیرے شہر میں تیری رائے کی اطاعت کرتا ہو کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ اس نے بہت سے لوگوں کو بے وقوف بنا لیا ہے تو ہرگز اس کی طرف توجہ نہ کرو، ان شاء اللہ۔

اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں فارس بن حاتم قزوینی کو مشہور جھوٹے اور فاسق و فاجر افراد میں ذکر کیا۔

۱۰۰۶ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلَفٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ أَبَا

الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ (ع) أَمَرَ بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ الْقَزْوِينِيِّ وَ ضَمِنَ لِمَنْ قَتَلَهُ الْجَنَّةَ، فَقَتَلَهُ جُنَيْدٌ، وَ كَانَ فَارِسٌ فَتَّاناً يَفْتِنُ النَّاسَ وَ يَدْعُو إِلَى الْبِدْعَةِ، فَخَرَجَ مِنْ أَبِي الْحَسَنِ (ع): هَذَا فَارِسٌ لَعَنَهُ اللَّهُ يَعْمَلُ مِنْ قِبَلِي فَتَّاناً دَاعِياً إِلَى الْبِدْعَةِ، وَ دَمُهُ هَدَرٌ لِكُلِّ مَنْ قَتَلَهُ، فَمَنْ هَذَا الَّذِي يُرِيحُنِي مِنْهُ وَ يَقْتُلُهُ! وَ أَنَا ضَامِنٌ لَهُ عَلَى اللَّهِ الْجَنَّةَ[۱۰۲].

محمد بن عیسی بن عبید کا بیان ہے کہ ابوالحسن عسکریؑ نے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دیا اور اس کے قاتل کے لیے جنت کی ضمانت دی تو اسے جنید نے قتل کر دیا اور فارس نہایت فتنہ جو اور گمراہ کرنے والا شخص تھا جو لوگوں کو منحرف کرتا تھا اور انہیں بدعتوں کی طرف بلاتا تھا تو امام ابوالحسنؑ کی طرف سے یہ توقیع صادر ہوئی: اس فارس پر خدا کی لعنت ہو یہ میرے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور بدعتوں کی طرف بلاتا ہے اور اس کا خون ہر اس شخص کے لیے معاف ہے جو اسے قتل کر دے تو کون ہے جو اس بدبخت سے مجھے نجات دے اور راحت بخشے اور اسے قتل کر دے اور میں اس کے لیے خدا کے دربار میں جنت کا ضامن ہوں۔

قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنَ الْعِرَاقِيِّينَ وَ غَيْرِهِمْ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ جُنَيْدٍ ثُمَّ سَمِعْتُهُ أَنَا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ جُنَيْدٍ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ (ع) يَأْمُرُنِي بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ الْقَزْوِينِيِّ لَعَنَهُ اللَّهُ، فَقُلْتُ لَا حَتَّى أَسْمَعَهُ مِنْهُ يَقُولَ لِي ذَلِكَ يُشَافِهُنِي بِهِ، قَالَ، فَبَعَثَ إِلَيَّ فَدَعَانِي فَصِرْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: آمُرُكَ بِقَتْلِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ! فَنَاوَلَنِي دَرَاهِمَ مِنْ عِنْدِهِ، وَ قَالَ: اشْتَرِ بِهَذِهِ سِلَاحاً فَاعْرِضْهُ عَلَيَّ فَذَهَبْتُ فَاشْتَرَيْتُ سَيْفاً فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:

---

[۱۰۲] رجال الکشی، ص ۵۲۴

رُدَّ هَذَا وَ خُذْ غَيْرَهُ، قَالَ، فَرَدَدْتُهُ وَ أَخَذْتُ مَكَانَهُ سَاطُوراً فَعَرَضْتُهُ عَلَيْه، فَقَالَ: هَذَا نَعَمْ، فَجِئْتُ إِلَى فَارِسَ وَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِد بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ، فَضَرَبْتُهُ عَلَى رَأْسِه فَصَرَعْتُهُ وَ ثَنَيْتُ عَلَيْه فَسَقَطَ مَيِّتاً، وَ وَقَعَتِ الضَّجَّةُ فَرَمَيْتُ السَّاطُورَ بَيْنَ يَدَيَّ، وَ اجْتَمَعَ النَّاسُ وَ أُخِذْتُ إِذْ لَمْ يُوجَدْ هُنَاكَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَلَمْ يَرَوْا مَعِي سِلَاحاً وَ لَا سِكِّيناً، وَ طَلَبُوا الزُّقَاقَ وَ الدُّورَ فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئاً، وَ لَمْ يُرَ أَثَرُ السَّاطُورِ بَعْدَ ذَلِكَ.

سعد کا بیان ہے کہ مجھے عراق اور دیگر علاقوں کے علماء کے ایک گروہ نے یہ حدیث جنید سے بیان کی پھر میں نے یہ حدیث خود جنید سے سنی کہ امام ابو الحسن عسکریؑ نے مجھے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دے بھیجا، خدا اس پر لعنت کرے تو میں نے کہا: ہر گز نہیں جب تک میں آپ سے بالمشافہہ یہ حکم سن نہ لوں میں ایسا نہیں کروں گا، تو آپ نے مجھے بلا بھیجا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے فرمایا: میں تجھے فارس بن حاتم قزوینی کے قتل کا حکم دیتا ہوں اور آپ نے مجھے کچھ درہم بھی عطا فرمائے اور فرمایا: ان کے ساتھ وہ اسلحہ خرید و اور مجھے دکھاو تو میں گیا اور ایک تلوار خرید لایا اور آپ کے حضور پیش کی تو امام نے فرمایا: اسے واپس کرو اور اس کے علاوہ کچھ خرید و، راوی کہتا ہے کہ میں نے وہ واپس کر دی اور اس کی جگہ ایک بڑا خنجر (**chopper**) خرید لیا اور آپ کے حضور پیش کی تو امام نے فرمایا: ہاں، یہ مناسب ہے، تو میں فارس کے پاس آیا جب کہ وہ نماز مغرب و عشاء کے درمیان مسجد سے نکلا تھا تو میں نے وہ خنجر اس کے سر میں دے مارا تو اس سے وہ گر گیا پھر میں نے اس پر دوسرا وار کیا اور اس سے بالکل ڈھیر ہو گیا، شور بلند ہوا تو لوگ جمع ہو گئے اور اور میں نے خنجر اپنے سامنے پھینک دیا اور مجھے پکڑ لیا گیا چونکہ میرے سوا وہاں کوئی موجود نہ تھا تو انہوں نے میری تلاشی لی تو انہیں میرے پاس کسی اسلحے اور چھری چاقو جیسی کوئی چیز نہیں ملی انہوں نے گلیوں

اور قریبی گھروں کو چھان مارا لیکن انہیں کسی اسلحے کا نشان نہیں ملا اور اس خنجر کا بعد میں کوئی نشان پیدا نہیں ہوا۔

۱۰۰۷ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، أَنَّهُ کَتَبَ إِلَی أَیُّوبَ بْنِ نُوحٍ یَسْأَلُهُ عَمَّا خَرَجَ إِلَیْهِ فِی الْمَلْعُونِ فَارِسِ بْنِ حَاتِمٍ، فِی جَوَابِ کِتَابِ الْجَبَلِیِّ عَلِیِّ بْنِ عُبَیْدِ اللَّهِ الدِّینَوَرِیِّ فَکَتَبَ إِلَیْهِ أَیُّوبُ: سَأَلْتَنِی أَنْ أَکْتُبَ إِلَیْکَ بِخَبَرِ مَا کَتَبَ بِهِ إِلَیَّ فِی أَمْرِ الْقَزْوِینِیِّ فَارِسٍ، وَ قَدْ نَسَخْتُ لَکَ فِی کِتَابِی هَذَا أَمْرَهُ، وَ کَانَ سَبَبَ خِیَانَتِهِ ثُمَّ صَرَفْتُهُ إِلَی أَخِیهِ، فَلَمَّا کَانَ فِی سُنَّتِنَا هَذِهِ أَتَانِی، وَ سَأَلَنِی وَ طَلَبَ إِلَیَّ فِی حَاجَةٍ وَ فِی الْکِتَابِ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ أَعَزَّهُ اللَّهُ، فَدَفَعْتُ ذَلِکَ عَنْ نَفْسِی، فَلَمْ یَزَلْ یُلِحُّ عَلَیَّ فِی ذَلِکَ حَتَّی قَبِلْتُ ذَلِکَ مِنْهُ، وَ أَنْفَذْتُ الْکِتَابَ وَ مَضَیْتُ إِلَی الْحَجِّ، ثُمَّ قَدِمْتُ فَلَمْ یَأْتِ جَوَابَاتُ الْکُتُبِ الَّتِی أَنْفَذْتُهَا قَبْلَ خُرُوجِی، فَوَجَّهْتُ رَسُولًا فِی ذَلِکَ، فَکَتَبَ إِلَیَّ مَا قَدْ کَتَبْتُ بِهِ إِلَیْکَ، وَ لَوْ لَا ذَلِکَ لَمْ أَکُنْ أَنَا مِمَّنْ یَتَعَرَّضُ لِذَلِکَ، حَتَّی کَتَبَ بِهِ إِلَیَّ:

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ اس نے ایوب بن نوح کی طرف خط لکھا جس میں اس سے ملعون فارس بن حاتم کے متعلق اس توقیع کے بارے میں پوچھا جو علی بن عبیداللہ دینوری جبلی کے جواب میں صادر ہوئی: تو ان کی طرف ایوب نے جواب میں لکھا: تو نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں تجھے فارس قزوینی کے بارے میں صادر ہونے والی توقیع کی خبر دوں تو میں اپنے اس خط میں اس کو لکھ رہا ہوں اور اس کا سبب اس کی خیانت تھی پھر میں نے اس کے بھائی کو بلایا چونکہ ہمارا طریقہ یہی تھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے ایک چیز کا سوال

کیا کہ میں امام ابو الحسنؑ کی طرف اس کے بارے میں خط لکھوں تو میں نے اسے قبول نہ کیا تو وہ مجھ سے اس بارے میں اصرار کرتا رہا تو میں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اسے خط لکھ دیا اور حج کے لیے چلا گیا پھر میں واپس آیا تو میرے جانے سے پہلے جو خطوط میں نے بھیجے تھے ان کے جوابات نہیں آئے تھے تو میں نے اس کے متعلق ایک شخص کو امام کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مجھے یہ جواب لکھا جو میں تجھے لکھ رہا ہوں اور اگر وہ اصرار نہ ہوتا تو میں ہر گز ان چیزوں کے درپے نہ ہوتا، پس امام نے مجھے یہ جواب لکھا:

كَتَبَ إِلَى الْجَبَلِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ وَجَّهَ بِأَشْيَاءَ عَلَى يَدَيْ فَارِسٍ الْخَائِنِ، لَعَنَهُ اللَّهُ مُتَقَدِّمَةً وَ مُتَجَدِّدَةً، لَهَا قَدْرٌ، فَأَعْلَمْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يَصِلْ إِلَيْنَا أَصْلًا، وَ أَمَرْنَاهُ أَنْ لَا يُوصَلَ إِلَى الْمَلْعُونِ شَيْئاً أَبَداً، وَ أَنْ يَصْرِفَ حَوَائِجَهُ إِلَيْكَ، وَ وَجَّهَ بِتَوْقِيعٍ مِنْ فَارِسٍ بِخَطِّهِ لَهُ بِالْوُصُولِ، لَعَنَهُ اللَّهُ وَ ضَاعَفَ عَلَيْهِ الْعَذَابَ، فَمَا أَعْظَمَ مَا اجْتَرَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَلَيْنَا فِي الْكَذِبِ عَلَيْنَا وَ اخْتِيَانِ أَمْوَالِ مَوَالِينَا! وَ كَفَى بِهِ مُعَاقِباً وَ مُنْتَقِماً، فَأَشْهِرْ فِعْلَ فَارِسٍ فِي أَصْحَابِنَا الْجَبَلِيِّينَ وَ غَيْرِهِمْ مِنْ مَوَالِينَا، وَ لَا تَتَجَاوَزْ بِذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْمُخَالِفِينَ: كَيْمَا تَحْذَرَ نَاحِيَةَ فَارِسٍ لَعَنَهُ اللَّهُ وَ يَتَجَنَّبُوهُ وَ يَحْتَرِسُوا مِنْهُ، كَفَى اللَّهُ مُؤْنَتَهُ، وَ نَحْنُ نَسْأَلُ اللَّهَ السَّلَامَةَ فِي الدِّينِ وَ الدُّنْيَا، وَ أَنْ يُمَتِّعَنَا بِهَا، وَ السَّلَامُ[۱۰۳].

میری طرف جبلی نے ایک خط لکھا ہے جس میں اس نے ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کا انہیں فارس خائن (خدا اس پر گذشتگان اور آئندہ تمام صالحین کی طرف سے لعنت کرے) کی طرف سے سامنا ہے تو ہم نے اسے بتا دیا کہ وہ اصلا ہم سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا اور ہم نے

---

[۱۰۳] رجال الکشی، ص ۵۲۶۔

اسے حکم دیا ہے کہ اس ملعون کو کبھی کوئی چیز نہ دیں اور وہ اپنے حقوق اور ضروریات کے لیے تیری طرف رجوع کرے اور اس نے فارس کی طرف سے اس کے خط سے ایک جعلی توقیع بھی بھیجی جس میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ مال اس کے سپرد کیا جائے خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے عذاب میں اضافہ کرے وہ کتنا بے حیاء اور جری شخص ہے اور خدا کے حضور اور ہم پر جھوٹ بولنے میں جسارت اور گستاخی کرتا ہے اور ہمارے پیروکاروں سے مال چرانے کے لیے کتنا جری ہے اس کے لیے عذاب اور انتقام خدا کافی ہے پس تم ہمارے جبلی اور دیگر موالیوں میں فارس کے برے کردار کی تشہیر کرو اور یہ بات ان کے علاوہ مخالفین تک نہ پہنچے تاکہ تمہیں فارس کی طرف سے ان کو ملا کر کوئی خطرہ نہ ہو خدا اس پر لعنت کرے اس سے اجتناب کرو اور اسے اپنے سے دور رکھو ہمارے لیے اس کے خلاف خدا ہی کافی ہے ، ہم خدا تعالی سے دین و دنیا میں سلامتی کا سوال کرتے ہیں اور خدا تعالی ہمیں نعمات دینے والا ہے ، والسلام۔

۱۰۰۸ قَالَ أَبُو النَّضْرِ، سَمِعْتُ أَبَا يَعْقُوبَ يُوسُفَ بْنَ السُّخْتِ، قَالَ، كُنْتُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى أَتَنَفَّلُ فِي وَقْتِ الزَّوَالِ، إِذْ جَاءَ إِلَيَّ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْغَفَّارِ، فَقَالَ لِي: أَتَانِي الْعَمْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ لِي يَأْمُرُكَ مَوْلَاكَ أَنْ تُوَجِّهْ رَجُلًا ثِقَةً فِي طَلَبِ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو الْعَطَّارُ قَدِمَ مِنْ قَزْوِينَ وَ هُوَ يَنْزِلُ فِي جَنْبَاتِ دَارِ أَحْمَدَ بْنِ الْخَضِيبِ! فَقُلْتُ سَمَّانِي فَقَالَ لَا، وَ لَكِنْ لَمْ أَجِدْ أَوْثَقَ مِنْكَ، فَدَفَعْتُ إِلَى الدَّرْبِ الَّذِي فِيهِ عَلِيٌّ فَوَقَفْتُ عَلَى مَنْزِلِهِ، فَإِذَا هُوَ عِنْدَ فَارِسٍ، فَأَتَيْتُ عَلِيّاً فَأَخْبَرْتُهُ، فَرَكِبَ وَ رَكِبْتُ مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى فَارِسٍ فَقَامَ وَ عَانَقَهُ، وَ قَالَ كَيْفَ أَشْكُرُ هَذَا الْبِرَّ! فَقَالَ لَا تَشْكُرْنِي فَإِنِّي لَمْ آتِكَ إِنَّمَا بَلَغَنِي أَنَّ عَلِيَّ بْنَ عَمْرٍو قَدِمَ يَشْكُو وُلْدَ سِنَانٍ، وَ أَنَا أَضْمَنُ لَهُ مَصِيرَهُ إِلَى مَا يُحِبُّ،

فَدلَّهُ عَلَيْه، فَأَخذَ بيَده فَأَعْلَمَهُ أَنّى رَسُولُ أَبى الْحَسَنِ (ع)، وَ أَمرَهُ أَنْ لَا يُحْدثَ فى الْمَالِ الَّذى مَعَهُ حَدَثاً، وَ أَعْلَمَهُ أَنَّ لَعْنَ فَارسٍ قَدْ خَرَجَ، وَ وَعَدَهُ أَنْ يَصيرَ إِلَيْه منْ غَد، فَفَعَلَ، فَأَوْصَلَهُ الْعَمْرِىُّ، وَ سَأَلَهُ عَمَّا أَرَادَ، وَ أَمرَ بلَعْنِ فَارِسٍ وَ حَمْلِ مَا مَعَهُ.

یوسف بن سخت کا بیان ہے کہ میں سر من رای میں زوال کے نفل ادا کر رہا تھا کہ میرے پاس علی بن عبدالغفار آیا اور مجھ سے کہا: میرے پاس عمری (خدا اس پر رحم کرے) آیا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ تجھے تیرے مولا نے حکم دیا ہے کہ کسی ثقہ اور معتمد شخص کو علی بن عمرو عطار کی تلاش میں بھیجو جو قزوین سے آیا ہے اور وہ احمد بن حضیب کے مکان کے پہلو میں کہیں ٹھہرا ہوا ہے! یوسف کہتا ہے: میں نے علی بن غفار سے پوچھا: کیا امام نے میرا نام لیا تھا؟ انہوں نے کہا، ہرگز نہیں، لیکن مجھے تم سے بہتر کوئی قابل اعتماد شخص نہیں ملا تو میں اس گلی میں آیا جہاں علی (بن عمرو عطار) ٹھہرا ہوا تھا اور میں گھر کے دروازے پہ پہنچا تو وہ فارس کے پاس تھا تو میں علی (بن عبدالغفار) کے پاس لوٹ آیا اور اسے خبر دی تو وہ اور میں سوار ہو کر آئے تو وہ فارس کے پاس آیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اسے گلے لگایا اور کہنے لگا: میں اس نیکی کا کیسے شکریہ ادا کر سکتا ہوں! تو علی بن عبدالغفار نے جواب دیا: تم میرا شکر ادا نہ کرو، میں تیرے پاس نہیں آیا بلکہ مجھے خبر ملی ہے کہ علی بن عمرو یہاں آیا ہے تو فارس نے علی بن عمرو کی طرف رہنمائی کر دی تو انہوں نے ان کا ہاتھ تھاما اور اسے بتایا کہ میں امام ابوالحسنؑ کا پیغام لایا ہوں کہ آپ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تیرے پاس جو مال ہے اس پر مصیبت وارد نہیں ہونی چاہیے اور تجھے بتانا ہے کہ فارس پر امام کی طرف سے لعنت وارد ہو چکی ہے تو علی بن عمرو نے علی بن عبدالغفار سے وعدہ کیا کہ وہ امام ہادیؑ کی خدمت میں حاضر ہو گا تو اس نے اپنا وعدہ پورا

کیا تو عمری نے امام کی خدمت میں پہنچایا اس نے اپنے سوال کیے اور امام نے اسے فارس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ حقوق اور مال قبول کر لیے۔

۱۰۰۹ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الرَّازِيِّ، قَالَ، وَرَدَ عَلَيْنَا رَسُولٌ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ: أَمَّا الْقَزْوِينِيُّ فَارِسٌ: فَإِنَّهُ فَاسِقٌ مُنْحَرِفٌ وَ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَبِيثٍ فَلَعَنَهُ اللَّهُ.

وَ كَتَبَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ مَعَ جَعْفَرٍ ابْنِهِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَ أَرْبَعِينَ وَ مِائَتَيْنِ يَسْأَلُ عَنِ الْعَلِيلِ وَ عَنِ الْقَزْوِينِيِّ أَيُّهُمَا يَقْصِدُ بِحَوَائِجِهِ وَ حَوَائِجِ غَيْرِهِ فَقَدِ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِيهِمَا وَ صَارَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: لَيْسَ عَنْ مِثْلِ هَذَا يُسْأَلُ وَ لَا فِي مِثْلِ هَذَا يُشَكُّ وَ قَدْ عَظَّمَ اللَّهُ مِنْ حُرْمَةِ الْعَلِيلِ أَنْ يُقَاسَ إِلَيْهِ الْقَزْوِينِيُّ سُمِّيَ بِاسْمِهِمَا جَمِيعاً فَاقْصِدْ إِلَيْهِ بِحَوَائِجِكَ وَ مَنْ أَطَاعَكَ مِنْ أَهْلِ بِلَادِكَ أَنْ يَقْصِدُوا إِلَى الْعَلِيلِ بِحَوَائِجِهِمْ، وَ أَنْ تَجْتَنِبُوا الْقَزْوِينِيَّ أَنْ تُدْخِلُوهُ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي مَا يُمَوِّهُ بِهِ عِنْدَ النَّاسِ، فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. وَ قَدْ قَرَأَ مَنْصُورُ بْنُ عَبَّاسٍ هَذَا الْكِتَابَ وَ بَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ[۱۰۴].

ابو محمد رازی کا بیان ہے کہ ہمارے پاس امامؑ کی طرف سے ایک پیغام لانے ولا آیا اس نے کہا: فارس قزوینی فاسق اور منحرف ہے اور خبیث قسم کی کلام کرتا ہے پس خدا نے اس پر لعنت

[۱۰۴] رجال الکشی، ص ۵۲۷

کی ہے اور ابراہیم بن محمد ہمدانی نے اپنے بیٹے جعفر کے ساتھ ۲۴۸ھ میں علیل اور قزوینی کے بارے میں سوال کرنے کے لیے خط لکھا کہ ان میں سے کون اس کی اور دیگر مومنین کی دینی ضروریات اور حقوق کا ذمہ دار ہے لوگ ان کے متعلق اضطراب اور پریشانی کا شکار ہیں اور وہ آپس میں براءت کر رہے ہیں؟

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: : اس قسم کے لوگوں کے بارے میں سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس قسم کے لوگوں کے بارے میں کیا شک باقی ہے ؟! اللہ تعالی نے علیل کی عزت اور احترام کو اتنا بلند کیا ہے کہ اس سے قزوینی کا کب قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں کے نام اکٹھے لیے جائیں؟!

اب تم اپنے حقوق علیل کے سپرد کرو اور تیرے ہم شہری جو تیری اطاعت کرتے ہیں وہ بھی علیل کے سپرد کریں اور قزوینی سے اجتناب کرو اور اپنے امور میں سے کچھ بھی اس کے سپرد نہ کرو مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے تو ان شاء اللہ تم ہرگز اس کی طرف توجہ نہیں کرو گے، اور اس خط کو منصور بن عباس اور بعض کوفہ والوں نے بھی پڑھا۔

۱۰۱۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، قَالَ، قَرَأْنَا فِی کِتَابِ الدِّهْقَانِ وَ خَطِّ الرَّجُلِ فِی‌الْقَزْوِینِیِّ، وَ کَانَ کَتَبَ إِلَیْهِ الدِّهْقَانُ یُخْبِرُهُ بِاضْطِرَابِ النَّاسِ فِی هَذَا الْأَمْرِ، وَ أَنَّ الْمُوَادِعِینَ قَدْ أَمْسَکُوا عَنْ بَعْضِ مَا کَانُوا فِیهِ لِهَذِهِ الْعِلَّةِ مِنَ الاخْتِلَافِ، فَکَتَبَ: کَذَّبُوهُ وَ هَتَکُوهُ أَبْعَدَهُ اللَّهُ وَ أَخزَاهُ! فَهُوَ کَاذِبٌ فِی جَمِیعِ مَا یَدَّعِی وَ یَصِفُ، وَ لَکِنْ صُونُوا أَنْفُسَکُمْ عَنِ الْخَوْضِ وَ الْکَلَامِ فِی ذَلِکَ وَ تَوَقُّوا مُشَاوَرَتَهُ، وَ لَا تَجْعَلُوا لَهُ السَّبِیلَ إِلَی طَلَبِ الشَّرِّ، کَفَی اللَّهُ مَؤُنَتَهُ وَ مَؤُنَةَ مَنْ کَانَ مِثْلَهُ.

احمد بن محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ ہم نے دہقان کا خط اور امامؑ کا قزوینی کے بارے میں اسے جواب پڑھا جس میں دہقان نے آپ کی طرف قزوینی کے معاملہ میں لوگوں کے اضطراب کو لکھا تھا اور ان اختلافات کے سبب سے بعض ہم پیمان اور موالیوں نے کچھ احتیاط شروع کر دی ہے۔

امام نے تحریر فرمایا: قزوینی کو جھٹلاو اور اس کی توہین کرو خدا اسے عذاب مین مبتلا کرے اور اسے ذلیل کرے ،وہ اپنے تمام دعووں میں جھوٹا ہے لیکن تم ان معاملات میں بحثیں اور جھگڑے کرنے سے بچ کرر ہو اور اس سے مشورہ کرنے سے بچو اور اسے شر پھیلانے کا کوئی موقع نہ دو،اللہ تعالی اس قزوینی اور اس جیسے افراد کے خلاف ہمارے لیے کافی ہے۔

۱۰۱۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَهْلِ بْنِ خَلَف، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ مُحَمَّد وَ قَد اشْتَبَهَ يَا سَيِّدِی عَلَى جَمَاعَة مِنْ مَوَالِيکَ أَمْرَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدْ بْنِ بَابَاً فَمَا الَّذِی تَأْمُرُنَا يَا سَيِّدِی فِی أَمْرِه نَتَوَلَّاهُ أَمْ نَتَبَرَّأُ عَنْهُ أَمْ نُمْسِکُ عَنْهُ فَقَدْ كَثُرَ الْقَوْلُ فِيهِ فَكَتَبَ بِخَطِّهِ وَ قَرَأْتُهُ: مَلْعُونٌ هُوَ وَ فَارِسٌ تَبَرَّءُوا مِنْهُمَا لَعَنَهُمَا اللَّهُ! وَ ضَاعَفَ ذَلِکَ عَلَى فَارِس.

سہیل بن محمد کا بیان ہے کہ اس نے امامؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں تحریر کیا: اے میرے مولا وآقا! آپ کے موالیوں میں سے ایک گروہ پر حسن بن محمد بن بابا کے معاملہ میں مشتبہ ہو رہا ہے تو آپ اس کے متعلق ہمیں کیا حکم دیتے ہیں ،ہم اس سے محبت کریں یا اس سے براءت کا اظہار کریں یا اس کے معاملہ میں خاموشی اختیار کریں حالانکہ یہاں بہت کچھ اختلاف اور جھگڑے واقع ہو رہے ہیں؟

امام نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا اور میں نے اسے پڑھا: وہ اور فارس دونوں ملعون ہیں تم ان دونوں س ے براء ت کا اظہار کر وان دونوں پر خدا کی لعنت ہو اور فارس پر دوگنا عذاب بھیجے۔

ہاشم بن ابی ہاشم، ابو سمہری، ابن ابی زرقاء، جعفر بن واقد اور ابو الغمر

١٠١٢ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّيُّ، قَالا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْزِيَارَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ وَ قَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو الْخَطَّابِ: لَعَنَ اللَّهُ أَبَا الْخَطَّابِ وَ لَعَنَ أَصْحَابَهُ وَ لَعَنَ الشَّاكِّينَ فِي لَعْنِهِ وَ لَعَنَ مَنْ قَدْ وَقَفَ فِي ذَلِكَ وَ شَكَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا أَبُو الْغَمْرِ وَ جَعْفَرُ بْنُ وَاقِدٍ وَ هَاشِمُ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ اسْتَأْكَلُوا بِنَا النَّاسَ وَ صَارُوا دُعَاةً يَدْعُونَ النَّاسَ إِلَى مَا دُعِيَ إِلَيْهِ أَبُو الْخَطَّابِ، لَعَنَهُ اللَّهُ وَ لَعَنَهُمْ مَعَهُ وَ لَعَنَ مَنْ قَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ، يَا عَلِيُّ لَا تَتَحَرَّجَنَّ مِنْ لَعْنِهِمْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ! فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ لَعَنَهُمْ، ثُمَّ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ تَأَثَّمَ أَنْ يَلْعَنَ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ[١٠٥].

علی بن مہزیار کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ کے پاس ابو الخطاب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: خدا ابو الخطاب پر لعنت کرے اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرے اور اس کی لعنت میں شک کرنے

[١٠٥] رجال الکشی، ص ۵۲۹۔

والوں پر لعنت کرے اور جو شخص اس کے بارے میں توقف اور شک کا شکار ہو اس پر لعنت کرے۔

پھر فرمایا: ابو الغمر، جعفر بن واقد اور ہاشم بن ابی ہاشم لوگوں سے ہمارے نام پہ مال کھارہے ہیں اور اس نظریئے کی طرف لوگوں کو بلارہے ہیں جس کی طرف ابو الخطاب بلایا کرتا تھا، خدا اس پر لعنت کرے اور اس کے ساتھ ان پر لعنت کرے اور جو شخص ان کی باتوں کو قبول کرے خدا ان پر لعنت کرے، اے علی! جو شخص ان پر لعنت کرے اس کا برا نہ مناو کیونکہ خدا نے ان پر لعنت کی ہے پھر فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو شخص اس پر لعنت کرنے سے کترائے جس پر خدا نے لعنت کی ہے تو اس اللہ تعالی کی لعنت ہو۔

۱۰۱۳ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ الْأَنْبَارِیُّ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو جَعْفَرٍ الثَّانِی (ع) مَا فَعَلَ أَبُو السَّمْهَرِیِّ لَعَنَهُ اللَّهُ یَکْذِبُ عَلَیْنَا، وَ یَزْعُمُ أَنَّهُ وَ ابْنَ أَبِی الزَّرْقَاءِ دَعَاهُ إِلَیْنَا، أُشْهِدُکُمْ أَنِّی أَتَبَرَّأُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُمَا، إِنَّهُمَا فَتَّانَانِ مَلْعُونَانِ، یَا إِسْحَاقُ أَرِحْنِی مِنْهُمَا یُرِحِ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَیْشِکَ فِی الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ یَحِلُّ لِی قَتْلُهُمَا فَقَالَ: إِنَّهُمَا فَتَّانَانِ یَفْتِنَانِ النَّاسَ وَ یَعْمَلَانِ فِی خَیْطِ رَقَبَتِی وَ رَقَبَةِ مَوَالِیَّ، فَدِمَاؤُهُمَا هَدَرٌ لِلْمُسْلِمِینَ، وَ إِیَّاکَ وَ الْفَتْکَ! فَإِنَّ الْإِسْلَامَ قَدْ قَیَّدَ الْفَتْکَ وَ أُشْفِقُ إِنْ قَتَلْتَهُ ظَاهِراً أَنْ تُسْأَلَ لِمَ قَتَلْتَهُ! وَ لَا تَجِدَ السَّبِیلَ إِلَى تَثْبِیتِ حُجَّةٍ، وَ لَا یُمْکِنَکَ إِدْلَاءُ الْحُجَّةِ فَتَدْفَعَ ذَلِکَ عَنْ نَفْسِکَ، فَیُسْفَکَ دَمُ مُؤْمِنٍ مِنْ أَوْلِیَائِنَا بِدَمِ کَافِرٍ، عَلَیْکُمْ بِالاغْتِیَالِ! قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى: فَمَا زَالَ إِسْحَاقُ

يَطْلُبُ ذَلِكَ أَنْ يَجِدَ السَّبِيلَ إِلَى أَنْ يَغْتَالَهُمَا بِقَتْلٍ وَ كَانَا قَدْ حَذَّرَاهُ لَعَنَهُمَا اللَّهُ.

اسحاق انباری کا بیان ہے کہ ابو جعفر ثانیؑ نے مجھ سے پوچھا: ابو سمہری کا کیا بنا؟ خدا اس پر لعنت کرے وہ ہم پہ جھوٹ بولتا تھا اور گمان کرتا تھا کہ وہ اور ابن ابی زرقاء ہماری طرف بلانے والے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کے دربار میں ان دونوں سے بری ہوں وہ تو دونوں گمراہ کرنے والے ملعون ہیں، اے اسحاق! مجھے ان دونوں سے نجات دو خدا تمہیں جنت میں آسائش دے گا، میں نے عرض کی: مولا، میں آپ پر قربان جاوں، کیا میرے لیے ان کو قتل کرنا جائز ہے؟ تو امام نے فرمایا: وہ دونوں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور میری اور میرے پیروکاروں کے قتل کے اسباب پیدا کر رہے ہیں تو ان دونوں کا قتل مسلمانوں کے معاف ہے لیکن کھلے عام قتل سے بچو کیونکہ اسلام نے کھلے عام قتل کرنے سے منع کیا ہے اور ڈر ہے کہ اگر تو اسے کھلے عام قتل کرے تو تجھ سے سوال کیا جائے کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا اور تو تم ان کے سامنے اس کی دلیل قائم کرنے سے قاصر ہو جاو اور تمہیں اس کی مہلت نہ دی جائے کہ تو اپنا دفاع کر سکے تو ہمارے حقیقی پیروکاروں میں سے ایک مومن کا خون ایک کافر کے خون کے بدلے میں بہہ جائے تم پر لازم ہے کہ غیر محسوس طریقے سے ایسے کافروں اور مرتدوں کو قتل کرو۔

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ اسحٰق ان دونوں کے خفیہ قتل کے لیے تلاش کرتا رہا لیکن انہوں نے اسے بہت ڈرا دھمکا دیا تھا، خدا ان دونوں پر لعنت کرے۔

حسن بن علی بن فضال کوفی کے دو بیٹے علی و احمد اور عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی کوفی، قاسم بن ہشام لولوی کوفی، محمد ابن احمد حمدان نہدی کوفی، علی بن عبداللہ بن

مروان بغدادی، ابراہیم بن محمد بن فارس، محمد بن یزداد رازی، اور اسحاق بن محمد بصری

۱۰۱۴ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: سَأَلْتُ أَبَا النَّضْرِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْعُودٍ، عَنْ جَمِيعِ هَؤُلَاءِ فَقَالَ أَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ: فَمَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقِيتُ بِالْعِرَاقِ وَ نَاحِيَةِ خُرَاسَانَ أَفْقَهَ وَ لَا أَفْضَلَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بِالْكُوفَةِ، وَ لَمْ يَكُنْ كِتَابٌ عَنِ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ إِلَّا وَ قَدْ كَانَ عِنْدَهُ، وَ كَانَ أَحْفَظَ النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ فَطَحِيّاً يَقُولُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، ثُمَّ بِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع)، وَ كَانَ مِنَ الثِّقَاتِ وَ ذُكِرَ: أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ كَانَ فَطَحِيّاً أَيْضاً. وَ أَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيُّ: فَمَا عَلِمْتُهُ إِلَّا خَيِّراً ثِقَةً، وَ أَمَّا الْقَاسِمُ بْنُ هِشَامٍ: فَقَدْ رَأَيْتُهُ فَاضِلًا خَيِّراً، وَ كَانَ يَرْوِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ: وَ هُوَ حَمْدَانُ الْقَلَانِسِيُّ كُوفِيٌّ فَقِيهٌ ثِقَةٌ خَيِّرٌ وَ أَمَّا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْوَانَ: فَإِنَّ الْقَوْمَ يَعْنِي الْغُلَاةَ يُمْتَحَنُ فِي أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ، وَ لَمْ أَحْضُرْهُ فِي وَقْتِ صَلَاةٍ وَ لَمْ أَسْمَعْ فِيهِ إِلَّا خَيْراً، وَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَارِسٍ: فَهُوَ فِي نَفْسِهِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَ لَكِنْ بَعْضُ مَنْ يَرْوِي هُوَ عَنْهُ، وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ الرَّازِيُّ: فَلَا بَأْسَ بِهِ وَ أَمَّا أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ: فَإِنَّهُ كَانَ غَالِياً وَ صِرْتُ إِلَيْهِ إِلَى بَغْدَادَ لِأَكْتُبَ عَنْهُ وَ سَأَلْتُهُ كِتَاباً أَنْسَخُهُ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ مِنْ أَحَادِيثِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ فِي التَّفْوِيضِ، فَلَمْ أَرْغَبْ فِيهِ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ أَحَادِيثَ مُنْتَسَخَةً مِنَ الثِّقَاتِ، وَ رَأَيْتُهُ

مُولَعاً بِالْحَمَامَاتِ الْمَرَاعِيشِ وَ يُمْسِكُهَا، وَ يَرْوِى فِى فَضْلِ إِمْسَاكِهَا أَحَادِيثَ، قَالَ، وَ هُوَ أَحْفَظُ مَنْ لَقِيتُهُ[۱۰۶].

ابو عمرو کشی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن مسعود سے ان تمام افراد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا:

۱۔ علی بن حسن بن علی بن فضال کوفی، تو میں عراق و خراسان میں جن لوگوں سے ملاقات کی کسی کو ان سے زیادہ صاحب فضیلت اور فقیہ نہیں پایا اور ائمہ معصومین سے جس قسم کی کتاب اور حدیث نقل ہوئی وہ ان کے پاس تھی اور وہ لوگوں سے زیادہ حدیثیں یاد کیے ہوئے تھے مگر وہ فطحی مذہب کے پیروکار تھے پہلے عبداللہ بن جعفر کے قائل تھے ان کے بعد امام کاظم کے قائل ہوئے اور وہ ثقہ اور معتمد تھے۔

۲۔ان کا بھائی احمد بھی فطحی مذہب کے پیروکار تھے۔

۳۔ عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی کوفی کو میں بہترین شخص اور ثقہ و معتمد سمجھتا ہوں۔

۴۔ قاسم بن ہشام لؤلؤی کوفی میں نے بہترین شخص اور فاضل انسان پایا۔

۵۔ محمد ابن احمد حمدان نہدی قلانسی کوفی فقیہ، ثقہ اور بہترین شخص تھے۔

۶۔ علی بن عبداللہ بن مروان بغدادی: تو غالی گروہ کی آزمائش نماز کے وقت ہو جاتی ہے تو میں نے اسے نماز کے وقت نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں ذکر خیر ہی سنا ہے۔

۷۔ ابراہیم بن محمد بن فارس، اس میں کوئی حرج نہیں مگر وہ جن افراد سے روایت کرتے ہیں ان میں اشکال ہے۔

۸۔ محمد بن یزداد رازی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[۱۰۶] رجال الکشی، ص ۵۳۱

۹۔اسحاق بن محمد بصری ابو یعقوب غالی تھا میں اس کے پاس بغداد میں احادیث لکھنے کے لیے گیا تو میں نے اس سے کتاب مانگی تا کہ اس سے حدیثیں نقل کروں تو وہ میرے پاس مفضل بن عمر کی تفویض والی روایات لایا مگر میں نے اس میں کوئی رغبت نہیں کی تو وہ میرے پاس اپنے ثقہ مشائخ کی احادیث لایا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مرعشی کبوتروں کا شیفتہ تھا اور وہ اس نے پال رکھے تھے اور ان کے پالنے کے متعلق روایات نقل کرتا تھا اور کہتا تھا: یہ حدیثیں میں نے ان لوگوں سے یاد کی ہیں جن سے میں نے ملاقات کی۔

ابراہیم بن مہزیار[۱۰۷]، حفص بن عمرو معروف (عمری) اور اس کا بیٹا محمد

۱۰۱۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ كُلْثُومٍ السَّرَخْسِيُّ، وَ كَانَ مِنَ الْقَوْمِ، وَ كَانَ مَأْمُوناً عَلَى الْحَدِيثِ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ، إِنَّ أَبِي لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَفَعَ إِلَيَّ مَالًا وَ أَعْطَانِي عَلَامَةً، وَ لَمْ يَعْلَمْ بِتِلْكَ الْعَلَامَةِ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ قَالَ مَنْ أَتَاكَ بِهَذِهِ الْعَلَامَةِ فَادْفَعْ إِلَيْهِ الْمَالَ! قَالَ، فَخَرَجْتُ إِلَى بَغْدَادَ وَ نَزَلْتُ فِي خَانٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي إِذْ جَاءَ شَيْخٌ وَ دَقَّ الْبَابَ، فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ انْظُرْ مَنْ هَذَا! فَقَالَ شَيْخٌ بِالْبَابِ، فَقُلْتُ ادْخُلْ! فَدَخَلَ وَ جَلَسَ، فَقَالَ أَنَا الْعَمْرِيُّ، هَاتِ الْمَالَ الَّذِي

---

[۱۰۷]۔ رجال النجاشی اص۸۹ ن ۱۶، الارشاد مفید ۳۵۱ باب ۲۱۷، رجال الطوسی ۳۹۹ ن ۱۹ و ۴۱۰ ن ۱۰، رجال ابن داود ۱۹ ن ۳۹، التحریر الطاووسی ۳۴ ن ۱۲، رجال العلامۃ الحلی ۶ ن ۱۷، لسان المیزان اص۱۱۵ ن ۳۵۰، نقد الرجال ۱۴ ن ۱۲۱، مجمع الرجال اص۴۷، جامع الرواۃ اص۳۵، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۲۳ ن ۴۵، الوجیزۃ ۱۴۳، ہدایۃ المحدثین ۱۲، مستدرک الوسائل ۵۵۰، بہجۃ الآمال اص۵۷۹، تنقیح المقال اص۳۵ ن ۲۱۸، إعیان الشیعۃ ۲ص۲۳۱، الذریعۃ ۳ص۱۱۰ ن ۳۶۷، العندبیل اص۱۳، الجامع فی الرجال اص۲۷، معجم رجال الحدیث اص۳۰۳ ن ۳۱۸، قاموس الرجال اص۲۱۵، تہذیب المقال اص۲۴۹ ن ۱۶.

عِنْدَکَ وَ هُوَ کَذَا وَ کَذَا وَ مَعَهُ الْعَلَامَةُ! قَالَ، فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ الْمَالَ.وَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو کَانَ وَکِيلَ أَبِی مُحَمَّدٍ (ع)، وَ أَمَّا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَمْرٍو فَهُوَ ابْنُ الْعَمْرِیِّ وَ کَانَ وَکِيلَ النَّاحِيَةِ، وَ کَانَ الْأَمْرُ يَدُورُ عَلَيْهِ.

احمد بن علی بن کلثوم جو اگرچہ غالی گروہ میں سے تھے لیکن حدیث کے معاملہ میں امین تھے انہوں نے اسحاق بن محمد بصری کے واسطہ سے ابراہیم بن مہزیار سے نقل کیا: جب میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے مال دیا اور ایک علامت دی جسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اور فرمایا: جو شخص یہ علامت تیرے پاس لائے اس کو مال دے دینا راوی کہتا ہے میں بغداد میں ایک دکان میں جا بیٹھا دوسرے دن ایک بزرگ نے دق الباب کیا، میں نے غلام سے کہا: دیکھو کون ہے ؟ اس نے کہا: ایک بزرگ دروازے پہ آئے ہیں ؟ میں نے کہا: اندر لے آو، وہ سلام کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا: میں عمری ہوں وہ مال لاو جو تیرے پاس ہے اس کی علامت یہ ہے (اور وہی علامت بتا دی جو والد نے مجھے بتائی تھی) میں نے مال اس کے سپرد کیا۔

حفص بن عمرو ابو محمد امام حسن عسکریؑ کے وکیل تھے اور ابو جعفر محمد بن حفص بن عمرو انہی کا بیٹا ہے اور وہ بھی امام کا وکیل تھا اور امام کے معاملات ان کے پاس سر گرم رہتے تھے۔

ابو یحییٰ جرجانی[۱۰۸]

۱۰۱۶ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: وَ أَبُو يَحْيَى الْجُرْجَانِيُّ اسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَعِيدٍ الْفَزَارِيُّ، وَ كَانَ مِنْ أَجِلَّةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، وَ رَزَقَهُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ، وَ صَنَّفَ فِي الرَّدِّ عَلَى أَصْحَابِ الْحَشْوِ تَصْنِيفَاتٍ كَثِيرَةً، وَ أَلَّفَ مِنْ فُنُونِ الِاحْتِجَاجَاتِ كُتُباً مِلَاحاً. وَ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بِنَيْسَابُورَ: أَنَّهُ هَجَمَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرٍ، فَأَمَرَ بِقَطْعِ لِسَانِهِ وَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ بِضَرْبِ أَلْفِ سَوْطٍ وَ بِصَلْبِهِ، سَعَى بِذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ وَ ابْنُ الْبَغَوِيِّ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَالِحٍ بِحَدِيثٍ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ أَبُو يَحْيَى لَيْسَ هُوَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ هُوَ عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، فَجَمَعَ الْفُقَهَاءَ: فَشَهِدَ مُسْلِمٌ أَنَّهُ عَلَى مَا قَالَ وَ هُوَ عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، وَ عَرَفَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَرْوَزِيُّ ذَلِكَ وَ كَتَمَهُ بِسَبَبِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، وَ كَانَ أَبُو يَحْيَى قَالَ هُمَا يَشْهَدَانِ لِي، فَلَمَّا شَهِدَ مُسْلِمٌ قَالَ غَيْرُ هَذَا

---

[۱۰۸]۔ رجال النجاشی ۲ص۴۳۶ ن ۱۲۳۲، رجال الطوسی ۴۲۶ ن ۱۱ و ۴۵۶ ن ۱۰۷، فہرست الطوسی ۵۸ ن ۱۰۰، رجال ابن داود ۲۷ ن ۷۳، التحریر الطاووسی ۴۷ ن ۳۶، رجال العلامۃ الحلی ۱۷ ن ۲۶، نقد الرجال۹۲، مجمع الرجال ۱ص۱۱۴، جامع الرواۃ ۱ص۵۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۲۷ ن ۴۷، الوجیزۃ ۱۴۴، ہدایۃ المحدثین ۳۰۲، بہجۃ الآمال ۲ص۴۸۹، تنقیح المقال ۱ص۶۰ ن ۳۵۶، إعیان الشیعۃ ۲ص۴۴۵، ۵۸۶، الذریعۃ ۱۶ص۲۷ ن ۳۵۸، العندبیل ۱ص۲۲، الجامع فی الرجال ۱ص۱۱۴، معجم رجال الحدیث ۲ص۱۱۱ ن ۵۵۷، قاموس الرجال ۱ص۳۰۹.

شَاهِدٌ إِنْ لَمْ يَشْهَدْ، فَشَهِدَ بَعْدَ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ عِنْدَهُ، وَ خَلَّى عَنْهُ وَ لَمْ يُصِبْهُ بِبَلِيَّةٍ، وَ سَنَذْكُرُ بَعْضَ مُصَنَّفَاتِهِ فَإِنَّهَا مِلَاحٌ، ذَكَرْنَاهَا نَحْنُ فِي كِتَابِ الْفِهْرِسْتِ وَ نَقَلْنَاهَا مِنْ كِتَابِهِ.

کشی فرماتے ہیں ابو یحییٰ جرجانی کا نام احمد بن داود بن سعید فزاری تھا اور وہ صاحبان حدیث میں سے جلیل القدر عالم تھے انہیں اللہ تعالی نے امر ولایت بھی نصیب فرمایا تھا تو انہوں نے حشویہ کی ردّ میں بہت سی کتابیں لکھیں اور انہوں نے مناظرے کے بارے میں بھی بہت سی شیرین اور متین کتابیں تالیف کیں۔

اور محمد بن اسماعیل نیشاپوری نے ذکر کیا کہ محمد بن طاہر نے ان پر حملہ کیا اور انہیں گرفتار کر کے ان ہاتھ پاوں اور زبان کاٹنے کا حکم دیا اور انہیں ایک ہزار کوڑے مارنے اور انہیں سولی پر لٹکانے کے احکامات صادر کر دیئے اور ان کی چغلی محمد بن یحییٰ رازی ،ابن بغوی اور ابراہیم بن صالح نے اس حدیث کی وجہ سے کی تھی جو محمد بن یحییٰ عمر بن خطاب کے لیے نقل کرتا تھا اور ابو یحییٰ نے کہا: یہ عمر بن خطاب نہیں بلکہ عمر بن شاکر ہے تو ان کے تمام فقہاء ان کے خلاف متفق ہوگئے مگر ان میں سے ایک انصاف پسند فقیہ جن کا نام مسلم تھا اس نے گواہی دی کہ حقیقت وہی ہے جو ابو یحییٰ نے تحقیق پیش کی ہے اور اس حدیث میں عمر بن شاکر مراد ہے جبکہ ابو عبداللہ مروزی کو بھی اس کا علم تھا لیکن محمد بن یحییٰ کی وجہ سے اس نے حقیقت کو چھپایا اور ابو یحییٰ نے کہا: یہ دونوں بھی میرے لیے گواہی دیں گے ،جب مسلم نے گواہی دی تو اس نے کہا: اس کے علاوہ بھی اس حقیقت کے شاہد ہیں اگرچہ اب گواہی نہ دیں ، ابو یحییٰ کو آزاد کر دیا گیا اور وہ اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئے ،ہم ان کی بعض تصنیفات کا ذکر کریں

گے کیونکہ وہ بہت شیرین اور متین ہیں اور ہم نے ان کو کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے اور اس کی کتاب کے حوالے سے ان کی کتابوں کی فہرست ذکر کی ہے[۱۰۹]۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد بن نعیم شاذانی

۱۰۱۷ آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ يَقُولُ: جُمِعَ عِنْدِي مَالٌ لِلْغَرِيمِ فَأَنْفَذْتُ بِهِ إِلَيْهِ، وَ أَلْقَيْتُ فِيهِ شَيْئاً مِنْ صُلْبِ مَالِي، قَالَ، فَوَرَدَ مِنَ الْجَوَابِ: قَدْ وَصَلَ إِلَيَّ مَا أَنْفَذْتَ مِنْ خَاصَّةِ مَالِكَ فِيهَا كَذَا وَ كَذَا فَقَبِلَ اللَّهُ مِنْكَ.

محمد بن شاذان بن نعیم کا بیان ہے کہ میرے پاس خمس کا مال جمع ہو گیا تو میں نے اسے امام کی طرف بھیج دیا اور اس میں کچھ اپنا ذاتی مال بھی رکھ دیا تو امام کی طرف سے مجھے جواب میں لکھا گیا: میرے پاس وہ مال پہنچ گیا جو تو نے اپنے خاص مال سے اتنی مقدار میں بھیجا ہے، اللہ تعالی تجھ سے قبول فرمائے۔

---

[۱۰۹]۔ظاہرا یہ جملے شیخ طوسی کی تلخیص و اختیار کے ہیں شیخ نے انہیں رجال میں امام ہادی کے اصحاب میں شمار کیا اور باب لم یرو عنہم میں فرمایا؛ وہ پہلے عامی مذہب کے پیروکار تھے مگر علم حدیث کے ماہر تھے اور اسی دیار حدیث کے نور سے انہیں بصیرت حاصل ہوئی اور فہرست شیخ و نجاشی میں بھی ان کا ذکر ہے اور ان کی کتابوں کی فہرست بیان ہوئی ہے؛۱۔ کتاب خلاف عمر بروایۃ الحشویۃ، ۲۔ کتاب محبۃ النائبۃ—اس میں مذہب حشویہ اور ان کے فضائح ذکر کیے، ۳۔ کتاب مفاخرۃ البکریۃ والعمریۃ، ۴۔ کتاب الرد علی الاخبار الکاذبۃ-یشرح فیہ نقض کلمار ووہ من الفضائل لسلفھم، اس میں ان کے سلف کے فضائل کی روایات کے بطلان کو ذکر کیا، ۵۔ کتاب مناظرۃ الشیعی والمرجئ - فی المسح علی الخفین، واکل الجری وغیر ذلک -، ۶۔ کتاب الغوغاء من اصناف الامۃ من المرجءۃ والقدریۃ والخوارج، ۷۔ کتاب المتعۃ والرجعۃ والمسح علی الخفین، وطلاق المتعۃ، ۸۔ کتاب التسویۃ—اس میں عربوں کی غیر عربوں سے شادی کو حرام قرار دینے والوں کو رد کیا، ۹۔ کتاب الصہاکی، ۱۰۔ کتاب فضائح الحشویۃ، ۱۱۔ کتاب التفویض، ۱۲۔ کتاب الاوائل، ۱۳۔ کتاب طلاق المجنون، ۱۴۔ کتاب استنباط الحشویۃ، ۱۵۔ کتاب الرد علی الحنبلی ۱۶۔ کتاب الرد علی السجری (الشجری)، ۱۷۔ کتاب فی نکاح السکران۔

ابوالحسن محمد بن میمون

۱۰۱۸ أَبُو عَلِیٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ كُلْثُومٍ السَّرَخْسِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانٍ الْبَصْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مَیْمُونٍ، أَنَّهُ قَالَ، كَتَبْتُ إِلَی أَبِی مُحَمَّدٍ (ع) أَشْكُو إِلَیْهِ الْفَقْرَ! ثُمَّ قُلْتُ فِی نَفْسِی: أَ لَیْسَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) الْفَقْرُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْغِنَی مَعَ عَدُوِّنَا وَ الْقَتْلُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْحَیَاةِ مَعَ عَدُوِّنَا! فَرَجَعَ الْجَوَابُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یُمَحِّصُ أَوْلِیَاءَنَا إِذَا تَكَاثَفَتْ ذُنُوبُهُمْ بِالْفَقْرِ، وَ قَدْ یَعْفُوا عَنْ كَثِیرٍ، وَ هُوَ كَمَا حَدَّثَتْ نَفْسُكَ: الْفَقْرُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْغِنَی مَعَ عَدُوِّنَا، وَ نَحْنُ كَهْفٌ لِمَنِ الْتَجَأَ إِلَیْنَا وَ نُورٌ لِمَنِ اسْتَضَاءَ بِنَا وَ عِصْمَةٌ لِمَنِ اعْتَصَمَ بِنَا، مَنْ أَحَبَّنَا كَانَ مَعَنَا فِی السَّنَامِ الْأَعْلَی وَ مَنِ انْحَرَفَ عَنَّا فَإِلَی النَّارِ، قَالَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: تَشْهَدُونَ عَلَی عَدُوِّكُمْ بِالنَّارِ وَ لَا تَشْهَدُونَ لِوَلِیِّكُمْ بِالْجَنَّةِ! مَا یَمْنَعُكُمْ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا الضَّعْفُ!. وَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: لَقِیتُ مِنْ عِلَّةِ عَیْنِی شِدَّةً، فَكَتَبْتُ إِلَی أَبِی مُحَمَّدٍ (ع) أَسْأَلُهُ أَنْ یَدْعُوَ لِی! فَلَمَّا نَفَذَ الْكِتَابُ: قُلْتُ فِی نَفْسِی لَیْتَنِی كُنْتُ سَأَلْتُهُ أَنْ یَصِفَ لِی كُحْلًا أَكْحُلُهَا! فَوَقَّعَ بِخَطِّهِ: یَدْعُو لِی بِسَلَامَتِهَا، إِذَا كَانَتْ إِحْدَاهُمَا ذَاهِبَةً، وَ كَتَبَ بَعْدَهُ: أَرَدْتُ أَنْ أَصِفَ لَكَ كُحْلًا، عَلَیْكَ بِصَبِرٍ مَعَ

الْإِثْمِدِ وَ كَافُوراً وَ تُوتِيَاءَ، فَإِنَّهُ يَجْلُو مَا فِيهَا مِنَ الْغِشَاءِ وَ يُيْبِسُ الرُّطُوبَةَ، قَالَ، فَاسْتَعْمَلْتُ مَا أَمَرَنِي بِهِ، فَصَحَّتْ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ[110].

محمد بن حسن بن میمون کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد عسکریؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ بھیجا جس میں آپ سے فقر و غربت کی شکایت کی پھر میں نے دل میں سوچا کیا حضرت امام صادقؑ نے نہیں فرمایا ہمارے ساتھ رہتے ہوئے غربت و فقر، ہمارے دشمن کے ساتھ مالدار ہونے سے بہتر ہے اور ہمارے ساتھ قتل ہونا ہمارے دشمن کے ساتھ جینے سے بہتر ہے۔

امام نے جواب میں تحریر فرمایا: اللہ تعالی ہمارے اولیاء کو فقر کے ذریعے آزمائش میں ڈالتا ہے جب ان کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور بہت کچھ تو وہ معاف کر دیتا ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے تو نے دل میں سوچا ہے: ہمارے ساتھ رہتے ہوئے غربت و فقر، ہمارے دشمن کے ساتھ مالدار ہونے سے بہتر ہے اور ہم اس شخص کے لیے جائے پناہ ہیں جو ہمارے دامن سے متمسک ہو جائے اور اس شخص کے لیے نور ہیں جو ہمارے ذریعے روشنی حاصل کرے اور اس شخص کے لیے عذاب سے امان ہیں جو ہمارے ذریعے پناہ ڈھونڈے اور جو شخص ہم سے محبت کرے تو وہ بلند ترین منزل میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جو شخص ہم سے منحرف ہو جائے تو سیدھا جہنم میں جائے گا اور ابو عبداللہ امام صادقؑ نے فرمایا: کیا تم ہمارے دشمن کے لیے جہنم کی آگ کی گواہی دیتے ہو اور اپنے اولیاء کے لیے جنت کی گواہی نہیں دیتے! تو پھر تمہیں سوائے کمزوری کے کوئی اور چیز مانع نہیں ہے۔

محمد بن حسن کا بیان ہے میری ایک آنکھ کی بیماری کافی شدت اختیار کر گئی تھی تو میں نے امام ابو محمد کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں آپ سے سوال کیا کہ میرے لیے دعا

---

[110] رجال الکشی، ص ۵۳۴۔

فرمائیں، جب خط چلا گیا تو میں نے دل میں سوچا: کاش میں آپ سے یہ بھی پوچھ لیتا کہ میرے لیے کوئی سومہ تجویز فرمائیں جو میں استعمال کروں۔

توامام کے قلم سے مجھے خط موصول ہوا: تو نے مجھے اس وقت سلامتی کی دعا کے لیے کہا جب ایک آنکھ جاچکی تھی اوراس کے بعد لکھا تو نے چاہا کہ میں تیرے لیے سرمہ تجویز کروں تو تم اثمد کے ساتھ کافور اور توتیا کو رگڑ لو یہ اس کے پردے اور دھندلے پن کو ختم کر کے آنکھ کو جلا بخشے گا اور رطوبت کو خشک کرے گا۔

راوی کہتا ہے میں نے امام کے امر کے مطابق وہ سرمہ استعمال کیا تو وہ دوسری آنکھ صحیح و سالم ہو گئی، اور اس پر خدا کا شکر ہے۔

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی اور حسن بن نضر

۱۰۱۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِى أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرَاغِيُّ، قَالَ، كَتَبَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرٍ الْقُمِّيُّ الْعَطَّارُ، وَ لَيْسَ لَهُ ثَالِثٌ فِى الْأَرْضِ فِى الْقُرْبِ مِنَ الْأَصْلِ، يَصِفُنَا لِصَاحِبِ النَّاحِيَةِ (ع)، فَخَرَجَ: وَقَفْتُ عَلَى مَا وَصَفْتَ بِهِ أَبَا حَامِدٍ، أَعَزَّهُ اللَّهُ بِطَاعَتِهِ! وَ فَهِمْتُ مَا هُوَ عَلَيْهِ، تَمَّمَ اللَّهُ ذَلِكَ لَهُ بِأَحْسَنِهِ وَ لَا أَخْلَاهُ مِنْ تَفَضُّلِهِ عَلَيْهِ وَ كَانَ اللَّهُ وَلِيَّهُ! أُكْثِرُ السَّلَامَ وَ أَخُصُّهُ. قَالَ أَبُو حَامِدٍ: هَذَا فِى رُقْعَةٍ طَوِيلَةٍ، فِيهَا أَمْرٌ وَ نَهْيٌ إِلَى ابْنِ أَخِى كَثِيرٍ، وَ فِى الرُّقْعَةِ مَوَاضِعُ قَدْ قُرِضَتْ، فَدَفَعْتُ الرُّقْعَةَ كَهَيْئَتِهَا إِلَى عَلَاءِ بْنِ الْحَسَنِ الرَّازِيِّ. وَ كَتَبَ رَجُلٌ مِنْ أَجِلَّةِ إِخْوَانِنَا يُسَمَّى الْحَسَنُ بْنُ النَّضْرِ بِمَا خَرَجَ فِى أَبِى حَامِدٍ وَ أَنْفَذَهُ إِلَى أَبِيهِ مِنْ مَجْلِسِنَا يُبَشِّرُهُ بِمَا خَرَجَ، قَالَ أَبُو حَامِدٍ فَأَمْسَكْتُ الرُّقْعَةَ أُرِيدُهَا، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: اكْتُبْ مَا

خَرَجَ فِیکَ فَفِیهَا مَعَانٍ تَحْتَاجُ إِلَی أَحْکَامِهَا! قَالَ وَ فِی الرُّقْعَةِ أَمْرٌ وَ نَهْیٌ مِنْهُ (ع) إِلَی کَابُلَ وَ غَیْرِهَا[111].

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی کا بیان ہے کہ ابو جعفر محمد بن احمد بن جعفر قمی عطار کہ جن سے زیادہ کوئی شخص زمین میں امام کے قریب نہیں تھا وہ ہمیں امام کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے ،اس نے امام کے نام عریضہ لکھا اور اس میں امام کے وکیل کی توصیف اور تعریف ذکر کی تھی تو امام کی طرف یہ توقیع وارد ہوئی:

جو تو نے ابو حامد کی صفت بیان کی وہ مجھے پہنچ گئی اور میں نے اس کے معاملات کو جان لیا اللہ تعالی اس کی عزت کو اس کی اطاعت کے سبب سے زیادہ کرے اور اس کے خدا تعالی یہ امر بہترین طریقے سے کمال کو پہنچائے اور جس پر اس نے اپنا فضل و کرم فرمایا اسے تنہا قرار نہ دے اور خدا ہی اس کا ولی اور مددگار ہے اور ہماری طرف سے اسے بہت سے خصوصی سلام کہہ دو۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ یہ ایک طویل توقیع تھی اور اس میں کثیر کے بھتیجے کی طرف امر و نہی موجود تھا،اور اس رقعہ کے بعض مقامات کٹ گئے تو میں نے وہ رقعہ اپنی اصلی ہیئت میں علاء بن حسن رازی کو دیا اور ہمارے جلیل القدر ایمانی بھائیوں میں سے ایک نے جس کا نام حسن بن نضر تھا ان توقیعات کر لکھا جو ابو حامد کے بارے میں وارد ہوئیں اور اسے اپنے باپ کی طرف بھیجا اور اسے امام کی طرف سے صادر ہونے والی توقیعات کی بشارت دی، ابو حامد نے کہا: میں نے وہ رقعہ مانگنا چھوڑ دیا تو ابو جعفر نے کہا: وہ توقیع مجھے لکھ دیجئے جو تیرے متعلق صادر ہوئی کہ اس میں بہت سے مطالب احکام کے متعلق تھے اور اس میں امر و نہی تھی جو کابل اور دیگر علاقوں سے مربوط تھی۔

---

[111]۔رجال الکشی، ص ۵۳۵

احمد بن ہلال عبرتائی[۱۱۲] اور دہقان عروہ

۱۰۲۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَیْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ الْمَرَاغِیُّ، قَالَ، وَرَدَ عَلَی الْقَاسِمِ بْنِ الْعَلَا نُسْخَةٌ مَا خَرَجَ مِنْ لَعْنِ ابْنِ هِلَالٍ، وَ كَانَ ابْتِدَاءُ ذَلِكَ، أَنْ كَتَبَ (ع) إِلَی قُوَّامِهِ بِالْعِرَاقِ: احْذَرُوا الصُّوفِیَّ الْمُتَصَنِّعَ! قَالَ، وَ كَانَ مِنْ شَأْنِ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ أَنَّهُ قَدْ كَانَ حَجَّ أَرْبَعاً وَ خَمْسِینَ حَجَّةً، عِشْرُونَ مِنْهَا عَلَی قَدَمَیْهِ، قَالَ، وَ كَانَ رَوَاهُ أَصْحَابُنَا بِالْعِرَاقِ لَقُوهُ وَ كَتَبُوا مِنْهُ، وَ أَنْكَرُوا مَا وَرَدَ فِی مَذَمَّتِهِ، فَحَمَلُوا الْقَاسِمَ بْنَ الْعَلَا عَلَی أَنْ یُرَاجِعَ فِی أَمْرِهِ! فَخَرَجَ إِلَیْهِ: قَدْ كَانَ أَمْرُنَا نَفَذَ إِلَیْكَ فِی الْمُتَصَنِّعِ ابْنِ هِلَالٍ لَا رَحِمَهُ اللَّهُ، بِمَا قَدْ عَلِمْتَ لَمْ یَزَلْ لَا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذَنْبَهُ وَ لَا أَقَالَهُ عَثْرَتَهُ یُدَاخِلُ فِی أَمْرِنَا بِلَا إِذْنٍ مِنَّا وَ لَا رِضًی، یَسْتَبِدُّ بِرَأْیِهِ، فَیَتَحَامَی مِنْ دُیُونِنَا، لَا یُمْضِی مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا بِمَا یَهْوَاهُ وَ یُرِیدُ، أَرْدَاهُ اللَّهُ بِذَلِكَ فِی نَارِ جَهَنَّمَ، فَصَبَرْنَا عَلَیْهِ حَتَّی بَتَرَ اللَّهُ بِدَعْوَتِنَا عُمُرَهُ، وَ كُنَّا قَدْ عَرَّفْنَا خَبَرَهُ قَوْماً مِنْ مَوَالِینَا فِی أَیَّامِهِ، لَا رَحِمَهُ اللَّهُ!

---

[۱۱۲]۔ رجال النجاشی اص۲۱۸ ن ۱۹۷، رجال الطوسی ۴۱۰ ن ۲۰ و ۴۲۸ ن ۱۴، فہرست الطوسی ۶۰ ن ۱۰۷، معالم العلماء ۲۱ ن ۹۷، رجال ابن داود ۴۲۵ ن ۴۴، التحریر الطاووسی ۴۷ ن ۳۷، رجال العلامۃ الحلی ۲۰۲ ن ۶، نقد الرجال ۳۶ ن ۱۸۵، مجمع الرجال اص۱۷۳، جامع الرواۃ اص۶۷، الوجیزۃ ۱۴۵، ہدایۃ المحدثین ۱۶، بہجۃ الآمال ۲ص۱۶۶، تنقیح المقال اص۹۹ ن ۵۷۳، العندبیل اص۳۴، الجامع فی الرجال اص۱۹۴، معجم رجال الحدیث ۲ص۳۵۴ ن ۱۰۰۵، قاموس الرجال اص۴۴۲.

وَ أَمَرْنَاهُمْ بِإِلْقَاءِ ذَلِکَ إِلَی الْخَاصِّ مِنْ مَوَالِينَا، وَ نَحْنُ نَبْرَأُ إِلَی اللَّهِ مِنِ ابْنِ هِلَالٍ لَا رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ مِمَّنْ لَا يَبْرَأُ مِنْهُ.

احمد بن ابراہیم ابو حامد مراغی کا بیان ہے کہ قاسم بن علاء کے پاس وہ توقیع وارد ہوئی جس میں احمد بن ہلال عبرتائی پر لعنت ہوئی اور وہ امام نے خود ابتداء کرتے ہوئے بھیجی تھی جو امام نے عراق میں اپنے وکلاء کے نام لکھی تھی، فرمایا:

اس صوفی سے بچو جس نے زہد و عبادت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے !

راوی کہتا ہے کہ احمد بن ہلال کی حالت یہ تھی کہ اس نے ۵۴ حج کیے تھے اور ان میں سے ۲۰ حج پیدل کیے تھے اور عراق میں عراق اور دیگر علاقوں کے ہمارے شیعہ نے اس روایت کی تھی جن کی اس سے ملاقات ہوئی تو ان کے پاس جب اس کی مذمت وارد ہوئی تو وہ انکار کرنے لگے تو انہوں نے قاسم بن علاء کو اکسایا کہ وہ دوبارہ اس کے متعلق امام سے سوال کرے، تو اس کی طرف دوسری توقیع صادر ہوئی:

اس تصنّع گر ابن ہلال (خدا اس پر رحم نہ کرے) کے متعلق تیری طرف ہمارا حکم پہلے ہی پہنچ چکا ہے اور تجھے علم بھی ہے اور خدا اسکے گناہ کو ہرگز نہیں بخشے گا اور اس کی معصیت کاریوں کو ہرگز فراموش نہیں کریگا، اس نے ہماری اجازت کے بغیر ہمارے امور میں مداخلت کی ہے اور اپنی رائے کو غلبہ دینا چاہا ہے اور اس نے ہمارے قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ہمارے احکام میں سے کسی کو انجام نہیں دیا مگر جو اس کی خواہش و پسند کے مطابق ہو اس طرح خدا نے اسے جہنم کی آگ کا مستحق بنا دیا، ہم نے اس کی نافرمانیوں پر صبر کیا یہاں تک کہ خدا نے ہماری بد دعا کے صدقے میں اس کی عمر کو کاٹ دیا اور ہم پہلے ہی اپنے موالیوں میں سے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا چکے تھے (خدا ہرگز اس پر رحم نہ کرے)، اور ہم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق ہمارے خاص پیروکاروں تک پہنچا دیں، ہم ابن ہلال سے خدا کے

حضور میں براءت چاہتے ہیں اور اس سے بھی براءت کرتے ہیں جو اس سے براءت نہ کرے۔

وَ أَعْلِمِ الْإِسْحَاقِيَّ سَلَّمَهُ اللَّهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ مِمَّا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ حَالِ هَذَا الْفَاجِرِ، وَ جَمِيعِ مَنْ كَانَ سَأَلَكَ وَ يَسْأَلُكَ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ بَلَدِهِ وَ الْخَارِجِينَ، وَ مَنْ كَانَ يَسْتَحِقُّ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ مِنْ مَوَالِينَا فِي التَّشْكِيكِ فِيمَا يُؤَدِّيهِ عَنَّا ثِقَاتُنَا، قَدْ عَرَفُوا بِأَنَّنَا نُفَاوِضُهُمْ سِرَّنَا، وَ نَحْمِلُهُ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ وَ عَرَفْنَا مَا يَكُونُ مِنْ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. وَ قَالَ أَبُو حَامِدٍ: فَثَبَتَ قَوْمٌ عَلَى إِنْكَارِ مَا خَرَجَ فِيهِ، فَعَاوَدُوهُ فِيهِ فَخَرَجَ: لَا شَكَرَ اللَّهُ قَدْرَهُ! لَمْ يَدْعُ الْمَرْءُ رَبَّهُ بِأَنْ لَا يُزِيغَ قَلْبَهُ بَعْدَ أَنْ هَدَاهُ وَ أَنْ يَجْعَلَ مَا مَنَّ بِهِ عَلَيْهِ مُسْتَقَرّاً وَ لَا يَجْعَلَهُ مُسْتَوْدَعاً، وَ قَدْ عَلِمْتُمْ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الدِّهْقَانِ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ خِدْمَتِهِ وَ طُولِ صُحْبَتِهِ، فَأَبْدَلَهُ اللَّهُ بِالْإِيمَانِ كُفْراً حِينَ فَعَلَ مَا فَعَلَ، فَعَاجَلَهُ اللَّهُ بِالنَّقِمَةِ وَ لَا يُمْهِلُهُ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ.

اور اسحاقی (خدا اسے اور اس کے اہل و عیال کو سلامت رکھے) کو بھی بتا دو جو اس فاجر کی حالت ہم نے تمہیں بیان کی ہے اور ہر اس شخص کو جس نے تجھ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا یا بعد میں پوچھے گا چاہے تیرے شہر سے ہو یا کسی اور جگہ سے اور جو شخص اس چیز کا اہل ہو کہ اسے اس کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے کیونکہ ہمارے پیروکاروں میں سے کسی کے لیے اس چیز میں شک کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے جو اسے ہمارے معتمد اور ثقہ افراد بیان کرتے

ہیں انہیں معلوم ہے کہ ہم انہیں اپنے راز سپرد کرتے ہیں اور وہ ان کی طرف ہم بھیجتے ہیں اور اس کے بعد جو صورت حال ہو گی وہ بھی بیان کی جائے گی ان شاء اللہ۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ پھر ایک گروہ اس کے متعلق وارد ہونے والی توقیع کے انکار پر قائم رہا تو ایک بار پھر اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو تیسری توقیع اس طرح وارد ہوئی:

اللہ تعالی اس کو ذلیل کرے ایسا نہیں ہے کہ خدا کے ہدایت دینے کے بعد وہ اس دل کو ٹیڑھا نہ کرے اور اس نے جو اس پر احسان کیا وہ ہمیشہ کے لیے ہو بلکہ وہ مستعار اور ادھار بھی ہوتا ہے تم خوب جانتے ہو جو دہقان کی صورت حال ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اس کی خدمت اور طویل صحبت سے تم آشنا ہو پھر خدا نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا جب اس نے وہ برے افعال انجام دیے تو خدا نے اسے مہلت دیئے بغیر بہت جلد عذاب میں مبتلا کر دیا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود وسلام ہو۔

محمد بن عیسی بن عبید بن یقطین [۱۱۳]

۱۰۲۱ قَالَ نَصرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عِیسَی بْنِ عُبَیْدٍ، مِنْ صِغَارِ مَنْ یَرْوِی عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ فِی السِّنِّ.عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ، کَانَ الْفَضْلُ یُحِبُّ الْعُبَیْدِیَّ وَ یُثْنِی عَلَیْهِ وَ یَمْدَحُهُ وَ یَمِیلُ إِلَیْهِ، وَ یَقُولُ لَیْسَ فِی أَقْرَانِه مِثْلُهُ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن عیسی بن عبید،ابن محبوب سے روایت کرنے والے کم عمر راویوں مین سے ہے اور علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ فضل بن شاذان عبیدی سے محبت کرتے تھے اور اس کی بہت مدح کرتے تھے اور ان کے نظریات اور تحقیقات کی طرف مائل تھے اور کہتے تھے: ان کے زمانے میں ان کی مثل کوئی نہ تھا۔

[۱۱۳] رجال البرقی ۵۸ و ۶۱،رجال النجاشی ۲ص۲۱۸ ن ۸۹۷، رجال الطوسی ۴۳۵ ن ۳۹۳، فہرست الطوسی ۱۶۷ ن ۶۱۲، معالم العلماء ۱۰۱ ن ۶۷۶، رجال ابن داود ۵۰۸ ن ۴۵۹، التحریر الطاووسی ۲۵۵ ن ۳۷۹، رجال العلامۃ الحلی ۱۴۱ ن ۲۲، نقد الرجال ۳۲۷، مجمع الرجال ۶ص۱۶، جامع الرواۃ ۲ص۱۶۶، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۳۸ ن ۱۰۹۷، ہدایۃ المحدثین ۲۴۸، بہجۃ الآمال ۶ص۵۴۰، تنقیح المقال۳ص۱۶۷، الذریعۃ۲ص۳۳۶ ن۱۳۴۲و۱۸اص۳۷۸ ن۵۳۴ و۲۱ص۲۴۵ ن ۴۸۵۲، معجم رجال الحدیث ۱۷ص۱۱۳ ن ۱۱۵۰۹، قاموس الرجال ۸ص۳۲۹.

۱۰۲۲ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوف، قَالَ، صِرْتُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى لِأَكْتُبَ عَنْهُ: فَرَأَيْتهُ يَتَقَلْنَسُ بِالسَّوْدَاءِ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَ لَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ، ثُمَّ اشْتَدَّتْ نَدَامَتِي لِمَا تَرَكْتُ مِنَ الِاسْتِكْثَارِ مِنْهُ لَمَّا رَجَعْتُ، وَ عَلِمْتُ أَنِّي قَدْ غَلِطْتُ.

جعفر بن معروف کا بیان ہے کہ میں محمد بن عیسی کی احادیث لکھنے کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ سیاہ ٹوپی پہنتے ہیں تو میں ان کے پاس سے چلا آیا اور لوٹ کر نہیں گیا، لیکن بعد میں بہت ندامت اور پشیمانی ہوئی کیونکہ انہیں چھوڑ آنے کی وجہ سے میں ان سے زیادہ روایات نقل نہیں کر سکا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ میں نے (علمی) غلطی کی ہے۔

فضل بن شاذان[۱۱۴]

۱۰۲۳ سَعْدُ بْنُ جَنَاحٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّاقَ السَّمَرْقَنْدِيَّ، يَقُولُ، خَرَجْتُ إِلَى الْحَجِّ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى رَجُلٍ كَانَ مِنْ أَصْحَابِنَا مَعْرُوفٌ بِالصِّدْقِ وَ الصَّلَاحِ وَ الْوَرَعِ وَ الْخَيْرِ، يُقَالُ لَهُ بُورَقٌ الْبُوسَنْجَانِيُّ، قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى هَرَاةَ، وَ أَزُورَهُ وَ أُحْدِثَ عَهْدِي، بِهِ قَالَ، فَأَتَيْتُهُ،فَجَرَى ذِكْرُ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ بُورَقٌ: كَانَ الْفَضْلُ بِهِ بَطَنٌ شَدِيدُ الْعِلَّةِ، وَ يَخْتَلِفُ فِي اللَّيْلَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ إِلَى مِائَةٍ وَ خَمْسِينَ مَرَّةً، فَقَالَ لَهُ بُورَقٌ خَرَجْتُ حَاجّاً فَأَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عِيسَى الْعُبَيْدِيَّ، وَ رَأَيْتُهُ شَيْخاً فَاضِلًا فِي أَنْفِهِ عِوَجٌ وَ هُوَ الْقَنَا، وَ مَعَهُ عِدَّةٌ رَأَيْتُهُمْ مُغْتَمِّينَ مَحْزُونِينَ، فَقُلْتُ لَهُمْ مَا لَكُمْ قَالُوا إِنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ (ع) قَدْ حُبِسَ، قَالَ بُورَقٌ: فَحَجَجْتُ وَ رَجَعْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عِيسَى، وَ وَجَدْتُهُ قَدِ انْجَلَى عَنْهُ مَا كُنْتُ رَأَيْتُ بِهِ، فَقُلْتُ

---

[۱۱۴]۔ رجال النجاشی ۲ص۱٦۸، رجال الطوسی ۴۲۰، و ۴۳۴، فہرست الطوسی ۱۵۰، معالم العلماء ۹۰، رجال ابن داود ۲۷۲ ن ۱۱۷۹، رجال العلامۃ الحلی ۱۳۲، نقد الرجال ۲٦٦، مجمع الرجال ۵ص۲۱، نضد الایضاح ۲۵۴، جامع الرواۃ ۲ص۵، امل الآمل اص۱۰، الاجازۃ الکبیرۃ تستری ۱۴، بہجۃ الآمال ٦ص۷۳، ایضاح المکنون اص۲۳ و ۴۰۰ و۲ص۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۹۷ و ۲٦۹ و ۲۷۷ ، ہدیۃ العارفین اص۸۱۷ و ۸۱۸، تنقیح المقال ۲ص۱۰،باب فاء، الموسوعۃ الرجالیہ ۷ص۸۰، الذریعۃ ۲ص۴۹۰ ن ۱۹۲٦، الاعلام للزرکلی ۵ص۱۴۹، معجم رجال الحدیث ۱۳ص۲۸۹ ن ۹۳۵۵، قاموس الرجال ۷ص۳۳۲، معجم المولفین ۸ص٦۹.

مَا الْخَبَرُ قَالَ قَدْ خُلِّيَ عَنْهُ، قَالَ بُورَقٌ: فَخَرَجْتُ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى وَ مَعِي كِتَابُ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) وَ أَرَيْتُهُ ذَلِكَ الْكِتَابَ، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَنْظُرَ فِيهِ! فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ وَ تَصَفَّحَهُ وَرَقَةً وَرَقَةً: وَ قَالَ: هَذَا صَحِيحٌ يَنْبَغِي أَنْ يُعْمَلَ بِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ شَدِيدُ الْعِلَّةِ، وَ يَقُولُونَ إِنَّهَا مِنْ دَعْوَتِكَ بِمَوْجِدَتِكَ عَلَيْهِ، لِمَا ذَكَرُوا عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ إِنَّ وَصِيَّ إِبْرَاهِيمَ خَيْرٌ مِنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ لَمْ يَقُلْ، جُعِلْتُ فِدَاكَ هَكَذَا كَذَبُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ: نَعَمْ رَحِمَ اللَّهُ الْفَضْلَ، قَالَ بُورَقٌ: فَرَجَعْتُ فَوَجَدْتُ الْفَضْلَ قَدْ تُوُفِّيَ فِي الْأَيَّامِ الَّتِي، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) رَحِمَ اللَّهُ الْفَضْلَ.

محمد بن ابراہیم وراق سمرقندی کا بیان ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا اور میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے علماء میں سے اس شخص کے پاس سے گزروں جو صدق و صلاح اور نیکی و تقویٰ میں معروف ہے جسے بورق بوسنجانی کہتے تھے جو ہرات کے نواحی گاوں میں رہتا تھا تو میں ضرور اس سے ملاقات کروں گا اور ان سے اپنا عہد بیان کروں گا۔

راوی کہتا ہے: پس میں اس کے پاس آیا وہاں فضل بن شاذان کا ذکر ہونے لگا تو بورق نے کہا: ایک بار فضل کے پیٹ میں شدید بیماری لگی اور وہ ایک رات میں کئی بار رفع حاجت کے لیے جاتے تھے، بورق نے مزید کہا میں حج کے لیے گیا تو میں محمد بن عیسیٰ عبیدی کے پاس گیا میں نے اس کو ایک فاضل شخص محسوس کیا ان کی ناک درمیان سے ابھری ہوئی تھی اور آگے سے تنگ تھی اس وقت ان کے پاس ایک گروہ غمگیں و محزون حالت میں بیٹھا تھا، میں نے ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہے؟

انہوں نے بتایا کہ ابو محمد قید کر دیئے گئے ہیں۔

بورق کہتا ہے : میں حج کر کے واپس لوٹا تو میں محمد بن عیسیٰ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا سابقہ غم واندوہ ختم ہو گیا ہے تو میں نے پوچھا: کیا خبر ہے ؟

اس نے جواب دیا کہ امامؑ کو آزاد کر دیا گیا ہے۔

بورق نے بتایا کہ میں اعمال کی کتاب یوم و لیلہ ساتھ لیکر سر من رائے چلا گیا میں امام ابو محمدؑ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو وہ کتاب دکھائی اور عرض کی مولا: میں آپ پر قربان جاوں اگر آپ اس میں ایک نظر کریں اور اپنی رائے کا اظہار فرمائیں تو آپ کا کرم ہو گا، جب امام نے اس کو دیکھا اور اس کا ایک ایک ورق مشاہدہ کیا تو فرمایا:

یہ کتاب صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔

میں نے عرض کی: فضل بن شاذان شدید بیمار ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی اس بددعا کا اثر ہے کیونکہ انہوں نے اس سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وصی ابراہیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصی سے بہتر ہے حالانکہ اس نے نہیں کہا، میں آپ پر قربان جاوں ،اس طرح انہوں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں ،اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

بورق کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں لوٹ کر آیا تو میں نے دیکھا کہ فضل انہی ایام میں فوت ہوا ہے جن میں امام نے اس کے لیے رحمت کی دعا کی۔

۱۰۲۴ ذَكَرَ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُنْدُقِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ: أَنَّ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ نَفَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاهِرٍ عَنْ نَيْسَابُورَ، بَعْدَ أَنْ دُعِيَ بِهِ وَ اسْتَعْلَمَ كُتُبَهُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَكْتُبَهَا، قَالَ، فَكَتَبَ تَحْتَهُ: الْإِسْلَامُ الشَّهَادَتَانِ وَ مَا يَتْلُوهُمَا، فَذَكَرَ: أَنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يَقِفَ عَلَى قَوْلِهِ فِي السَّلَفِ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ:

أَتوَلَّى أَبَا بَكْرٍ وَ أَتَبَرَّأُ مِنْ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: وَ لِمَ تَتَبرَّأُ مِنْ عُمَرَ فَقَالَ: لِإِخْرَاجِهِ الْعَبَّاسَ مِنَ الشُّورَى، فَتَخَلَّصَ مِنْهُ بِذَلِكَ[۱۱۵].

ابو الحسن محمد بن اسماعیل بندقی نیشاپوری کا بیان ہے کہ عبداللہ بن طاہر نے فضل بن شاذان کو نیشاپور سے شہر بدر کر دیا جب ان کی علمی شہرت اس تک پہنچی اور ان کی کتابوں کے بارے میں اسے اطلاع ملی پھر چند دنوں بعد انہیں واپس آنے کی اجازت دی اور ان سے کہا وہ اپنے اصول عقائد پر مختصر لکھ کر اس کے سامنے پیش کرے۔

فضل بن شاذان نے لکھا کہ کلمہ شہادتین کی گواہی اسلام ہے اور توحید وعدل کے مسائل لکھ کر اس کے سامنے رکھے ،عبداللہ نے انہیں پڑھنے کے بعد کہا: صرف یہی کافی نہیں میں سلف کے متعلق تیرے عقیدے کو سننا چاہتا ہوں۔

تو ابو محمد فضل بن شاذان نے کہا: میں ابو بکر سے محبت کرتا ہوں اور عمر سے بری ہوں تو اس نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: کیونکہ عمر نے رسول اکرم ﷺ کے چچا عباس کو شوری کا رکن نہیں بنایا۔

اس لطیف جواب کو سن کر وہ خوش ہو گیا اور اس طرح انہوں نے نجات پائی۔

۱۰۲۵ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَحْرٍ الْفَارِسِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ آخِرَ عَهْدِي بِهِ، يَقُولُ: أَنَا خَلَفٌ لِمَنْ مَضَى، أَدْرَكْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُمَيْرٍ وَ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ غَيْرَهُمَا، وَ حَمَلْتُ عَنْهُمْ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً، وَ مَضَى هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ كَانَ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ خَلَفَهُ كَانَ يَرُدُّ عَلَى الْمُخَالِفِينَ، ثُمَّ مَضَى يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ

[۱۱۵] رجال الکشی، ص ۵۳۹

لَمْ يُخَلِّفْ خَلَفاً غَيْرَ السَّكَّاکِ، فَرَدَّ عَلَى الْمُخَالِفِينَ حَتَّى مَضَى رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ أَنَا خَلَفٌ لَهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ رَحِمَهُمُ اللَّهُ.

سہل بن بحر فارسی کا بیان ہے کہ میں نے آخری بار فضل بن شاذان سے سنا: میں اپنے اکابر کا جانشین ہوں، میں نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ وغیرہ کو درک کیا اور ان سے ۵۰ سال تک استفادہ کیا اور ہشام بن حکم فوت ہوئے تو یونس بن عبدالرحمٰن ان کے جانشین تھے وہ مخالفین کا جواب دیا کرتے تھے پھر یونس بن عبدالرحمٰن فوت ہوئے تو سکاک ان کے جانشین تھے وہ مخالفین کا جواب دیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوگئے تو ان کے بعد میں ان کا جانشین ہوں، خدا ان سب پر رحمت فرمائے۔

۱۰۲۶ وَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ، وَ مِمَّا رَقَّعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْدَوَيْهِ الْبَيْهَقِيُّ، وَ كَتَبْتُهُ عَنْ رُقْعَتِهِ: أَنَّ أَهْلَ نَيْسَابُورَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي دِينِهِمْ، وَ خَالَفَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَ يُكَفِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً، وَ بِهَا قَوْمٌ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ (ص) عَرَفَ جَمِيعَ لُغَاتِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَ لُغَاتِ الطُّيُورِ وَ جَمِيعَ مَا خَلَقَ اللَّهُ، وَ كَذَلِکَ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ فِي كُلِّ زَمَانٍ مَنْ يَعْرِفُ ذَلِکَ، وَ يَعْلَمَ مَا يُضْمِرُ الْإِنْسَانُ وَ يَعْلَمَ مَا يَعْمَلُ أَهْلُ كُلِّ بِلَادٍ فِي بِلَادِهِمْ وَ مَنَازِلِهِمْ، وَ إِذَا لَقِيَ طِفْلَيْنِ يَعْلَمُ أَيُّهُمَا مُؤْمِنٌ وَ أَيُّهُمَا يَكُونُ مُنَافِقاً، وَ أَنَّهُ يَعْرِفُ أَسْمَاءَ جَمِيعِ مَنْ يَتَوَلَّاهُ فِي الدُّنْيَا وَ أَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَ إِذَا رَأَى أَحَدَهُمْ عَرَفَهُ بِاسْمِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُكَلِّمَهُ، وَ يَزْعُمُونَ جُعِلْتُ فِدَاکَ أَنَّ الْوَحْيَ لَا يَنْقَطِعُ، وَ النَّبِيُّ (ص) لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ كَمَالُ الْعِلْمِ وَ لَا كَانَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ بَعْدُ، وَ إِذَا حَدَثَ الشَّيْءُ فِي أَيِّ

زَمَانٍ كَانَ وَ لَمْ يَكُنْ عِلْمُ ذَلِکَ عِنْدَ صَاحِبِ الزَّمَانِ: أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ وَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: كَذَبُوا لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ افْتَرَوْا إِثْماً عَظِيماً.

عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کے پاس ایک رقعہ وارد ہوا میں نے اس رقعہ کو نقل کیا جس میں تحریر تھا:

اہل نیشاپور اپنے دین میں اختلاف کرنے لگے ہیں اور آپس میں مخالفت اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں ان میں ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اہل زمین کی تمام لغات ،پرندوں کی بولیاں اور تمام مخلوقات کی زبانیں جانتے ہیں اور اس طرح ہر زمانے میں آپ کی طرح عالم ہونا لازم ہے جو یہ سب زبانیں جانتا ہو اور انسان کے ضمیر کی باتیں پڑھ لے اور یہ جانتا ہو کہ لوگ دور دراز شہروں میں اور اپنے گھروں جو کام کرتے ہیں اور وہ جب دو بچوں سے ملے تو جانتا ہو کہ کون مومن اور کون منافق بننے والا ہے، اور وہ دنیا میں اپنے تمام پیروکاروں کے نام اور ان کے آباء کے نام بھی جانتا ہو اور جب ان میں سے کسی ایک کو دیکھے تو ان کے بولنے سے اس کے نام کو جان جائے ،اور میں آپ پر قربان جاوں ،وہ گمان کرتے ہیں کہ وحی ختم نہیں ہوئی اور نبی اکرم ﷺ کے پاس اور ان کے بعد بھی کسی کے پاس بیک وقت تمام علم نہیں ہے بلکہ جب کسی زمانے میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے اور صاحب الزمان (نبی اکرم ﷺ یا آپ کے جانشینؑ) کے پاس اس کا علم نہ ہو تو اللہ تعالی اسے وحی کرتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا ان پر لعنت کرے انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور ایک بہت بڑی افتراء پردازی کی ہے۔

وَ بِهَا شَيْخٌ يُقَالُ لَهُ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، يُخَالِفُهُمْ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ وَ يُنْكِرُ عَلَيْهِمْ أَكْثَرَهَا، وَ قَوْلُهُ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، وَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَوْقَ الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَنَّهُ

جِسْمٌ، فَوَصَفَهُ بِخِلَافِ الْمَخْلُوقِينَ فِی جَمِیعِ الْمَعَانِی، لَیْسَ کَمِثْلِه شَیْءٌ وَ هُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیرُ، وَ أَنَّ مِنْ قَوْلِه: إِنَّ النَّبِیَّ (ص) قَدْ أَتَی بِکَمَالِ الدِّینِ، وَ قَدْ بَلَّغَ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا أَمَرَهُ بِه، وَ جَاهَدَ فِی سَبِیلِه وَ عَبَدَهُ حَتَّی أَتَاهُ الْیَقِینُ، وَ أَنَّهُ (ص) أَقَامَ رَجُلًا یَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ بَعْدِه، فَعَلَّمَهُ مِنَ الْعِلْمِ الَّذِیأَوْحَی اللَّهُ إِلَیْه، یَعْرِفُ ذَلِکَ الرَّجُلُ الَّذِی عِنْدَهُ مِنَ الْعِلْمِ الْحَلَالَ وَ الْحَرَامَ وَ تَأْوِیلَ الْکِتَابِ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ، وَ کَذَلِکَ فِی کُلِّ زَمَانٍ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ یَکُونَ وَاحِدٌ یَعْرِفُ هَذَا، وَ هُوَ مِیرَاثٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) یَتَوَارَثُونَهُ، وَ لَیْسَ یَعْلَمُ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَیْئاً مِنْ أَمْرِ الدِّینِ إِلَّا بِالْعِلْمِ الَّذِی وَرِثُوهُ عَنِ النَّبِیِّ (ص) وَ هُوَ یُنْکِرُ الْوَحْیَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ (ص). فَقَالَ قَدْ صَدَقَ فِی بَعْضٍ وَ کَذَبَ فِی بَعْضٍ.

عبداللہ بن حمدویہ کہتا ہے: نیشاپور کے ایک بزرگ عالم دین جسے فضل بن شاذان کہتے ہیں جو ان اشیاء میں ان کی مخالفت کرتا تھا اور ان کی اکثر باتوں کا منکر تھا اور اس کا قول تھا: یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی ساتویں آسمان میں عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے خود اپنی صفت بیان کی ہے اور وہ جسم ہے تو اس نے خدا کی تمام معانی میں اس کی مخلوقات کے خلاف وصف بیان کی ہے: خدا کی مانند کوئی نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے، اس کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کامل دین لیکر نازل ہوئے اور انہوں نے وب سب پہنچادیا جو آپ کو امر دیا گیا تھا اور آپ نے خدا کی راہ میں جہاد فرمایا اور اللہ تعالی کی عبادت کی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے ایک شخص کو اپنا جانشین مقرر کیا اور انہیں وہ علم تعلیم دیا جو آپ کی طرف خدا تعالی نے وحی کی تھی اور وہ شخص اپنے علم کے ذریعے حلال وحرام، تاویل قرآن اور فصل الخطاب کا بیان جانتا تھا اور اس کی تعلیم دیتا تھا اور اسی طرح ہر زمانے میں ایسا شخص لازم

ہے جو ان علوم کو جانتا ہو اور یہ رسول اکرم ﷺ کی میراث ہے جو وہ آپس میں پاتے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص بھی دین کی جو بھی چیز جانتا ہے وہ اس علم کے ذریعے ہے جو انہوں نے نبی اکرم سے میراث میں پایا ہے وہ رسول اکرم ﷺ کے بعد وحی کا انکار کرتا تھا۔

تو آپ نے فرمایا: وہ بعض امور میں سچ کہتا ہے اور بعض میں جھوٹا ہے۔

وَ فِی آخِرِ الْوَرَقَة: قَدْ فَهِمْنَا رَحِمَکَ اللَّهُ کُلَّمَا ذَکَرْتَ، وَ یَأْبَی اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ یُرْشِدَ أَحَدَکُمْ وَ أَنْ نَرْضَی عَنْکُمْ وَ أَنْتُمْ مُخَالِفُونَ مُعَطِّلُونَ، الَّذِینَ لَا یَعْرِفُونَ إِمَاماً وَ لَا یَتَوَلَّوْنَ وَلِیّاً، کُلَّمَا تَلَاقَاکُمُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِرَحْمَتِه، وَ أَذِنَ لَنَا فِی دُعَائِکُمْ إِلَی الْحَقِّ، وَ کَتَبْنَا إِلَیْکُمْ بِذَلِکَ، وَ أَرْسَلْنَا إِلَیْکُمْ رَسُولًا: لَمْ تُصَدِّقُوهُ، فَاتَّقُوا اللَّهَ عِبَادَ اللَّه! وَ لَا تُلْجُوا فِی الضَّلَالَة مِنْ بَعْدِ الْمَعْرِفَة! وَ اعْلَمُوا أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ لَزِمَتْ أَعْنَاقَکُمْ! فَاقْبَلُوا نِعْمَتَهُ عَلَیْکُمْ تَدُمْ لَکُمْ بِذَلِکَ سَعَادَةُ الدَّارَیْنِ عَنِ اللَّه عَزَّ وَ جَلَّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ. وَ هَذَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ مَا لَنَا وَ لَهُ! یُفْسِدُ عَلَیْنَا مَوَالِینَا، وَ یُزَیِّنُ لَهُمُ الْأَبَاطِیلَ، وَ کُلَّمَا کَتَبْنَا إِلَیْهِمْ کِتَاباً اعْتَرَضَ عَلَیْنَا فِی ذَلِکَ، وَ أَنَا أَتَقَدَّمُ إِلَیْه أَنْ یَکُفَّ عَنَّا، وَ إِلَّا وَ اللَّه سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ یَرْمِیَهُ بِمَرَضٍ لَا یَنْدَمِلُ جُرْحُهُ مِنْهُ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْآخِرَة، أَبْلِغْ مَوَالِینَا هَدَاهُمُ اللَّهُ سَلَامِی، وَ اقْرَأْهُمْ بِهَذِه الرُّقْعَة، إِنْ شَاءَ اللَّهُ[۱۱۶].

اور اس ورق کے آخر میں لکھا تھا: خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تیری تمام ذکر کردہ چیز سمجھی لی ہیں جب تک تم حق کے مخالف اور اس کی تعطیل کرنے والے بنے رہو گے ان لوگوں کی طرح ہو جاو گے جو معرفت امام نہیں رکھتے اور ولی خدا سے محبت نہیں کرتے تو خدا بھی تمہیں

---

[۱۱۶] ۔ رجال الکشی، ص۵۴۱

ہدایت اور ہماری رضا عطا نہیں کرے گا، چونکہ اللہ تعالی نے تم پر اپنی رحمت کی ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ تمہیں حق کی طرف بلائیں تم تمہیں لکھ رہے ہیں ار تمہاری طرف اپنا نمائندہ بھیج رہے ہیں:

تم ہر گز اس شخص کی تصدیق نہ کرو اور خدا کے بندو اللہ تعالی سے ڈرو! اور معرفت حق کے بعد گمراہی میں نہ بھٹکو اور جان لو کہ حجت تمہاری گردنوں میں لٹک چکی ہے تو اللہ تعالی کی نعمت کو قبول کرو تا کہ خدا کی طرف سے تمہارے لیے اس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی سعادت دائمی ہو جائے، ان شاء اللہ۔

اور اس فضل بن شاذان کا ہم سے کیا تعلق ہے ؟! یہ ہمارے پیروکاروں کو ہمارے خلاف کر کے فاسد اور گمراہ کر رہا ہے اور ان کے لیے باطل چیزوں کو زینت دے رہا ہے اور جب بھی ہم نے انہیں کوئی نامہ لکھا ہے تو یہ اس میں ہم پر اعتراض کرتا ہے اور میں اسے آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ہمارے بارے میں زبان بند رکھے ورنہ میں خدا سے بددعا کروں گا کہ وہ اسے ایسی مرض میں مبتلا کرے جس کا زخم اس سے دنیا اور آخرت میں مندمل اور صحیح نہ ہو، ہمارے پیروکاروں کو ہمارا اسلام پہنچانا اور انہیں ہمارا یہ رقعہ پڑھ کر سنانا، خدا انہیں ہدایت دے، ان شاء اللہ۔

۱۰۲۷ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَرَوِيُّ، عَنْ حَامِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ العلجردى الْبُوسَنْجِيِّ، عَنِ الْمُلَقَّبِ بفورا، مِنْ أَهْلِ الْبُوزَجَانِ مِنْ نَيْسَابُورَ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ وَجَّهَهُ إِلَى الْعِرَاقِ إِلَى حَيْثُ بِهِ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا، فَذَكَرَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع)، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ: سَقَطَ مِنْهُ كِتَابٌ فِي حِضْنِهِ مَلْفُوفٌ فِي رِدَاءٍ لَهُ، فَتَنَاوَلَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَ نَظَرَ فِيهِ، وَ كَانَ الْكِتَابُ مِنْ تَصْنِيفِ الْفَضْلِ، وَ

تَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ قَالَ: أَغْبِطُ أَهْلَ خُرَاسَانَ بِمَكَانِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ وَ كَوْنِهِ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ.

حامد بن محمد علجردی بوسنجی نیشاپوری کا بیان ہے کہ ابو محمد فضل بن شاذان نے اسے عراق کی طرف امام ابو محمد حسن عسکری کی خدمت میں بھیجا تو وہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب وہ واپس آنا چاہتا تھا تو اس کی گود میں موجود رداء میں لپٹی ہوئی کتاب گر گئی تو امامؑ نے اسے لیا اور اس کو دیکھا وہ فضل بن شاذان کی تصنیف تھی تو آپ نے فضل کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: میں اہل خراسان میں فضل بن شاذان کے ہونے کی وجہ سے ان پر رشک کرتا ہوں۔

١٠٢٨ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ عِدَّةٍ أَخْبَرُوهُ، أَحَدُهُمْ أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ مَحْمُودٍ الْهَرَوِيُّ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَهُ أَيْضاً أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ، وَ ذَكَرَ لَهُ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ (ع) تَرَحَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثاً وِلَاءً.

ایک گروہ نے خبر دی جن میں ابو سعید بن محمد ہروی بھی تھے اور اسے ابو عبداللہ شاذانی نے بھی سنا کہ امام حسن عسکریؑ نے فضل بن شاذان کے لیے تین بار پے در پے رحمت کی دعا فرمائی۔

* قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ أَبُو عَلِيٍّ الْبَيْهَقِيُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، أَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ ذِكْرِ التَّوْقِيعِ الَّذِي خَرَجَ فِي الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّ مَوْلَانَا (ع) لَعَنَهُ بِسَبَبِ قَوْلِهِ بِالْجِسْمِ: فَإِنِّي أُخْبِرُكَ أَنَّ ذَلِكَ بَاطِلٌ، وَ إِنَّمَا كَانَ مَوْلَانَا (ع) أَنْفَذَ إِلَى نَيْسَابُورَ وَكِيلًا مِنَ الْعِرَاقِ، كَانَ يُسَمَّى أَيُّوبُ بْنُ النَّابِ، يَقْبِضُ حُقُوقَهُ، فَنَزَلَ بِنَيْسَابُورَ عِنْدَ قَوْمٍ مِنَ الشِّيعَةِ مِمَّنْ يَذْهَبُ مَذْهَبَ الارْتِفَاعِ وَ الْغُلُوِّ وَ التَّفْوِيضِ، كَرِهْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ، فَكَتَبَ هَذَا الْوَكِيلُ: يَشْكُو الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ،

بِأَنَّهُ يَزْعُمُ أَنِّی لَسْتُ مِنَ الْأَصْلِ، وَ يَمْنَعُ النَّاسَ مِنْ إِخْرَاجِ حُقُوقِهِ، وَ كَتَبَ هَؤُلَاءِ النَّفَرُ أَيْضاً إِلَى الْأَصْلِ: الشِّكَايَةَ لِلْفَضْلِ، وَ لَمْ يَكُنْ ذَكَرُوا الْجِسْمَ، وَ لَا غَيْرَهُ، وَ ذَلِکَ التَّوْقِيعُ خَرَجَ مِنْ يَدِ الْمَعْرُوفِ بِالدِّهْقَانِ بِبَغْدَادَ فِی كِتَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدَوَيْهِ الْبَيْهَقِیِّ، وَ قَدْ قَرَأْتُهُ بِخَطِّ مَوْلَانَا عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ التَّوْقِيعُ هَذَا: الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ مَا لَهُ وَ لِمَوَالِیَّ يُؤْذِيهِمْ وَ يُكَذِّبُهُمْ! وَ إِنِّی لَأَحْلِفُ بِحَقِّ آبَائِی لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ هَذَا لَأَرْمِيَنَّهُ بِمَرْمَاةٍ لَا يَنْدَمِلُ جُرْحُهُ مِنْهَا فِی الدُّنْيَا وَ لَا فِی الْآخِرَةِ. وَ كَانَ هَذَا التَّوْقِيعُ بَعْدَ مَوْتِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ بِشَهْرَيْنِ فِی سَنَةِ سِتِّينَ، وَ مِائَتَيْنِ۔

قَالَ أَبُو عَلِیٍّ: وَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ كَانَ بِرُسْتَاقِ بَيْهَقَ فَوَرَدَ خَبَرُ الْخَوَارِجِ فَهَرَبَ مِنْهُمْ فَأَصَابَهُ التَّعَبُ مِنْ خُشُونَةِ السَّفَرِ فَاعْتَلَّ وَ مَاتَ مِنْهُ، وَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ.

احمد بن یعقوب ابو علی بیہقی کا بیان ہے: جو تو نے فضل بن شاذان کے بارے میں مذمت کی توقیع کے بارے میں پوچھا کہ ہمارے مولا و آقا نے اس پر ان کے نظریہ تجسیم کی وجہ سے لعنت کی تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور باطل چیز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مولا و آقا نے اپنا ایک وکیل بنام ایوب بن ناب عراق سے نیشاپور کی طرف بھیجا تاکہ وہ حقوق اور اموال امام جمع کرے تو وہ نیشاپور میں ایک شیعہ کے ایسے گروہ کے پاس ٹھہرا جو غلو و تفویض کے قائل تھے اور مجھے ان کا نام لینا پسند نہیں تو اس وکیل نے فضل بن شاذان کی شکایت کرتے ہوئے لکھا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ امام کی طرف سے معین نہیں ہے اور لوگوں کو حقوق ادا کرنے سے منع کرتا ہے اور ان لوگوں نے بھی امامؑ کے نام فضل بن شاذان

کی شکایت کے لیے خط لکھے مگر انہوں نے خدا کی تجسیم وغیرہ نظریات کو ہرگز ذکر نہیں کیا تو وہ توقیع دہقان کے ہاتھ سے بغداد میں وارد ہوئی ، عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کی کتاب میں تھی اور میں نے اسے امام کے خط سے پڑھا، وہ یہ تھی :

فضل بن شاذان کو میرے موالیوں سے کیا ہے کہ وہ ان کو اذیت دیتا ہے اور انہیں جھٹلاتا ہے ، میں اپنے آباء و اجداد کے حق کے واسطے سے قسم اٹھاتا ہوں اگر فضل بن شاذان ان باتوں سے نہ رکا تو میں اسے ایسی ضرب لگاؤں گا جس کا زخم دنیا و آخرت میں مندمل نہ ہوگا۔ اور یہ توقیع فضل بن شاذان کی وفات کے دو ماہ بعد ۲۶۰ھ میں وارد ہوئی[۷]"۔

---

[۷]"۔فضل بن شاذان ایک جلیل القدر سچے اور معتمد عالم دین تھے انہوں نے مذہب حقہ کی ترویج اور کلمہ حق کی سر بلند ی کے لیے خاص توفیق پائی اور تحریر و تقریر سے اس کا دفاع کیا انہوں نے بہت زیادہ کتابیں اور شاگرد میراث علمی کے طور پر چھوڑے معتبر روایات میں معصومین کی طرف سے اس کے لیے دعائے رحمت صادر ہوئی لیکن جھوٹے راوی اور حاسدین نے ان کی نیک نامی کو داغ دار کرنے کے لیے جعلی توقیعات نشر کرنے کی کوشش کی لیکن علماء امامیہ نے ہمیشہ ان کو رد کیا اور فضل بن شاذان کی کھلے لفظوں میں توثیق اور تجلیل فرمائی ہے ، اس مطلب کی تائید کے لیے مختصر طور پر چند محققین کی آراء کا خلاصہ ملاحظہ ہو :

[۱]۔مذہب شیعہ کے قدیم رجال شناس نجاشی نے فرمایا ؛وکان ثقة،احد اصحابنا الفقهاء والمتکلمین. وله جلالة فی هذه الطائفة، وهو فی قدره اشهر من ان نصفه؛ فضل بن شاذان ثقہ اور معتمد تھے اور ہمارے فقیہ اور ماہر علم کلام علماء میں سے تھے مذہب امامیہ میں ان کی عظمت اور جلالت مسلم ہے اور ان کا مقام اس سے بلند ہے کہ ہم ان کی توصیف کر سکیں ،اور اس کے بعد ان کی کتابوں کی طویل فہرست ذکر کی ہے ۔

[۲]۔شیخ طوسی نے ان لفظوں میں ان کی توثیق کی ؛(الفضل بن شاذان النیشابوری فقیه، متکلم، جلیل القدر، له کتب ومصنفات)۔

[۳]۔کشی نے محمد بن سنان کے ترجمہ کے ذیل میں انہیں ثقہ وعادل راویوں میں ذکر کیا ہے اور فضل کے ترجمے میں ان کی مدح کی روایات کو نقل کیا اور ان کی مذمت کی روایات کو ردّ کیا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

[۴]۔محقق حسن فرزند شہید ثانی نے التحریر الطاووسی میں فرمایا؛ مذمت کے ان رقعوں میں امام کے نام کی کہیں تصریح نہیں ہے فقط امام کے دست نویس اور خوش خطی کا بہانہ کر کے انہیں نشر کیا گیا ہے حالانکہ کوئی دلیل نہیں کہ یہ رقعے امام سے صادر ہوئے اور نہ ہی وہ امام کے دست نویس اور خوش خط تھے؛انه یمکن أن یکون الخط غیر خط امام، فانه ما

ابو علی کا بیان ہے کہ فضل بن شاذان بیہق کے قریب ایک جگہ رستاق میں رہتے تھے جب انہیں خوارج کے حملے کی خبر پہنچی تو وہ ان سے بچنے کے لیے بھاگ گئے تو سفر کی سختی کی وجہ سے وہ بہت تھک گئے اور بیمار ہوگئے اور اسی مرض میں ان کی وفات ہوئی اور ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

۱۰۲۹- وَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَ يَرْوِي عَنْ جَمَاعَةٍ، مِنْهُمْ: مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، وَ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى، وَ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ، وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَهْلٍ، وَ عَنْ أَبِيهِ شَاذَانَ بْنِ الْخَلِيلِ، وَ أَبِي دَاوُدَ الْمُسْتَرِقِّ، وَ عَمَّارِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ،

بین من الکاتب، ولو بین فانما یکون الظن یغلب بأنه خط الامام، والعلم ربما کان یبعد فی هذا والظن لا یغنی من الحق شیئا-

[۵]۔ علامہ مجلسی کے والد نے ان مذمت کے ان جعلی رقعوں کے بارے میں فرمایا؛ الظاہر ان ذمہ لشہرتہ کزرارۃ مع ان الشہرۃ یلزمہا امثال ہذہ للحسد، ظاہر ہے کہ فضل بن شاذان کی شہرت اور حسد کی وجہ سے حاسدین نے ان کے خلاف یہ رقعے مشہور کر دیے ان کا امام سے صادرہ ہونا معلوم نہیں ہے۔

[۶]۔ محقق مامقانی نے انہی اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا؛ فضل بن شاذان کی وفات کے بعد اس رقعے کا ان کی مذمت میں صادر ہونا ممکن نہیں کیونکہ اس میں ہے اگر فضل اپنے فعل سے نہیں رکتے تو ہم اس کے لیے بددعا کریں گے، بھلا ان کی وفات کے بعد ایسے جملے کیا معنی رکھتے ہیں، پس یہ یقینی قرینہ ہے کہ یہ جعلی رقعے ہیں۔

[۷]۔ محقق خوئی نے مذکورہ بالا توقیع کے بارے میں فرمایا؛ **هذا التوقيع مكذوب على الامام عليه السلام جزما ، إذ كيف يعقل صدور مثل هذا التوقيع بعد وفاة الفضل بشهرين**؛ یقینا یہ توقیع امام کے نام پر جھوٹی بنائی گئی ہے کیونکہ فضل کی وفات کے دوماہ بعد ایسی توقیع کا صادر ہونا معقول نہیں اور روایت نمبر ۱۰۲۶ کی سند کو ضعیف قرار دیا۔

وَ عَلِیِّبْنِ الْحَکَمِ، وَ إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَاصِمٍ، وَ أَبِی هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِیِّ، وَ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ، وَ ابْنِ أَبِی نَجْرَانَ.

وَقَفَ بَعْضُ مَنْ یُخَالِفُ لِیُونُسَ وَ الْفَضْلَ، وَ هِشَاماً قَبْلَهُمْ، فِی أَشْیَاءَ، وَ اسْتَشْعَرَ فِی نَفْسِهِ بُغْضَهُمْ وَ عَدَاوَتَهُمْ وَ شَنَأْتَهُمْ، عَلَی هَذِهِ الرُّقْعَةِ، فَطَابَتْ نَفْسُهُ وَ فَتَحَ عَیْنَیْهِ، وَ قَالَ یُنْکِرُ طَعْنَنَا عَلَی الْفَضْلِ! وَ هَذَا إِمَامُهُ قَدْ أَوْعَدَهُ وَ هَدَّدَهُ، وَ کَذَّبَ بَعْضَ وَصْفِ مَا وَصَفَ، وَ قَدْ نَوَّرَ الصُّبْحُ لِذِی عَیْنَیْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَمَّا الرُّقْعَةُ: فَقَدْ عَاتَبَ الْجَمِیعَ وَ عَاتَبَ الْفَضْلَ خَاصَّةً وَ أَدَّبَهُ، لِیَرْجِعَ عَمَّا عَسَی قَدْ أَتَاهُ مَنْ لَا یَکُونُ مَعْصُوماً. وَ أَوْعَدَهُ: وَ لَمْ یَفْعَلْ شَیْئاً مِنْ ذَلِکَ، بَلْ تَرَحَّمَ عَلَیْهِ فِی حِکَایَةِ بُورَقٍ، وَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ الثَّانِی وَ أَبَا جَعْفَرٍ (عَلَیْهِمَا السَّلَامُ) ابْنَهُ بَعْدَهُ قَدْ أَقَرَّ أَحَدَهُمَا وَ کِلَاهُمَا صَفْوَانُ بْنُ یَحْیَی وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ غَیْرُهُمَا لَمْ یَرْضَ بَعْدُ عَنْهُمَا وَ مَدَحَهُمَا. وَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ رَحِمَهُ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ لَمْ یَعْرِضْ لَهُ بِمَکْرُوهٍ بَعْدَ الْعِتَابِ، عَلَی أَنَّهُ قَدْ ذَکَرَ أَنَّ هَذِهِ الرُّقْعَةَ وَ جَمِیعَ مَا کَتَبَ إِلَی إِبْرَاهِیمَ بْنِ عَبْدَةَ: کَانَ مَخْرَجُهُمَا مِنَ الْعَمْرِیِّ وَ نَاحِیَتِهِ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ، وَ قِیلَ إِنَّ لِلْفَضْلِ مِائَةً وَ سِتِّینَ مُصَنَّفاً، ذَکَرْنَا بَعْضَهَافِی کِتَابِ الْفِهْرِسْتِ[118].

فضل بن شاذان ایک گروہ سے روایت کرتے ہیں ان میں درج ذیل افراد قابل ذکر ہیں :۱۔محمد ابن اِبی عمیر، ۲۔صفوان بن یحیٰی، ۳۔حسن بن محبوب، ۴۔حسن بن علی بن

---

[118]۔ رجال الکشی، ص۵۴۵

فضال، ۵۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع، ۶۔ محمد بن حسن واسطی، ۷۔ محمد بن سنان، ۸۔ اسماعیل بن سہل، ۹۔ اپنے باپ شاذان بن خلیل، ۱۰۔ ابوداود مسترق، ۱۱۔ عمار بن مبارک، ۱۲۔ عثمان بن عیسی، ۱۳۔ فضالہ بن ایوب، ۱۴۔ علی بن حکم، ۱۵۔ ابراہیم بن عاصم، ۱۶۔ ابی ہاشم داود بن قاسم جعفری، ۱۷۔ قاسم بن عروقہ، ۱۸۔ ابن ابی نجران۔

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو یونس اور فضل بن شاذان کا مخالف تھا اور ان سے پہلے ہشام کا مخالف تھے اور اپنے دل میں ان کے بغض و کینے سے جل رہا تھا جب اسے یہ رقعہ ملا تو اس کے دل کو سکون ملا اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں ہو کہنے لگا : فضل بن شاذان پر ہمارے طعن اور عیب جوئی کا انکار کرتے تھے اب تو ان کا امام بھی اسے دھمکی دے رہے ہیں ! مگر اس رقعے کے بعض اوصاف جو امام کی طرف منسوب ہوئے جیسے امامؑ نے فرمایا فضل نے بعض نظریات میں سچ کہا : اس کی تکذیب کرنے لگا حالانکہ یہ مسئلہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے بہت واضح ہے۔

میں نے اس سے کہا : یہ رقعہ تو سب کی سرزنش کرتا ہے اور خصوصا اس میں فضل بن شاذان کو بھی تنبیہ کی گئی ہے تاکہ وہ ان بعض افعال کو ترک کردے جو شاید ان سے انجام پائے ہوں کیونکہ وہ معصوم تو نہیں تھے اور امام نے جب ان کی تنبیہ کی تو اس نے اس کے بعد ایسا کوئی کام نہیں کیا، بلکہ بورق کی روایت میں امام نے ان پر رحمت کی دعا کی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ امام ابوالحسن ثانیؑ اور آپ کے بعد ان کے فرزند امام ابو جعفرؑ میں سے ایک یا دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سنان وغیرہ کو حکم دیا اور اس کے بعد ان دونوں سے راضی ہوئے اور ان کی مدح کی حالانکہ فضل بن شاذان اس گروہ میں سے ہیں جن سے عتاب کے بعد کوئی قابل سرزنش فعل انجام نہیں پایا اور سب سے پہلے یہ ہے کہ یہ رقعہ اور جو کچھ

ابراہیم بن عبدہ کی طرف سے لکھا گیا یہ عمری کی طرف سے وارد ہوئے اور یہ امام نے ہر گز نہیں فرمائے[119]، پس خدا تعالی نے بہترین مدد گار ہے۔
اور کہا گیا ہے کہ فضل بن شاذان نے ۱٦۰ کتابیں تحریر کیں اور بعض کو ہم نے کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے[120]۔

[119]۔محقق خوئی نے فرمایا ؛ یہ توقیع عروہ بن یحییٰ دہقان غالی اور جھوٹے کے بارے میں صادر ہوئی تو کشی کے اس آخری جملے میں حتما کچھ تحریف اور تبدیلی واقع ہوئی ہے (معجم رجال الحدیث ،فضل بن شاذان کے تعارف کے آخر میں)۔

[120]۔ظاہرا یہ شیخ طوسی کا جملہ ہے ؛سو واضح ہو کہ انہوں نے ان کی توثیق اور تجلیل بیان کرنے کے بعد ان کی یہ کتابیں ذکر کی ہیں؛ ان کی کتابوں کی طویل فہرست ذکر کی؛۱۔کتاب الفرائض الکبیر ، ۲۔کتاب الفرائض الصغیر، ۳۔کتاب الطلاق ، ۴۔کتاب المسائل الاربع فی الامامۃ ،۵۔ کتاب الرد علی ابن کرام،٦۔کتاب المسائل والجوابات،۷۔کتاب النقض علی الاسکافی فی الجسم ،۸۔ کتاب المتعتین متعۃ النساء ومتعۃ الحج ،۹۔ کتاب الوعید،۱۰۔المسائل فی العالم وحدوثہ،۱۱۔کتاب الاعراض والجواہر ،۱۲۔کتاب العلل، ۱۳۔کتاب الایمان، ۱۴۔کتاب الرد علی الدامغۃ الثنویۃ ،۱۵۔کتاب فی إثبات الرجعۃ ،۱٦۔کتاب الرد علی الغلاۃ ،۱۷۔کتاب تبیان اِصل الضلالۃ ، ۱۸۔کتاب التوحید من کتب اللہ المنزلۃ الاربعۃ ،وہو کتاب الرد علی یزید ابن بزیع الخارجی ،۱۸۔ کتاب الرد علی اِحمد بن یحییٰ ، ۱۹۔کتاب الرد علی الاصم ،۲۰۔ کتاب الوعد والوعید ، ۲۱۔کتاب الحسنی ، ۲۲۔کتاب الرد علی یمان بن رباب الخارجی ، ۲۳۔کتاب النقض علی من یدعی الفلسفۃ فی التوحید والاعراض والجواہر والجزء ، ۲۴۔کتاب الرد علی المثلبۃ ، ۲۵۔کتاب المسح علی الخفین ، ۲٦۔کتاب الرد علی المرجئۃ ، ۲۷۔کتاب الرد علی الباطنیہ والقرامطۃ، ۲۸۔کتاب النقض علی اِبی عبید فی الطلاق ،۲۹۔کتاب جمع فیہ مسائل متفرقۃ للشافعی واِبی ثور والاصفہانی وغیرہم سماہا تلمیذہ علی بن محمد بن قتیبہ ؛کتاب الدیباج ،۳۰۔کتاب مسائل البلدان ، ۳۱۔کتاب التنبیہ فی الجبر والتشبیہ ،اور ان کی دیگر بھی کتابیں ہیں جن کے نام معروف نہیں ہیں اور ابن ندیم نے ان کی استدلالی کتابوں میں درج ذیل کو ذکر کیا ؛۳۲۔کتاب التفسیر ، ۳۳۔کتاب القراءۃ، ۳۴۔کتاب السنن فی الفقہ۔

محمد بن سعید بن کلثوم مروزی[۲۱]

۱۰۳۰ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ كُلْثُومٍ مَرْوَزِيّاً مِنْ أَجِلَّةِ الْمُتَكَلِّمِينَ بِنَيْسَابُورَ، وَ قَالَ غَيْرُهُ: هُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاهِرٍ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ بِسَبَبِ خُبْثِهِ فَحَاجَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ فَخَلَّى سَبِيلَهُ.قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجُرْجَانِيُّ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعِيدٍ كَانَ خَارِجِيّاً ثُمَّ رَجَعَ إِلَى التَّشَيُّعِ، بَعْدَ أَنْ كَانَ بَايَعَ عَلَى الْخُرُوجِ وَ إِظْهَارِ السَّيْفِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن سعید بن کلثوم مروزی نیشاپور میں جلیل القدر متکلمین میں سے تھے اور ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ عبداللہ بن طاہر نے اپنے خبیثانہ پن کی وجہ سے انہیں گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دلیل کے زور پر اس پر اپنی حقانیت ثابت کر دی تو اس نے انہیں آزاد کر دیا اور ابو عبداللہ جرجانی کا بیان ہے کہ وہ پہلے خارجی تھے پھر اس سے رجوع کر لیا۔

[۲۱]۔ رجال الکشی، ص ۵۴۵، رجال شیخ، ص ۴۲۱ اِصحاب الہادی، ن ۲، المناقب، ابن شہر آشوب، ج ۴، باب إمامۃ أبی الحسن علی بن محمد النقیؑ (فصل فی المقدمات)، رجال ابن داود، قسم اول، ص ۱۷۳ ن ۱۳۸۷، رجال علامہ حلی ، قسم اول ، ص ۱۵۱ ن ۶۷، التحریر الطاووسی، ص ۵۱۳، ن ۳۷۴، معجم رجال الحدیث، ص ۱۲۲ ن ۱۰۸۶۵، طرائف المقال فی معرفۃ طبقات الرجال، ن ۲۶۱۳، نقد الرجال تفرشی، ن ۳۷۰۔

جعفر بن محمد بن حکیم[۱۲۲]

١٠٣١ سَمِعْتُ حَمْدَوَيْهِ بْنَ نُصَيْرٍ، يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى، أَكْتُبُ عَنْهُ أَحَادِيثَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، إِذْ لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ سَمَّاهُ لِي حَمْدَوَيْهِ، وَ فِي يَدِي كِتَابٌ فِيهِ أَحَادِيثُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، فَقَالَ هَذَا كِتَابُ مَنْ فَقُلْتُ كِتَابُ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، فَقَالَ: أَمَّا الْحَسَنُ فَقُلْ فِيهِ مَا شِئْتَ، وَ أَمَّا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

حمدویہ کا بیان ہے کہ میں حسن بن موسی کے پاس جعفر بن محمد بن حکیم کی احادیث لکھتا تھا ایک دن ایک کوفی میرا ہمنام حمدویہ مجھ سے ملا جس وقت میرے ہاتھ میں جعفر بن محمد بن حکیم کی احادیث پر مشتمل کتاب تھی اس نے کہا: یہ کس شخص کی کتاب ہے؟

میں نے کہا: جعفر بن محمد بن حکیم سے منقول روایات پر مشتمل حسن بن موسی کی کتاب ہے۔ اس نے کہا: حسن کے متعلق جو چاہو کہو لیکن جعفر بن محمد بن حکیم تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

---

[۱۲۲]۔ رجال البرقی ۴۹، رجال الطوسی ۳۴۵، رجال ابن داود ۴۳۴ ن ۹۱، التحریر الطاووسی ٦٧ ن ۴۳، ایضاح الاشتباہ ۱۳۰ ن ۱۳۰، لسان المیزان ۲ص۱۲۳ ن ۵۱۸، نقد الرجال ۷۳، مجمع الرجال ۲ص۴۱۳، نضد الایضاح ۷٦، جامع الرواۃ اص۱۵۸، الوجیزۃ ۱۴۷، مستدرک الوسائل ۳ص۴۸۸، تنقیح المقال اص۲۲۳ ن ۱۸۵۲، اِعیان الشیعۃ ۴ص۱۷۷، العندبیل اص۱۰۳، الجامع فی الرجال اص۳۹۸، معجم رجال الحدیث ۴ص۱۰۹ ن ۲۲۵۹، قاموس الرجال ۲ص۴۱۳، المعجم الموحد اص۱۸۵۔

محمد بن علی صیرفی ابو سمینہ[۱۲۳]

۱۰۳۲ قَالَ حَمْدَوَيْه، عَنْ بَعْضِ مَشيخَته: مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ رُمِىَ بِالْغُلُوِّ.قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الطَّاحِيُّ هُوَ أَبُو سُمَيْنَةَ.

حمدویہ نے اپنے بعض اساتذہ سے نقل کیا کہ محمد بن علی صیرفی پر غلو کی تہمت ہے۔

اور نصر بن صباح نے کہا: ابو سمینہ محمد بن علی طاحی ابو سمینہ ہے

۱۰۳۳ وَ ذَكَرَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّهُ، قَالَ كِدْتُ أَنْ أَقْنُتَ عَلَى أَبِى سُمَيْنَةَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِىِّ، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ وَ لِمَ اسْتَوْجَبَ الْقُنُوتَ مِنْ بَيْنِ أَمْثَالِه قَالَ إِنِّى لَأَعْرِفُ مِنْهُ مَا لَا تَعْرِفُهُ.

وَ ذَكَرَ الْفَضْلُ فِى بَعْضِ كُتُبِه: الْكَذَّابُونَ الْمَشْهُورُونَ أَبُو الْخَطَّابِ وَ يُونُسُ بْنُ ظَبْيَانَ وَ يَزِيدُ الصَّائِغُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ أَبُو سُمَيْنَةَ أَشْهَرُهُمْ.

فضل بن شاذان نے فرمایا قریب تھا کہ میں نماز کے قنوت میں ابو سمینہ محمد بن علی صیرفی پر لعنت کرتا تو راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی: نماز کی قنوت ان چیزوں کے لیے نہیں بنی؟

---

[۱۲۳] رجال البرقی ۵۴،رجال النجاشی ۲ص۲۱۶ ن ۸۹۵، رجال الطوسی ۳۸۷ ن ۱۱، فہرست الطوسی ۱۷۲ ن ۶۲۵، معالم العلماء ۱۰۳ ن ۶۸۸، رجال ابن داود ۵۰۷ ن ۴۵۴، التحریر الطاووسی ۲۴۹ ن ۳۶۷، رجال العلامۃ الحلی ۲۵۳ ن ۲۹، نقد الرجال ۳۲۱ ن ۵۵۹، مجمع الرجال ۵ص۲۶۳، جامع الرواۃ ۲ص۱۵۶، الوجیزۃ ۱۶۵، ہدایۃ المحدثین ۲۴۴، بہجۃ الآمال ۶ص۴۸۸، تنقیح المقال ۳ص۱۵۱ ن ۱۱۰۷۷، الذریعۃ ۸ص۲۳۸ ن ۱۰۰۶ و ۱۵ص۲۱۷ ن ۱۴۲۹، معجم رجال الحدیث ۱۶ص۲۹۷ ن ۱۱۲۵۹ و ۲۱ص۱۸۰ ن ۱۴۳۴۸، قاموس الرجال ۸ص۲۷۳.

انہوں نے جوات دیا: میں اس سے ایسی باتیں جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے اور فضل بن شاذان نے اپنی بعض کتابوں میں مشہور جھوٹے افراد کا نام گنوایا: ابوالخطاب، یونس بن ظبیان، یزید صائغ محمد بن سنان اور ان سب سے زیادہ مشہور ابو سمینہ ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن خالد برقی [۱۲۴]

۱۰۳۴ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: لَمْ يَلْقَ الْبَرْقِيُّ أَبَا بَصِيرٍ، بَيْنَهُمَا الْقَاسِمُ بْنُ حَمْزَةَ وَ لَا إِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ، وَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ صَفْوَانُ قَدْ لَقِيَهُ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ برقی نے ابو بصیر سے ملاقات نہیں کی،ان دونوں کے درمیان قاسم بن حمزہ کا واسطہ ہے نہ کہ اسحاق بن عمار کا،اور ظاہرا صفوان نے ان سے ملاقات کی ہو گی۔

[۱۲۴] رجال البرقی ۵۰ و ۵۴ و ۵۵، فہرست ابن الندیم ۳۲۳، مشیخۃ من لا یحضرہ الفقیہ ۴ص۶۸، رجال النجاشی ۲ص۲۲۰ ن ۸۹۹، رجال الطوسی ۳۸۶ ن ۴ و ۴۰۴ ن ۱، فہرست الطوسی ۱۷۵ ن ۶۳۹، معالم العلماء ۱۰۵ ن ۷۰۲، رجال ابن داود ۳۰۹ ن ۱۳۴۰، التحریر الطاووسی ۲۵۰ ن ۳۶۸، رجال العلامۃ الحلی ۱۳۹ ن ۱۴، ایضاح الاشتباہ ۲۷۲ ن ۵۹۸، نقد الرجال ۳۰۵ ن ۳۰۲، مجمع الرجال ۵ص۲۰۵، نضد الایضاح ۲۹۱، جامع الرواۃ ۲ص۱۰۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۲۷ ن ۱۰۳۵، الوجیزۃ ۱۶۴، ہدایۃ المحدثین ۲۳۷، رجال بحر العلوم ۴ص۱۵۶، مستدرک الوسائل ۳ص۶۵۹ و ۷۴۳، بہجۃ الآمال ۶ص۴۲۲، تنقیح المقال ۳ص۱۱۳ ن ۱۰۶۵۹، الذریعۃ ۳ص۱۴۵ ن ۴۹۷، معجم رجال الحدیث ۱۴ص۲۱۴ ن ۹۹۲۰ و ۱۶ص۵۳ ن ۱۰۶۷۶ و ۱۰۶۸۳ و ۱۰۶۸۴ و ۱۰۶۸۸ و ۲۱ص۲۱۸ ن ۱۴۴۶۱ و ۱۴۴۶۵ و ۲۳ص۶۰ ن ۱۵۲۲۴، قاموس الرجال ۸ص۱۶۲، معجم المؤلفین ۹ص۲۷۷.

ریان بن صلت خراسانی[۱۲۵]

۱۰۳۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِی مُعَمَّرُ بْنُ خَلَّاد، قَالَ، سَأَلَنِی رَجُلٌ أَنْ أَسْتَأْذِنَ لَهُ عَلَیْهِ یَعْنِی الرِّضَا (ع) وَ أَسْأَلَهُ أَنْ یَکْسُوَهُ قَمِیصاً وَ یَهَبَ لَهُ مِنْ دَرَاهِمِهِ فَلَمَّا رَجَعْتُ مِنْ عِنْدِ الرَّجُلِ: أَصَبْتُ رَسُولَهُ یَطْلُبُنِی، فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَیْهِ، قَالَ: أَیْنَ کُنْتَ قُلْتُ کُنْتُ عِنْدَ فُلَانٍ، قَالَ: یَشْتَهِی أَنْ یَدْخُلَ عَلَیَّ فَقُلْتُ نَعَمْ جُعِلْتُ فِدَاکَ، قَالَ: ثُمَّ سَبَّحْتُ، فَقَالَ: مَا لَکَ تُسَبِّحُ فَقُلْتُ لَهُ کُنْتُ عِنْدَهُ الْآنَ فِی هَذَا، فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ مُوَفَّقٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ یَأْتِیکَ فَأَعْلَمَهُ! قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ جَلَسَ قُدَّامَهُ، وَ قُمْتُ أَنَا فِی نَاحِیَةٍ، فَدَعَانِی فَقَالَ: اجْلِسْ! فَجَلَسْتُ، فَسَأَلَهُ الدُّعَاءَ فَفَعَلَ، ثُمَّ دَعَا بِقَمِیصٍ فَلَمَّا قَامَ وَضَعَ فِی یَدِهِ شَیْئاً، فَنَظَرْتُ فَإِذَا هِیَ دَرَاهِمُ مِنْ دَرَاهِمِهِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

---

[۱۲۵]۔ رجال نجاشی نے فرمایا: " ریان بن الصلت الاشعری القمی، ابو علی، روی عن الرضاؑ، کان ثقة صدوقا، ذکر ان لہ کتابا جمع فیہ کلام الرضاؑ فی الفرق بین الال والامة.. "، رجال شیخ میں اِصحاب الرضاؑ میں فرمایا: " الریان بن الصلت، بغدادی، ثقة، خراسانی الاصل "، اور اِصحاب الہادیؑ میں فرمایا: ثقہ قرار دیا: رجال البرقی ۵۴ و ۵۹، رجال النجاشی اص۹۷ ۳ن ۴۳۵، رجال الطوسی ۳۷۶ن او ۴۱۵ ان او ۳۷۴ ن ا، فہرست الطوسی ۹۶ن ۲۹۷، معالم العلماء ۵۰ن ۳۳۳، رجال ابن داود ۱۵۴ان ۶۱۳، التحریر الطاووسی ۱۰۴ان ۱۵۳، رجال العلامة الحلی ۷۰ن ا، ایضاح الاشتباه ۱۸۳ان ۲۷۸، نقد الرجال ۵ ۱۳ان ۲، مجمع الرجال ۳ص ۲۱، نضد الایضاح ۱۴۰، جامع الرواة اص ۳۲۳، وسائل الشیعة ۲۰ص ۱۹۵ان ۴۸۵، الوجیزة ۱۵۲، ہدایة المحدثین ۶۴، مستدرک الوسائل ۳ص ۵۹۶ و ۱۳۷، بہجة الآمال ۴ص ۱۵۶، تنقیح المقال اص ۴۳۶ن ۴۱۸۳، اِعیان الشیعة ۷ص ۳۹، الذریعة ۶ص ۳۳۲ن ۱۹۰۵ و ۱۶ص ۱۷۵ان ۵۳۲، العندبیل اص ۲۸۳، الجامع فی الرجال اص ۸۳۷، معجم رجال الحدیث ۷ص ۲۰۹ن ۴۶۳۹ و ۴۳۷، قاموس الرجال ۴ص ۱۴۳. معالم ابن شہر آشوب، ص ۵۰ن ۳۳۳.

مَسْعُود، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: وَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ الدُّعَاءَ وَ الْكِسْوَةَ هُوَ الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، وَ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّيَّانُ بِهَذَا الْحَدِيثِ[۱۲۶].

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اسکے لیے امام رضاؑ کی خدمت حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو اور ان سے درخواست کروں کہ آپ اپنا لباس اور چند دراہم رضویہ عطا فرمائیں جیسے ہی میں حضرت کے دربار میں جانے لگا تو حضرت کا ایک غلام مجھے بلانے کے لیے آرہا تھا جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تو کہاں تھا؟

میں نے عرض کی: میں ایک شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔

امام نے فرمایا: وہ ہم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کی: ہاں مولا، میں آپ پر قربان جاوں اور اس کے ساتھ ہی میری زبان سے سبحان اللہ کی تسبیح جاری ہو گئی۔

حضرت نے فرمایا: اس وقت اس تسبیح کا مقصد کیا ہے؟

میں نے عرض کی: ملاقات کا خواہش مند یہ شخص آپ کے مسّ شدہ کپڑے اور دراہم رضویہ بھی چاہتا ہے۔

امام نے فرمایا: خدا کے دربار سے توفیق پا چکا ہے اور وہ خالص مومن ہے اسے آنے کی اجازت ہے اسے اندر لے آو، جب وہ شخص امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میں ایک طرف کھڑا ہو گیا تو امام نے مجھے بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا، اس نے امام سے دعا کی درخواست کی امام نے اس کے حق میں دعا دی پھر اس نے آپ سے مس شدہ

---

[۱۲۶] ۔رجال الکشی، ص ۵۴۷.

کپڑے کا سوال کیا تو امام نے وہ بھی عطا کیا، جب وہ اٹھنے لگا تو حضرت نے اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھمادی جب دیکھی تو وہ دراہم رضویہ تھے۔

راوی کہتا ہے: اس شخص کا نام "ریان بن صلت" ہے۔

۱۰۳۶ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ شُجَاعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ، قَالَ، قَالَ لِيَ الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، وَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ بَعَثَهُ إِلَى بَعْضِ كُورِ خُرَاسَانَ، قَالَ أُحِبُّ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لِي عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)، فَأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَ أُوَدِّعَهُ، وَ أُحِبُّ أَنْ يَكْسُونِي مِنْ ثِيَابِهِ وَ أَنْ يَهَبَ لِي مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي ضُرِبَتْ بِاسْمِهِ! قَالَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي مُبْتَدِئاً يَا مُعَمَّرُ رَيَّانُ يُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْنَا وَ أَكْسُوَهُ مِنْ ثِيَابِي وَ أُعْطِيَهُ مِنْ دَرَاهِمِي قَالَ، قُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَ اللَّهِ مَا سَأَلَنِي إِلَّا أَنْ أَسْأَلَكَ ذَلِكَ، قَالَ، فَقَالَ لِي يَا مُعَمَّرُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ مُوَفَّقٌ قُلْ لَهُ فَلْيَجِئْ! قَالَ، فَأَمَرْتُهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِثَوْبٍ مِنْ ثِيَابِهِ، فَلَمَّا خَرَجَ: قُلْتُ أَيَّ شَيْءٍ أَعْطَاكَ وَ إِذَا فِي يَدِهِ ثَلَاثُونَ دِرْهَماً.

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا جب کہ فضل بن سہل نے اسے خراسان کے بعض علاقوں میں بھیجا تھا کہ آپ امام رضاؑ سے میرے لیے آپکی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگیں، آپ سے سلام اور وداع کرلوں اور آپ سے کپڑے لے لوں اور آپ کے نام کے دراہم بھی حاصل کرلوں میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا: ریان ہم سے ملاقات چاہتا ہے اس کو میرے کپڑے پہناو اور میرے دراہم عطا کرو۔

میں نے کہا: خدا کی قسم اس نے مجھ سے یہی سوال کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: اے معمر! مومن موفّق ہوتا ہے اس کو میرے پاس آنے کی اجازت ہے جب ریان حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپؑ نے اسے کپڑے عطا کیے، جب ہم باہر آئے تو میں نے کہا: دیکھو تو آپ نے تجھے کیا دیا ہے تو اس کے ہاتھ میں ۳۰ درہم تھے۔

۱۰۳۷ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيُّ، قَالَ سَأَلْتُ الرَّيَّانَ بْنَ الصَّلْتِ فَقُلْتُ لَهُ: أَنَا مُحْرِمٌ وَ رُبَّمَا احْتَلَمْتُ، فَأَغْتَسِلُ وَ لَيْسَ مَعِي مِنَ الثِّيَابِ مَا أَسْتَدْفِئُ بِهِ إِلَّا الثِّيَابَ الْمُخَاطَةَ فَقَالَ لِي: سَأَلْتَ هَذِهِ الْمَشِيخَةَ الَّذِينَ مَعَنَا فِي الْقَافِلَةِ عَنْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْجُرْجَانِيِّ وَ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ وَ غَيْرِهِمَا فَقُلْتُ بَلَى قَدْ سَأَلْتُ، قَالَ فَمَا وَجَدْتُ عِنْدَهُمْ قُلْتُ لَا شَيْءَ، قَالَ الرَّيَّانُ لِابْنِهِ مُحَمَّدٍ لَوْ شُغِلُوا بِطَلَبِ الْعِلْمِ لَكَانَ خَيْراً لَهُمْ، وَ عَنِ اشْتِغَالِهِمْ بِمَا لَا يَعْنِيهِمْ يَعْنِي مِنْ طَرِيقِ الْغُلُوِّ، ثُمَّ قَالَ لِابْنِهِ قَدْ حَدَثَ بِهَذَا مَا حَدَثَ وَ هُمْ يَنْتَمُونَهُ إِلَى الْقِيلِ، وَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مَا يُرْشَدُونَ بِهِ إِلَى الْحَقِّ، يَا بُنَيَّ إِذَا أَصَابَكَ مَا ذَكَرْتَ فَالْبَسْ ثِيَابَ إِحْرَامِكَ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَدْفِئْ بِهِ فَغَيِّرْ ثِيَابَكَ الْمَخِيطَةَ وَ تَدَثَّرْ! فَقُلْتُ كَيْفَ أُغَيِّرُ قَالَ أَلْقِ ثِيَابَكَ عَلَى نَفْسِكَ فَاجْعَلْ جِلْبَابَهُ مِنْ نَاحِيَةِ ذَيْلِكَ وَ ذَيْلَهُ مِنْ نَاحِيَةِ وَجْهِكَ.

ابو عبداللہ شاذانی کا بیان ہے کہ میں نے ریان بن صلت سے سوال کیا: میں احرام کی حالت میں تھا مجھے احتلام ہو میں نے غسل کیا، اور میرے پاس سلے ہوئے کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں تھا تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

ریان نے کہا: تو نے ان ہمارے قافلے والے مشائخ (ابو عبداللہ جرجانی، یحییٰ بن حماد) سے سوال کیا ہے؟

میں نے کہا: ہاں، سوال تو کیا ہے لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔

ریان نے اپنے بیٹے محمد سے کہا: اگر یہ لوگ لایعنی دعووں کو چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کر دیتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا پھر اپنے بیٹے سے کہا: اسے مسئلہ درپیش ہے اور وہ لوگ اسے قیل و قال میں گزار رہے ہیں اور حق کی رہنمائی کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں ،اے فرزند اگر ایسی صورت حال ہو جو تو نے ذکر کی تو اپنے احرام کے کپڑے پہنو اگر ان کو پاک کر کے پہننا ممکن نہ تو اپنے سلے ہوئے کپڑے تبدیل کر کے پہن لو۔

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: میں اپنے کپڑوں کو کیسے تبدیل کروں؟

انہوں نے جواب دیا: کپڑے کا نچلا حصہ اوپر اور اوپر والا حصہ نیچے کر کے پہن لو[۱۲۷]۔

---

[۱۲۷] ۔ریان بن صلت فقہاء میں سے تھےاور کتب اربعہ میں ۱۳ روایات کی سندوں میں وارد ہوئے ہیں ،شیخ صدوق نے اپنی سند سے ان سے نقل کیا کہ مامون نے کہا: کل امام علیؑ کے فضائل بیان کرو۔ میں نے کہا: کیا اچھا ہے کہ کل وہ فضائل ذکر کروں جو آپ سے سن رکھے ہیں اور اگلے دن اجتماع میں حدیث من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اور حدیث منزلت :علیؑ کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی، بیان کی ۔ اور اس نے امام رضاؑ کی سند سے امیر المومنینؑ سے نقل کیا کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا: **قال الله جل جلاله : ما آمن بی من فسر برایه کلامی وما عرفنی من شبهنی بخلقی وما علی دینی من استعمل القیاس فی دینی**؛اللہ تعالی فرماتا ہے :وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا جو میرے کلام کی تفسیر بالرای کرے اور اس نے مجھ کو نہیں پہچانا جو مجھے کسی مخلوق سے تشبیہ دے اور وہ میرے دین پر نہیں ہے جو میرے دین میں قیاس آرائی سے کام لے ۔ **ریان بن الصلت قال سألت الرضا علیه السلام یوما بخراسان فقلت یا سیدی ان ابراهیم بن هاشم العباسی حکی عنک انک رخصت له استماع الغناء فقال کذب الزندیق انما سألنی عن ذلک فقلت له ان رجلا سأل ابا جعفر علیه السلام عن ذلک فقال له أبو جعفر علیه السلام إذا میز الله بین الحق والباطل فأین یکون الغناء**

علی بن مہزیار [۱۲۸]

۱۰۳۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو یَعْقُوبَ یُوسُفُ بْنُ السُّخْتِ الْبَصْرِیُّ، قَالَ، کَانَ عَلِیُّ بْنُ مَهْزِیَارَ نَصْرَانِیّاً فَهَدَاهُ اللَّهُ، وَ کَانَ مِنْ أَهْلِ هِنْدَ کَانَ قَرْیَةً مِنْ قُرَی فَارِسَ، ثُمَّ سَکَنَ الْأَهْوَازَ فَأَقَامَ بِهَا، قَالَ، کَانَ إِذَا

فقال مع الباطل فقال له أبو جعفر علیه السلام قد قضیت؛اس نے روایت کی کہ میں نے امام رضا ؑ سے ایک دن خراسان میں سوال کیا عرض کی میرے مولا و آقا! ابراہیم بن ہاشم عباسی نے آپ سے نقل کیا کہ آپ نے غناء اور گانے سننے کی اسے اجازت دی ہے فرمایا: اس زندیق نے جھوٹ بولا اس نے مجھ سے غناء کے بارے میں سوال کیا تھا تو میں نے اس سے کہا تھا: ایک شخص نے امام باقرؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: جب خدا نے حق و باطل کے درمیان حد ڈال دی ہے تو تم بتاو کہ غناء کہاں ہے؟ اس نے کہا: غناء باطل کے ساتھ ہے تو امام باقر ؑ نے فرمایا: تو نے خود فیصلہ کردیا ہے [عیون اخبار رضا،شیخ صدوق تحقیق علی اکبر غفاری ط موسسہ اعلمی، ص۷اح۳۲،قرب الاسناد ص۱۴۸،یونس نے اسی طرح امام رضا ؑ سے نقل کیاکافی ۶ص۴۳۵،وسائل الشیعۃ،ح۲۲۶۰۶، اور زرارہ نے امام صادق ؑ سے(کافی ۶ص۴۳۶،وسائل الشیعۃ ۲۲۶۵۰) اور فضیل نےامام باقرؑ سے شطرنج کے بارے میں ایسا نقل کیا ہے (سابقہ حوالہ کافی، وسائل الشیعۃ۲۲۶۶۹)]۔

[۱۲۸]۔ رجال البرقی ۵۴، رجال النجاشی ۲ص۷۴ ن ۶۶۲، رجال الطوسی ۳۸۱ ن ۲۲ و ۴۰۳ ن ۸ و ۴۱۷ ن ۳، فہرست الطوسی ۱۱۴ ن ۳۸۱، معالم العلماء ۶۳ ن ۴۲۷، رجال ابن داود ۲۵۱ ن ۱۰۷۱، التحریر الطاووسی ۱۸۳ ن ۲۵۲، رجال العلامۃ الحلی ۹۲، ایضاح الاشتباہ ۲۱۶ ن ۳۸۲، نقد الرجال ۲۴۴ ن ۲۴۴، مجمع الرجال ۴ص۲۲۶، نضد الایضاح ۲۳۱، جامع الرواۃ ۶۰۴ص۱، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۷۱ ن ۸۳۳، الوجیزۃ ۱۵۹، ہدایۃ المحدثین ۱۱۹، بہجۃ الآمال ۵ص۵۴۵، ایضاح المکنون اص۳۰۴، ہدیۃ العارفین اص۶۷۴، تنقیح المقال ۲ص۳۱۰ ن ۸۵۳۴، الذریعۃ ۱۵ص۵۸ ن ۳۹۸، معجم رجال الحدیث ۱۲ص۱۹۲ ن ۸۵۳۹، قاموس الرجال ۷ص۶۶، معجم المولفین ۷ص۲۴۴.

طَلَعَتِ الشَّمْسُ سَجَدَ، وَ كَانَ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَدْعُوَ لِأَلْفٍ مِنْ إِخْوَانِهِ بِمِثْلِ مَا دَعَا لِنَفْسِهِ، وَ كَانَ عَلَى جَبْهَتِهِ سَجَّادَةٌ مِثْلُ رُكْبَةِ الْبَعِيرِ.

قَالَ حَمْدَوَيْهِ بْنِ نُصَيْرٍ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ قَامَ عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ مَقَامَهُ، وَ لِعَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ مُصَنَّفَاتٌ كَثِيرَةٌ زِيَادَةً عَلَى ثَلَاثِينَ كِتَاباً.

محمد بن مسعود نے یوسف بن سخت سے نقل کیا کہ علی بن مہزیار پہلے نصرانی تھا پھر خدا نے اسے ہدایت دی وہ فارس کے ایک گاوں ہندوکان میں سے تھا پھر اس نے اہواز میں سکونت اختیار کی، جب سورج طلوع ہونے لگتا تو وہ سجدہ کرتا اور اس وقت تک سر سجدے سے نہیں اٹھاتا تھا جب اس طرح اپنے ایک ہزار مومن بھائیوں کے لیے دعا نہ کرلے جس طرح وہ اپنے لیے دعا کرتا تھا اور اس کی پیشانی میں اونٹ کے گھٹنے کی طرح نشان تھا۔

حمدویہ بن نصیر کا بیان ہے کہ جب عبداللہ بن جندب فوت ہوئے تو علی بن مہزیار ان کا جانشین مقرر ہوا اور علی بن مہزیار نے تیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

۱۰۳۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ، قَالَ، بَيْنَا أَنَا بِالْقَرْعَاءِ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَ عِشْرِينَ وَ مِائَتَيْنِ مُنْصَرَفِي عَنِ الْكُوفَةِ، وَ قَدْ خَرَجْتُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ أَتَوَضَّأُ أَنَا وَ أَسْتَاكُ، وَ قَدِ انْفَرَدْتُ مِنْ رَحْلِي وَ مِنَ النَّاسِ، فَإِذَا أَنَا بِنَارٍ فِي أَسْفَلِ مِسْوَاكِي، يَلْتَهِبُ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، فَلَمْ أَفْزَعْ مِنْهَا وَ بَقِيتُ أَتَعَجَّبُ، وَ مَسِسْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ لَهَا حَرَارَةً، فَقُلْتُ: الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَاراً فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ[۱۲۹]. فَبَقِيتُ أَتَفَكَّرُ فِي مِثْلِ هَذَا، وَ

---

[۱۲۹] ۔ یس، ۸۰۔

أَطَالَت النَّارُ الْمَكْثَ طَوِيلًا، حَتَّى رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي، وَ قَدْ كَانَت السَّمَاءُ رَشَّتْ وَ كَانَ غِلْمَانِي يَطْلُبُونَ نَاراً، وَ مَعِي رَجُلٌ بَصْرِيٌّ فِي الرَّحْلِ، فَلَمَّا أَقْبَلْتُ قَالَ الْغِلْمَانُ قَدْ جَاءَ أَبُو الْحَسَنِ وَ مَعَهُ نَارٌ، وَ قَالَ الْبَصْرِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى دَنَوْتُ، فَلَمَسَ الْبَصْرِيُّ النَّارَ فَلَمْ يَجِدْ لَهَا حَرَارَةً وَ لَا غِلْمَانِي، ثُمَّ طَفِيَتْ بَعْدَ طُولٍ، ثُمَّ الْتَهَبَتْ فَلَبِثَتْ قَلِيلًا ثُمَّ طَفِيَتْ، ثُمَّ الْتَهَبَتْ ثُمَّ طَفِيَت الثَّالِثَةَ فَلَمْ تَعُدْ، فَنَظَرْنَا إِلَى السِّوَاكِ: فَإِذَا لَيْسَ فِيهِ أَثَرُ نَارٍ وَ لَا حَرٌّ وَ لَا شَعْثٌ وَ لَا سَوَادٌ وَ لَا شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ حُرِقَ، فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَخَبَأْتُهُ، وَ عُدْتُ بِهِ إِلَى الْهَادِي (ع) قَابِلًا، وَ كَشَفْتُ لَهُ أَسْفَلَهُ وَ بَاقِيَهُ مُغَطًّى وَ حَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ، فَأَخَذَ السِّوَاكَ مِنْ يَدِي وَ كَشَفَهُ كُلَّهُ وَ تَأَمَّلَهُ وَ نَظَرَ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا نُورٌ، فَقُلْتُ لَهُ نُورٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ: بِمَيْلِكَ إِلَى أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ وَ بِطَاعَتِكَ لِي وَ لِأَبِي وَ لِآبَائِي أَوْ بِطَاعَتِكَ لِي وَ لِآبَائِي أَرَاكَهُ اللَّهُ. ۱۰۴۰ عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ مِثْلَهُ[130].

علی بن مہزیار کا بیان ہے کہ ۲۲۶ھ میں کوفہ سے لوٹتے ہوئے میں قرعاء کے مقام پر پڑاو ڈال چکا تھا آخر شب میں وضو کے لیے نکلا، میں مسواک کر رہا تھا میں کافلے سے کافی فاصلے پر چلا آیا اچانک میں نے اپنے مسواک کے نیچے آگ دیکھی جس کی شعاع اور شعلہ سورج کی شعاعوں کی طرح روشن تھا میں اس سے نہیں ڈرا بلکہ تعجب میں پڑ گیا، میں نے اس کو چھوا تو اس میں کوئی حرارت اور گرمی محسوس نہیں ہوئی تو میں نے آیت کی تلاوت کی: وہی خدا ہے جس نے

---

[130] ۔رجال الکشی، ص ۵۵۰

تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو، تو میں اس میں غور و فکر کرتا رہا اور وہ آگ کافی دیر تک رہی آخر کار میں اپنے قافلے کی طرف لوٹ آیا آسمان سے ہلکی ہلکی بارش ہو چکی تھی اور میرے غلام آگ کی تلاش میں تھے اور میرے ساتھ ایک بصری شخص بھی تھا۔

جب مجھے آتے ہوئے میرے غلاموں نے دیکھا تو کہنے لگے: ابوالحسن آگ لا رہے ہیں۔

بصری نے بھی یہی کہا، میں ان کے قریب ہوا تو بصری نے اس آگ کو چھوا مگر اسے کوئی حرارت محسوس نہیں ہوئی اور نہ میرے غلاموں نے حرارت کو پایا، کافی دیر کے بعد وہ آہستہ آہستہ بجھنے لگی پھر شعلہ ور ہوئی کچھ دیر رہی پھر بجھ گئی، اس کے بعد چند شعلے نکلے اور وہ مکمل طور پر بجھ گئی اور دوبارہ نہیں جلی، ہم نے مسواک کو دیکھا تو اس میں آگ، حرارت، سیاہی اور اس قسم کی کسی چیز کا کوئی نشان نہیں تھا جو یہ بتائے کہ یہ جلتا رہا ہے تو میں نے اس مسواک کو چھپا لیا اور لوٹ کر امام ہادی کی خدمت میں پہنچا۔

میں نے وہ مسواک امامؑ کی خدمت میں پیش کی اور قصہ عرض کیا۔

آپؑ نے مسواک میرے ہاتھ سے لیکر اسے کھول دیا اور کچھ دیر بعد فرمایا: یہ نور ہے۔

میں نے عرض کیا: مولا میں آپ پر قربان جاوں، یہ کیسا نور ہے؟

فرمایا: تیری اہل بیتؑ سے محبت اور میری اور میرے آباء و اجدادؑ کی اطاعت کا نور ہے جو خدا نے تجھے دکھا دیا ہے۔

*وفی كِتَابٍ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) إِلَيْهِ بِبَغْدَادَ: قَدْ وَصَلَ إِلَيَّ كِتَابُكَ وَ قَدْ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ وَ مَلَأْتَنِی سُرُوراً فَسَرَّكَ اللَّهُ! وَ أَنَا أَرْجُو مِنَ الْكَافِی الدَّافِعِ أَنْ يَكْفِيَ كَيْدَ كُلِّ كَائِدٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

وفی کِتَابٍ آخَرَ: وَ قَدْ فَهِمْتُ مَا ذَکَرْتَ مِنْ أَمْرِ الْقُمِّيِّينَ خَلَّصَهُمُ اللَّهُ وَ فَرَّجَ عَنْهُمْ! وَ سَرَرْتَنِی بِمَا ذَکَرْتَ مِنْ ذَلِکَ وَ لَمْ تَزَلْ تَفْعَلُ! سَرَّکَ اللَّهُ بِالْجَنَّةِ وَ رَضِیَ عَنْکَ بِرِضَائِی عَنْکَ! وَ أَنَا أَرْجُو مِنَ اللَّهِ حُسْنَ الْعَوْنِ وَ الرَّأْفَةِ! وَ أَقُولُ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَکِيلُ.

وفِی کِتَابٍ آخَرَ بِالْمَدِينَةِ: فَاشْخَصْ إِلَی مَنْزِلِکَ! صَيَّرَکَ اللَّهُ إِلَی خَيْرِ مَنْزِلٍ فِی دُنْيَاکَ وَ آخِرَتِکَ.

وَ فِی کِتَابٍ آخَرَ: وَ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَحْفَظَکَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْکَ وَ مِنْ خَلْفِکَ وَ فِی کُلِّ حَالاتِکَ فَأَبْشِرْ فَإِنِّی أَرْجُو أَنْ يَدْفَعَ اللَّهُ عَنْکَ! وَ أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لَکَ الْخِيَرَةَ فِيمَا عَزَمَ لَکَ بِهِ عَلَيْهِ مِنَ الشُّخُوصِ فِی يَوْمِ الْأَحَدِ فَأَخِّرْ ذَلِکَ إِلَی يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَحِبَکَ اللَّهُ فِی سَفَرِکَ وَ خَلَّفَکَ فِی أَهْلِکَ وَ أَدَّی غَيْبَتَکَ وَ سَلِمْتَ بِقُدْرَتِهِ.

وَ کَتَبْتُ إِلَيْهِ: أَسْأَلُهُ التَّوَسُّعَ عَلَیَّ وَ التَّحْلِيلَ لِمَا فِی يَدَیَّ فَکَتَبَ: وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْکَ وَ لِمَنْ سَأَلْتَ بِهِ التَّوْسِعَةَ مِنْ أَهْلِکَ وَ لِأَهْلِ بَيْتِکَ وَ لَکَ يَا عَلِیُّ عِنْدِی مِنْ أَکْثَرِ التَّوْسِعَةِ وَ أَنَا أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يَصْحَبَکَ بِالْعَافِيَةِ وَ يُقْدِمَکَ عَلَی الْعَافِيَةِ وَ يَسْتُرَکَ بِالْعَافِيَةِ إِنَّهُ سَمِيعُ الدُّعَاءِ.

وسَأَلْتُهُ الدُّعَاءَ فَکَتَبَ إِلَیَّ: وَ أَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنَ الدُّعَاءِ فَإِنَّکَ بَعْدُ لَسْتَ تَدْرِی کَيْفَ جَعَلَکَ اللَّهُ عِنْدِی، وَ رُبَّمَا سَمَّيْتُکَ بِاسْمِکَ وَ نَسَبِکَ، کَثْرَةُ عِنَايَتِی بِکَ وَ مَحَبَّتِی لَکَ وَ مَعْرِفَتِی بِمَا أَنْتَ إِلَيْهِ، فَأَدَامَ اللَّهُ لَکَ أَفْضَلَ مَا رَزَقَکَ

مِنْ ذَلِکَ، وَ رَضِیَ عَنْکَ بِرِضَایَ عَنْکَ، وَ بَلَّغَکَ أَفْضَلَ نِیَّتِکَ، وَ أَنْزَلَکَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَی بِرَحْمَتِه! إِنَّهُ سَمِیعُ الدُّعَاءِ، حَفِظَکَ اللَّهُ وَ تَوَلَّاکَ وَ دَفَعَ الشَّرَّ عَنْکَ بِرَحْمَتِه، وَ کَتَبْتُ بِخَطِّی.

(کشی نے اس کے نام امام کی کے بعض خطوط کو ذکر کیا ہے)

ا۔ابو جعفر نے اسے بغداد میں ایک خط میں لکھا: میں نے تیرے نامے کو پڑھا اور مجھے بہت خوشی ہوئی، خدا تمہیں خوش رکھے اور میں خدائے بزرگ و برتر جو ہمارے لیے کافی اور ہمارا محافظ ہے سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے ہر حیلہ گر کے دھوکے سے محفوظ رکھے، ان شاء اللہ۔

۲۔ایک دوسرے خط میں فرمایا: تم نے جو قمیوں کے متعلق تحریر کیا وہ میں نے پڑھ لیا خدا انہیں آسائش اور آزادی عطا فرمائے، اور ہمارے تم سے راضی ہونے کی وجہ سے خدا تم سے راضی ہو میں خدا سے تیرے لیے نصرت اور رحمت کی دعا کرتا ہوں، اور کہتا ہوں کہ خدا ہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہتری محافظ ہے۔

۳۔ایک خط میں مدینہ سے لکھا: اپنے گھر چلے جاو خدا تمہیں دنیا اور آخرت میں بہترین گھر عطا فرمائے۔

۴۔ایک خط میں تحریر فرمایا: ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں ہر حالت اور ہر لمحہ محفوظ رکھے تمہیں بشارت ہو کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تمہارا محافظ ہے اور دعا ہے کہ خدا تیرے عزائم اور ارادوں کو بخیر تکمیل تک پہنچائے تم اتوار کے کام کو سوموار کے لیے موخر کردو، ان شاء اللہ اسی میں بہتری ہے، خدا تمہیں سفر اور حضر میں محفوظ رکھے اور تیری امانتوں کو پورا فرمائے اور اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں صحیح اور سالم رکھے۔

۵۔علی بن مہزیار نے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا تھا جس میں وسعت اور اپنے کسب و کار میں برکت کا سوال کیا تھا تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: خدا تجھ پر اور تیرے رشتہ داروں میں سے جس نے یہ سوال کیا ہے اس کے لیے وسعت عطا فرمائے اور اے علی ہمارے لیے

بہت وسعت ہے ہماری دعا ہے کہ خدا تمہیں خیر و عافیت سے رکھے اور اپنی پناہ میں رکھے وہ دعاوں کو قبول کرنے والا ہے۔

۶۔ علی نے آپ سے دعا کی درخواست کی تھی توآپ نے جواب میں لکھا: تم نے دعا کے لیے لکھا ہے یاد رکھو خدا نے میرے ہاں تجھے جو مقام بخشا ہے اس کی وجہ سے میں تیرے نام و نسب کو یاد کر کے تیرے لیے دعا کرتا ہوں، ہم تم سے دلی محبت رکھتے ہیں اور تمہیں دعاوں میں یاد رکھتے ہیں اور تیرے خلوص کو جانتے ہیں خدا تیرے رزق و روزی میں مزید اضافہ کرے اور ہمارے راضی ہونے کی وجہ سے تجھ سے راضی ہو، اور تیری بہترین نیت کی تجھے جزاء خیر عطا کرے اور تمہیں جنت الفردوس میں اپنی رحمت کے سائے میں قرار دے وہ دعا قبول کرنے والا ہے، خدا تمہیں محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں سے دشمنوں کے شر سے بچائے، اسے میں نے اپنے دست مبارک سے تحریر کیا۔

حسن[۱۳۱] اور حسین اہوازی[۱۳۲]

۱۰۴۱ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ابْنَا سَعِيدِ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعِيدٍ مَوَالِى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا وَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ الَّذِى أَوْصَلَ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْحُضَيْنِيَّ وَ عَلِيَّ بْنَ الرَّيَّانِ بَعْدَ إِسْحَاقَ إِلَى الرِّضَا (ع) وَ كَانَ سَبَبُ مَعْرِفَتِهِمْ لِهَذَا الْأَمْرِ، وَ مِنْهُ سَمِعُوا الْحَدِيثَ وَ بِهِ عَرَفُوا، وَ كَذَلِكَ فَعَلَ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحُضَيْنِيِّ، وَ غَيْرِهِمْ، حَتَّى جَرَتِ الْخِدْمَةُ عَلَى

---

[۱۳۱]۔ رجال البرقی ۵۴، فہرست ابن الندیم ۳۲۴، رجال النجاشی اص۱۷۱، رجال الطوسی ۳۹۹، فہرست الطوسی ۸۷ ن ۱۹۷، معالم العلماء ۳۶ ن ۲۱۷، رجال ابن داود ۱۰۷ ن ۴۱۴، التحریر الطاووسی ۷۳ ن ۹۱، رجال العلامۃ الحلی ۳۹، لسان المیزان ۲ص۲۸۴ ن ۱۱۸۴، نقد الرجال ۹۰، مجمع الرجال ۲ص۱۱۳، جامع الرواۃ اص۲۰۲، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۶۵ ن ۳۰۲، الوجیزۃ ۱۴۹، بہجۃ الآمال ۳ص۱۱۳، تنقیح المقال اص۳۲۸، الذریعۃ ۲۲ص۳۱۵ ن ۷۲۴۶، العندبیل اص۱۴۴، الجامع فی الرجال اص۵۰۱، معجم رجال الحدیث ۴ص۳۴۲، قاموس الرجال ۳ص۲۵۲.

[۱۳۲]۔رجال البرقی ۵۴، الفہرست لابن الندیم ۳۲۴، رجال النجاشی اص۱۷۱ ن ۱۳۵ (اس کے بھائی حسن بن سعید کے ترجمے میں)، رجال الطوسی ۳۷۲ ن ۱۷ و ۳۹۹ ن ۱ و ۴۱۲ ن ٦، فہرست الطوسی ۸۳ ن ۲۳۱، معالم العلماء ۴۰ ن ۲۵۷، رجال ابن داود ۱۰۷ ن ۴۱۴ و ۱۲۳ ن ۴۷۳، رجال العلامۃ الحلی ۳۹ ن ۳ و ۴۹ ن ۴، لسان المیزان ۲ص۲۸۴ ن ۱۱۸۴، مجمع الرجال ۲ص۱۷٦، جامع الرواۃ اص۲۴۱، ہدایۃ المحدثین ۴۳ و ۱۸۹، بہجۃ الآمال ۳ص۲۷۱، تنقیح المقال اص۳۲۸ ن ۲۹۲۲، إعیان الشیعۃ ٦ص۲۷، الذریعۃ ٦ص۲۹٦ ن ۱۵۷۹، معجم رجال الحدیث ۵ص۲۴۳ ن ۳۴۱۴ و ۳۴۱۵، قاموس الرجال ۳ص۲۸٦، معجم المؤلفین ۴ص۱۰.

أَيْدِيهِمْ، وَ صَنَّفَا الْكُتُبَ الْكَثِيرَةَ، وَ يُقَالُ إِنَّ الْحَسَنَ صَنَّفَ خَمْسِينَ تَصْنِيفاً وَ سَعِيدٌ كَانَ يُعْرَفُ بِدِنْدَانَ[۱۳۳].

سعید بن حماد بن سعید جو کہ امام سجادؑ کے موالی تھے ان کے دو بیٹے حسن و حسین تھے ، حسن بن سعید وہ تھا جس نے اسحٰق بن ابراہیم حضینی اور اس کے بعد علی بن ریان کو امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر کیا اور اس وجہ سے انہوں نے امر امامت کی معرفت حاصل کی اور انہوں نے امام کی احادیث سنیں اور اسی طرح وہ عبداللہ بن محمد حضینی وغیرہ کو بھی لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے دین مبین کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور ان دونوں بھائیوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور کہا جاتا ہے کہ حسن نے ۵۰ کتابیں تصنیف کیں[۱۳۴] اور سعید دندان کے نام سے مشہور ہیں۔

---

[۱۳۳] ۔رجال الکشی، ص ۵۵۲۔

[۱۳۴] ۔ نجاشی نے فرمایا ؛ سعید کے بیٹوں کی کتابیں بہترین کتابیں ہیں اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ان میں سے ان ۳۰ کتابوں کا نام بیان کیا ؛ ۱۔کتاب الوضوء، ۲۔ کتاب الصلاۃ، ۳۔ کتاب الزکاۃ، ۴۔ کتاب الصوم، ۵۔ کتاب الحج، ۶۔ کتاب النکاح، ۷۔ کتاب الطلاق، ۸۔ کتاب العتق والتدبیر والمکاتبہ، ۹۔ کتاب الأیمان والنذور، ۱۰۔ کتاب التجارات والإجارات، ۱۱۔ کتاب الخمس، ۱۲۔ کتاب الشہادات، ۱۳۔ کتاب الصید والذبائح، ۱۴۔ کتاب المکاسب، ۱۵۔ کتاب الأشربۃ، ۱۶۔ کتاب الزیارات، ۱۷۔ کتاب التقیہ، ۱۸۔ کتاب الرد علی الغلاۃ، ۱۹۔ کتاب المناقب، ۲۰۔ کتاب المثالب، ۲۱۔ کتاب الزہد، ۲۲۔ کتاب المروۃ، ۲۳۔ کتاب حقوق المؤمنین و فضلھم، ۲۴۔ کتاب تفسیر القرآن، ۲۵۔ کتاب الوصایا، ۲۶۔ کتاب الفرائض، ۲۷۔ کتاب الحدود، ۲۸۔ کتاب الدیات، ۲۹۔ کتاب الملاحم، ۳۰۔ کتاب الدعاء.

حسن بن علی ابی حمزہ بطائنی[۱۳۵]

۱۰۴۲ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ الْبَطَائِنِيِّ فَقَالَ: كَذَّابٌ مَلْعُونٌ رَوَيْتُ عَنْهُ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً وَ كَتَبْتُ عَنْهُ تَفْسِيرَ الْقُرْآنِ كُلَّهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ، إِلَّا أَنِّي لَا أَسْتَحِلُّ أَنْ أَرْوِيَ عَنْهُ حَدِيثاً وَاحِداً.وَ حَكَى لِي أَبُو الْحَسَنِ حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَشْيَاخِهِ أَنَّهُ قَالَ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلُ سَوْءٍ.

محمد بن مسعود نے ابن فضال سے حسن بن علی ابی حمزہ بطائنی کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ جھوٹا اور ملعون ہے میں نے اس کی حدیثیں سنیں تھیں اور اس سے تفسیر قرآن اول سے آخر تک لکھی تھی لیکن ان میں سے ایک حدیث بھی نقل کرنے کو جائز نہیں سمجھتا۔

اور حمدویہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ حسن بن علی ابی حمزہ بطائنی برا آدمی تھا۔

---

[۱۳۵]۔رجال النجاشی اص۱۳۲ ن ۷۲، فہرست الطوسی ۵۷ ن ۱۷۸ و ۶۷ ن ۱۸۵، معالم العلماء ۳۵ ن ۲۰۰، رجال ابن داود ۴۴۰ ن ۱۲۱، التحریر الطاووسی ۷۴ ن ۹۳، لسان المیزان ۲ص۲۳۴ ن ۹۹۴، نقد الرجال ۹۲ ن ۸۹، مجمع الرجال ۲ص۱۲۱، جامع الرواۃ اص۲۰۸، الوجیزۃ ۱۴۹، بہجۃ الآمال ۳ص۱۴۶، ایضاح المکنون ۲ص۲۹۵ و ۲۹۷ و ۳۰۱، تنقیح المقال اص۲۹۰ ن ۲۶۱۹، إعیان الشیعۃ ۵ص۱۹۶، الذریعۃ ۱۶ص۷۶ ن ۳۸۲ و ۲۶۲ ن ۱۰۷۲، العندبیل اص۱۴۷، الجامع فی الرجال اص۵۱۷، معجم رجال الحدیث ۵ص۱۴ ن ۲۹۲۸، قاموس الرجال ۳ص۱۹۳، معجم المؤلفین ۳ص۲۵۳.

احمد بن سابق

۱۰۴۳ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) إِلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي عِمْرَانَ وَ أَصْحَابِهِ قَالَ، وَ قَرَأَ يَحْيَى بْنُ أَبِي عِمْرَانَ الْكِتَابَ، فَإِذَا فِيهِ: عَافَانَا اللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ انْظُرُواأَحْمَدَ بْنَ سَابِقٍ لَعَنَهُ اللَّهُ الْأَعْثَمَ الْأَشَجَّ وَ احْذَرُوهُ! قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَ لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُنَا يَعْرِفُونَ أَنَّهُ أَشَجُّ أَوْ بِهِ شَجَّةٌ حَتَّى كَشَفَ رَأْسَهُ فَإِذَا بِهِ شَجَّةٌ قَالَ، أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: وَ كَانَ أَحْمَدُ قَبْلَ ذَلِكَ يُظْهِرُ الْقَوْلَ بِهَذِهِ الْمَقَالَةِ، قَالَ، فَمَا مَضَتِ الْأَيَّامُ حَتَّى شَرِبَ الْخَمْرَ وَ دَخَلَ فِي الْبَلَايَا[۱۳۶].

سلیمان بن جعفر جعفری کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے یحییٰ بن ابو عمران اور اس کے ساتھیوں کے نام ایک نامہ تحریر فرمایا، یحییٰ بن ابو عمران نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: خداتعالی ہمیں اور تمہیں سلامت رکھے دیکھو،احمد بن سابق سے بچو جس کی ٹوٹے ہوئے جوڑ ٹیڑھے اور سر پھوٹا ہوا ہے، خدااس پر لعنت کرے۔

راوی کہتا ہے کہ ہمارے ساتھیوں کو اس کے پھوٹے ہوئے سر کا علم نہیں تھا یہاں تک کہ جب اس نے سر کو کھولا تو اس میں زخم کا نشان تھا۔

---

[۱۳۶] رجال الکشی، ص ۵۵۳۔

اور محمد بن عبداللہ نے مزید کہا کہ پہلے تو احمد اسی نظریہ امامت قائل تھا، مگر کچھ تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ وہ شراب پینے لگا اور طرح طرح کی برائیوں میں گرفتار ہو گیا۔

حسین بن قیاما[۱۳۷]

۱۰۴۴ حَمْدَوَيْه بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِى نَجْرَانَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ، قَالَ، اسْتَأْذَنْتُ أَنَا وَ الْحُسَيْنُ بْنُ قِيَامَا، عَلَى الرِّضَا (ع) فِى صرنا فَأَذِنَ لَنَا قَالَ: افْرُغُوا مِنْ حَاجَتِكُمْ! قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهَا إِمَامٌ فَقَالَ: لَا، قَالَ، فَيَكُونُ فِيهَا اثْنَانِ قَالَ: لَا إِلَّا وَاحِدٌ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، قَالَ، فَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ لَسْتَ بِإِمَامٍ، قَالَ: وَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ، إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ وَلَدٌ وَ إِنَّمَا هِيَ فِى الْعَقِبِ، فَقَالَ لَهُ: فَوَ اللَّهِ إِنَّهُ لَا تَمْضِى الْأَيَّامُ وَ اللَّيَالِى حَتَّى يُولَدَ لِى ذَكَرٌ مِنْ صُلْبِى يَقُومُ بِمِثْلِ مَقَامِى، يُحْيِى الْحَقَّ وَ يُمْحِى الْبَاطِلَ.

راوی عبدالرحمٰن بن ابی نجران کا بیان ہے کہ میں اور حسین بن قیاما نے امام رضاؑ سے "صرنا"[۱۳۸] کے مقام پر خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، تو آپؑ نے ہمیں اجازت دی اور فرمایا: اپنی حاجت بیان کرو۔

---

[۱۳۷] ۔رجال شیخ طوسی ،۳۴۸ن۲۷ صحابی امام کاظم،اور واقفی۔ رجال ابن داود، قسم ثانی۲۴۱ن۱۴۷ ،رجال علامہ حلی ،قسم ثانی ۲۱۶ن۳، تحریر طاووسی ، ۱۴۶ن۱۱۰،طرائف المقال بروجردی ۳۰۱ن۲۱۰۹،نقد الرجال ۲ص۹۷،ن۱۵۰۷، کافی: اص۳۲۱ح۶،۷ص۴۵۵ح۱۱، عیون اخبار رضا، ۲ص۲۰۹، معجم رجال الحدیث ۵ص۸۴ و ۴ص۶۶. ترجمہ حسین بن قیاما، إتقان المقال: ۲۷۸، بہجۃ الامال: ۳ص۳۰۴، تعلیقۃ الوحید: ۳۸۴، تنقیح المقال: اص۳۴۱ن۳۰۳۰، تہذیب المقال: ج ۲ص۴۳۶، جامع الرواۃ: اص۲۵۱، منتہی المقال ۱۱۳، منہج المقال: ۱۱۶، سماء المقال کلباسی، اص۳۵۴، وسائل الشیعۃ ۴ص۳۷۳ن۵۴۳۱، ایک حدیث کی سند میں حسن بن قیاما لکھا ہے جو یقینا نسخہ برداری کا اشتباہ ہے۔

حسین نے کہا: کیا زمین امام سے خالی رہ سکتی ہے ؟

امامؑ نے جواب دیا: ہر گز نہیں۔

اس نے عرض کی: کیا زمین میں ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں ؟

فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ایک خاموش ہو۔

اس نے کہا: مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپؑ امام نے نہیں ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تو نے کیسے جانا کہ میں امام نہیں ہوں؟

اس نے کہا: آپ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور امامت تو نسل در نسل چلتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! کچھ عرصہ نہیں گزرے گا کہ میری صلب سے ایک بیٹا پیدا ہو گا جو میرا جانشین ہو گا وہ حق کو زندہ کرے گا اور باطل کو نابود کرے گا[۱۳۹]۔

۱۰۴۵ أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ حَمَّاد، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِید سَهْلُ بْنُ زِیَادٍ الْآدَمِیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِی

---

[۱۳۸] یہ مدینہ کے قریب ایک دیہات کا نام ہے ۔

[۱۳۹] ۔یہ امام رضاؑ کی خبر غیب سمجھئیے یا اعجاز و کرامت کہ ایسے سخت منکرین کے سامنے جو دلیل و برہان کے ٹوہ میں رہتے تھے اور امامت کے بارے میں بحث کرتے تھے آپ نے اس وقت ایسے یقین سے فرمایا کہ خدا عنقریب مجھے بیٹا عطا فرمائے گا جو میرا جانشین ہوگا اور اس قسم کی دیگر بہت سی روایات بھی اس مطلب کی تائید کرتی ہیں ،اور جہاں تک علم غیب یا اعجاز کی اصطلاحوں کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ ایک لفظی اور بے معنی بحث ہے جب معصومین ؑ سے تواتر کے ساتھ غب کی خبریں نقل ہوئی ہیں تو ان سے علم غیب کی نفی کرنا بلا دلیل ہے ہاں جن بعض روایات میں بعض غالیوں کے سامنے علم غیب کے اثبات سے منع کیا گیا ہے تو وہ ان کے اس باطل عقیدے کی وجہ سے ہے جو وہ ائمہ معصومین کو خدا سے بے نیاز اور مستقل ذوات سمجھتے تھے ورنہ معصومینؑ کے خداداد علم غیب کی نفی کرنا سوائے ان کے علم سے بے معرفتی کے کچھ نہیں ہےہاں محتاط تعبیروں میں معصومینؑ کے علم کو علم لدنی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) إِنِّی تَرَکْتُ ابْنَ قِیَامَا مِنْ أَعْدَی خَلْقِ اللَّهِ لَکَ! قَالَ: ذَلِکَ شَرٌّ لَهُ، قُلْتُ مَا أَعْجَبَ مَا أَسْمَعُ مِنْکَ جُعِلْتُ فِدَاکَ قَالَ: أَعْجَبُ مِنْ ذَلِکَ إِبْلِیسُ، کَانَ فِی جِوَارِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی الْقُرْبِ مِنْهُ، فَأَمَرَهُ فَأَبَی وَ تَعَزَّزَ فَ کَانَ مِنَ الْکَافِرِینَ، فَأَمْلَی اللَّهُ لَهُ وَ اللَّهِ مَا عَذَّبَ اللَّهُ بِشَیْءٍ أَشَدَّ مِنَ الْإِمْلَاءِ، وَ اللَّهِ یَا حُسَیْنُ مَا عَذَّبَهُمُ اللَّهُ بِشَیْءٍ أَشَدَّ مِنَ الْإِمْلَاءِ.

حسین بن حسن کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے حسین بن قیاما کو دیکھا کہ وہ پوری مخلوق سے زیادہ آپ کا دشمن ہے !

امام نے فرمایا: یہ اس کے لیے برا ہے۔

میں نے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں ، مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا کہ اپنے اتنے بڑے دشمن کے لیے اتنا سا جملہ کہہ دیا اور خاموش ہو گئے۔

امام نے فرمایا :اس سے زیادہ تو ابلیس سے تعجب کرو کہ وہ اللہ تعالی کے قرب میں پہنچ گیا تھا تو خدا نے اسے حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لیے کافروں میں سے ہو گیا تو خدا نے اسے کتنی لمبی مہلت دے دی [۱۴۰]۔

---

[۱۴۰]۔ یہ قرآنی حقائق ہیں کہ شیطان ابلیس جنوں میں سے تھا لیکن اپنی عبادت اور بندگی کی بدولت وہ اس مقام تک پہنچ گیا کہ فرشتوں میں صفوں میں گنا گیا لیکن جب اس نے خدا کی حکم کی نافرمانی کی اگرچہ وہ خدا کی عبادت سے انکاری نہیں ہوا لیکن خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کے سامنے جھکنے سے انکار کیا اور وہاں اپنی نام نہاد بڑائی کی داستان دہرانے لگا تو اسے خدا نے ہمیشہ سے کے لیے ذلیل و خوار کر دیا، اعراف ۱۱-۱۸ میں فرمایا: بتحقیق ہم نے تمہیں خلق کیا پھر تمہیں شکل و صورت دی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا صرف ابلیس سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ تھا* فرمایا: تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے باز رکھا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ بولا: میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے* فرمایا: یہاں سے اتر جا! تجھے حق نہیں کہ یہاں تکبر کرے، پس نکل جا! تیرا شمار ذلیلوں میں ہے۔* بولا: مجھے روز قیامت تک مہلت دے* فرمایا: بے شک تجھے مہلت دی گئی۔* بولا: جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کی گھات میں ضرور بیٹھا رہوں گا۔* پھر ان کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں (ہر

خدا کی قسم! اللہ تعالی نے کسی کو مہلت سے زیادہ سخت سزا نہیں دی۔
خدا کی قسم! اے حسین، اللہ تعالی نے کسی کو مہلت سے زیادہ سخت سزا نہیں دی[۱۴۱]۔

طرف) سے انہیں ضرور گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔* فرمایا: تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا، ان میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا تو میں تم سب سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا۔

[۱۴۱] ۔آل عمران ۱۷۸میں فرمایا: **وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ۔** ترجمہ: اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے، ہم تو انہیں صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنے گناہوں میں اور اضافہ کر لیں اور آخرکار انکے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا۔

محمد بن فرات[142]

۱۰۴۶ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُرَاتٍ، قَالَ، كَانَ يَغْلُو فِي الْقَوْلِ وَ كَانَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ الرِّضَا (ع) خُمْرَةً وَ تَمْراً، فَقَالَ مُحَمَّدٌ إِنَّمَا بَعَثَ بِالْخُمْرَةِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَ حَثَّنِي عَلَيْهَا، وَ التَّمْرِ: نَهَانِي عَنِ الْأَنْبِذَةِ.قَالَ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ: مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ كَانَ بَغْدَادِيّاً.

محمد بن فرات کا بیان ہے کہ وہ فضیلتوں میں غلوّ اور حد سے تجاوز کرتا تھا اور شراب پیتا تھا تو امام رضا نے اس کی طرف ایک سجدہ گاہ اور کچھ کھجوریں بھیجیں تو محمد کہتا ہے کہ آپ نے سجدہ گاہ میری طرف اس لیے بھیجی کہ میں اس پر نماز پڑھوں اور خدا کی بندگی کروں اور مجھے اس کی ترغیب دلائی اور کھجوریں اس لیے بھیجیں کہ مجھے شراب پینے سے منع کیا۔ اور نصر بن صباح کا بیان ہے کہ محمد بن فرات بغدادی تھا۔

[142]۔ رجال نجاشی، ۳۶۳ ن ۹۷۶ (ضعیف قرار دیا)، رجال ابن داود، قسم ثانی: ۲۷۵ ن ۴۷۵، رجال علامہ حلی، قسم ثانی: ۲۵۴ ن ۳۹ (اس میں ابن غضائری سے نقل کیا؛ " محمد بن فرات بن اِحنف روی عن اِبیہ عن اِبی جعفر واِبی عبد اللہؑ، ضعیف وابن ضعیف ،لایکتب حدیثہ؛ یہ اپنے باپ کے واسطے سے امام باقر و صادق سے روایت کرتا ہے اور یہ خود بھی ضعیف اور اس کا باپ بھی ضعیف ہے اور اس کی حدیث اس قابل بھی نہیں کہ اس کو لکھا جائے ")، الرجال لابْنِ الغَضائِری،ن ۲۲، جامع الرواۃ ۲: ۱۷۲، نضد الایضاح: ۳۱۲. ایضاح الاشتباہ علامہ حلی،ص ۲۸۱ ن ۶۳۶، التحریر الطاووسی ،ن ۵۱۷، معجم رجال الحدیث ۱۱۵۶۰۔

۱۰۴۷ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعُبَیْدِیُّ، عَنْ یُونُسَ، قَالَ، قَالَ لِی أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) یَا یُونُسُ أَ مَا تَرَی إِلَی مُحَمَّدِ بْنِ الْفُرَاتِ وَ مَا یَکْذِبُ عَلَیَّ فَقُلْتُ أَبْعَدَهُ اللَّهُ وَ أَسْحَقَهُ وَ أَشْقَاهُ! فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ اللَّهُ ذَلِکَ بِهِ، أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِیدِ کَمَا أَذَاقَ مَنْ کَانَ قَبْلَهُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَیْنَا، یَا یُونُسُ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِکَ لِتُحَذِّرَ عَنْهُ أَصْحَابِی وَ تَأْمُرَهُمْ بِلَعْنِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ فَإِنَّ اللَّهَ بَرِیءٌ مِنْهُ.

یونس کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو محمد بن فرات اور اس کے مجھ پر جھوٹ بولنے کو نہیں دیکھتا میں نے عرض کی: خدا اسے ذلیل کرے اور بدبخت کرے، امام نے فرمایا: خدا نے ایسا کر دیا ہے، اسے اسی طرح تلوار کے وار کا مزہ چکھایا ہے جیسے اس سے پہلے ہم پر جھوٹ بولنے والوں کو تلوار کے سپرد کیا، اے یونس، میں نے یہ بات اس لیے کی ہے تاکہ تو میرے اصحاب کو اس سے ڈرائے اور ان کو اس پر لعنت کرنے اور اس سے براءت کرنے کا حکم دے بے شک اللہ تعالی اس سے بری ہے۔

۱۰۴۸ قَالَ سَعْدٌ، وَ حَدَّثَنِی ابْنُ الْعُبَیْدِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی أَخِی جَعْفَرُ بْنُ عِیسَی وَ عَلِیُّ بْنُ إِسْمَاعِیلَ الْمِیثَمِیُّ، عَنْ أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أَنَّهُ قَالَ: آذَانِی مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ آذَاهُ اللَّهُ وَ أَذَاقَهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِیدِ، آذَانِی لَعَنَهُ اللَّهُ أَذًی مَا آذَی أَبُو الْخَطَّابِ لَعَنَهُ اللَّهُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ (ع) بِمِثْلِهِ، وَ مَا کَذَبَ عَلَیْنَا خَطَّابِیٌّ مِثْلَ مَا کَذَبَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفُرَاتِ، وَ اللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ یَکْذِبُ عَلَیْنَا إِلَّا وَ یُذِیقُهُ اللَّهُ حَرَّ الْحَدِیدِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی: فَأَخْبَرَانِی وَ غَیْرُهُمَا أَنَّهُ مَا لَبِثَ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ إِلَّا قَلِیلًا، حَتَّی قَتَلَهُ إِبْرَاهِیمُ بْنُ شَکَلَةَ أَخْبَثَ قِتْلَةٍ، وَ

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ فُرَاتٍ يَدَّعِي أَنَّهُ بَابٌ وَ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَ كَانَ الْقَاسِمُ الْيَقْطِينِيُّ وَ عَلِيُّ بْنُ حَسَكَةَ الْقُمِّيُّ كَذَلِكَ يَدَّعِيَانِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ[۱۴۳].

جعفر بن عیسی اور علی بن اسماعیل میثمی کا بیان ہے کہ امام ابوالحسن رضاؑ نے فرمایا: محمد بن فرات نے مجھے بہت اذیت دی ہے خدا اسے اذیت دے اور اسے تلوار کے وار کا مزہ چکھائے ،خدا اس پر لعنت کرے اس نے مجھے اسی طرح اذیت دی ہے جیسے ابو الخطاب نے ملعون نے امام جعفر صادق کو اذیت دی اور کسی خطاب کے ماننے والے نے ہم پر ایسے جھوٹ نہیں بولے ہونگے جیسے محمد بن فرات بولے ہیں ،خدا کی قسم ! ہم پر جو بھی جھوٹ بولے گا خدا سے تلوار کے سپرد کرے گا ، محمد بن عیسی کا بیان ہے مجھے ان دو راویوں اور دیگر لوگوں نے بتایا کہ اس کے بعد محمد بن فرات کچھ عرصہ رہا حتی ابراہیم بن شکلہ نے اسے بری طرح قتل کر دیا اور محمد بن فرات باب اور نبی ہونے کا دعوی کرتا تھا اور قاسم یقطینی اور علی بن حسکہ قمی بھی اسی طرح دعوے کرتے تھے ،خدا ان پر لعنت کرے۔

[۱۴۳] رجال الکشی، ص ۵۵۵۔

امام موسی کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب

۱۰۴۹- مِنْهُمْ حَنَانُ بْنُ سَدِيرٍ:سَمِعْتُ حَمْدَوَيْه، ذَكَرَ عَنْ أَشْيَاخِه: أَنَّ حَنَانَ بْنَ سَدِيرٍ وَاقِفِيٌّ، أَدْرَكَ أَبَا عَبْدِ اللَّه (ع) و لَمْ يُدْرِكْ أَبَا جَعْفَرٍ (ع)، وَ كَانَ يَرْتَضِي بِه سَدِيداً.ثُمَّ كَرَّامُ بْنُ عَمْرٍو عَبْدُ الْكَرِيمِ حَمْدَوَيْه، قَالَ سَمِعْتُ أَشْيَاخِي يَقُولُونَ: إِنَّ كَرَّاماً هُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَمْرٍو وَاقِفِيٌّ.ثم درست بن أبی منصور:حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَشْيَاخِي، قَالَ: دُرُسْتُ بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ وَاسِطِيٌّ وَاقِفِيٌّ.ثُمَّ أَحْمَدُ بْنُ فَضْلٍ الْخُزَاعِيُّ:حَمْدَوَيْه، قَالَ ذَكَرَ بَعْضُ أَشْيَاخِي: إِنَّ أَحْمَدَ بْنَ الْفَضْلِ الْخُزَاعِيَّ وَاقِفِيٌّ. ثُمَّ عَبْدُ اللَّه بْنُ عُثْمَانَ الْحَنَّاطُ:حَمْدَوَيْه، قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُوسَى، يَقُولُ: عَبْدُ اللَّه بْنُ عُثْمَانَ وَاقِفِيٌّ.

امام موسی کاظمؑ اور امام رضاؑ کے اصحاب میں سے درج افراد ہیں:

۱۔حنان بن سدیر [۱۴۴]: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے اساتذہ نے ذکر کیا کہ حنان ابن سدیر واقفی ہے اس نے امام صادقؑ کے زمانے کو درک کیا لیکن امام باقرؑ کو درک نہیں کیا اور شدت سے اس سے رضا اور خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

---

[۱۴۴]) ۔ رجال النجاشی اص۳۴۳ ن ۲۷۶، فہرست الطوسی ۸۹، رجال الطوسی ۳۴۶، ۳۴۹، التحریر الطاووسی ۸۷، رجال ابن داود ۴۵۰،رجال العلامة ۲۱۸، لسان المیزان ۲ص۳۶۷ ن ۱۵۱۰، نقد الرجال ۱۲۱، مجمع الرجال ۲ص۲۴۷، جامع الرواۃ اص۲۸۶، ہدایۃ المحدثین ۵۳، الوجیزۃ ۵۱، بہجۃ الآمال ۳ص۴۱۶، تنقیح المقال

۲۔ کرام بن عمرو عبدالکریم: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے اساتذہ نے ذکر کیا کہ: کرام وہی عبدالکریم بن عمرو واقفی ہے۔

۳۔ درست بن ابی منصور[۱۴۵]: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے بعض اساتذہ نے ذکر کیا: درست بن اِبی منصور واسطی واقفی تھا۔

۴۔ اِحمد بن فضل خزاعی: حمدویہ کا بیان ہے کہ میرے بعض اساتذہ نے ذکر کیا: اِحمد بن فضل خزاعی واقفی تھا۔

۵۔ عبداللہ بن عثمان حناط: حمدویہ کا بیان ہے کہ حسن بن موسیٰ نے ذکر کیا: عبداللہ بن عثمان واقفی تھا۔

۱ص۳۸۱ ن ۳۴۳۳، اِعیان الشیعۃ ۶ص۲۵۶، نضد الایضاح ۱۱۹ (ذیل الفہرست)، معجم رجال الحدیث ۶ص۲۹۹ ن ۴۰۹۷، ۴۱۰۱، قاموس الرجال ۳ص۴۴۳۔

[۱۴۵] رجال البرقی ۴۸ و ۴۹، رجال النجاشی ۱ص۳۷۳ ن ۴۲۸، رجال الطوسی ۱۹۱، فہرست الطوسی ۹۴ ن ۲۹۰، معالم العلماء ۴۹ ن ۳۲۶، التحریر الطاووسی ۱۰۱ ن ۱۴۹، رجال ابن داود ۴۵۲ ن ۱۷۴، نقد الرجال ۱۳۱، مجمع الرجال ۲ص۲۹۵، نضد الایضاح ۱۳۴، جامع الرواۃ ۱ص۳۱۰، الوجیزۃ ۱۵۲، بہجۃ الآمال ۴ص۹۲، تنقیح المقال ۲ص۴۱۷ ن ۳۸۸۰، اِعیان الشیعۃ ۶ص۳۹۵، الذریعۃ ۶ص۳۳۰ ن ۱۸۸۹، العندبیل ۱ص۲۶۶، الجامع فی الرجال ۱ص۷۵۵، معجم رجال الحدیث ۷ص۱۳۹ ن ۴۴۵۴، قاموس الرجال ۴ص۷۰۔

امام موسی کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب میں فقہاء کے نام

تَسْمِيَةُ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

١٠٥٠ أَجْمَعَ أَصْحَابُنَا عَلَى تَصْحِيحِ مَا يَصِحُّ عَنْ هَؤُلَاءِ وَ تَصْدِيقِهِمْ، وَ أَقَرُّوا لَهُمْ بِالْفِقْهِ وَ الْعِلْمِ: وَ هُمْ سِتَّةُ نَفَرٍ آخر دون الستة نفر الذين ذكرناهم في أصحاب أبي عبد الله (ع)، منهم يونس بن عبد الرحمن، و صفوان بن يحيى بياع السابري، و محمد بن أبي عمير، و عبد الله بن المغيرة، و الحسن بن محبوب، و أحمد بن محمد بن أبي نصر، و قال بعضهم: مكان الحسن بن محبوب: الحسن بن علي بن فضال و فضالة بن أيوب، و قال بعضهم: مكان ابن فضال: عثمان بن عيسى، و أفقه هؤلاء يونس بن عبد الرحمن و صفوان بن يحيى[١٤٦].

ہمارے علماء نے ان افراد کی صحیح روایات کے صحیح ہونے اور ان کی تصدیق کرنے اور ان کے لیے فقاہت اور دانش کے اقرار پر اتفاق کیا ہے: اور وہ ان چھ افراد کے علاوہ دیگر چھ افراد ہیں: ۱۔یونس بن عبدالرحمٰن، ۲۔صفوان بن یحییٰ پارچہ فروش، ۳۔محمد بن ابی عمیر، ۴۔عبداللہ بن مغیرۃ، ۵۔حسن بن محبوب، ٦۔احمد بن محمد بن ابی نصر.

---

[١٤٦] رجال کشی ص٥٥٦۔

اور بعض نے حسن بن محبوب کی جگہ حسن بن علی بن فضال اور فضالہ بن ایوب کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ابن فضال کی جگہ عثمان بن عیسیٰ کو ذکر کیا ہے اور ان سب سے بڑے فقیہ یونس بن عبدالرحمٰن اور صفوان بن یحییٰ تھے"[۱۴۷]۔

[۱۴۷] ۔ائمہ معصومینؑ کے زمانے میں شیعہ فقہاء اور مجتہدین کے موجود ہونے کی یہ بہت مستند دلیل ہے اس سے پہلے بھی دو جگہوں پر اس قسم کی تعبیریں جناب کشی نے پیش کی ہیں اور یہاں سے ایک بحث علم رجال میں بعنوان اصحاب اجماع وجود میں آئی ہے اس میں صحیح یہ ہے کہ یہ تعبیریں خود ان راویوں کی بلند پایہ شخصیت کے بیان کرنے کے لیے پیش ہوئی ان سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب کسی سند میں یہ راوی واقع ہوں تو اس کی باقی سند کو دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

اِحمد بن اسحاق قمی[148] اور ایوب بن نوح

اِحمد بن اسحاق قمی جو کہ ایک نیک اور صالح تھے اور ایوب بن نوح کے متعلق روایات:

ما روی فی أحمد بن إسحاق القمی و کان صالحا و أیوب بن نوح

١٠٥١ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْقَاسِمِ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقُمِّيُّ الْآبِيُّ أَبُو عَلِيٍّ، قَالَ كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الصَّلْتِ الْقُمِّيُّ،إِلَى الدَّارِ كِتَاباً ذَكَرَ فِيهِ قِصَّةَ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْقُمِّيِّ وَ صُحْبَتِهِ، وَ أَنَّهُ يُرِيدُ الْحَجَّ وَ احْتَاجَ إِلَى أَلْفِ دِينَارٍ، فَإِنْ رَأَى سَيِّدِي أَنْ يَأْمُرَ بِإِقْرَاضِهِ إِيَّاهُ وَ يَسْتَرْجِعَ مِنْهُ فِي الْبَلَدِ إِذَا انْصَرَفْنَا فَافْعَلْ! فَوَقَّعَ (ع) هِيَ لَهُ مِنَّا صِلَةٌ، وَ إِذَا

---

[148] ۔رجال البرقی ٥٦ و ٦٠، رجال النجاشی اص ۴ ۲۳ ن ۲۲۳، رجال الطوسی ۳۹۸ن ۱۳ و ۷ ۴۲ ن ۱، فہرست الطوسی ۵۰ ن ۷۸، معالم العلماء ۱۴ ن ٦۹ ، رجال ابن داود ۲۴ ن ۵۹ ، التحریر الطاووسی ۴۲ ن ۳۱ ، رجال العلامۃ الحلی ۱۵، نقد الرجال ۱۸ ن ۱۲ ، مجمع الرجال اص ۹۵، جامع الرواۃ اص ۴۲ ، وسائل الشیعۃ ۲۰ ص ۱۲٦ ن ٦٦ ، الوجیزۃ ۴ ۱۴، منتہی المقال ۳۰، بہجۃ الآمال اص ۱۸، تنقیح المقال اص ۵۰ ن ۲۹۴، الذریعۃ ۱۵ ص ۱۴ ۳ ن ۷ ۲۰۰، العندبیل اص ۱۸، الجامع فی الرجال اص ۹۴، معجم رجال الحدیث ۲ ص ۷ ۴ ن ۳۳ ۴ و ٦ ۳ ۴، قاموس الرجال اص ۳۹۳، نجاشی نے وافد قمیین اور امام ابو محمد حسن عسکریؑ کے خواص میں شمار کیا اور شیخ طوسی نے فہرست میں فرمایا: **كبير القدر ، وكان من خواص أبی محمد عليه السلام ، ورأى صاحب الزمان عليه السلام وهو شيخ القميين ووافدهم .وله كتب ، منها : كتاب علل الصلاة –كبير –ومسائل الرجال لابی الحسن الثالث**؛ بلند مرتبہ شخصیت اور امام ابو محمدؑ کے خواص میں سے تھے انہیں امام زمانہ کی زیارت نصیب ہوئی اور وہ قمیوں کے بزرگ اور ان کے وفود کے رہبر تھے اور ان کی کتابوں میں علل نماز بہت بڑی کتاب ہے اور امام ابوالحسن ثالثؑ سے سوالات بھی لکھے ہیں۔اور شیخ طوسی نے رجال میں بھی ثقہ قمی قرار دیا

رَجَعَ فَلَهُ عِنْدَنَا سِوَاهَا، وَ كَانَ أَحْمَدُ لِضَعْفِهِ لَا يَطْمَعُ نَفْسُهُ فِي أَنْ يَبْلُغَ الْكُوفَةَ، وَ فِي هَذِهِ مِنَ الدَّلَالَةِ[۱۴۹].

احمد بن حسین قمی آبی ابو علی کا بیان ہے کہ محمد بن احمد بن صلت قمی نے امام کی طرف ایک خط لکھا جس مین احمد بن اسحاق قمی کا قصہ اور اس کی صحبت کا ذکر کیا اور یہ وہ حج کرنا چاہتا ہے اور ہزار دینار کا ضرورت مند ہے اگر میرے مولا مناسب سمجھیں تو حکم فرمائیں کہ یہ قرض اسے دیا جائے اور جب وہ واپس لوٹے گا تو اس سے لے لیا جائے گا۔

امامؑ نے توقیع میں فرمایا: یہ اس کے لیے ہماری طرف سے ہدیہ کریں اور جب وہ لوٹے تو ہمارے پاس اس کے علاوہ بھی اس کے لیے عطیہ موجود ہے حالانکہ احمد اپنے ضعف و کمزوری کی وجہ سے کوفہ تک پہنچنے سے بھی ناامید ہو چکا تھا۔

یہ روایت اس کی عظمت و جلالت پر دلالت کرتی ہے۔

۱۰۵۲ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ الْكَشِّيُّ، قَالَ كَتَبَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْخِيُّ إِلَيَّ يَذْكُرُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ رُوحٍ الْقُمِّيِّ، أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ كَتَبَ إِلَيْهِ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْحَجِّ: فَأَذِنَ لَهُ، وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِثَوْبٍ، فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ نُعِيَ إِلَيَّ نَفْسِي، فَانْصَرَفَ مِنَ الْحَجِّ فَمَاتَ بِحُلْوَانَ. أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ الْقُمِّيُّ عَاشَ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي مُحَمَّدٍ (ع)-

وَ أَتَيْتُ بِهَذَا الْخَبَرِ لِيَكُونَ أَصَحَّ لِصَلَاحِهِ وَ مَا خُتِمَ لَهُ بِهِ.

---

[۱۴۹] رجال الکشی، ص ۵۵۷۔

جعفر بن معروف کشی کا بیان ہے کہ ابو عبداللہ بلخی نے مجھے لکھ بھیجا کہ حسین بن روح قمی نے بیان کیا: احمد بن اسحاق نے امامؑ کی طرف نامہ لکھا جس میں حج کے لیے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے اجازت دی اور اس کی طرف ایک لباس بھی بھیج دیا۔

احمد بن اسحاق نے کہا: مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے تو وہ حج سے لوٹتے ہوئے حلوان کے مقام پر فوت ہو گی۔

کشی فرماتے ہیں :احمد بن اسحاق بن سعد قمی امام ابو محمد عسکریؑ کے بعد بھی زندہ رہا[۱۵۰] اور اس خبر کو میں نے اس لیے ذکر کیا تا کہ اس کی نیکی اور خاتمہ بالخیر کی سند قرار پائے۔

---

[۱۵۰] ۔اور ان کے امام حسن عسکری کے بعد زندہ رہنے کی دلیل وہ روایت بھی جو کلینی نے کافی میں نقل کی: **عن محمد بن عبداللہ، ومحمد بن یحیٰ، جمیعا، عن عبداللہ بن جعفرالحمیری،قال:"إجتمعت أنا والشيخ أبوعمرو (رحمه الله)عند أحمد بن إسحاق فغمزنى أحمد بن إسحاق أن أسأله عن الخلف ، فقلت له : يا أبا عمرو إنى أريد أن أسألک عن شئ وما أنا بشاک فيما أريد أن أسألک عنه ، قال : سل،حاجتک ، فقلت له : أنت رأيت الخلف من بعد أبى محمد عليه السلام ، فقال : إى والله "**؛ عبداللہ بن جعفر حمیری نے کہا میں اور شیخ ابو عمرو احمد بن عمرو کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں ان سے امام زمانہؑ کے بارے میں سوال کروں میں نے کہا: اے ابو عمرو! میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں حالانکہ میں اس میں ہر گز شک نہیں کرتا ہوں ،فرمایا: اپنی حاجت پوچھو، میں نے کہا: کیا آپ نے امام حسن عسکریؑ کے بعد امام زمانہؑ کو دیکھا ہے ؟فرمایا: ہاں خدا کی قسم[کافی،ج۱،کتاب الحجۃ ۴ ، باب فی تسمیۃ من رآہؑ، ۷۷ ،ح۱ .اسے شیخ طوسی نے کتاب الغیبت میں" السفراء الممدوحین "میں اس سند[**عن جماعۃ، عن إبی القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ ، وإبی غالب الزراری ، وإبی محمد التلعکبری ، کلھم**] سے کلینی سے اسی طرح نقل کیا۔

اور شیخ طوسی نے یہ روایت [**عن جماعۃ، عن إبی محمد ہارون ، عن محمد بن ہمام ، عن عبداللہ بن جعفر،قال : " حججنا فى بعض السنين بعد مضى أبى محمد عليه السلام ، فدخلت على أحمد بن إسحاق بمدينة السلام ، فرأيت أبا عمرو عنده ، فقلت : إن هذا الشيخ – وأشرت إلى أحمد بن إسحاق – وهو عندنا الثقة المرضى حدثنا فيک بکيت وکيت "۔**] بھی حمیری سے نقل کی کہ ہم نے امام حسن عسکریؑ کے بعد ایک سال حج کی تو

۱۰۵۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ أَبِی مُحَمَّدٍ الرَّازِیِّ، قَالَ، کُنْتُ أَنَا وَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْقِیُّ بِالْعَسْکَرِ فَوَرَدَ عَلَیْنَا رَسُولٌ مِنَ الرَّجُلِ فَقَالَ لَنَا الْغَائِبُ الْعَلِیلُ ثِقَةٌ وَ أَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِیُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ حَمْزَةَوَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ ثِقَاتٌ جَمِیعاً.

ابو محمد رازی کا بیان ہے کہ میں اور احمد بن ابی عبداللہ برقی عسکر میں تھے تو ہمارے پاس امام کا ایک پیغام لانے والا آیا اور اس نے کہا: جو شخص غائب ہے اور علیل وہ ثقہ ہے[۱۵۱] اور ایوب بن نوح، ابراہیم بن محمد ہمدانی اور احمد بن حمزہ اور احمد بن اسحاق یہ سب ثقہ اور معتمد افراد ہیں۔

میں احمد بن اسحاق کے پاس گیا میں نے ابو عمرو کو ان کے پاس دیکھا میں نے احمد بن اسحاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ شیخ ہمارے نزدیک ثقہ اور معتمد ہے اس نے آپ کے بارے میں ہمیں یہ باتیں بیان کیں۔

[۱۵۱]۔ وحید بہبہانی نے منہج المقال کے تعلیقہ اور حاشیہ میں ص ۲۷ میں فرمایا ؛علیل سے مراد علی بن جعفر ہمانی ہے ، جیسا کہ نقد الرجال تفریشی،ج۱ص۸۶ ط محققہ کے حاشیہ میں اس کی تصریح کی ہے ۔

محمد بن حسن واسطی[۱۵۲]

۱۰۵۴ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ کَانَ کَرِیماً عَلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، وَ أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ (ع) أَنْفَذَ نَفَقَتَهُ فِی مَرَضِهِ وَ أَکْفَنَهُ وَ أَقَامَ مَأْتَمَهُ عِنْدَ مَوْتِه.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ محمد بن حسن امام ابو جعفرؑ کے حضور میں شرف یاب ہوا تھا اور امام ابو الحسنؑ نے اس کی مرض میں اس کے اخراجات بھیجے تھے اور اس کی وفات کے بعد اس کے کفن و دفن کے انتظامات فرمائے تھے اور اس کے لیے سوگواری میں بیٹھے[۱۵۳]۔

ابو جعفر بصری[۱۵۴]

۱۰۵۵ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَیْبِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو جَعْفَرٍ الْبَصْرِیُّ، وَ کَانَ ثِقَةً فَاضِلًا صَالِحاً.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ ابو جعفر بصری ایک ثقہ و معتمد اور فاضل اور نیکوکار انسان تھے۔

---

[۱۵۲] ۔رجال شیخ طوسی،اصحاب جوادؑ،ن۳۰ ، رجال ابن داود ،ص۱۷۱ص۱۳۶۳،فائق المقال،ن۸۷۰،رجال علامہ حلی ص۱۵۱ان۶۸، تحریر طاووسی، ۵۲۱ن۳۷۹، طرائف المقال،ص۳۴۶،ن۲۵۸۴،نقد الرجال،۴ص۱۸۲،ن۴۶۰۶، معجم رجال الحدیث ۱۰۵۷۴،تہذیب الاحکام شیخ طوسی،ا، باب تلقین المحتضرین من الزیادات،حدیث ۱۵۲۴۔

[۱۵۳] ۔رجال کشی ،ص۵۵۸۔

[۱۵۴] ۔رجال شیخ طوسی۴۰۹ن۶،اصحاب امام جوادؑ،باب کنیت، رجال ابن داود،قسم اول ۲۱۵،ن۱۵،باب کنیت، رجال علامہ حلی،قسم اول ۱۹۰ان۲۸، (قتیبی کی وجہ سے اس روایت کی سند معتبر نہیں) تحریر طاووسی،۶۵۰ن۴۹۴ فائق المقال،ن۱۶باب کنیت، تہذیب المقال ، طرائف المقال، ن۲۶۷۶ص۳۷۶۔

نوح بن صالح بغدادی[155]

۱۰۵۶ سَأَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّه الشَّاذَانِیُّ، أَبَا مُحَمَّد الْفَضْلَ بْنَ شَاذَان، قَالَ: إِنَّا رُبَّمَا صَلَّيْنَا مَعَ هَؤُلَاءِ صَلَاةَ الْمَغْرِب، فَلَا نُحبُّ أَنْ نَدْخُلَ الْبَيْتَ عِنْدَ خُرُوجنَا منَ الْمَسْجِد، فَيَتوهَّمُوا عَلَيْنَا أَنَّ دُخُولَنَا الْمَنْزِلَ لَيْسَ إِلَّا لِإِعَادَة الصَّلَاة الَّتِی صَلَّيْنَا مَعَهُمْ، فَنَتَدَافَعُ بِصَلَاة الْمَغْرِب إِلَی صَلَاة الْعَتَمَة فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا هَذَا مِنْ ضِيقِ صُدُورِكُمْ، مَا عَلَيْكُمْ لَوْ صَلَّيْتُمْ مَعَهُمْ فَتُكَبِّرُوا فِی مَرَّة وَاحِدَة ثَلَاثاً أَوْ خَمْسَ تَكْبِيرَات، وَ تَقْرَءُوا فِی كُلِّ رَكْعَة الْحَمْدَ وَ سُورَةً أَيَّةَ سُورَة شِئْتُمْ بَعْدَ أَنْ تُتمُّوهَا عِنْدَ مَا يُتِمُّ إِمَامُهُمْ، وَ تَقُولُوا فِی الرُّكُوعِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِه بِقَدْرِ مَا يَتَأَتَّی لَكُمْ مَعَهُمْ، وَ فِی السُّجُود كَمَثَلِ ذَلِكَ، وَ تُسَلِّمُوا مَعَهُمْ، وَ قَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكُمْ لِأَنْفُسِكُمْ، وَ لْيَكُنِ الْإِمَامُ عِنْدَكُمْ وَ الْحَائِطُ بِمَنْزِلَة وَاحِدَة، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْفَرِيضَة فَقُومُوا مَعَهُمْ فَصَلُّوا السُّنَّةَ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔

---

[155]۔ اسی حدیث میں اس کا نام نوح بن شعیب آیا ہے اور اس کا نام بھی یہی معروف ہے اگرچہ کشی نے (بعنوان نوح بن صالح بغدادی) ذکر کیا ہے، رجال الکشی ۷ ۴۶ ن ۸ ۴۳۸، رجال الطوسی ۸ ۴۰ ن ا، التحریر الطاووسی ۷ ۲۸ ن ۴۳۲، رجال العلامة الحلی ۴ ۱۷ ن ا و ۲، نقد الرجال ۳۶۳ ن ۷ و ۸ و ۹، مجمع الرجال ۶ ص ۱۸۴، جامع الرواة ۲ ص ۲۹۶، وسائل الشیعة ۲۰ ص ۳۵۸ ن ۱۲۱۴، ہدایة المحدثین ۱۵۶، بہجة الآمال ۷ ص ۱۵۵، تنقیح المقال ۳ ص ۲۷۶ ن ۱۲۵۹۰ و ۱۲۵۹۲، معجم رجال الحدیث ۱۹ ص ۱۸۲ ن ۱۳۱۰۵ و ۱۳۱۰۶ و ۱۳۱۰۷ و ۱۳۱۰۸ و ۱۳۱۰۹، قاموس الرجال ۹ ص ۲۳۹.

ابو عبداللہ شاذانی کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد فضل بن شاذان سے سوال کیا کہ کبھی ہمیں مخالفین کے ساتھ نماز مغرب مجبوراً اقتداء میں پڑھنی پڑتی ہے اور پھر بعض اوقات ہمیں اس خوف سے فرصت میسر نہیں آتی کہ ہم اپنے گھر میں اس نماز کا اعادہ کر سکیں کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ گھر میں نماز کا اعادہ کرنے گئے تھے تو اس کے بعد ہمیں نماز عشاء ان کے ساتھ پڑھنا پڑتی ہے، تو نماز مغرب کے اعادے کے بغیر نماز عشاء پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

انہوں نے جواب دیا: تمہیں کسی طرح کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے بس اتنا کافی ہے کہ ایک مرتبہ یا تین بار یا پانچ دفعہ اللہ اکبر کہو اور سورہ حمد اور کوئی دوسری سورہ پڑھ لو اور ان کے امام کی قراءت کے مکمل ہونے سے پہلے اسے تمام کرو اور ان کے ساتھ رکوع و سجود کرو اور رکوع میں جتنا ان کے ساتھ میسر آئے رکوع کا ذکر پڑھو (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ) اور سجدے میں اسی طرح سجدے کا ذکر کہو اور ان کے ساتھ سلام کہو تو تمہاری اپنی نماز کامل ہے اور اس امام کو مسجد کے ستون مانند سمجھو، جب وہ فریضہ سے فارغ ہو تو ان کے ساتھ اٹھ کر چار رکعت سنت کے پڑھو۔

فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَ فَلَيْسَ يَجُوزُ إِذَا فَعَلْتَ مَا ذَكَرْتُ قَالَ نَعَمْ فَهَلْ سَمِعْتَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِنَا يَفْعَلُ هَذِهِ الْفَعْلَةَ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ بِالْعِرَاقِ وَ كَانَ يَضِيقُ صَدْرِي عَنِ الصَّلَاةِ مَعَهُمْ كَضِيقِ صُدُورِكُمْ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى فَقِيهٍ هُنَاكَ يُقَالُ لَهُ نُوحُ بْنُ شُعَيْبٍ فَأَمَرَنِي بِمِثْلِ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ، فَقُلْتُ هَلْ يَقُولُ هَذَا غَيْرُكَ قَالَ نَعَمْ، فَاجْتَمَعْتُ مَعَهُ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ نَحْوٌ مِنْ عِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ مَشَايِخِ أَصْحَابِنَا، فَسَأَلْتُهُ يَعْنِي نُوحَ بْنَ شُعَيْبٍ أَنْ يُجْرِيَ بِحَضْرَتِهِمْ ذِكْراً مِمَّا سَأَلْتُهُ مِنْ هَذَا، فَقَالَ نُوحُ بْنُ شُعَيْبٍ يَا مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَ أَ لَا تَعْجَبُونَ مِنْ

هَذَا الْخُرَاسَانِیِّ الْغَمْرِ یَظُنُّ فِی نَفْسِهِ أَنَّهُ أَکْبَرُ مِنْ هِشَامِ بْنِ الْحَکَمِ، وَ یَسْأَلُنِی هَلْ یَجُوزُ الصَّلَاةُ مَعَ الْمُرْجِئَةِ فِی جَمَاعَتِهِمْ فَقَالَ جَمِیعُ مَنْ کَانَ حَاضِراً مِنَ الْمَشَایِخِ: کَقَوْلِ نُوحِ بْنِ شُعَیْبٍ، فَعِنْدَهَا طَابَتْ نَفْسِی وَ فَعَلْتُهُ.

راوی نے کہا: اے ابو محمد جب اس طرح کر سکیں تو کیا دیگر طریقے سے نماز پڑھنا جائز نہ ہو گی؟

انہوں نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا: کیا آپ نے ہمارے علماء میں سے کسی اور کو دیکھا جو اس طرح کرتا ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں، میں عراق میں تھا اور ان کے ساتھ نماز ان کے طریقے سے نماز پڑھتے ہوئے میرا سینہ تنگ ہو جاتا تھا جیسے تمہارے دل تنگ ہوتے ہیں تو میں نے وہاں ایک فقیہ سے جسے نوح بن شعیب کہتے تھے ان سے اس بات کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیا جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے۔

میں نے اس سے کہا: کیا دوسرا کوئی بھی اس طریقے کا قائل ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں، تو میں ان کے ساتھ ایک محفل میں گیا جہاں ہمارے علماء میں سے ۲۰ بزرگان جمع تھے تو میں نے نوح بن شعیب سے یہی مسئلہ ان کی موجودگی میں پوچھا تاکہ ان کے سامنے اس مسئلے کو بیان کریں تو نوح بن شعیب نے بلند آواز سے فرمایا: اے حضار مجلس! کیا تم اس خراسانی سے تعجب نہیں کرتے جو اپنے آپ کو ہشام بن حکم سے بھی بڑا عالم سمجھتا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے کہ کیا مرجئہ کی جماعت میں ان کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے: تو سب بزرگان جو اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے نوح بن شیعب کی طرح جواب دیا تو اس وقت میرے دل کو اطمئنان حاصل ہوا اور میں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔

احمد بن حماد مروزی[156]

[156]۔ رجال البرقی: ۵۶ إصحاب الجوادؑ، رجال الشیخ: ۳۹۸ ن ۹ إصحاب الجوادؑ، رجال ابن داود،قسم ثانی،ص ۲۲۸ ن ۲۵ فرمایا: إحمد بن حماد المروزی، عن رجال الکشی:ضعیف". رجال علامہ حلی،قسم ثانی،ص ۲۰۴ ن ۱۷،اس کے ترجمہ میں کشی کی پہلی روایت نقل کی اور اس میں امام ماضی سے مراد امام باقر لیےنہ امام جواد جو کہ صحیح نہیں ہے اور اس کے بعد کہا:اور اس سے ایسی چیزیں نقل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے اس کی روایت کو ترک کردیا میں نے اپنی رجال کبیر میں اس کو ذکر کیا میرے نزدیک بہتر ہے کہ اس کی روایت میں توقف کیا جائے"روی عنہ إشیاء تدل علی ترک العلم بروایتہ، وقد ذکرتہ فی الکتاب الکبیر والاولی عندی التوقف فیما یرویہ،اور شیخ نے رجال: ۴۲۸ ن ۸ باب إصحاب العسکری میں ذکر کیا:" إحمد بن حماد المحمودی، یکنی إبا علی ".ظاہر اس سے مراد محمد بن إحمد بن حماد اس کا بیٹا ہے کیونکہ شیخن نے التہذیب: ۱۰ / ۴۴ ح ۱۵۷، الاستبصار: ۴ / ۲۱۶ ح ۸۰۹ میں فرمایا کہ محمودی سے مراد اس کا بیٹا(محمد بن إحمد بن حماد) ہوتا ہے اور اس کی تائید رجال کشی ص ۵۵۹ ح۱۰۵۷ و ص ۵۶۱ ح۱۰۶۰ کی سندوں سے سمجھا جاتاہے کہ " إبو علی المحمودی " سے مراد " محمد بن إحمد بن حماد المروزی " نہ " إحمد بن حماد"،التحریر الطاووسی،ص۵۵ن۳۲،نقد الرجال،ج۱ص۲۰ن۲۲۲، اور محقق خوئی معجم رجال الحدیث،ج۲ص۱۱۴ن۵۴۲میں اس کو حسن اور ممدوح قراردیتے ہیں اور اس کی مذمت کی منقولات کی سند ضعیف ہونے کی وجہ سے ان پر اعتماد نہیں کرتے ،ان کی عبارت یہ ہے؛الرجل ممدوح فہو من الحسان،ویکفی فی ثبوت ذلک،قول إبی جعفر علیہ السلام ، فیما رواہ الکشی بسند قوی :"وہو عندنا علی حالۃ محمودۃ".وإما ما فی کتاب إبی عبید اللہ الشاذانی(محمد بن نعیم)من قول فضل بن شاذان،من إنہ ظہر لہ منہ(احمد بن حماد) الکذب:فہو لم یثبت، لان محمد ابن نعیم لم تثبت وثاقتہ،علی إن ظہور الکذب إحیانا لاینافی حسن الرجل،فإن الجواد قد یکبو.وإما ما عن الحسن بن الحسین،من إن إحمد بن حماد استحل منہ مالا لہ خطر، فطریقہ مجہول .

۱۰۵۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی أَبُو عَلیٍّ الْمَحْمُودیُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّاد الْمَرْوَزیُّ، قَالَ کَتَبَ أَبُو جَعْفَر (ع) إِلَی أَبی فی فَصْلٍ منْ کتَابه فَکَأَنْ قَدْ فی یَوْمٍ أَوْ غَد: ثُمَّ وُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ ما کَسَبَتْ وَ هُمْ لا یُظْلَمُونَ، أَمَّاالدُّنْیَا فَنَحْنُ فیهَا مُتَفَرِّجُونَ فی الْبلَاد، وَ لَکنْ مَنْ هَوِیَ هَوَی صَاحبه فَإِنَّ بدینه فَهُوَ مَعَهُ وَ إِنْ کَانَ نَائیاً عَنْهُ، وَ أَمَّا الْآخرَةُ فَهیَ دارُ الْقَرار[157]. وَ قَالَ الْمَحْمُودیُّ: وَ کَتَبَ إِلَی الْمَاضی (ع) بَعْدَ وَفَاة أَبی قَدْ مَضَی أَبُوکَ رَضیَ اللَّهُ عَنْهُ وَ عَنْکَ وَ هُوَ عنْدَنَا عَلَی حَالَةٍ مَحْمُودَةٍ وَ لَنْ تَبْعُدَ منْ تلْکَ الْحَال.

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے میرے والد کے نام خط کے ایک پیرائے میں تحریر فرمایا: موت تو آج یا کل آنے والی ہے پھر ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا بدلا دیا جائے گا اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائیگا اس دنیا میں ہم دور دور شہروں میں رہتے ہیں لیکن جو شخص اپنے امام کی مرضی کو ترجیح دے اور اس کے دین اور عقیدے کو اپنائے تو وہ آخرت میں بھی ان کے ساتھ ہو گا اگرچہ وہ اس دنیا میں ان سے بہت دور رہتا ہو لیکن آخرت سکون اور آرام کی جگہ ہے۔

اور محمودی نے بتایا کہ امام نے میرے باپ کی وفات کے بعد مجھے ایک تعزیت نامہ لکھا: تیرا والد فوت ہو گیا خدا اس سے اور تجھ سے راضی ہو درحالانکہ اس نے ہمارے پاس قابل تعریف زندگی گزاری اور وہ اس حالت سے کبھی نہیں بھٹکا۔

۱۰۵۸ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنی الْمَحْمُودیُّ، إِنَّهُ دَخَلَ عَلَی ابْنِ أَبی دَاوُدَ وَ هُوَ فی مَجْلسه وَ حَوْلَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ لَهُمْ ابْنُ أَبی دَاوُدَ یَا هَؤُلَاء مَا

[157] رجال الکشی، ص ۵۶۰

تَقُولُونَ فِی شَیْءٍ قَالَهُ الْخَلِیفَةُ الْبَارِحَةَ فَقَالُوا وَ مَا ذَلِکَ قَالَ: قَالَ الْخَلِیفَةُ مَا تَرَی الْعَلَائِیَّةَ تَصْنَعُ إِنْ أَخْرَجَنَا إِلَیْهِمْ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) سَکْرَانَ یُنْشِئُ مُضَمَّخاً بِالْخَلُوقِ! قَالُوا إِذًا تَبْطُلَ حُجَّتُهُمْ وَ یَبْطُلُ مَقَالُهُمْ، قُلْتُ: إِنَّ الْعَلَائِیَّةَ یُخَالِطُونِّی کَثِیراً وَ یُفْضُونَ إِلَیَّ بِسِرٍّ مَقَالَتِهِمْ وَ لَیْسَ یَلْزَمُهُمْ هَذَا الَّذِی جَرَی! فَقَالَ وَ مِنْ أَیْنَ قُلْتَ قُلْتُ: إِنَّهُمْ یَقُولُونَ لَا بُدَّ فِی کُلِّ زَمَانٍ وَ عَلَی کُلِّ حَالٍ لِلَّهِ فِی أَرْضِهِ مِنْ حُجَّةٍ یَقْطَعُ الْعُذْرَ بَیْنَهُ وَ بَیْنَ خَلْقِهِ، قُلْتُ، فَإِنْ کَانَ فِی زَمَانِ الْحُجَّةُ مَنْ هُوَ مِثْلُهُ أَوْ فَوْقَهُ فِی النَّسَبِ وَ الشَّرَفِ کَانَ أَدَلُّ الدَّلَائِلِ عَلَی الْحُجَّةِ لِصِلَةِ السُّلْطَانِ مِنْ بَیْنِ أَهْلِهِ وَ وُلُوعِهِ بِهِ، قَالَ، فَعَرَضَ ابْنُ أَبِی دَاوُدَ هَذَا الْکَلَامَ عَلَی الْخَلِیفَةِ، فَقَالَ لَیْسَ إِلَی هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ حِیلَةٌ لَا تُؤْذُوا أَبَا جَعْفَرٍ.

وَجَدْتُ فِی کِتَابِ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِیِّ بِخَطِّهِ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، یَقُولُ: الْتَقَیْتُ مَعَ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمُتَشَیِّعِ،وَ کَانَ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الْکَذِبُ فَکَیْفَ غَیْرُهُ، فَقَالَ أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ تَغَرْغَرَتْ عَدَاوَتُهُ لَمَا صَبَرْتُ، فَقَالَ الْفَضْلُ: هَکَذَا وَ اللَّهِ قَالَ لِی کَمَا ذُکِرَ.

محمودی کا بیان ہے کہ میں ابن ابی داود کے پاس گیا وہ اپنے اصحاب کے درمیان محفل جمائے بیٹھا تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم اس بات کے بارے میں کیا کہتے ہو جو رات کو خلیفہ نے کہی؟

انہوں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟

اس نے بتایا: خلیفہ نے کہا: یہ علائیہ (شیعہ) کیا کریں گے اگر ہم ان کے پاس ابو جعفر کو نشہ پلا کر خوشبو لگا کر پیش کریں؟

وہ کہنے لگے: پھر تو ان کی دلیل باطل ہو جائے گی۔

میں نے کہا: شیعہ میرے ساتھ بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں اور وہ مجھے اپنے نظریات کے راز بتایا کرتے ہیں اور خلفیہ کی یہ بات ان کے نظریات کو باطل نہیں کر سکتی۔

اس نے بو کھلا کر کہا: یہ تو کیسے کہتا ہے؟

میں نے کہا: وہ کہتے ہیں ہر زمانے اور ہر حالت میں خدا کی زمین میں خدا کی طرف سے ایک حجت خدا کا ہونا لازمی ہے جو خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہو اور لوگوں کے سوالوں کے جواب دیکر ان کے عذر کو ختم کرے، میں نے مزید کہا: اگر اس زمانے میں نسب و شرف میں کوئی شخص ابو جعفر کے مثل یا ان سے برتر ہوتا تو ضرور حاکم اس سے محبت کرتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔

ابن داود نے یہ کلام خلیفہ کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا: ان لوگوں کے خلاف ہمیں کوئی بہانہ نہیں ملا اس لیے تو ابو جعفر کو اذیت نہ دو۔

کشی فرماتے ہیں: ابو عبداللہ شاذانی کے واسطے سے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ میں نے احمد بن حماد (جو شیعت کا اظہار کرتا تھا) سے ملاقات کی اور اس سے جھوٹ واضح تھا تو دوسروں کیا حالت ہو گی (جو شیعت کا اظہار نہیں کرتے)! اگر اس کی دشمنی واضح ہو جاتی تو میں ہر گز صبر نہ کرتا، اور فضل نے کہا: خدا کی قسم! اس نے اسی طرح مجھ سے کہا تھا۔

۱۰۵۹ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِي‌ُّ، عَنِ الزُّفَرِيِّ بَكْرِ بْنِ زُفَرِ الْفَارِسِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّهُ قَالَ اسْتَحَلَّ أَحْمَدُ بْنُ حَمَّادٍ مِنِّي مَالًا لَهُ خَطَرٌ، فَكَتَبْتُ رُقْعَةً إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ شَكَوْتُ فِيهَا أَحْمَدَ بْنَ حَمَّادٍ، فَوَقَّعَ فِيهَا:

خَوِّفْهُ بِاللَّهِ! فَفَعَلْتُ وَ لَمْ يَنْفَعْ، فَعَاوَدْتُهُ بِرُقْعَةٍ أُخْرَى أَعْلَمْتُهُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ فَلَمْ أَنْتَفِعْ، فَوَقَّعَ إِذَا لَمْ يَحُلَّ فِيهِ التَّخْوِيفُ بِاللَّهِ فَكَيْفَ تُخَوِّفُهُ بِأَنْفُسِنَا.

حسن بن حسن کا بیان ہے کہ احمد بن حماد نے مجھ سے بہت زیادہ مال چھین لیا تو میں نے امام ابو الحسن کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں اس کی شکایت کی تو آپ نے جواب تحریر فرمایا: اسے خدا سے ڈراو، تو میں نے ایسا کیا۔

لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، میں نے ایک دوسرا نامہ امام کو لکھا اور بتایا کہ میں نے وہ ترکیب کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپؑ نے جواب لکھا: جب خدا کے خوف نے اس میں اثر نہیں کیا تو تو کیسے اسے ہمارے ذریعے ڈرانا چاہتا ہے؟![۱۵۸]

۱۰۶۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْهُذَيْلِ الْعَلَّافِ، إِنِّي أَتَيْتُكَ سَائِلًا! فَقَالَ أَبُو الْهُذَيْلِ سَلْ فَاسْأَلِ اللَّهَ الْعِصْمَةَ وَ التَّوْفِيقَ، فَقَالَ أَبِي أَ لَيْسَ مِنْ دِينِكَ أَنَّ الْعِصْمَةَ وَ التَّوْفِيقَ لَا يَكُونَانِ مِنَ اللَّهِ لَكَ إِلَّا بِعَمَلٍ تَسْتَحِقُّهُ بِهِ قَالَ أَبُو الْهُذَيْلِ نَعَمْ، قَالَ فَمَا مَعْنَى دُعَائِي، أَعْمَلُ وَ آخُذُ قَالَ لَهُ أَبُو الْهُذَيْلِ هَاتِ مَسَائِلَكَ! فَقَالَ لَهُ

[۱۵۸]۔ یعنی امام نے انسانیت کی اس بہت بڑی علامت کی طرف اشارہ فرمایا؛ ایک انسان مومن اور مسلمان کی علامت یہ ہے کہ اس کی ایک حد ہوتی ہے اور وہ آخری حد خدا کی ذات ہے جب تک انسان کے اندر اللہ تعالی کی ذات کا احساس اور خوف موجود ہو تو اس کی ہدایت کی جاسکتی ہے اسے متوجہ کیا جاسکتا ہے اور اگر کسی میں ذات خدا کا خوف ہی نہ ہو تو اس کو نبی اکرم ﷺ یا امام معصومؑ کا واسطہ دیں تو وہ کہاں مانے گا جب وہ ان کے خالق اور مالک کے واسطے کو نہیں مان رہا ،خدا ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے ۔

شَیْخی: أَخْبِرْنی عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ: الْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ(مائدہ۳) قَالَ أَبُو الْھُذَیْلِ قَدْ أَکْمَلَ لَنَا الدِّینَ! فَقَالَ شَیْخی فَخَبِّرْنی إِنْ سَأَلْتُکَ عَنْ مَسْأَلَةٍ لَا تَجِدُھَا فی کِتَابِ اللّٰہِ وَ لَا فی سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰہِ وَ لَا فی قَوْلِ الصَّحَابَةِ وَ لَا فی حِیلَةِ فُقَھَائِھِمْ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فَقَالَ ھَاتِ! فَقَالَ شَیْخی خَبِّرْنی عَنْ عَشَرَةٍ کُلُّھُمْ عِنِّینٌ وَقَعُوا فی طُھْرٍ وَاحِدٍ بِامْرَأَةٍ وَ ھُمْ مُخْتَلِفُو الْآفَةِ، فَمِنْھُمْ مَنْ وَصَلَ إِلَی بَعْضِ حَاجَتِہِ، وَ مِنْھُمْ مَنْ قَارَبَ حَسَبَ الْإِمْکَانِ مِنْہُ، ھَلْ فی خَلْقِ اللّٰہِ الْیَوْمَ مَنْ یَعْرِفُ حَدَّ اللّٰہِ فی کُلِّ رَجُلٍ مِنْھُمْ مِقْدَارَ مَا ارْتَکَبَ مِنَ الْخَطِیئَةِ، فَیُقِیمَ عَلَیْہِ الْحَدَّ فی الدُّنْیَا وَ یُطَھِّرَہُ مِنْہُ فی الْآخِرَةِ، وَ لْنَعْلَمْ مَا تَقُولُ فی أَنَّ الدِّینَ قَدْ أَکْمَلَ لَکَ فَقَالَ: ھَیْھَاتَ خَرَجَ آخِرُھَا فی الْإِمَامَةِ[۱۵۹].

ابو علی محمودی کا بیان ہے کہ مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے ابوالہذیل علّاف سے کہا : میں تیرے پاس سوال کرنے کے لیے آیا ہوں۔

اس نے کہا: پوچھو، میں خدا سے توفیق اور لغزش سے بچاو کی دعا کرتا ہوں۔

میں نے کہا: کیا تیرا یہ نظریہ نہیں ہے کہ عصمت و توفیق خدا تیرے لیے صرف عمل کے بدلے میں ہوتی ہے جس کے ذریعے تو اس سے توفیق کا مستحق ہوتا ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا: تیری اس دعا کا کیا معنی ہے؟ عمل کر اور توفیق پالے؟

اس نے کہا: اسے چھوڑو، اب اپنے مسائل پوچھو۔

---

[۱۵۹] رجال الکشی، ص ۵۶۲

میں نے کہا: اے شیخ! مجھے خداوند کے فرمان[کہ آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا]کا معنی بتاو؟

اس نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ خدا نے ہمارے لیے دین مکمل کر دیا ہے۔

میں نے کہا: اے شیخ! یہ بتاو اگر میں تم سے ایک ایسے مسئلے کے بارے میں پوچھوں جسے تو کتاب خدا، سنت نبی اکرم ﷺ، اقوال صحابہ اور فقہاء کے اجتہاد میں نہ پائے تو تو کیا کرے گا؟

اس نے کہا: وہ مسئلہ پیش کر۔

میں نے کہا: اے شیخ! مجھے ان دس مردوں کے بارے میں جو جنسی کمزوری(sexual impotence) کا شکار ہوں اور وہ ایک عورت سے ایک ہی پاکی میں بدکاری کا شکار ہوں تو ان میں بعض کچھ حد تک پہنچے ہوں اور بعض نے بقدر امکان دخول کیا ہو تو کیا آج مخلوق خدا میں کوئی ایسا ہے جو ان میں سے ہر شخص کے بارے میں خدا کی حد کو جانتا ہو جتنا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا اور ان پر حد جاری کرے اور انہیں آخرت کے عذاب سے نجات دے، جبکہ آپ کہتے ہیں کہ دین مکمل ہو گیا ہے؟

اس نے کہا: دور ہو جاو، آخر تم امامت تک پہنچ گئے۔

علی بن اسباط کوفی[۱۶۰]

۱۰۶۱- كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ فَطَحِيّاً، وَ لِعَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ إِلَيْهِ رِسَالَةٌ فِي النَّقْضِ عَلَيْهِ مِقْدَارَ جُزْءٍ صَغِيرٍ، قَالُوا فَلَمْ يَنْجَعْ ذَلِكَ فِيهِ وَ مَاتَ عَلَى مَذْهَبِه.

علی بن اسباط فطحی تھااور علی بن مہزیار نے اس کی طرف ایک مختصر رسالے میں نقد لکھا لیکن اس نے اپنے نظریئے کو نہیں چھوڑااور اسی پر فوت ہوا[۱۶۱]۔

---

[۱۶۰]۔ رجال البرقی ۵۵ و ۵۶، رجال النجاشی ۲ص۷۳ ن۶۶۱، رجال الطوسی ۳۸۲ ن۲۳ و ۴۰۳ ن۱۰، فہرست الطوسی ۱۱۶ ن۳۸۶، معالم العلماء ۶۳ ن۴۳۰، رجال ابن داود ۴۸۱ ن۳۲۱، التحریر الطاووسی ۱۸۷ ن۲۶۲، رجال العلامۃ الحلی ۹۹ ن۳۸، نقد الرجال ۲۲۷، مجمع الرجال ۴ص۱۶۶، جامع الرواۃ اص۵۵۴، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۵۷ ن۷۷۱، ہدایۃ المحدثین ۱۱۴، بہجۃ الآمال ۵ص۳۷۵، تنقیح المقال ۲ص۲۶۸ ن۸۱۷۲، الذریعۃ ۴ص۲۴۰ ن۱۱۷۵ و ۸ص۲۳۷ ن۱۰۰۲ و ۲۴ص۳۳۴ ن۱۷۶۵، معجم رجال الحدیث ۱۱ص۲۶۰ ن۷۹۲۳، قاموس الرجال ۶ص۴۲۱.

[۱۶۱] ۔ اس کے ثقہ اور فطحی ہونے میں کوئی شک نہیں،یہ ۳۸۷روایات کی سندوں میں وارد ہوا ،عیاشی نے بھی اسے فطحی جماعت میں ذکر کیا ،لیکن اس میں بحث ہے کہ یہ اسی مذہب پر فوت ہوا یا نہیں ، کشی کی مذکورہ بالا روایت سے ظاہر ہے کہ یہ فطحی مذہب پر فوت ہوا جبکہ نجاشی نےاس کے خلاف فرمایا: **علی بن اسباط بن سالم بیاع الزطی أبوالحسن المقرئ ،کوفی، ثقة، وکان فطحیا. جری بینه وبین علی بن مهزیار رسائل فی ذلک، رجعوا فیها إلی أبی جعفر الثانی علیه السلام، فرجع علی بن أسباط عن ذلک القول وترکه. وقد روی عن الرضا علیه السلام من قبل ذلک، وکان أوثق الناس وأصدقهم لهجة. له کتاب الدلائل** ؛ یہ کوفی ثقہ اور فطحی المذہب تھا اس کے اور علی بن مہزیار کے درمیان مذہب کے بارے میں خطوط کا تبادلہ ہوا اور بالآخر انہوں نے امام ابو جعفر ثانی کی طرف رجوع کیا تو علی بن اسباط نے اس نظریئے کو چھوڑ دیا اس نے اس سے پہلے بھی امام رضا سے روایت نقل

کی تھی اور وہ تمام لوگوں میں ثقہ و معتمد اور لہجے کا سچا ترین شخص تھا اور اس کی کتابوں میں کتاب الدلائل، ...کتاب تفسیر، کتاب مزار اور کتاب نوادر ہے ...۔

ابن داود نے کہا: **والاشهر ما قال النجاشی ، لان ذلک شاع بین أصحابنا وذاع فلا یجوز بعد ذلک الحکم بأنه مات علی المذهب الاول**؛ مشہور تر یہی ہے جو نجاشی نے کہا ہے کیونکہ یہ ہمارے علماء میں مشہور ہے تو اس کے بعد یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ یہ اپنے سابقہ مذہب فطحی پر فوت ہوا۔

سید خوئی فرماتے ہیں:اولا تو ابن داود سے یہ سوال ہوگا کہ جب علی بن اسباط ثقہ اور معتمد ہے اور آپ کو اس کے فطحی مذہب پر مرنے کا بھی حکم لگانا جائز نہیں لگا تو آپ نے اپنے رجال میں اسے قسم ثانی جس میں ضعیف یا مجہول راوی ذکر کرتے ہیں اسے کیوں ذکر کیا؟

ثانیا یہاں نجاشی کے مقابلے میں کشی اور ان کے استاد عیاشی کے قول کا آپس میں تعارض ہے اور عیاشی جیسے ماہر علم رجال جو امام جواد ؑ کے زمانے کے قریب تھے کے قول سے نجاشی کا قول تعارض نہیں کرسکتا اور اگر ان کے اقوال کو آپس میں متعارض مانا جائے تو بھی اس کا فطحی مذہب کو ترک کرنا ثابت نہیں ہوگا۔

ہاں کافی میں ایک صحیح السند روایت میں امام جوادؑ نے اس کے رحمت کی دعا کی ہے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے مذہب حق کو اپنالیا تھا اسی لیے امامؑ نے اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی: **إن کان الامر کما ذکره ابن داود فلماذا ذکره فی القسم الثانی ، بل کان علیه أن یذکره فی القسم الاول کما صنعه العلامة .وکیف کان ، فلم یظهر لنا وجه لتقدیم قول النجاشی علی قول محمد بن مسعود الذی هو کان قریب العهد إلی زمان الجواد علیه السلام ، بل یظهر من الکشی أن المعروف بینهم أن علی بن اسباط لم یرجع حتی مات ، وعلی ذلک فان لم یتقدم قول محمد بن مسعود علی کلام النجاشی ، فلا اقل من تساقطهما ، فلم یثبت رجوعه ، نعم قد یؤید رجوعه إلی الحق بترحم الامام الجواد علیه السلام علیه فی صحیحة علی بن مهزیار الحاکی کتاب علی بن اسباط إلی الجواد علیه السلامیسأله فیه عن أمر بناته وجوابه علیه السلام . کافی،ج۵ ، باب آخر فی أن المؤمن کفو المؤمنة من کتاب النکاح ۲۴،حح۲ ۔**

محمد بن ولید خزاز[۱۶۲]، معاویہ بن حکیم[۱۶۳]، مصدق بن صدقہ[۱۶۴] اور محمد بن سالم بن عبدالحمید[۱۶۵]

---

[۱۶۲]۔ رجال النجاشی ۲ص۲۳۸ ن۹۳۲، فہرست الطوسی ۱۷۴ ن۶۳۶ و ۱۸۲ ن۶۹۸، معالم العلماء ۱۱۰ ن۷۵۶، رجال ابن داود ۵۱۲ ن۴۷۵، التحریر الطاووسی ۲۵۳ ن۳۷۲، رجال العلامۃ الحلی ۱۵۱ ن۶۹، ایضاح الاشتباہ ۲۶۹ ن۵۸۰، نقد الرجال ۳۳۷، مجمع الرجال ۶ص۶۴، نضد الایضاح ۳۲۳، جامع الرواۃ ۲ص۲۱۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۴۴ ن۱۱۳۲، الوجیزۃ ۱۶۶، ہدایۃ المحدثین ۲۵۷، رجال بحر العلوم ۴ص۱۵۲، بہجۃ الآمال ۶ص۶۷۸، تنقیح المقال ۳ص۱۹۶ ن۱۱۴۶۹، الذریعۃ ۲۴ص۳۴۱ ن۱۸۱۹، معجم رجال الحدیث ۱۷ص۳۱۱ ن۱۱۹۳۰ و ۱۱۹۳۱ و ۱۱۹۳۴، قاموس الرجال ۸ص۴۲۰.

اس کے بارے میں نجاشی نے فرمایا: محمد بن الولید البجلی، الخزاز، ابو جعفر الکوفی: ثقۃ، عین، نقی الحدیث، ذکرہ الجماعۃ بہذا. روی عن یونس بن یعقوب، وحماد بن عثمان، ومن کان فی طبقتہما، وعمر حتی لقیہ محمد بن الحسن الصفار، وسعد. لہ کتاب النوادر. یہ ثقہ، عین اور پاکیزہ حدیث نقل کرنے والا ہے ایک جماعت نے اسے انہی اوصاف کے ساتھ ذکر کیا اور اس نے یونس، اور حماد اور ان کے ہم عصر افراد سے روایت کی اور اس نے لمبی عمر پائی حتی یہ محمد بن حسن صفار اور سعد سے ملا اور اس نے کتاب نوادر لکھی۔

[۱۶۳]۔ رجال النجاشی ۲ص۳۴۸، رجال الطوسی ۴۰۶ ن۱۹ و ۴۲۵ ن۴۲ و ۵۱۵ ن۶۳۹، فہرست الطوسی ۱۹۴ ن۷۳۵، معالم العلماء ۱۲۲ ن۸۱۴، رجال ابن داود ۳۴۹ ن۱۵۵۴ و ۵۳۳، رجال العلامۃ الحلی ۱۶۷، نقد الرجال ۳۴۶، مجمع الرجال ۶ص۹۸، جامع الرواۃ ۲ص۲۳۶، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۵۰ ن۱۱۶۷، ہدایۃ المحدثین ۱۴۶، بہجۃ الآمال ۷ص۳۵، تنقیح المقال ۳ص۲۳۳ ن۱۱۹۰۷، الذریعۃ ۱۵ص۱۷۴، معجم رجال الحدیث ۱۸ص۱۹۹ ن۱۲۴۴۱ و ۲۰۲ ن۱۲۴۴۲، قاموس الرجال ۹ص۳۶، معجم المؤلفین ۱۲ص۳۰۴.

نجاشی نے اسے ثقہ جلیل القدر صحابی امام رضاؑ قرار دیا اور شیخ طوسی نے اسے امام جوادؑ اور امام ہادیؑ میں شمار کیا ہے

۱۰۶۲ قَالَ أَبُو عَمْرٍو هَؤُلَاءِ كُلُّهُمْ فَطَحِيَّةٌ، وَ هُمْ مِنْ أَجِلَّةِ الْعُلَمَاءِ وَ الْفُقَهَاءِ وَ الْعُدُولِ، وَ بَعْضُهُمْ أَدْرَكَ الرِّضَا (ع) وَ كُلُّهُمْ كُوفِيُّونَ.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ یہ سب فطحی ہیں اور یہ جلیل القدر اور علماء و فقہاء اور عادل افراد میں سے تھے[166] اور ان میں سے بعض نے امام رضا کے زمانے کو پایا اور یہ سب کوفی تھے۔

---

[164]۔ رجال الطوسی ۳۲۰ و ۴۰۶، رجال ابن داود ۵۱۶ ن۴۸۶، رجال العلامۃ الحلی ۱۷۳، نقد الرجال ۳۴۵، مجمع الرجال ۶ص۹۳، جامع الرواۃ ۲ص۲۳۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۵۰ ن۱۱۶۲، بہجۃ الآمال ۷ص۲۴، تنقیح المقال ۳ص۲۱۸ ن۱۱۸۲۴، معجم رجال الحدیث ۱۸ص۱۶۹ و ۱۷۰ ن۱۲۷۳۴ و ۱۲۷۳۵، قاموس الرجال ۹ص۴.

[165]۔رجال شیخ طوسی ،اصحاب امام جوادؑ،ص۴۰۶ ن۲۲، رجال ابن داود، قسم ثانی،۲۷۲ن۴۴۹،رجال علامہ حلی،۱۵۱،ن۶۹۔

[166]۔ محقق خوئی فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ اس عبارت میں اس کے عادل ہونے سے مراد اس کا عمل میں حرام کاموں سے بچنا اور واجبات کو پابندی سے انجام دینا ہے اور یہ اس کے عقیدے کے فاسد ہونے ہونے کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتا ہے لیکن کبھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فطحی تھے لیکن بعد میں اس عقیدے کو چھوڑ کر مذہب حقہ کی طرف پلٹ آئے تھے جیسا کہ امام صادقؑ کے بیٹے عبداللہ کے حالات میں آیا ہے کہ اکثر فطحی مذہب کے افراد نے امام صادقؑ کی زندگی میں یا آپ کے بعد امام موسی کاظمؑ کی امامت کی طرف رجوع کر لیا تھا جب انہیں عبداللہ کی علمی کمزوری کا علم ہوا۔ لیکن اس کا احتمال مصدق بن مصدق اور محمد بن ولید خزاز کے بارے میں ہو سکتا ہے لیکن معاویہ بن حکیم اور محمد بن سالم بن عبدالحمید وغیرہ کے بارے میں نہیں کیونکہ انہوں نے تو امام موسی کاظمؑ کا زمانہ بھی نہیں دیکھا چہ جائیکہ امام صادقؑ کے زمانے میں ہوتے بلکہ یہ بعد میں آئے اور فطحی مذہب پر ڈٹے رہے۔

مروک بن عبید[۱۶۷]

۱۰۶۳ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ فَقَالَ ثِقَةٌ شَيْخٌ صَدُوقٌ.

محمد بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن حسن سے مروک بن عبید بن سالم بن ابی حفصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ایک ثقہ و معتمد اور سچے بزرگ تھے۔

محمد بن إبراہیم حضینی اہوازی[۱۶۸]

۱۰۶۴ ابْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِيُّ، قَالَ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ حَمْدَانَ الْحُضَيْنِيِّ قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) إِنَّ أَخِي مَاتَ فَقَالَ لِي رَحِمَ اللَّهُ أَخَاكَ فَإِنَّهُ كَانَ

---

[۱۶۷]۔ رجال النجاشی ۲ص۳۷۹ ن۱۱۴۳، رجال الطوسی ۴۰۶ ن۲۱، فہرست الطوسی ۱۹۷ ن۷۵۴، معالم العلماء ۱۲۳ ن۸۳۳، رجال ابن داود ۳۴۳ ن۱۵۱۷، التحریر الطاووسی ۲۸۶ ن۴۳۱، رجال العلامۃ الحلی ۱۷۲ ن۱۷، ایضاح الاشتباہ ۳۰۳ ن۷۱۶، نقد الرجال ۳۴۲ ن۱، مجمع الرجال ۶ ص۸۴، نضد الایضاح ۳۲۹، جامع الرواۃ ۲ص۲۲۶، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۴۸ ن۱۱۵۱، الوجیزۃ ۱۶۷، مستدرک الوسائل ۳ص۷۴۶، بہجۃ الآمال ۷ص۱۴، تنقیح المقال ۳ص۲۱۰ ن۱۱۶۶۵، الذریعۃ ۲ص۱۶۶ ن۶۱۳، معجم رجال الحدیث ۱۸ص۱۲۵ ن۱۲۲۳۴ و ۱۲۲۳۵ و ۱۲۲۳۶ و ۱۲۲۳۷، قاموس الرجال ۸ص۴۷۰.

[۱۶۸]۔رجال شیخ،ص۴۰۵ن۴،اِصحاب الجوادؑ، رجال برقی،ص۵۶،رجال علامہ حلی،قسم اول: ۱۵۲ن۷۰ ،رجال ابن داود: ۱۶۰ ن ۱۲۸۰،اِصحاب الجوادؑ، اور رجال النجاشی سے نقل کیا ہے درحالانکہ نجاشی نےرجال میں ذکر ہی نہیں کیا ہے، التحریر الطاووسی،ص۵۲۴ن۳۸۴۔

مِنْ خِصِّيصِ شِيعَتِي. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ مِنَ الْخِصِّيصِ قَالَ الْخَاصَّةُ الْخَاصَّةُ.

حمدان حضینی کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ سے عرض کی میرا بھائی فوت ہوگیا ہے، فرمایا: خدا تیرے بھائی پر رحمت کرے بے شک وہ میرے خاص شیعوں میں سے تھا، اور ابن مسعود کا بیان ہے کہ حمدان بن احمد خاص الخاص افراد میں سے تھا۔

محمد بن إسماعيل بن بزيع[۱۶۹] و احمد بن حمزہ بن بزیع

۱۰۶۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي بُنَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) أَنْ يَأْمُرَنَا بِقَمِيصٍ مِنْ قُمُصِهِ أُعِدُّهُ لِكَفَنِي فَبَعَثَ بِهِ إِلَيَّ، فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ انْزِعْ أَزْرَارَهُ.

محمد بن اسماعیل بن بزیع کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ سے سوال کیا آپ میرے لیے اپنے پیراہن میں سے ایک قمیض دینے کا حکم فرمائیں تا کہ میں اسے اپنے کفن کے لیے آمادہ کرلوں۔
امامؑ نے ایک قمیض میرے لیے بھیجی۔
میں نے عرض کی: مولا میں اس سے کس طرح کفن بناوں؟
فرمایا: اس کے بٹن جدا کردو۔

---

[۱۶۹]۔ رجال البرقی ۵۴ و ۵۶، رجال النجاشی ۲ص۲۱۴ ن۸۹۴، رجال الطوسی ۳۶۰ ن۳۱ و ۳۸۶ ن۶ و ۴۰۵ ن۶، فہرست الطوسی ۱۶۵ ن۶۰۶، معالم العلماء ۱۰۰ ن۶۶۹، رجال ابن داود ۲۹۸ ن۱۲۹۰، التحریر الطاووسی ۲۵۴ ن۳۷۸، نقد الرجال ۲۹۲، مجمع الرجال ۵ص۱۵۰، جامع الرواۃ ۲ص۶۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۱۷ ن۹۸۶، الوجیزۃ ۱۶۳، ہدایۃ المحدثین ۲۲۷، بہجۃ الآمال ۶ص۲۹۲، تنقیح المقال ۲ص۸۱ ن۱۳۰۹۳، الذریعۃ ۵ص۱۸ ن۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۵ص۹۵ ن۱۰۲۴۶، قاموس الرجال ۸ص۵۸.

قَالَ حَمْدَوَیْه، عَنْ أَشْیَاخه إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ وَ أَحْمَدَ بْنَ حَمْزَةَ بْنِ بَزِیعٍ، کَانَا فِی عِدَادِ الْوُزَرَاءِ، وَ کَانَ عَلِیُّ بْنُ النُّعْمَانِ أَوْصَی بِکُتُبِه لِمُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ.

حمدویہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا کہ محمد بن اسماعیل بن بزیع اور احمد بن حمزہ بن بزیع وزراء میں سے شمار ہوتے تھے اور علی بن نعمان[۱۷۰] نے اپنی کتابیں محمد بن اسماعیل کے لیے وصیت کی تھیں۔

۱۰۶۶ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیِّ بِخَطِّه، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الْعَطَّارُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، قَالَ کُنْتُ بِفَیْدَ، فَقَالَ لِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ بِلَالٍ، مَرَّ بِنَا إِلَی قَبْرِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ لِنَزُورَهُ، فَلَمَّا أَتَیْنَاهُ جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِه مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَ الْقَبْرُ أَمَامَهُ، ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِی صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ، یَعْنِی مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِیلَ بْنِ بَزِیعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) یَقُولُ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَخِیه الْمُؤْمِنِ فَجَلَسَ عِنْدَ قَبْرِه وَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَ وَضَعَ یَدَهُ عَلَی الْقَبْرِ وَ قَرَأَ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَمِنَ مِنَ

---

[۱۷۰]۔اس سے مراد علی بن نعمان نخعی اعلم ہیں جو کہ ثقہ شخص تھے؛ رجال النجاشی ۲ص۱۰۹ ن ۷۱۷، رجال الطوسی ۳۸۳ ن ۵۱، فہرست الطوسی ۱۲۲ ن ۴۱۷، معالم العلماء ٦٨ ن ۴٦۳، رجال ابن داود ۲۵۳ ن ۱۰۷۵، رجال العلامۃ الحلی ۹۵ ن ۲۵، نقد الرجال ۲۴۵، مجمع الرجال ۴ص۲۳۱، جامع الرواۃ ۱ص٦۰٦، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۷۲ ن ۸۳۴، الوجیزۃ ۱۵۹، ہدایۃ المحدثین ۱۱۹، بہجۃ الآمال ۵ص۵۵۱، تنقیح المقال ۲ص۳۱۳ ن ۸۵۴۴، الذریعۃ ٦ص۳۵۱ ن ۲۱۰۲، معجم رجال الحدیث ۱۲ص۲۱۵، قاموس الرجال ۷ص۴۷ ن ۸۵۵٦.

الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ. وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَدْرَكَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ (ع)[۱۷۱]. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ رَوَى عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ.

محمد بن احمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں فید (کوفہ سے مکہ کے راہ میں ایک جگہ) میں موجود تھا مجھ سے محمد بن علی بن بلال نے کہا: ہمیں محمد بن اسماعیل بن بزیع کی قبر پہ لے جاو تاکہ ہم اس کی زیارت کریں جب ہم اس کی قبر پہ آئے تو وہ ان کے قبر کے سرہانے قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے جبکہ قبر ان کے سامنے تھے۔

پھر فرمایا: مجھے اس قبر والے (محمد بن اسماعیل بن بزیع) نے خبر دی کہ اس نے ابو جعفر سے سنا جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر کی زیارت کرے گا اور اس کی قبر کے پاس قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اس کی قبر پر ہاتھ رکھے اور سات بار سورہ قدر کی تلاوت کرے تو وہ قیامت کے دن بڑے خوف سے امان پا جائے گا۔

اور محمد بن اسماعیل بن بزیع نے امام کاظمؑ کو درک کیا تھا۔

اور نصر بن صباح نے کہا کہ محمد بن اسماعیل بن بزیع ابن بکیر سے روایت کرتا ہے۔

محمد بن عبد جبار[۱۷۲]، محمد بن ابی خنیس و ابن فضال

رووا جميعا عن ابن بكير.

---

[۱۷۱] رجال الکشی، ص ۵۶۴

[۱۷۲]۔رجال البرقی ۵۹ و ۶۱، رجال الطوسی ۴۰۷ ن ۲۵ و ۴۲۲ ن ۱۷ و ۴۳۵ ن ۵ و ۵۱۲ ن ۱۱۶، فہرست الطوسی ۱۷۴ ن ۶۳۰، معالم العلماء ۱۰۴ ن ۶۹۳، رجال ابن داود ۲۸۷ ن ۱۲۴۸، رجال العلامۃ الحلی ۱۴۲ ن ۲۵، ایضاح الاشتباہ ۲۶۴ ن ۵۵۴، نقد الرجال ۲۸۴ ن ۴۱ و ۳۱۳ ن ۴۵۶، مجمع الرجال ۵ص۱۱۵ و ۲۵۱، نضد الایضاح ۲۶۵، جامع الرواۃ ۲ص۴۸ و ۱۳۵، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۱۰ ن ۳۳۱ ن ۱۰۵۸، الوجیزۃ ۱۶۴، ہدایۃ المحدثین ۱۴۶، مستدرک الوسائل ۳ص۶۶۰ و ۷۴۲ و ۷۴۴، بہجۃ الآمال ۶ص۴۶۶، تنقیح المقال ۲ص۶۰ ن ۱۰۲۵۹ و ۳ص۱۳۵ ن ۱۰۹۱۲، معجم رجال الحدیث ۱۴ص۲۶۳ ن ۹۹۹۷ و ۱۶ص۲۰۰ ن ۱۱۰۲۱ و ۱۱۰۲۲، قاموس الرجال ۷ص۵۰۵ و ۸ص۲۲۹.

کشی فرماتے ہیں کہ ان سب نے ابن بکیر سے روایت کی ہے۔

حسن بن علی بن فضال کوفی[۱۷۳]

۱۰۶۷ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُمِّیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الرَّیَّانِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَارَةَ بْنِ أَعْیَنَ، قَالَ، کُنَّا فِی جِنَازَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ فَالْتَفَتَ إِلَیَّ وَ إِلَی مُحَمَّدِ بْنِ الْهَیْثَمِ التَّمِیمِیِّ، فَقَالَ لَنَا أَ لَا أُبَشِّرُکُمَا! فَقُلْنَا لَهُ وَ مَا ذَاکَ قَالَ حَضَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ قَبْلَ وَفَاتِهِ وَ هُوَ فِی تِلْکَ الْغَمَرَاتِ وَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ، فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ لَهُ: یَا أَبَا مُحَمَّدٍ تَشَهَّدْ! فَتَشَهَّدَ اللَّهَ فَسَکَتَ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ الثَّانِیَةَ: تَشَهَّدْ! فَتَشَهَّدَ فَصَارَ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ (ع)، فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فَأَیْنَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ قَدْ نَظَرْنَا فِی الْکُتُبِ فَلَمْ نَجِدْ لِعَبْدِ اللَّهِ شَیْئاً.

علی بن ریان کا بیان ہے کہ ہم حسن بن علی بن فضال کوفی کے جنازے میں تھے تو محمد بن عبداللہ بن زرارہ میری طرف اور محمد بن ہیثم تمیمی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا میں تمھیں خوشخبری نہ دوں!

---

[۱۷۳]۔رجال البرقی ۵۴،فہرست ابن الندیم ۳۲۶، رجال النجاشی اص۱۲۷، رجال الطوسی ۳۷۱، فہرست الطوسی ۴۷ ن ۱۶۴، معالم العلماء ۳۳ ن ۱۸۴، رجال ابن داود ۱۱۴ ن ۴۳۷ و ۴۴۱ ن ۱۲۵، التحریر الطاووسی ۴۷ ن ۹۴ و ۹۵، رجال العلامۃ الحلی ۳۷، لسان المیزان ۲ص۲۲۵، نقد الرجال ۹۴ ن ۱۱۱، مجمع الرجال ۲ص۱۳۱، جامع الرواۃ اص۲۱۴، منتہی المقال ۹۹ و ۱۰۰، بہجۃ الآمال ۳ص۱۷۲، ایضاح المکنون ۲ص۲۷۸ و ۶۱۵، تنقیح المقال اص۲۹۷، إعیان الشیعۃ ۵ص۲۰۶، الذریعۃ ۳ص۱۱۰، الجامع فی الرجال اص۵۳۰، معجم رجال الحدیث ۵ص۴۴ ن ۲۹۸۳، قاموس الرجال ۳ص۲۱۱.

ہم نے کہا: وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں حسن بن علی بن فضال کوفی کے وفات سے پہلے ان کے پاس حاضر ہوا وہ اس وقت جان کنی کی حالت میں تھے اور ان کے پاس محمد بن حسن بن جہم بیٹھے تھے انہوں نے کہا: اے ابو محمد! شہادتین کہو۔

انہوں نے خدا کی وحدانیت کی گواہی دی اور خاموش ہو گئے۔

اس نے دوبارہ کہا: ارے گواہی دو۔

انہوں نے نبوت کی گواہی کے بعد امامت کی گواہی دینا شروع کی اور امام کاظمؑ کا ذکر کیا تو محمد بن حسن نے کہا: ارے عبداللہ کہاں ہے اس کی گواہی کیوں نہیں دی؟

حسن بن علی نے کہا: ہم نے کتابوں میں غور کیا تو ہم نے عبداللہ کی امامت کی کوئی دلیل نہیں پائی۔

و كان الحسن بن على بن فضال فطحيا يقول بعبد الله بن جعفر قبل أبى الحسن (ع) فرجع فيما حكى عنه فى هذا الحديث إن شاء الله تعالى.

کشی کا بیان ہے کہ حسن بن علی بن فضال کوفی فطحی مذہب کے قائل تھے اور امام ابو الحسن کاظمؑ سے پہلے عبداللہ بن جعفر کو امام مانتے تھے لیکن اس حدیث کے مطابق بعد میں اس عبداللہ کی امامت کے نظریئے کو چھوڑ دیا، ان شاء اللہ۔

ابوالخیر صالح بن ابی حماد رازی

۱۰۶۸ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، سَمِعْتُ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ فِي أَبِي الْخَيْرِ وَ هُوَ صَالِحُ بْنُ سَلَمَةَ أَبِي حَمَّادٍ الرَّازِيُّ كَمَا كَنَّى، وَ قَالَ عَلِيٌّ: كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ يَرْتَضِيهِ وَ يَمْدَحُهُ وَ لَا يَرْتَضِي أَبَا سَعِيدٍ الْآدَمِيَّ وَ يَقُولُ هُوَ الْأَحْمَقُ.

علی بن محمد قتیبی نے فضل بن شاذان سے نقل کیا کہ انہوں نے اِبو الخیر جن کا نام صالح بن سلمہ اِبی حماد رازی تھا کی کنیت اسی طرح بیان کی اور وہ ان سے رضا اور اعتماد کا اظہار کرتے اور اس کی مدح کی کرتے تھے لیکن ابو سعید آدمی پر ہر گز اعتماد نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں احمق سمجھتے تھے۔

سہل بن زیاد آدمی اِبو سعید[۱۷۴]

۱۰۶۹ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ الرَّازِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْآدَمِيُّ يَرْوِي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي الْحَسَنِ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ سہل بن زیاد رازی آدمی اِبو سعید نے امام ابو جعفر (جوادؑ)، ابو الحسن (علی نقیؑ) اور ابو محمد (حسن عسکریؑ) سے روایت کی۔

[۱۷۴]۔ رجال البرقی ۵۸ و ۶۰، رجال النجاشی اص۴۱۷ ن ۴۴۸، رجال الطوسی ۴۰۱ ن ۱ و ۴۱۶ ن ۴ و ۴۳۱ ن ۲، فہرست الطوسی ۱۰۶ ن ۳۴۱، معالم العلماء ۵۷ ن ۳۸۳، رجال ابن داود ۴۶۰ ن ۲۲۲، التحریر الطاووسی ۱۴۳ ن ۱۸۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۲۸ ن ۲، نقد الرجال ۱۶۵، مجمع الرجال ۳ص۱۷۹، جامع الرواۃ اص۳۹۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۱۳ ن ۵۶۸، الوجیزۃ ۱۵۴، ہدایۃ المحدثین ۷۸، بہجۃ الآمال ۴ص۵۱۴، تنقیح المقال ۲ص۷۵ ن ۵۳۹۶، اِعیان الشیعۃ ۷ص۳۲۲، الذریعۃ ۴ص۴۷۹ ن ۲۱۳۳ و ۲۴ص۳۳۲ ن ۱۷۴۳، معجم رجال الحدیث ۸ص۳۳۷ ن ۵۶۲۹، قاموس الرجال ۵ص۳۷، المعجم الموحّد اص۳۸۳.

منذر بن قابوس[۱۷۵]

۱۰۷۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ قَابُوسَ، وَ كَانَ ثِقَةً.

محمد بن مسعود نے عبداللہ بن محمد بن خالد برقی سے نقل کیا کہ ہمیں منذر بن قابوس نے روایت بیان کی اور وہ ثقہ و معتمد شخص تھے۔

احمد بن عبداللہ کرخی

۱۰۷۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ، وَ سَأَلْتُهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكَرْخِيِّ إِذْ رَأَيْتُهُ يَرْوِي كُتُباً كَثِيرَةً عَنْهُ فَقَالَ كَانَ كَاتِبَ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فَتَابَ وَ أَقْبَلَ عَلَى تَصْنِيفِ الْكُتُبِ، وَ كَانَ أَحَدَ غِلْمَانِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ يُعْرَفُ بِهِ وَ هُوَ يُعْرَفُ بِابْنِ خَانِبَةَ وَ كَانَ مِنَ الْعَجَمِ.

---

[۱۷۵]۔ شیخ طوسی نے رجال، ص۴۰۶ن۱۷ اِصحاب الجواد ؑ میں اسے ذکر کیا اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہی شخص ہے جسے رجال نجاشی، ص۴۱۸ن ۱۱۱۸ میں اس عنوان سے ذکر کیا اور توثیق کی:" منذر بن محمد بن المنذر بن سعید بن اِبی الجہم القابوسی اِبو القاسم، من ولد قابوس بن النعمان بن المنذر ناقلة إلی الکوفة، ثقة من اِصحابنا من بیت جلیل.." محقق خوئی نے معجم، ج۱۸ص۳۳۶ ن۱۲۶۵۵میں اس اتحاد کا احتمال دیا لیکن مامقانی نے تنقیح، ج۳ص۲۴۸میں ان کو صریحا متحد قرار دیا چونکہ انھوں نے منذر بن محمد بن منذر کے تعارف میں فرمایا :"منذر دادے کی طرف منسوب ہے اور یہی کشی کی روایت میں مراد ہے ۔

علی بن محمد قتیبی کا بیان ہے کہ ابو طاہر محمد بن علی بن بلال نے مجھے نقل کیا اور میں نے اس سے اِحمد بن عبد اللہ کرخی کے متعلق سوال کیا جب میں نے دیکھا کہ وہ ان سے بہت سی کتابیں نقل کرتے تھے تو انہوں نے کہا: وہ اسحاق بن ابراہیم کے کاتب تھے تو انہوں نے توبہ کرلی اور کتابیں لکھنا شروع کردیں اور وہ یونس بن عبدالرحمٰن کے شاگردوں میں سے تھے اور وہ انہی کے عنوان سے معروف تھے اور انہیں ابن خانبہ[176] بھی کہا جاتا ہے اور وہ عجم میں سے تھے۔

[176]۔ نجاشی نے ان لفظوں میں ان کی توثیق کی؛"اِحمد بن عبد اللہ بن مہران المعروف بابن خانبہ اِبو جعفر، کان من اِصحابنا الثقات، ولا تعرف لہ الا کتاب التأدیب وہو کتاب یوم ولیلۃ، حسن، جید، صحیح.. "(رجال نجاشی،ص ۹۱ن۲۲۶)، شیخ طوسی نے فہرست،ص ۲۶ ن۶۹ میں فرمایا: " اِحمد بن عبد اللہ مہران المعروف بابن خانبہ اِبو جعفر، کان من اِصحابنا الثقات وما ظہر لہ روایۃ، وصنف کتاب التأدیب وہو کتاب یوم ولیلۃ "، رجال،ص ۴۵۳ ن۹۳ باب من لم یرو عن الائمۃؑ توثیق کے ساتھ اسے ذکر کیا علامہ حلی نے رجال قسم اول،ص ۱۵ان۱۳ میں نجاشی اور کشی کے بیان کو جمع کردیا لیکن ابن داود نے " اِحمد بن عبد اللہ الکرخی"کو "اِحمد بن عبد اللہ بن مہران"کے علاوہ کوئی شخص سمجھا اس لیے رجال کی قسم اول ،ص۳۹ن۸۹میں " اِحمد بن عبد اللہ بن مہران کو ذکر کیا اور اس میں فہرست نجاشی وشیخ کے بیان کو نقل کیا پھر اس کے بعد بلافاصلہ " اِحمد بن عبد اللہ الکرخی " کو ذکر کیا اور اس میں کشی کی روایت کو نقل کیا حالانکہ سب (نجاشی ،شیخ طوسی وکشی) نے اس کے متعلق کہا کہ وہ " اِبن خانبہ"کے عنوان سے مشہور ہے اور ابن شہر آشوب معالم،ص ۱۴ان۷۰ذکر کیا اور نجاشی نے رجال،ص۳۴۶ن۹۳۵ میں اس کے بیٹے " محمد بن اِحمد بن عبد اللہ الکرخی "کے تعارف میں فرمایا:اس کا والد امام رضاؑ سے خط و کتابت رکھتا تھا؛" لوالدہ اِحمد بن عبد اللہ مکاتبۃ إلی الرضا علیہ السلام ".

إبراهيم بن إبي محمود[177]

۱۰۷۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مَحْمُودٍ كَانَ مَكْفُوفاً، رَوَى عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى مَسَائِلَ مُوسَى (ع) قَدْرَ خَمْسٍ وَ عِشْرِينَ وَرَقَةً، وَ عَاشَ بَعْدَ الرِّضَا (ع).

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ إبراہیم بن إبی محمود نابینا تھا اس سے احمد بن محمد بن عیسی نے ۲۵ اوراق پہ مشتمل امام موسیٰؑ سے پوچھے گئے مسائل کو نقل کیا اور وہ امام رضاؑ کے بعد بھی زندہ رہا۔

۱۰۷۳ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْخَشَّابُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مَحْمُودٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) وَ مَعِي كُتُبٌ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيهِ، فَجَعَلَ يَقْرَؤُهَا وَ يَضَعُ كِتَاباً كَبِيراً عَلَى عَيْنَيْهِ، وَ يَقُولُ خَطُّ أَبِي وَ اللَّهِ، وَ يَبْكِي حَتَّى سَالَتْ دُمُوعُهُ عَلَى خَدَّيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ كَانَ أَبُوكَ رُبَّمَا قَالَ لِي فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مَرَّاتٍ: أَسْكَنَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ أَدْخَلَكَ اللَّهُ

---

[177] رجال البرقی ۵۲، رجال الکشی ۴۷۴ ن ۴۵۷، رجال النجاشی اص۱۰۷ ن ۴۲ (توثیق کی)، رجال الطوسی ۳۴۳ ن ۲۰، فہرست الطوسی ۳۱ ن ۱۵، رجال ابن داود ۱۳ ن ۱۳، التحریر الطاووسی ۳۳ ن ۱۰، رجال العلامۃ الحلی ۳ ن ۳، نقد الرجال ۷، مجمع الرجال اص۳۶، جامع الرواۃ اص۱۷، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۱۸ ن ۱۵، الوجیزۃ ۱۴۳، ہدایۃ المحدثین ۱۰، بہجۃ الآمال اص۵۲۱، تنقیح المقال اص۱۲ ن ۵۳، إعیان الشیعۃ ۲ص۱۰۹، الذریعۃ ۶ص۳۰۴ ن ۱۶۱۷، العندبیل اص۵، الجامع فی الرجال اص۲۵، معجم رجال الحدیث اص۱۹۸ ن ۹۰، قاموس الرجال اص۱۰۹۔

الْجَنَّةَ! قَالَ، فَقَالَ: وَ أَنَا أَقُولُ أَدْخَلَکَ اللَّهُ الْجَنَّةَ! فَقُلْتُ جُعِلْتُ فداکَ تَضْمَنُ لِی عَنْ رَبِّکَ أَنْ تُدْخِلَنِی الْجَنَّةَ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ رِجْلَهُ فَقَبَّلْتُهَا[۱۷۸].

إبراہیم بن إبی محمود کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ آپ کے والد گرامیؑ کو لکھے ہوئے خطوط بھی تھے۔

آپ نے انہیں پڑھنا شروع کیا اور ایک بڑے خط کو اپنی آنکھوں پہ رکھا اور فرمایا: خدا کی قسم! یہ میرے والد گرامی کا خط ہے اور آپ اتنا روئے کہ آنسو آپ کے رخساروں پہ جاری ہو گئے۔

میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، آپ کے والد گرامیؑ مجھے اپنی مجالس میں کبھی میرے لیے کئی بار فرمایا کرتے: خدا تجھے جنت میں جگہ دے، خدا تجھے جنت میں سکونت دے۔

آپ نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں: خدا تجھے جنت میں جگہ دے، خدا تجھے جنت میں سکونت دے۔

میں نے عرض کی: مولا آپ میرے لیے اپنے پروردگار سے ضمانت لیں کہ خدا مجھے جنت میں جگہ عطا فرمائے۔

فرمایا: ہاں میں ضمانت لیتا ہوں۔

میں نے آپؑ کے پا مبارک کا بوسہ لیا۔

---

[۱۷۸] رجال الکشی، ص ۵۶۷۔

ابو طالب قمی[۱۷۹]

۱۰۷۴- و اسمه عبد الله بن الصلت،قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: أَبُو طَالِبٍ لَمْ يُدْرِکْ سَدِيراً.

کشی فرماتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ بن صلت تھا اور محمد بن مسعود نے بتایا کہ اِبی طالب قمی نے سدیر کو درک نہیں کیا۔

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو طَالِبٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ ابْنِ الرِّضَا (ع): فَأَذِنَ لِي أَنْ أَرْثِيَ أَبَا الْحَسَنِ أَعْنِي أَبَاهُ! قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيَّ انْدُبْنِي وَ انْدُبْ أَبِي.

اِبی طالب قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر جوادؑ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا جس میں آپ سے امام رضاؑ کا مرثیہ کہنے کی اجازت طلب کی؟

آپ نے فرمایا: ہاں میرا مرثیہ کہو اور میرے باپ کا مرثیہ کہو۔

---

[۱۷۹]۔ رجال البرقی ۵۴، رجال النجاشی ۲ص۱۳ ن ۵۶۲، رجال الطوسی ۳۸۰ ن ۱۳ و ۴۰۳ ن ۵، فہرست الطوسی ۱۳۰ ن ۹۴۹، معالم العلماء ۷۵ ن ۵۰۲، رجال ابن داود ۲۰۷ ن ۸۶۱، التحریر الطاووسی ۱۷۰ ن ۲۲۶ و ۳۳۲ ن ۱۷۴، رجال العلامة الحلی ۱۰۵ ن ۱۷، نقد الرجال ۲۵۱ ن ۱۵۳، مجمع الرجال ۴ص۷، جامع الرواۃ اص۴۹۲، وسائل الشیعة ۲۰ص۲۳۸ ن ۶۸۵، الوجیزة ۱۵۶، ہدایة المحدثین ۱۰۳، بہجة الآمال ۵ص۲۴۲، تنقیح المقال ۲ص۱۸۹ ن ۶۹۰۷، إعیان الشیعة ۲ص۳۶۸، الذریعة ۴ص۲۴۳ ن ۱۱۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۰ص۲۲۱ ن ۶۹۲۷ و ۶۹۲۸، قاموس الرجال ۵ص۴۸۵.

۱۰۷۵ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّار، عَنْ أَبِی طَالِبٍ الْقُمِّیِّ، قَالَ، کَتَبْتُ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) بِأَبْیَاتِ شِعْرٍ وَ ذَکَرْتُ فِیهَا أَبَاهُ، وَ سَأَلْتُهُ أَنْ یَأْذَنَ لِی فِی أَنْ أَقُولَ فِیهِ! فَقَطَعَ الشِّعْرَ وَ حَبَسَهُ، وَ کَتَبَ فِی صَدْرِ مَا بَقِیَ مِنَ الْقِرْطَاس: قَدْ أَحْسَنْتَ جَزَاکَ اللَّهُ خَیْراً.

اِبی طالب قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفر جوادؑ کی خدمت میں کچھ اشعار تحریر کیئے جن میں آپ کے والد گرامیؑ کا ذکر کیا اور آپ سے ان کے بارے میں مزید شعر کہنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے کاغذ کے اس حصے کو جدا کر لیا جس میں اشعار تھے اور انہیں محفوظ کر لیا اور باقی کاغذ کے شروع میں تحریر فرمایا: بہت خوب، خدا تجھے جزائے خیر دے۔

عبدالجبار بن مبارک نہاوندی

۱۰۷۶ أَبُو صَالِحٍ خَالِدُ بْنُ حَامِد، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِیدٍ الْآدَمِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی بَکْرُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ الْمُبَارَکِ النَّهَاوَنْدِیِّ، قَالَ، أَتَیْتُ سَیِّدِی سَنَةَ تِسْعٍ وَ مِائَتَیْن، فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّی رُوِّیتُ عَنْ آبَائِکَ أَنَّ کُلَّ فَتْحٍ فُتِحَ بِضَلَالٍ فَهُوَ لِلْإِمَامِ! فَقَالَ نَعَمْ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ فَإِنَّهُ أَتَوْا بِی مِنْ بَعْضِ الْفُتُوحِ الَّتِی فُتِحَتْ عَلَی الضَّلَالِ، وَ قَدْ تَخَلَّصْتُ مِنَ الَّذِینَ مَلَّکُونِی بِسَبَبٍ مِنَ الْأَسْبَاب، وَ قَدْ أَتَیْتُکَ مُسْتَرِقّاً مُسْتَعْبِداً! فَقَالَ قَدْ قَبِلْتُ، قَالَ، فَلَمَّا حَضَرَ خُرُوجِی إِلَی مَکَّةَ قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنِّی قَدْ حَجَجْتُ وَ تَزَوَّجْتُ وَ مَکْسَبِی مِمَّا یَعْطِفُ عَلَیَّ إِخْوَانِی لَا شَیْءَ لِی غَیْرُهُ، فَمُرْنِی بِأَمْرِکَ! فَقَالَ لِیَ: انْصَرِفْ إِلَی بِلَادِکَ وَ أَنْتَ مِنْ حَجِّکَ وَ تَزْوِیجِکَ وَ کَسْبِکَ فِی حِلٍّ. فَلَمَّا کَانَتْ سَنَةُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ مِائَتَیْنِ أَتَیْتُهُ وَ ذَکَرْتُ الْعُبُودِیَّةَ الَّتِی أَلْزَمْتُهَا

فَقَالَ أَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّه! قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اکْتُبْ لِی عَهْدَکَ! فَقَالَ تَخْرُجُ إِلَیْکَ غَداً فَخَرَجَ إِلَیَّ مَعَ کُتُبِی کِتَابٌ فِیهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ، هٰذَا کِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْهَاشِمِیِّ الْعَلَوِیِّ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَکِ فَتَاهُ أَنِّی أُعْتِقُکَ لِوَجْهِ اللَّهِ وَ الدَّارِ الْآخِرَةِ، لَا رَبَّ لَکَ إِلَّا اللَّهُ، وَ لَیْسَ عَلَیْکَ سَبِیلٌ، وَ أَنْتَ مَوْلَایَ وَ مَوْلَی عَقِبِی مِنْ بَعْدِی، وَ کُتِبَ فِی الْمُحَرَّمِ سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ مِائَتَیْنِ، وَ وَقَّعَ فِیهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ بِخَطِّ یَدِهِ وَ خَتَمَهُ بِخَاتَمِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ سَلَامُهُ عَلَیْهِ[۱۸۰].

عبدالجبار بن مبارک نہاوندی کا بیان ہے کہ میں ۲۰۹ھ میں اپنے مولا و آقا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، مجھے آپ کے آباء سے روایت کی گئی کہ ہر وہ غنیمت جو گمراہی کے ذریعے حاصل ہو وہ امام کا مال ہے۔

فرمایا: ہاں۔

میں سے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، مجھے انہوں نے بعض فتوحات میں اسیر کر کے لایا تھا جو گمراہی کے طریقے سے حاصل ہوئی تھیں اور میں بعض طریقوں سے ان سے نجات پا گیا جنہوں نے مجھے اسیر بنایا تھا اور اپنی ملکیت میں لیا تھا اور میں آپ کی خدمت میں اسیر و غلام بن کر حاضر ہوا ہوں!

امام نے فرمایا: میں نے تجھے اپنی غلامی میں قبول کیا۔

راوی کہتا ہے: جب میرے مکہ جانے کا وقت آن پہنچا۔

---

[۱۸۰] رجال الکشی، ص ۵۶۹

میں سے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں، مولا میں نے حج کی ہے اور شادی کے اخراجات بھی کئے اور اپنی کمائی سے اپنے بھائیوں کی مدد بھی کی ہے اپنی کمائی کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ تھا، آپ ان کے بارے میں اپنا حکم صادر فرمائیں؟

آپ نے فرمایا: اپنے وطن واپس چلے جاو اور تیری حج، شادی اور کمائی تجھے حلال کی گئی ہے۔

پھر جب ۲۱۳ھ ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی غلامی کا ذکر کیا جس میں ، میں قائم تھا۔

آپ نے فرمایا: تو خدا کی راہ میں آزاد ہے۔

میں سے عرض کی : میں آپ پر قربان جاوں، میرے لیے اپنا پیمان نامہ تحریر فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: کل تجھے لکھ دیا جائے گا۔

اگلے روز میرے خطوط کے ساتھ مجھے امام کا یہ پیمان نامہ موصول ہوا: " خدائے مہربان و رحیم کے نام سے، یہ محمد بن علی ہاشمی علوی کا نامہ اپنے غلام عبداللہ بن مبارک کے نام، میں تجھے خدا کی رضا کی خاطر اور آخرت کے دن کی خاطر آزاد کرتا ہوں اور اب خدا کے سوا کوئی تیرا مالک نہیں ہے اور تجھ پر کسی کو تسلط نہیں ہے، تو میرا اور میرے بعد میری اولاد کا ہم پیمان ہے اور یہ پیمان نامہ محرم ۲۱۳ھ کو لکھا گیا" اور اس میں محمد بن علی نے اپنے ہاتھ سے توقیع فرمائی اور اپنی انگشتر سے اسے مہر کیا۔

احکم بن بشّار مروزی[181]

۱۰۷۷-غَالٍ لَا شَیْءَ.أَحْمَدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ کُلْثُومٍ السَّرَخْسِیُّ قَالَ رَأَیْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِنَا یُعْرَفُ بِابْنِ زَیْنَبَةَ فَسَأَلَنِی عَنْ أَحْکَمَ بْنِ بَشَّارٍ الْمَرْوَزِیِّ وَ سَأَلَنِی عَنْ قِصَّتِهِ وَ عَنِ الْأَثَرِ الَّذِی فِی حَلْقِهِ وَ قَدْ کُنْتُ رَأَیْتُ فِی بَعْضِ حَلْقِهِ شِبْهَ

---

[181] ۔رجال شیخ طوسی،اصحاب امام جواد ،ن۱۷،معجم رجال الحدیث،ا،ص۳۵۵ن۳۸۰،نقد الرجال،ا،ص۹۹ن۱۷۵،رجال علامہ حلی،۲۰۷ن۸قسم ثانی،رجال ابن داود،۲۲۷ن۱۴قسم ثانی، طرائف المقال۲۷۵ن۱۸۴۲،آخر الذکر سید علی بروجردی بن سید محمد شفیع جابلقی م۱۳۱۳ھ اسے غالی لاشیء نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:**ولا یخفی أن غلو القمیین لیس مستلزما للکفر، کیف ؟ ورئیسهم " ق " ویقول: أول درجة الغلو رفع السهو عن النبی صلی الله علیه وآله فیخرج من الضعف الی الجهالة، وفیه حدیث یشعر بمدحه علی تکلف؛**واضح ہے کہ قمیوں کا کسی کو غالی قرار دینا اس کے کافر ہونے کا موجب نہیں ہے کیسے؟ حالانکہ ان کے رئیس کا کہنا ہے کہ غلو کا پہلا درجہ یہ ہے کہ کوئی نبی اکرمﷺ سے سہو کی نفی کرے اس طرح یہ شخص ضعیف ہونے کی بجائے مجہول قرار پائے گا اور اس کے بارے میں ایک حدیث ہے جو ایک تاویل کے ساتھ اس کی مدح پر دلالت کرتی ہے ۔

تبصرہ و تحلیل :تعجب کا مقام ہے کہ ایک غالی کے دفاع میں ایک بے ربط بات کو ذکر کردیا ہے بھلا یہاں اس غالی کو کس قمی نے غالی کہا ہے یہ تو سمرقند اور بخارا کے حوزہ علمیہ شیعہ میں تربیت پانے والے صاحب نظر ماہر علم رجال مفسر جلیل القدر محمد بن مسعود عیاشی کے شاگرد جناب کشی نے اسے غالی قرار دیا ہے اور اگر کسی عالم نے سہو نبی اکرمﷺ کے بارے میں ایسا نظریہ اپنایا ہو تو اس کو تمام محقق شیعہ علماء نے ردّ کیا ہے اس کی بات کو دوسرے اہل مکتب کی طرف کیوں منسوب کیا جاسکتا ہے دراصل ایسے رجالی کتابیں لکھنے والے علماء کی پوری کوشش غالیوں کا دفاع ہے حالانکہ غلو اور تفویض کے معیار سابقہ علماء شیعہ کے نزدیک بھی اسی طرح واضح تھے جیسے اب علماء اور فقہاء شیعہ میں واضح ہیں اور ہرگز اس طرح کے شبہات سے غالیوں کادفاع نہیں کیا جاسکتا ہے۔

الْخَطِّ كَأَنَّهُ أَثَرِ الذَّبْحِ، فَقُلْتُ لَهُ قَدْ سَأَلْتُهُ مِرَاراً فَلَمْ يُخْبِرْنِی، قَالَ، فَقَالَ كُنَّا سَبْعَةَ نَفَرٍ فِی حُجْرَةٍ وَاحِدَةٍ بِبَغْدَادَ فِی زَمَانِ أَبِی جَعْفَرٍ الثَّانِی (ع)، فَغَابَ عَنَّا أَحْكَمُ مِنْ عِنْدِ الْعَصْرِ وَ لَمْ يَرْجِعْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمَّا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ جَاءَنَا تَوْقِيعٌ مِنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع): أَنَّ صَاحِبَكُمُ الْخُرَاسَانِیَّ مَذْبُوحٌ مَطْرُوحٌ فِی لِبْدٍ فِی مَزْبَلَةِ كَذَا وَ كَذَا فَاذْهَبُوا فَدَاوُوهُ بِكَذَا وَ كَذَا! فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَاهُ مَطْرُوحاً كَمَا قَالَ،فَحَمَلْنَاهُ وَ دَاوَيْنَاهُ بِمَا أَمَرَنَا بِهِ فَبَرَأَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِیٍّ: كَانَ قِصَّتُهُ أَنَّهُ تَمَتَّعَ بِبَغْدَادَ فِی دَارِ قَوْمٍ، فَعَلِمُوا بِهِ وَ اتَّخَذُوهُ وَ ذَبَحُوهُ وَ أَدْرَجُوهُ فِی لِبْدٍ وَ طَرَحُوهُ فِی مَزْبَلَةٍ. قَالَ أَحْمَدُ: وَ كَانَ أَحْكَمُ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ الرَّجْعَةُ فَأَنْكَرَهَا أَحَدٌ، فَيَقُولُ أَنَا أَحَدُ الْمَكْرُورِينَ وَ حَكَى لِی بَعْضُ الْكَذَّابِينَ أَيْضاً بِهَرَاةَ هَذِهِ الْقِصَّةَ فَأُعْجِبَ وَ امْتَنَعَ بِذِكْرِ تِلْكَ الْحَالَةِ لِمَا يَسْتَنْكِرُهُ النَّاسُ[۱۸۲].

وہ غالی اور بے قدر و قیمت شخص ہے، احمد بن علی بن کلثوم سرخسی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص جو ابن زینبہ کے عنوان سے مشہور تھا نے مجھ سے احکم بن بشّار مروزی کے بارے میں پوچھا اور اس کی داستان اور انجام کے بارے میں سوال کیا اور اس کی گردن میں حلقے کے نشان کے متعلق سوال کیا اور میں نے اس کی گردن میں خط کی مانند کچھ حلقے کے نشانات دیکھے تھے جیسے وہ ذبح کے نشان ہوں اور میں نے اس سے کئی بار ان نشانات کے بارے میں پوچھا تھا لیکن وہ مجھے نہیں بتاتا تھا۔

---

[۱۸۲]۔ رجال الکشی، ص ۵۷۰۔

آخر اس نے مجھے بتایا کہ ہم بغداد میں ابو جعفر ثانیؑ کے زمانے میں ایک حجرے میں سات نفر موجود تھے کہ عصر کے وقت احکم ہم سے غائب ہو گیا اور رات کو نہیں لوٹا، جب آدھی رات کا وقت ہوا تو امام ابو جعفرؑ کی طرف سے ہمارے پاس ایک توقیع پہنچی:

تمہارا خراسانی ساتھی ذبح ہو کر فلاں گندگی کے ڈھیر پر ایک چادر میں لپٹا ہوا ہے جاو اور اس کا اس طرح علاج کرو تو ہم گئے اور اسے اسی طرح پایا جیسے امام نے بیان کیا تھا، ہم نے اسے اٹھایا اور امام کے حکم کے مطابق اس کا علاج کیا تو وہ شفایاب ہو گیا۔

احمد بن علی کہتا ہے: اس کی داستان یہ تھی کہ اس نے بغداد میں دوسروں کے ایک گھر میں نکاح موقت کیا تھا تو انہیں علم ہوا تو اسے پکڑ کر ذبح کیا اور ایک بوری میں ڈال کر اس گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیا۔

احمد نے یہ بھی کہا: احکم کے سامنے اگر کوئی رجعت کا انکار کرتا تو وہ کہتا تھا: ارے میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہیں اس دنیا میں لوٹایا گیا ہے اور ہرات میں مجھے یہ داستان بعض جھوٹوں نے نقل کی اور تعجب کیا اور اس حالت کو بیان نہیں کیا کیونکہ لوگ اسکو پسند نہیں کرتے۔

علی بن حدید[۱۸۳]

۱۰۷۸ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَلِيُّ بْنُ حَدِيدِ بْنِ حَكِيمٍ فَطَحِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَ كَانَ أَدْرَكَ الرِّضَا (ع).

نصر بن صباح نے کہا: علی بن حدید بن حکیم کوفی فطحی مذہب رکھتا تھا اور اس نے امام رضاؑ کو درک کیا تھا۔

علی بن حکم انباری[۱۸۴]

۱۰۷۹ حَمْدَوَيْه، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحَكَمِ هُوَ ابْنُ أُخْتِ دَاوُدَ بْنِ النُّعْمَانِ بَيَّاعِ الْأَنْمَاطِ، وَ هُوَ نَسِيبُ بَنِي الزُّبَيْرِ الصَّيَارِفَةِ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ

---

[۱۸۳]۔ رجال البرقی ۵۵، رجال النجاشی ۲ص۱۰۸ان ۷۱۵، رجال الطوسی ۳۸۲ن ۴۲ و ۴۰۳ن ۱۱، فہرست الطوسی ۱۱۵ن ۳۸۴، معالم العلماء ۶۳ن ۴۲۸، رجال ابن داود ۴۸۲ن ۳۲۴، التحریر الطاووسی ۱۸۷ان ۲۶۳، رجال العلامة الحلی ۲۳۴ن ۱۸، ایضاح الاشتباہ ۲۲۵، نقد الرجال ۲۲۹، مجمع الرجال ۴ص۱۷۵، نضد الایضاح ۲۱۴، جامع الرواۃ اص ۵۶۳، ہدایة المحدثین ۱۱۵، رجال بحر العلوم اص۴۰۰، بہجة الآمال ۵ص۳۹۰، تنقیح المقال ۲ص۲۷۵ن ۸۲۰۷، الذریعة ۶ص۳۴۹ن ۲۰۷۳، معجم رجال الحدیث ۱۱ص۳۰۲ن ۷۹۸۰، قاموس الرجال ۶ص۴۴۱.

[۱۸۴]۔ رجال النجاشی ۲ص۱۰۹ان ۷۱۶، رجال الطوسی ۳۸۲ن ۳۰، فہرست الطوسی ۱۱۳ان ۳۷۸، معالم العلماء ۶۲ن ۴۲۳، رجال ابن داود ۲۴۳ن ۱۰۲۵، التحریر الطاووسی ۱۸۳ان ۲۵۳، رجال العلامة الحلی اص ۹۳ن ۱۴، نقد الرجال ۲۳۳، ۲۳۴، مجمع الرجال ۴ص ۱۹۲، جامع الرواۃ اص ۵۷۵، وسائل الشیعة ۲۰ص۲۶۰ن ۷۸۴، ہدایة المحدثین ۲۱۶، بہجة الآمال ۵ص۴۳۴، تنقیح المقال ۲ص۲۸۵ن ۸۲۵۴، الموسوعة الرجالیہ (ترتیب إسانید التہذیب) ۲ص۲۶۰، معجم رجال الحدیث ۱۱ص۳۸۱ن ۸۰۸۶، ۸۰۸۷، ۸۰۸۸، قاموس الرجال ۶ص۴۷۸.

تِلْمِيذُ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ لَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) الْكَثِيرِ، وَ هُوَ مِثْلُ ابْنِ فَضَّالٍ وَ ابْنُ بُكَيْرٍ.

حمدویہ نے محمد بن عیسی سے نقل کیا کہ علی بن حکم انباری داود بن نعمان (منقش چادر فروش) کا بھانجا تھا، اور یہ نبی زبیر کی طرف منسوب ہیں جو صرافی اور درہم و دینار کا کاروبار کرتے تھے اور علی بن حکم ابی ابی عمیر کا شاگرد تھا اور اس نے امام صادقؑ کے بہت سے اصحاب سے ملاقات کی اور وہ ابن فضال اور ابن بکیر کی مانند تھا۔

ابوہاشم داود بن قاسم جعفری[۱۸۵]

۱۰۸۰ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: لَهُ مَنْزِلَةٌ عَالِيَةٌ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي الْحَسَنِ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) وَ مَوْضِعٌ جَلِيلٌ، عَلَى مَا يُسْتَدَلُّ بِمَا رَوَى عَنْهُمْ فِي نَفْسِهِ وَ رِوَايَتِهِ، وَ تَدُلُّ رِوَايَتُهُ عَلَى ارْتِفَاعٍ فِي الْقَوْلِ.

ابو عمرو کشی کا بیان ہے کہ انہیں امام جواد، امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے ہاں بلند مقام اور بہت عالی مرتبہ حاصل تھا اور اس کی دلیل ان روایات سے ملتی ہے جو اس نے خود اپنے متعلق اور روایات کے متعلق ائمہ معصومین سے نقل کی ہیں اور اس کی روایات سے نظریات میں بلند پروازی (غلوّ) پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

---

[۱۸۵]۔رجال البرقی ۵۷، تاریخ الطبری ۷ص۵۱۱، مروج الذہب ۶ص۱۱۷، مقاتل الطالبیین ۴۲۲، رجال النجاشی اص۳۶۲ ن ۴۰۹، رجال الطوسی ۳۷۵، فہرست الطوسی ۹۳ ن ۲۷۸، تاریخ بغداد ۸ص۳۶۹ ن ۴۴۷۱، معالم العلماء ۴۷ ن ۳۱۵، الکامل فی التاریخ ۷ص۱۷۵، رجال ابن داود ۴۰۶ ن ۹۴، التحریر الطاووسی ۹۹ ن ۱۴۷، رجال العلامۃ الحلی ۶۸، نقد الرجال ۱۲۹ ن ۳۷، مجمع الرجال ۲ص۲۸۸، جامع الرواۃ اص۳۰۷، بہجۃ الآمال ۴ص۸۷، تنقیح المقال اص۴۱۲ ن ۳۸۶۰، إعیان الشیعۃ ۶ص۳۷۷، الکنی والالقاب اص۱۷۴، العندبیل اص۲۶۳، الجامع فی الرجال اص۸۴۷، معجم رجال الحدیث ۷ص۱۱۸ ن ۴۴۱۹، قاموس الرجال ۴ص۵۸.

محمد بن عبداللہ بن مہران[۱۸۶]

۱۰۸۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ مُتَّهَمٌ وَ هُوَ غَالٍ.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ محمد بن عبداللہ بن مہران متہم ہے اور وہ غالی ہے۔

حسن بن علی بن ابی عثمان سجادہ[۱۸۷]

۱۰۸۲ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: قَالَ لِي السَّجَّادَةُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ يَوْماً مَا تَقُولُ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

---

[۱۸۶]۔ رجال نجاشی ،ص۳۵۰ن۹۴۲،فرمایا:"محمد بن عبد اللہ بن مہران ابو جعفر الکرخی من ابناء الاعاجم، غال، کذاب، فاسد المذہب والحدیث، مشہور بذلک لہ کتب، منہا کتاب الممدوحین والمذمومین، کتاب مقتل إبی الخطاب، کتاب مناقب إبی الخطاب، کتاب الملاحم، کتاب التبصرة، کتاب القباب، کتاب النوادر، وہو إقرب کتبہ إلی الحق، والباقی تخلیط، قالہ ابن نوح... ".رجال شیخ طوسی،ص۴۰۷ن۱، إصحاب الامام الجوادؑ، فرمایا:ضعیف، اور إصحاب الہادیؑ،ص ۴۲۳ن۲۶میں فرمایا؛یرمی بالغلو، ضعیف،اور باب من لم یرو عنہمؑ،ص۴۹۳ ن۱۷ میں ایک دوسرے گروہ کے ساتھ اسے ضعفاء میں شمار کیا ، کشی نے رجال میں ایک جگہ ۴۴۳ ح۸۳۱ کے ذیل میں فرمایا:" محمد بن عبد اللہ بن مہران، غال"،اور دوسری جگہ ص۵۷۱ح۱۰۸۱ مستقل عنوان سے فرمایا؛متہم،غال، رجال علامہ حلی،قسم ثانی،فصل میم،باب اول محمد،فرمایا؛ غال کذاب ضعیف، فاسد المذہب والحدیث، مشہور بذلک متہافت، لہ کتاب فی الممدوحین والمذمومین یدل علی خبثہ وکذبہ.التحریر الطاووسی،ن ۳۶۹۔

[۱۸۷] ۔رجال نجاشی : ۶۱ن ۱۴۱ : " الحسن بن إبی عثمان الملقب سجادة،إبو محمد کوفی، ضعفہ إصحابنا، وذکر ان إباہ علی بن إبی عثمان روی عن إبی الحسن موسی علیہ السلام. لہ کتاب نوادر..؛اسے ہمارے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ اس باپ علی بن ابو عثمان، امام کاظمؑ سے روایت کرتا ہے اور سجادہ نے کتاب نوادر لکھی"،رجال شیخ طوسی،ص۴۰۰ن۱۱،إصحاب الجواد علیہ السلام، ص۴۱۳ ن ۱۲ ،إصحاب الہادی علیہ السلام دونوں جگہوں پر غالی قرار دیا.رجال ابن داود قسم ثانی: ۲۳۸ن۱۲۵،رجال علامہ حلی، قسم ثانی، باب حسن،ن ۴، تنقیح المقال : ۱ص۲۹۰،۔

(ص) أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قُلْتُ لَهُ قُلْ أَنْتَ! فَقَالَ بَلْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ الْأَسَدِيُّ، إِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ عَاتَبَ فِي الْقُرْآنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي مَوَاضِعَ وَ لَمْ يُعَاتِبْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي زَيْنَبَ، فَقَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: وَ لَوْ لا أَنْ ثَبَّتْناكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئاً قَلِيلًا، لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ الْآيَةَ، وَ فِي غَيْرِهِمَا، وَ لَمْ يُعَاتِبْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي زَيْنَبَ بِشَيْءٍ مِنْ أَشْبَاهِ ذَلِكَ.

نصر بن صباح نے کہا: ایک دن حسن بن علی بن ابی عثمان سجّادہ نے مجھ سے کہا: تو محمد بن ابی زینت اور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کس کو افضل سمجھتا ہے؟

میں نے کہا: تم کہو۔

اس نے کہا: محمد بن ابی زینت اسدی افضل ہے کیونکہ قرآن میں خدا نے کئی جگہوں پر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرزنش کی ہے لیکن محمد بن ابی زینت کو ہر گز سرزنش نہیں کی گئی، پس محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدا نے کہا: اگر ہم تجھے ثابت نہ کرتے تو شاید تو کچھ ان کی طرف راغب ہو جاتا، اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل کو ضائع کر دیا جائے گا[۱۸۸] لیکن اس طرح محمد بن ابی زینت سے نہیں کہا گیا۔

[۱۸۸] ۔سورہ زمر ۶۵، اس آیت سے اس طرح استدلال کرنا در اصل ایسے بے دین ظالم اور بے ادب افراد کا وطیرہ ہے وہ اپنی غرض اور باطل ترین باتوں کو ثابت کرنے کے لیے کسی تنکے کا سہارا لے لیا کرتے ہیں جیسے بے نماز منکرین قرآن کی اس آیت کے توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں: قرآن نے خود کہا ہے : لاتقربوا الصلاۃ ،کہ تم نماز کے قریب نہ جاو حالانکہ یہ بے دین اور بے لگام لوگ عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں اور ہر گز کسی قاعدے اور قانون کے پابندے نہیں ہیں اسی آیت کو دیکھیے: اس کے ساتھ لکھا تھا: تم نماز کے قریب نہ جاو جب تم نشہ اور خماری کی حالت میں ہو ۔

اب ہم اسی آیت کو دیکھتے ہیں :قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ (۶۴) وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۶۵) بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ (۶۶) وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ[۶۴-۶۷]

ترجمہ: کہدیجئے: اے نادانو! کیا تم مجھے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی بندگی کروں؟*اور بتحقیق آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور حبط ہو جائے گا اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔*بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔*اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر شناسی نہ کی جیساکہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔

اب ان آیات میں انصاف کی ایک نگاہ کریں اور دیکھیں ان میں کتنے فصیح اور بلیغ انداز میں شرک کی مذمت کرتے ہوئے اسے تمام انبیاء کی دعوت میں مشترک عنصر تبلیغ قرار دیا کہ سب کو وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل حبط ہوجائے گاجیسا کہ دیگر آیات میں بھی اس حقیقت کو ذکر کیا گیا ہے " مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَى شَيْءٍ ذَلِكَ هُوَ الضَّلالُ الْبَعِيدُ؛ جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا ہے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے آندھی کے دن تیز ہوا نے اڑا دیا ہو، وہ اپنے اعمال کا کچھ بھی (پھل) حاصل نہ کر سکیں گے، یہی تو بہت گہری گمراہی ہے"،**إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا(نساء ۴۸ اور ۱۱۶میں ہے: فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا)ترجمہ:** اللہ اس بات کو یقینا معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو جس کے بارے میں وہ چاہے گا معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا اس نے تو عظیم گناہ کا بہتان باندھا/ وہ گمراہی میں دور تک چلا گیا۔

یہ حقیقت میں "ایاک اعنی و اسمعی یا جارۃ" کے قانون کے مطابق انبیاء کی امتوں کو متوجہ کیا جارہا ہے کہ تم متوجہ رہنا کیونکہ شرک ایسا سنگین عمل ہےکہ باقی تمام اعمال کی بربادی کا سبب بنتا ہے حالانکہ خدا کے معصوم نبی ہرگز ایسے عمل شنیع کا سوچ بھی نہیں سکتے بھلا کوئی عام انسان جو گندی نالی کے پانی کی گندگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ کبھی سوچتا ہے کہ اس سے کچھ گھونٹ پئے یا کبھی کوئی شخص جو عقل و شعور کی دولت سے مالا مال ہو کبھی سوچتا ہے کہ تھوڑی زہر کھالے اسی طرح خدا کی معصوم ہستیاں گناہوں کی بربادی اور ان کے ضرر کی حقیقتوں سے آگاہ ہوتیں ہیں وہ ہرگز خدا کی نافرمانی

کی سوچ بھی نہیں کرتے ہیں لیکن ایسے فصیح تعبیروں میں ان کی امت کو متوجہ کیا جارہا ہے جیسا کہ معصومین نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی اور مفسرین نے اس کو ذکر کیا ہے۔

شیخ صدوق نے عیون اخبار رضاؑ میں مامون کی مجلس میں امام رضاؑ کا عصمت انبیاءؑ پر بحث کرتے ہوئے ان آیات کے بارے میں ارشاد ذکر کیا ہے : علی بن محمد بن الجہم قال: حضرت مجلس المأمون و عنده الرضا عليه السلام، فقال له المأمون: يا بن رسول الله أ ليس من قولک ان الأنبياء معصومون؟ قال: بلى، قال: فما معنى قول الله إلى ان قال: فأخبرنى عن قول الله تعالى: «عَفَا اللَّهُ عَنْکَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ» قال الرضا عليه السلام: هذا مما نزل بإياک اعنى و اسمعى يا جاره خاطب الله تعالى بذلک نبيه ﷺ و أراد به أمته، و كذلک قوله عز و جل: لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخاسِرِينَ و قوله تعالى «وَ لَوْ لا أَنْ ثَبَّتْناکَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئاً قَلِيلًا» قال: صدقت يا بن رسول الله.

مامون نے کہا: اے فرزند رسولؐ! کیا آپ انبیاءؑ کو معصوم نہیں کہتے ؟

فرمایا: کیوں نہیں ،(ہم انبیاء کو معصوم مانتے ہیں)

مامون نے کہا:تو ان آیات کا کیا معنی ہے جہاں ہے خدا نے تجھے معاف کردیا کیوں آپ نے ان کو اجازت دی۔

امام رضاؑ نے فرمایا: دراصل یہ آیات "کہوں بیٹی کو اور سناو بہو کو "کے قانون کے تحت نازل ہوئی ہیں، خدا نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو خطاب فرمایا حالانکہ اس سے ان کی امت کو مراد لیا اور ان کو تنبیہ فرمائی ہے ۔ اور اسی طرح ان آیات میں ہے اگر تو شرک کرے تو تیرا عمل حبط ہوجائے گا اور آیت: اگر ہم تجھے تائید نہ کرتے تو تم ان کی طرف کچھ جھکاو کرتے ۔

اس نے کہا: اے فرزند رسول ! آپ نے سچ فرمایا ہے۔[المیزان فی تفسیر القرآن، ج۱۷، ص ۲۹۰، مفاتیح الغیب، ج۲۷، ص ۴۷۲،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج۱۲، ص ۲۷۸،تفسیر نمونہ،ج۱۹، ص ۵۲۸، تفسیر نور الثقلین، ج۴، ص ۴۹۸، التفسیر المظہری، ج۸، ص ۲۳۱ تفسیر نور الثقلین، ج۴، ص ۴۹۷، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج۸، ص ۷۹۰،تفسیر جوامع الجامع، ج۳، ص ۴۶۵، التبیان فی تفسیر القرآن، ج۹، ص ۴۴] اور بعض غیر معتبر روایات میں اس کی تطبیق اس مورد پر کی گئی ہے جب کوئی شخص خدا کے معین کردہ ولی کے مقابلے میں کسی کو ولی مان لے [دیکھئے : البرہان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص ۷۲۵، تفسیر فرات الکوفی، ص ۳۷۰]۔

قَالَ أَبُو عَمْرٍو: عَلَى السَّجَّادَةِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ لَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ، فَلَقَدْ كَانَ مِنَ الْعُلْيَائِيَّةِ الَّذِينَ يَقَعُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ[۱۸۹].

کشی فرماتے ہیں: اس سجّادہ پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں (ملائکہ اور تمام لوگوں) کی لعنت ہو، پس یہ ان بدبخت غالیوں میں سے تھا جو رسول اکرم ﷺ کی عیب جوئی کرتے ہیں اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

ایوب بن نوح بن دراج[۱۹۰]

۱۰۸۳ مُحَمَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ النَّهْدِيُّ كُوفِيٌّ وَ هُوَ حَمْدَانُ الْقَلَانِسِيُّ، وَ ذَكَرَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ قَالَ: كَانَ فِي الصَّالِحِينَ وَ كَانَ حِينَ مَاتَ

---

[۱۸۹] رجال الکشی، ص۵۷۱، اس روایت سے اس بدبخت کی نہایت درجہ پلیدی اور خباثت ثابت ہوتی ہے اس طرح کا مقایسہ ایک بالکل کور دل بد باطن ہی کر سکتا ہے جسے حقائق کا نور نظر ہی نہ آتا ہو یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے اس ملعون کو غالی اور مرتد قرار دیا ہے۔

[۱۹۰]۔ رجال البرقی ۵۷، رجال النجاشی اص۲۵۵ ن ۲۵۲، رجال الطوسی ۴۱۰، فہرست الطوسی ۴۰ ن ۵۹، معالم العلماء ۳۶ ن ۱۳۱، رجال ابن داود ۶۴ ن ۲۲۱، التحریر الطاووسی ۵۲ ن ۴۷، رجال العلامۃ الحلی ۱۲، لسان المیزان اص۴۹۰ ن ۱۵۱۸، نقد الرجال ۵۲ ن ۱۹، مجمع الرجال اص۲۴۷، نضد الایضاح ۶۴، جامع الرواۃ اص۱۱۲، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۴۵ ن ۱۷۶، ہدایۃ المحدثین ۲۲، مستدرک الوسائل ۳ص۵۷۸، بہجۃ الآمال ۲ص۳۷۴، تنقیح المقال اص۱۵۹ ن ۱۶۹۵، إعیان الشیعۃ ۳ص۵۲۶، الذریعۃ ۲۴ص۳۲۴ ن ۱۶۸۲، العندبیل اص۶۱، الجامع فی الرجال اص۲۹۲، معجم رجال الحدیث ۳ص۲۶۰ ن ۱۶۱۳، قاموس الرجال ۲ص۱۴۴.

وَ لَمْ يُخَلِّفْ إِلَّا مِقْدَارَ مِائَةٍ وَ خَمْسِينَ دِينَاراً، وَ كَانَ عِنْدَ النَّاسِ أَنَّ عِنْدَهُ مَالًا لِأَنَّهُ كَانَ وَكِيلًا لَهُمْ، وَ كَانَ يَقَعُ فِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي مَا يَذْكُرُ عَنْهُ.

محمد بن احمد نہدی کوفی جو کہ حمدان قلانسی ہیں انہوں نے ایوب بن نوح کو یاد کیا تو فرمایا: وہ صالحین اور نیکوکاروں میں سے تھے جب ان کی وفات ہوئی تو انہوں نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا سوائے ۱۵۰ دینار کے اور ان کے پاس بہت زیادہ مال امام موجود تھا کیونکہ وہ امام کے وکیل تھے اور جب یونس سے روایت نقل کرتے تو ان پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

ابو عور ابرش[191]

۱۰۸۴ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ كُلْثُومٍ السَّرَخْسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ، وَ غَيْرُهُ، قَالَ، خَرَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) فِي جَنَازَةِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ قَمِيصُهُ مَشْقُوقٌ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عَوْنٍ الْأَبْرَشُ قَرَابَةُ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ: مَنْ رَأَيْتَ أَوْ بَلَغَكَ مِنَ الْأَئِمَّةِ شَقَّ ثَوْبَهُ فِي مِثْلِ هَذَا! فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) يَا أَحْمَقُ وَ مَا يُدْرِيكَ مَا هَذَا قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

---

[191] ۔رجال شیخ طوسی، ص۴۳۰، اصحاب امام حسن عسکریؑ، ن۹، اس کا نام حسن بن نضر لکھا ہے، رجال ابن داود قسم ثانی، ص۳۱۳ رجال علامہ حلی، ص۲٦۷، ن۱٦ باب کنیت، قسم ثانی ، تحریر طاووسی، ص٦۴۸، ن۴۹۱، طرائف المقال اص۳٦۹، ن۴۷۷۱، نقد الرجال ن٦۱۳٦۔

محمد بن حسن بن شمون وغیرہ نے کہا کہ امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) امام علی نقیؑ کے جنازے میں اس حال میں چلے کہ آپ کی قمیض چاک ہو چکی تھی تو ابو عور ابرش جو کہ نجاح بن سلمہ کا رشتہ دار تھا، اس نے آپ کو خط لکھا: آپؑ نے کس امام کو دیکھا یا کس امامؑ کے بارے میں سنا کہ انہوں نے اس طرح اپنی قمیض چاک کی ہو؟

امام نے اسے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے اس کی حقیقت کا کیا علم ہے؟ موسیٰ نبیؑ نے حضرت ہارونؑ کے لیے ایسا کیا تھا۔

١٠٨٥ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْخَضِيبِ الْأَنْبَارِيُّ قَالَ، كَتَبَ أَبُو عَوْنٍ الْأَبْرَشُ قَرَابَةُ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) أَنَّ النَّاسَ قَد اسْتَوْحَشُوا مِنْ شَقِّكَ ثَوْبَكَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع)! فَقَالَ يَا أَحْمَقُ مَا أَنْتَ وَ ذَاكَ قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِناً وَ يَحْيَى مُؤْمِناً وَ يَمُوتُ مُؤْمِناً، وَ مِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِراًوَ يَحْيَى كَافِراً وَ يَمُوتُ كَافِراً، وَ مِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِناً وَ يَحْيَى مُؤْمِناً وَ يَمُوتُ كَافِراً، وَ إِنَّكَ لَا تَمُوتُ حَتَّى تَكْفُرَ وَ تَغَيَّرَ عَقْلُكَ! فَمَا مَاتَ حَتَّى حَجَبَهُ وُلْدُهُ عَنِ النَّاسِ وَ حَبَسُوهُ فِي مَنْزِلِهِ، فِي ذَهَابِ الْعَقْلِ وَ الْوَسْوَسَةِ وَ كَثْرَةِ التَّخْلِيطِ، وَ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامَةِ، وَ انْكَشَفَ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ[۱۹۲].

---

[۱۹۲] رجال الكشی، ص ۵۷۳

ابراہیم بن خضیب انباری کا بیان ہے کہ ابو عور ابرش جو کہ نجاح بن سلمہ کا رشتہ دار تھا، اس نے آپ کو امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا: لوگ آپ کے امام علی نقیؑ پر لباس چاک کرنے سے وحشت زدہ اور پریشان ہیں؟

امام نے اسے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے اس کی حقیقت کا کیا علم ہے؟ موسیٰ نبیؑ نے حضرت ہارونؑ کے لیے ایسا کیا تھا اور لوگوں میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن ہو کر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہونے کی حالت میں مرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر ہو کر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں، اور ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن ہو کر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں اور میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ تو نہیں مرے گا مگر کافر ہو کر اور تیری عقل زائل ہو چکی ہو گی، تو وہ نہیں مرا مگر اس حالت میں کہ اس کی اولاد نے اسے لوگوں سے ملنے سے روک دیا تھا اور اسے اس کے گھر مین بند کر دیا تھا، اس کی عقل ماری گئی تھی اور وسوسے اور خلط کا شکار تھا اور امامت کا منکر ہو گیا تھا اور اس کی حقیقت کھل گئی تھی۔

عروہ بن یحییٰ دہقان

۱۰۸۶ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ الْجَمَّالُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَی الْهَمْدَانِیِّ: أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ یَحْیَی الْبَغْدَادِیَّ الْمَعْرُوفَ بِالدِّهْقَانِ لَعَنَهُ اللَّهُ وَ کَانَ یَکْذِبُ عَلَی أَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَا (ع) وَ عَلَی أَبِی مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ (ع) بَعْدَهُ، وَ کَانَ یَقْطَعُ أَمْوَالَهُ لِنَفْسِهِ دُونَهُ وَ یَکْذِبُ عَلَیْهِ، حَتَّی لَعَنَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَ أَمَرَ شِیعَتَهُ بِلَعْنِهِ، وَ الدُّعَاءِ عَلَیْهِ لِقَطْعِ الْأَمْوَالِ، لَعَنَهُ اللَّهُ.

محمد بن موسی ہمدانی کا بیان ہے کہ عروہ بن یحییٰ بغدادی جو دہقان کے عنوان سے معروف تھا خدا نے اس پر لعنت کی وہ امام علی نقیؑ اور حسن عسکریؑ پر جھوٹ بولتا تھا اور ائمہ کے اموال کو لوگوں سے لیکر کھاتا تھا اور ان پر جھوٹ بولتا تو امام حسن عسکری نے اس پر لعنت کی اور اپنے شیعوں کو بھی اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے بددعا کی، خدا اس پر لعنت کرے۔

قَالَ عَلِیُّ بْنُ سُلَیْمَانَ بْنِ رُشَیْدٍ الْعَطَّارُ الْبَغْدَادِیُّ فَلَعَنَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ (ع) وَ ذَلِکَ أَنَّهُ کَانَتْ لِأَبِی مُحَمَّدٍ (ع) خِزَانَةٌ، وَ کَانَ یَلِیهَا أَبُو عَلِیِّ بْنُ رَاشِدٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَلَّمْتُ إِلَی عُرْوَةَ، فَأَخَذَ مِنْهَا لِنَفْسِهِ ثُمَّ أَحْرَقَ بَاقِی مَا فِیهَا، یُغَایِظُ بِذَلِکَ أَبَا مُحَمَّدٍ (ع) فَلَعَنَهُ وَ بَرِئَ مِنْهُ وَ دَعَا عَلَیْهِ، فَمَا أُمْهِلَ یَوْمَهُ ذَلِکَ وَ لَیْلَتَهُ حَتَّی قَبَضَهُ اللَّهُ إِلَی النَّارِ، فَقَالَ (ع) جَلَسْتُ لِرَبِّی لَیْلَتِی هَذِهِ کَذَا وَ کَذَا

جِلْسَةً فَمَا انْفَجَرَ عَمُودُ الصُّبْحِ وَ لَا انْطَفَى ذَلِكَ النَّارُ حَتَّى قَتَلَ اللَّهُ عَدُوَّهُ لَعَنَهُ اللَّهُ.

علی بن سلیمان بن رشید عطّار کہتا ہے: عروہ پر امام عسکری نے اس لیے لعنت کی کہ وہ امام کا خزانہ دار تھا اور اس سے پہلے وہ ذمہ داری ابو علی بن راشد کے پاس تھی پھر وہ عروہ کے سپرد ہوئی تو اس نے اس سے بہت زیادہ مال کو اپنے لیے اٹھالیا اور باقی کو جلا کر راکھ کر دیا اس طرح وہ امام کو غصہ دلانا چاہتا تھا تو امام نے اس پر لعنت کی اور اس سے براءت کا اظہار فرمایا اور اس کے لیے بددعا کی اس سے ایک دن رات نہیں گزرا تھا کہ خدا نے اسے جہنم رسید کر دیا، امام نے فرمایا: میں آج رات اپنے پروردگار کی بارگاہ میں صبح کی کرنیں طلوع ہونے تک بیٹھا رہا اور وہ جہنم کی آگ نہیں بجھی یہاں تک کہ خدا نے اپنے دشمن کو قتل کر دیا، خدا کی اس پر لعنت ہو۔

فضل بن حارث [193]

۱۰۸۷ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ كُلْثُومٍ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ، كُنْتُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَقْتَ خُرُوجِ سَيِّدِي أَبِي الْحَسَنِ (ع)، فَرَأَيْنَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَاشِياً قَدْ شَقَّ ثِيَابَهُ، فَجَعَلْتُ أَتَعَجَّبُ مِنْ جَلَالَتِهِ وَ مَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَ مِنْ شِدَّةِ اللَّوْنِ وَ الْأُدْمَةِ، وَ أُشْفِقُ عَلَيْهِ مِنَ التَّعَبِ! فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ رَأَيْتُهُ (ع) فِي مَنَامِي، فَقَالَ: اللَّوْنُ الَّذِي تَعَجَّبْتَ مِنْهُ اخْتِيَارٌ مِنَ اللَّهِ لِخَلْقِهِ يُجْرِيهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَ أَنَّهَا هِيَ لَعِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَبْصَارِ، لَا يَقَعُ فِيهِ

[193] ۔رجال شیخ طوسی، ص۴۳۴ن اصحابی امام عسکریؑ ، رجال ابن داود، قسم ثانی، ۱۵۱ن ۱۱۹۴ رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ۲۴۶ن ۳ ، تحریر طاووسی، ص۲۶۴ن ۳۳۷، طرائف المقال ،ص۲۴۸ن ۱۵۷۵، نقد الرجال ۴ص۱۸ن ۴۱۰۶۔

عَلَى الْمُخْتَبَرِ ذَمٌّ وَ لَسْنَا كَالنَّاسِ فَنَتْعَبَ كَمَا يَتْعَبُونَ، نَسْأَلُ اللَّهَ الثَّبَاتَ وَ نَتَفَكَّرُ فِى خَلْقِ اللَّه فَإِنَّ فيه مُتَّسَعاً وَ اعْلَمْ أَنَّ كَلَامَنَا فِى النَّوْمِ مِثْلُ كَلَامِنَا فِى الْيَقَظَة. قَالَ أَبُو عَمْرٍو: فَدَلَّ هَذَا الْخَبَرُ عَلَى أَنَّ الْفَضْلَ يُؤْتَمَنُ فِى الْقَوْلِ، وَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

اسحاق بن محمد بصری کا بیان ہے کہ فضل بن حارث نے بتایا کہ میں سر من رای میں امام علی نقیؑ کے جنازے میں موجود تھا تو ہم نے امام ابو حسن عسکریؑ کو اس حال میں پیدل چلتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنے پیراہن چاک کرر کھے تھے تو میں آپ کی عظمت وجلالت اور شدید گندمی رنگ کو دیکھ کر بہت تعجب میں پڑ گیا اور مجھے ڈر ہوا کہ میرے امام تھک جائیں گے۔
رات کو میں نے امام کو خواب میں دیکھا، فرمایا: جس رنگ سے تو نے تعجب کیا تو وہ خدا نے اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے اور وہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے لیے باعث عبرت ہے اور اس میں نصیحت لینے والوں کے لیے کوئی مذمت نہیں، اور ہم لوگوں کی طرح نہیں کہ تھک جائیں جیسے وہ تھک جاتے ہیں، ہم خدا سے ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور خلق خدا میں غور کرتے ہیں کیونکہ اس میں وسعت قلبی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ خواب میں ہمارا کلام اسی طرح ہے جیسے بیداری میں ہمارا کلام ہے۔
ابو عمرو کشی فرماتے ہیں: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ یہ فضل معتمد اور امین ہے، خدا ہی بہتر جانتا ہے[۱۹۴]۔

---

[۱۹۴] ۔علامہ حلی نے فرمایا: میرے نزدیک اس حدیث میں اس کی مدح یا مذمت ثابت نہیں ہوتی اس لیے میں اس کی روایتوں میں توقف کروں گا اور ابن داود نے ایک بار اسے قسم اول میں ممدوح شمار کردیا اور پھر قسم ثانی میں مجہول الحال شمار کردیا ،نقدرجال میں تفریشی نے اس میں کئی جہات سے اشکال کی گنجائش بیان کی ہے کیونکہ ابن داود کو ایک فیصلہ کرنا چاہیے کہ ان کے نزدیک یہ راوی ممدوح ہے یا مجہول پھر شہید ثانی کے فرزند نے تحریر طاووس میں فرمایا اس روایت میں اس کی کوئی مدح یا مذمت

اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری[۱۹۵]، ابراہیم بن عبدہ، محمودی، عمری، بلالی اور رازی

۱۰۸۸ حَكَى بَعْضُ الثِّقَاتِ بِنَيْسَابُورَ[۱۹۶] أَنَّهُ خَرَجَ لِإِسْحَاقَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ (ع) تَوْقِيعٌ: يَا إِسْحَاقَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ سَتَرَنَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ بِسِتْرِهِ، وَ تَوَلَّاكَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ بِصُنْعِهِ، قَدْ فَهِمْتُ كِتَابَكَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ! وَ نَحْنُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَ نِعْمَتِهِ أَهْلُ بَيْتٍ نَرِقُّ عَلَى مَوَالِينَا، وَ نُسَرُّ بِتَتَابُعِ إِحْسَانِ اللَّهِ إِلَيْهِمْ وَ فَضْلِهِ لَدَيْهِمْ، وَ نَعْتَدُّ بِكُلِّ نِعْمَةٍ يُنْعِمُهَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِمْ، فَأَتَمَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ وَ مَنْ كَانَ مِثْلَكَ مِمَّنْ قَدْ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَ نَصَرَهُ نَصْرَكَ وَ نَزَعَ عَنِ الْبَاطِلِ وَ لَمْ يَعُمَّ فِي طُغْيَانِهِ نَعَمَهُ، فَإِنَّ تَمَامَ النِّعْمَةِ دُخُولُكَ الْجَنَّةَ، وَ لَيْسَ مِنْ نِعْمَةٍ وَ إِنْ جَلَّ أَمْرُهَا وَ عَظُمَ خَطَرُهَا إِلَّا وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ عَلَيْهَا مُؤَدِّي شُكْرِهَا، وَ أَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ مَا حَمِدَ اللَّهُ بِهِ

ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس میں تو اتنا ہے کہ اس نے امام عسکری کے گندمی رنگ اور ان کے والد گرامی کی وفات کے موقع پر قمیض شق کرنے پر تعجب کرنے کو بیان کیا ہے ۔اور پھر اس روایت کی سند بھی معتبر نہیں ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا مدح پر صحیح نہیں ہوگا اس کی سند میں محمد بن اسحاق ضعیف ہے ۔

[۱۹۵] ۔رجال شیخ طوسی۴۲۸ن۶صحابی امام عسکریؑ،رجال ابن داود قسم اول۴۸ن۱۶۰ ، رجال علامہ حلی قسم اول ۱۱ن۳،رجال برقی،۶۱صحابی امام عسکریؑ، تحریر طاووسی،ص۱۹ن۹، طرائف المقال،ص۲۲۷ن۱۳۹۰ ، معجم رجال الحدیث ،ن۱۱۲۶، نقد الرجال،ن ۴۰۸۔

[۱۹۶] رجال الکشی، ص۵۷۵

حَامِدٌ إِلَى أَبَدِ الْأَبَدِ، بِمَا مَنَّ بِهِ عَلَيْکَ مِنْ نِعْمَةٍ وَ نَجَّاکَ مِنَ الْهَلَکَةِ وَ سَهَّلَ سَبِيلَکَ عَلَى الْعَقَبَةِ-

کشی فرماتے ہیں کہ بعض ثقہ و معتمد افراد نے نیشاپور میں روایت بیان کی کہ اسحاق بن اسماعیل کی طرف امام حسن عسکری کی طرف سے ایک توقیع وارد ہوئی، فرمایا: اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ ہماری اور تمہاری پردہ پوشی فرمائے، اور تمام معاملات میں تیری مدد فرمائے، میں نے تیرے خط کو سمجھ لیا، ہم خدا کی حمد اور نعمت کے بسبب وہ گھرانہ ہیں جو اپنے محبین پر شفقت کرتے ہیں اور ان کے لیے اللہ کے مسلسل احسان و فضل کے طلبگار رہتے ہیں، اللہ تعالی تجھ پر اور تیرے دوسرے ایمانی بھائیوں پر اپنی نعمت پوری کرے، خدا تمہیں باطل سے دور رکھے اور نعمتوں کی کثرت تجھے مغرور ہونے سے بچائے، نعمت کا کامل ہونا جنت میں داخل ہونے کے ساتھ ہوگا اور ہر چھوٹی بڑی نعمت حمد کا تقاضا کرتی ہے، اللہ نے تجھ پر جو نعمت کی اور تجھے ہلاکت سے نجات دی اور تیرے لیے گھاٹی پر چلنے کو آسان بنایا، ان تمام باتوں پر میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

وَ ايْمُ اللَّهِ أَنَّهَا لَعَقَبَةٌ كَئُودٌ شَدِيدٌ أَمْرُهَا صَعْبٌ مَسْلَكُهَا عَظِيمٌ بَلَاؤُهَا طَوِيلٌ عَذَابُهَا قَدِيمٌ فِي الزُّبُرِ الْأُولَى ذِكْرُهَا، وَ لَقَدْ كَانَتْ مِنْكُمْ أُمُورٌ فِي أَيَّامِ الْمَاضِي (ع) إِلَى أَنْ مَضَى لِسَبِيلِهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَى رُوحِهِ، وَ فِي أَيَّامِي هَذِهِ كُنْتُمْ فِيهَا غَيْرُ مَحْمُودِيِ الرَّأْيِ وَ لَا مُسَدَّدِي التَّوْفِيقِ، وَ اعْلَمْ يَقِيناً يَا إِسْحَاقُ أَنَّ مَنْ خَرَجَ مِنْ هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَ أَضَلُّ- سَبِيلًا، إِنَّهَا يَا ابْنَ إِسْمَاعِيلَ لَيْسَ تَعْمَى الْأَبْصَارُ لَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ، وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ لِلظَّالِمِ: رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَ

قَدْ كُنْتُ بَصِيراً، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: كَذلِكَ أَتَتْكَ آياتُنا فَنَسِيتَها وَ كَذلِكَ الْيَوْمَ تُنْسى، وَ أَيَّةُ آيَةٍ يَا إِسْحَاقُ أَعْظَمُ مِنْ حُجَّةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى خَلْقِهِ وَ أَمِينِهِ فِي بِلَادِهِ وَ شَاهِدِهِ عَلَى عِبَادِهِ، مِنْ بَعْدِ مَنْ سَلَفَ مِنْ آبَائِهِ الْأَوَّلِينَ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ آبَائِهِ الْآخِرِينَ مِنَ الْوَصِيِّينَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ! وَ أَيْنَ تَذْهَبُونَ كَالْأَنْعَامِ عَلَى وُجُوهِكُمْ! عَنِ الْحَقِّ تَصْدِفُونَ، وَ بِالْبَاطِلِ تُؤْمِنُونَ، وَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ تَكْفُرُونَ، أَوْ تُكَذِّبُونَ، مِمَّنْ يُؤْمِنُ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ يَكْفُرُ بِبَعْضٍ! فَما جَزاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذلِكَ مِنْكُمْ وَ مِنْ غَيْرِكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا الْفَانِيَةِ وَ طُولِ عَذَابٍ فِي الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ، وَ ذَلِكَ وَ اللَّهِ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ-

خدا کی قسم! یہ بہت ہی سخت گھاٹی ہے اس پر چلنا انتہائی دشوار اور اس کی آزمائش بہت بڑی اور اس کا عذاب طویل ہے اور اس کا ذکر کتب سابقہ میں موجود ہے، اس سے پہلے سابقہ امام کے عہد امامت میں تم سے کچھ امور ہوئے اور آپ اس جہان سے رخصت ہوگئے اور میرے عہد امامت میں بھی تم قابل تعریف رائے اور توفیق یافتہ نہیں تھے، اے اسحاق! تجھے جان لینا چاہیے جو بھی اس دنیا سے اندھا ہو کر مرا وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ ہوگا، فرزند اسماعیل! آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینے میں رہنے والے دل اندھے ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی نے ظلم کرنے والے شخص کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا: وہ قیامت کے دن کہے گا: خدا تو نے مجھے اندھا بنا کر محشور کیوں کیا جبکہ میں دنیا میں آنکھیں رکھتا تھا؟ تو اس کے جواب میں خدا فرمائے گا: تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو نے انہیں فراموش کر دیا اور آج تجھے رحمت سے فراموش کر دیا گیا ہے۔

اسحٰق! حجت خدا جو کہ زمین میں خدا کی امین اور اس کے بندوں پر شاہد ہے اس سے بڑھ کر اللہ کی اور کون سی آیت ہو سکتی ہے؟ آخر تم لوگ کہاں بھٹکتے پھرتے ہو، کیا تم حق کو چھوڑ کر باطل پر ایمان لانا چاہتے ہو اور اللہ تعالی کی نعمت کا انکار کرنا چاہتے ہو؟ آخر جو شخص کچھ باتوں پر ایمان رکھے اور کچھ کا انکار کرے تو اس کی جزاء یہی ہو سکتی ہے کہ اس فانی دنیا میں اسے رسوائی حاصل ہو اور آخرت کا طویل عذاب اس کا مقدر بن جائے اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے

-

إِنَّ اللَّهَ بِفَضْلِهِ وَ مَنِّهِ لَمَّا فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْفَرَائِضَ لَمْ يَفْرُضْ عَلَيْكُمْ لِحَاجَةٍ مِنْهُ إِلَيْكُمْ، بَلْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْكُمْ، لِيَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ، وَ لِيَبْتَلِيَ اللَّهُ ما فِي صُدُورِكُمْ، وَ لِيُمَحِّصَ ما فِي قُلُوبِكُمْ، وَ لِتَتَسَابَقُونَ إِلَى رَحْمَتِهِ، وَ تَتَفَاضَلُ مَنَازِلَكُمْ فِي جَنَّتِهِ، فَفَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَ إِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَ الصَّوْمَ وَ الْوَلَايَةَ، وَ كَفَاهُمْ لَكُمْ بَاباً[۱۹۷]، لِتَفْتَحُوا أَبْوَابَ الْفَرَائِضِ، وَ مِفْتَاحاً إِلَى سَبِيلِهِ، وَ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ (ص) وَ الْأَوْصِيَاءُ مِنْ بَعْدِهِ لَكُنْتُمْ حَيَارَى كَالْبَهَائِمِ لَا تَعْرِفُونَ فَرْضاً مِنَ الْفَرَائِضِ، وَ هَلْ تُدْخَلُ قَرْيَةٌ إِلَّا مِنْ بَابِهَا! فَلَمَّا مَنَّ عَلَيْكُمْ بِإِقَامَةِ الْأَوْلِيَاءِ بَعْدَ نَبِيِّهِ (ص) قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِنَبِيِّهِ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً، وَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ لِأَوْلِيَائِهِ حُقُوقاً أَمَرَكُمْ بِأَدَائِهَا إِلَيْهِمْ، لِيَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ أَمْوَالِكُمْ وَ مَأْكَلِكُمْ وَ مَشَارِبِكُمْ وَ مَعْرِفَتِكُمْ بِذَلِكَ

---

[۱۹۷] رجال الکشی، ص ۵۷۷

النَّمَاءُ وَ الْبَرَكَةُ وَ الثَّرْوَةُ، وَ لِيَعْلَمَ مَنْ يُطِيعُهُ مِنْكُمْ بِالْغَيْبِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى، وَ اعْلَمُوا أَنَّ مَنْ يَبْخَلُ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَلَى نَفْسِهِ وَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ وَ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَيْهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَ لَقَدْ طَالَتِ الْمُخَاطَبَةُ فِيمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ فِيمَا هُوَ لَكُمْ وَ عَلَيْكُمْ، وَ لَوْ لَا مَا يَجِبُ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكُمْ لَمَا أَرَيْتُكُمْ لِي خَطّاً وَ لَا سَمِعْتُمْ مِنِّي حَرْفاً مِنْ بَعْدِ الْمَاضِي (ع)، أَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ عَمَّا إِلَيْهِ مَعَادُكُمْ، وَ مِنْ بَعْدِ الثَّانِي رَسُولِي وَ مَا نَالَهُ مِنْكُمْ حِينَ أَكْرَمَهُ اللَّهُ بِمَصِيرِهِ إِلَيْكُمْ، وَ مِنْ بَعْدِ إِقَامَتِي لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدَةَ وَفَّقَهُ اللَّهُ لِمَرْضَاتِهِ وَ أَعَانَهُ عَلَى طَاعَتِهِ، وَ كِتَابِيَ الَّذِي حَمَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى النَّيْسَابُورِيُّ، وَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَ إِنِّي أَرَاكُمْ تُفَرِّطُونَ فِي جَنْبِ اللَّهِ فَتَكُونُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ، فَبُعْداً وَ سُحْقاً لِمَنْ[198] رَغِبَ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ وَ لَمْ يَقْبَلْ مَوَاعِظَ أَوْلِيَائِهِ! وَ قَدْ أَمَرَكُمُ اللَّهُ جَلَّ وَ عَلَا بِطَاعَتِهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَ طَاعَةِ رَسُولِهِ (ص) وَ بِطَاعَةِ أُولِي الْأَمْرِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَرَحِمَ اللَّهُ ضَعْفَكُمْ وَ قِلَّةَ صَبْرِكُمْ عَمَّا أَمَامَكُمْ! فَمَا أَغَرَّ الْإِنْسَانَ بِرَبِّهِ الْكَرِيمِ، وَ اسْتَجَابَ اللَّهُ دُعَائِي فِيكُمْ وَ أَصْلَحَ أُمُورَكُمْ عَلَى يَدَيَّ! فَقَدْ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ: يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ، وَ قَالَ جَلَّ جَلَالُهُ: جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً، وَ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ

---

[198] رجال الکشی، ص ۵۷۸

بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَمَا أُحِبُّ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ بِي وَ لَا بِمَنْ هُوَ فِي أَيَّامِي إِلَّا حَسَبَ رِقَّتِي عَلَيْكُمْ، وَ مَا انْطَوَى لَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ حُبِّ بُلُوغِ الْأَمَلِ فِي الدَّارَيْنِ جَمِيعاً، وَ الْكَيْنُونَةِ مَعَنَا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ-

یادرکھو اللہ تعالی نے تم پر جو فرائض لازم کئے ہیں اس لیے فرض نہیں کیے کہ اسے تمہاری ضرورت ہے بلکہ یہ اس کی طرف سے رحمت ہے اور ان فرائض سے وہ پاک و پاکیزہ باطن اور خبیث اور بدباطن شخص کو جدا کرنا چاہتا ہے اور تمہارے دلوں کو آزمانا چاہتا ہے اور اپنی رحمت کے لیے تم میں سبقت کا جذبہ دیکھنا چاہتا ہے اور ان فرائض کو اس نے تمہارے لیے منازل آخرت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔اللہ تعالی نے تم پر حج و عمرہ اور نماز و زکات اور روزہ اور ولایت کو فرض کیا اور ان فرائض کو اپنی رضا اور خوشنودی کا دروازہ قرار دیا، اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اوصیاءؑ نہ ہوتے تو تم حیران اور سر گردان ہو کر جانوروں کی طرح پھرتے رہتے اور تمہیں کسی فرض کا علم نہ ہوتا، دروازے کے بغیر انسان کسی آبادی میں داخل نہیں ہو سکتا اس لیے جب اللہ نے امر ولایت کا فیصلہ کر دیا تو آیت نازل فرمائی: آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے دین کے طور پر پسند کیا (مائدہ ۳) اور اللہ تعالی نے اپنے اولیاء کے کچھ حقوق بھی تم پر فرض کیے ہیں تاکہ تمہارا مال، ازدواج اور کھانا پینا حلال ہو اور پھر اس میں خوب برکت ہو اور اچھی طرح سے پھلے پھولے اور ان حقوق کے واجب کرنے مین ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالی دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کون کرتا ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: اے رسول کہہ دیجیے میں اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو (شوری ۲۳) اور یاد رکھو جو شخص بخل کرے تو اپنے لیے بخل کرے گا (اس کا نقصان اسی کو ہوگا) اللہ تعالی تو بے پرواہ ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو، آج سے ایک طویل عرصہ قبل ہماری گفتگو ہوئی تھی جس میں تمہیں تمہارا فائدہ بتایا گیا اور تمہیں تمہاری غلطیوں سے آگاہ کیا گیا، اگر اللہ تعالی

کی طرف سے اتمام نعمت واجب نہ ہوتا تو یہ خط تم کو نہ پہنچتا اور نہ ہی سابقہ امام کے بعد تم مجھ سے کوئی حرف سنتے، تم اپنی آخرت کے متعلق غفلت میں ہو۔

میں تم میں ابراہیم بن عبدہ اور محمد بن موسیٰ نیشاپوری کو اپنا وکیل قرار دیتا ہوں، خدا انہیں اپنی خوشنودی کے کاموں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی اطاعت کے لیے ان کی امداد فرمائے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم بہت ہی کوتاہی کر رہے ہو اور یوں تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے بن جاوگے، دوری ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لے اور اولیاء خدا کے مواعظ کو قبول نہ کرے جبکہ اللہ نے تمہیں اپنی اطاعت اور اپنے رسول اور اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے ،اللہ تعالی تمہاری کمزوری پر رحم کرے ،اور مستقبل میں آنے والے مصائب کے لیے تمہارے صبر کی قلّت پر رحم فرمائے، انسان پروردگار کے متعلق کس قدر دھوکے کا شکار ہے،اللہ تعالی تمہارے حق میں میری دعا قبول فرمائے اور میرے ہاتھوں سے تمہارے معاملات کی اصلاح فرمائے ،اللہ تعالی نے فرمایا: جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے (اسراء۷۱) ،اللہ تعالی نے فرمایا: اور ہم نے تمہیں درمیانی امت قرار دیا تاکہ لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہیں (بقرہ ۱۴۳) اللہ تعالی نے فرمایا: تم بہتری امت ہو جسے لوگوں کے لیے بنایا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو[199]، میں نہیں چاہتا کہ تم اللہ کو میرا یا میرے آباء کا واسطہ دیکر دعا مانگو جب تک میں راضی نہ ہو جاوں، لہٰذا تمہیں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کرنا چاہیے اور اعمال صالحہ سے ہماری رضا حاصل کرنی چاہیے۔

فَقَدْ يَا إِسْحَاقُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَ يَرْحَمُ مَنْ هُوَ وَرَاءَكَ! بَيَّنْتُ لَكُمْ بَيَاناً وَ فَسَّرْتُ لَكُمْ تَفْسِيراً، وَ فَعَلْتُ بِكُمْ فِعْلَ مَنْ لَمْ يَفْهَمْ هَذَا الْأَمْرَ قَطُّ وَ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ لَوْ فَهِمَتِ الصُّمُّ الصِّلَابُ بَعْضَ مَا فِي هَذِهِ الْكِتَابِ

---

[199] ۔آل عمران۱۱۰۔

لَتصدَّعَتْ قَلَقاً خَوفاً منْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَ رُجُوعاً إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ، فَاعْمَلُوا منْ بَعْدِ مَا شِئْتُم! فَ سَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُولُهُ وَ الْمُؤْمِنُونَ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عالِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِما كُنْتُم تَعْمَلُونَ وَ الْعاقِبَةُ لِلْمُتَّقِين، وَ الْحَمْدُ لِلَّه كَثِيراً رَبِّ الْعَالَمِين،

وَ أَنْتَ رَسُولِی يَا إِسْحَاقُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ وَفَّقَهُ اللَّهُ أَنْ يَعْمَلَ بِمَا وَرَدَ عَلَيْهِ فِی كِتَابِی مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى النَّيْسَابُورِیِّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَ رَسُولِی إِلَى نَفْسِکَ، وَ إِلَى كُلِّ مَنْ خَلَّفَکَ بِبَلَدِکَ، أَنْ يَعْمَلُوا بِمَاوَرَدَ عَلَيْكُمْ فِی كِتَابِی مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَ يَقْرَأُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدَةَ كِتَابِی هَذَا وَ مَنْ خَلَّفَهُ بِبَلَدِه، حَتَّى لَا يَسْأَلُونِّی، وَ بِطَاعَةِ اللَّهِ يَعْتَصِمُونَ، وَ الشَّيْطَانِ بِاللَّهِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ يَجْتَنِبُونَ وَ لَا يُطِيعُونَ، وَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ سَلَامُ اللَّهِ وَ رَحْمَتُهُ، وَ عَلَيْکَ يَا إِسْحَاقُ وَ عَلَى جَمِيعِ مَوَالِیَّ السَّلَامُ كَثِيراً، سَدَّدَكُمُ اللَّهُ جَمِيعاً بِتَوْفِيقِه، وَ كُلُّ مَنْ قَرَأَ كِتَابَنَا هَذَا مِنْ مَوَالِیَّ مِنْ أَهْلِ بَلَدِکَ، وَ مَنْ هُوَ بِنَاحِيَتِكُمْ، وَ نَزَعَ عَمَّا هُوَ عَلَيْهِ مِنْ الانْحِرَافِ عَنِ الْحَقِّ فَلْيُؤَدِّ حُقُوقَنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ، وَ لْيَحْمِلْ ذَلِکَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدَةَ إِلَى الرَّازِیِّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، أَوْ إِلَى مَنْ يُسَمِّی لَهُ الرَّازِیُّ، فَإِنَّ ذَلِکَ عَنْ أَمْرِی وَ رَأْيِی إِنْ شَاءَ اللَّهُ -

اے اسحٰق! خدا تجھ پر اور دیگر تمام شیعوں پر رحم فرمائے، میں نے تمہیں واضح طور پر بیان کر دیا اور خوب وضاحت دے دی اور میں نے تمہارے ساتھ ایسا معاملہ انجام دیا جیسے تم اس امر کو جانتے تک نہ ہو اور ایک لحظہ بھی اس میں داخل نہ ہوئے ہو، اگر اس کو سنگدل گونگے اور بہرے بھی سن لیں تو ہو بھی خوف خدا کرنے لگیں اور خدا کی اطاعت کی طرف پلٹ آئیں

گے، اب جو چاہو عمل کرو، اللہ تعالی، اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں اور تم عنقریب اس ذات کے پاس پہنچ جاوگے جو غیب و شہادت کو جاننے والی ہے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا (توبہ ۱۰۵) اور عاقبت خیر صرف متقین کے لیے ہے اور تمام عالمین کے پالنے والے خدا کی حمد ہے۔

پھر امام نے لکھا: اے اسحٰق! تو ابراہیم بن عبدہ کی طرف میرا نمائندہ ہے خدا اسے میرے اس خط کے مطابق محمد بن موسی نیشاپوری کے ساتھ معاملہ انجام دینے کی توفیق دے اور تو اپنے نفس اور تمام اہل وطن کی طرف بھی میرا نمائندہ ہے کہ میرے اس خط کے مطابق محمد بن موسی کے ساتھ نیک برتاو کرو، ان شاء اللہ۔

اور ابراہیم بن عبدہ میرا یہ خط تمام شہر والوں کو سنائے گا تاکہ نہ بار بار سوال نہ کریں اور اللہ تعالی کی اطاعت میں محفوظ ہو جائیں اور اپنے نفسوں اور شیطان کی پیروی نہ کریں اور ابراہیم بن عبدہ اور اے اسحٰق تم پر سلام اور تمام محبین پر بھی سلام، تم سب کو خدا اپنی توفیقات عطا کرے اور تمہارے شہر والے اور اس کے ارد گرد کے ہمارے چاہنے والے جو بھی اس کو پڑھیں اور حق سے انحراف نہ کریں تو ہمارا حق ابراہیم بن عبدہ کو ادا کریں اور ابراہیم اس کو رازی کی طرف بھیجے یا جسے رازی معین کرے اس کی طرف بھیجے وہ رازی سب کام میرے امر اور مشورے سے کرے گا ان شاء اللہ۔

وَ يَا إِسْحَاقُ اقْرَأْ كِتَابَنَا عَلَى الْبِلَالِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ! فَإِنَّهُ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ الْعَارِفُ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِ، وَ اقْرَأْهُ عَلَى الْمَحْمُودِيِّ عَافَاهُ اللَّهُ! فَمَا أَحْمَدَنَا لَهُ لِطَاعَتِهِ، فَإِذَا وَرَدْتَ بَغْدَادَ فَاقْرَأْهُ عَلَى الدِّهْقَانِ وَكِيلِنَا وَ ثِقَتِنَا وَ الَّذِي يَقْبِضُ مِنْ مَوَالِينَا، وَ كُلُّ مَنْ أَمْكَنَكَ مِنْ مَوَالِينَا فَاقْرَأْهُمْ هَذَا الْكِتَابَ! وَ يَنْسَخُهُ مَنْ أَرَادَ مِنْهُمْ نُسَخَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، وَ لَا يَكْتُمْ أَمْرَ هَذَا عَمَّنْ يُشَاهِدُهُ مِنْ

مَوَالِينَا، إِلَّا مِنْ شَيْطَانٍ مُخَالِفٍ لَكُمْ، فَلَا تَنْثُرَنَّ الدُّرَّ بَيْنَ أَظْلَافِ الْخَنَازِيرِ، وَ لَا كَرَامَةَ لَهُمْ، وَ قَدْ وَقَعْنَا فِي كِتَابِكَ بِالْوُصُولِ وَ الدُّعَاءِ لَكَ وَ لِمَنْ شِئْتَ، وَ قَدْ أَجَبْنَا شِيعَتَنَا[200] عَنْ مَسْأَلَتِهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَمَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ، فَلَا تَخْرُجَنَّ مِنَ الْبَلْدَةِ حَتَّى تَلْقَى الْعَمْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرِضَايَ عَنْهُ، وَ تُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَ تَعْرِفَهُ وَ يَعْرِفَكَ فَإِنَّهُ الطَّاهِرُ الْأَمِينُ الْعَفِيفُ الْقَرِيبُ مِنَّا وَ إِلَيْنَا، فَكُلُّ مَا يُحْمَلُ إِلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ مِنَ النَّوَاحِي فَإِلَيْهِ يَصِيرُ آخِرَ أَمْرِهِ، لِيُوصِلَ ذَلِكَ إِلَيْنَا، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيراً، سَتَرَنَا اللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ يَا إِسْحَاقُ بِسَتْرِهِ! وَ تَوَلَّاكَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ بِصُنْعِهِ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى جَمِيعِ مَوَالِيَّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ كَثِيراً.

اے اسحٰق! میرا یہ خط بلالی کو بھی سناو کہ وہ ثقہ، امین اور ہمارے حق کی معرفت رکھنے والا شخص ہے اور اسے محمودی خدا اسے محفوظ رکھے، کو بھی سناو، ہم اس کی اطاعت گزاری کو قابل تعریف سمجھتے ہیں اور جب تو بغداد جائے تو وہاں ہمارے وکیل اور قابل وثوق شخص دہقان کو بھی سنائے اور جو وہاں تمہیں ہمارے محبین ملیں اور جن تک تیری رسائی ممکن ہو ان کو بھی سناو اور جو اس کو لکھنا چاہے اس کو لکھنے دو، اور ان شاء اللہ ہمارے محبین نہیں چھپائیں گے مگر دشمن شیطانوں سے کہ کہیں وہ خنزیروں کے پاوں میں نہ روندا جائے ان کی کوئی عزت نہیں، ہم نے اس خط میں تیرے لیے اور اپنے تمام شیعوں کے لیے دعا خیر دی ہے، الحمد للہ، حق کے بعد گمراہی نہیں، اور شہر سے نہ نکلو یہاں تک کہ عمری سے ملو، اس کو سلام

[200] رجال الکشی، ص ۵۸۰

کہو اور اس سے تعارف بڑھاو، وہ پاکیزہ،امانت دار اور ہم سے قریب شخص ہے جو کچھ ہمارے شیعہ ہماری طرف بھیجتے ہیں اس کا آخری انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے تاکہ وہ ہم تک پہنچا دے،الحمد للہ کثیرا۔

اے اسحٰق! خدا ہمیں اور تمہیں اپنی پناہ میں رکھے اور اپنی کاریگری سے تیرے تمام معاملات آسان فرمائے،تم پر اور تمام محبت کرنے والوں پر سلام اور خدا کی رحمت ہواور محمد ﷺ وآل محمدؑ پر درود وسلام ہوں۔

عبداللہ بن حمدویہ بیہقی اور ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری[۲۰۱]

۱۰۸۹ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: حَکَی بَعْضُ الثِّقَاتِ، أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَتَبَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ وَ كِتَابِيَ الَّذِي وَرَدَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ بِتَوْكِيلِي إِيَّاهُ لِقَبْضِ حُقُوقِي مِنْ مَوَالِيَّ هُنَاكَ: نَعَمْ هُوَ كِتَابِي بِخَطِّي، أَقَمْتُهُ أَعْنِي إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدَةَ لَهُمْ بِبَلَدِهِمْ حَقّاً غَيْرَ بَاطِلٍ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لْيُخْرِجُوا مِنْ حُقُوقِي وَ لْيَدْفَعُوهَا إِلَيْهِ، فَقَدْ جَوَّزْتُ لَهُ مَا يَعْمَلُ بِهِ فِيهَا، وَفَّقَهُ اللَّهُ وَ مَنَّ عَلَيْهِ بِالسَّلَامَةِ مِنَ التَّقْصِيرِ بِرَحْمَتِهِ.

ابو عمرو کشی فرماتے ہیں کہ بعض ثقہ افراد نے نقل کیا کہ امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) نے ایک نامہ تحریر فرمایا: ابراہیم بن عبدہ اور اسے میرے پیروکاروں سے میرے حقوق جمع کرنے کا جو نامہ ملا ہے وہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میں نے ابراہیم بن عبدہ کو ان کے لیے ان شہروں میں اپنا وکیل مقرر کیا ہے اور اس تقرری میں کوئی شک نہیں ہے، پس ہمارے ماننے والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اپنے مال سے میرے حقوق ادا کریں اور ابراہیم کے سپرد کریں، اور میں نے اسے ان کا مصرف بھی بیان کر دیا ہے خدا اسے توفیق دے اور اپنی رحمت کے صدقے میں ہر طرح کی کوتاہی سے اسے محفوظ رکھے۔

---

[۲۰۱] ۔رجال شیخ طوسی۴۱۰ن۱۹اصحاب امام ہادی ، رجال ابن داود، قسم اول ،۱۳ن۲۶، رجال علامہ حلی، قسم اول،۷ن۲۴ ، تحریر طاووسی۱۹ان۸ ، طرائف المقال۱۳۳۷ ، معجم رجال الحدیث ،۲۰۵۔

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهُ (ع) إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدَوَيْهِ الْبَيْهَقِيِّ: وَ بَعْدُ، فَقَدْ نَصَبْتُ لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدَةَ لِيَدْفَعَ النَّوَاحِي وَ أَهْلُ نَاحِيَتِكَ حُقُوقِيَ الْوَاجِبَةَ عَلَيْكُمْ إِلَيْهِ، وَ جَعَلْتُهُ ثِقَتِي وَ أَمِينِي عِنْدَ مَوَالِيَّ هُنَاكَ، فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَ لْيُرَاقِبُوا وَ لْيُؤَدُّوا الْحُقُوقَ، فَلَيْسَ لَهُمْ عُذْرٌ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَ لَا تَأْخِيرِهِ، وَ لَا أَشْقَاكُمُ اللَّهُ بِعِصْيَانِ أَوْلِيَائِهِ، وَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَ إِيَّاكَ مَعَهُمْ بِرَحْمَتِي لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ كَرِيمٌ[۲۰۲].

اور امام ابو محمد (حسن عسکریؑ) نے ایک نامہ عبداللہ بن حمدویہ بیہقی کے نام تحریر فرمایا: میں نے ابراہیم بن عبدہ کو اپنا وکیل بنایا کر تمہارے پاس بھیجا ہے جو کہ میرے حقوق واجبہ تم سے وصول کرے گا اور میں نے اسے اپنا قابل اعتماد اور امین بنایا ہے، پس تم خدا سے ڈرو اور میرے حقوق کو ادا کرو اور ان حقوق کے ترک کرنے یا انہیں تاخیر میں ڈالنے میں کسی کے لیے کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے، خدا کرے کہ وہ اس کے اولیاء کی نافرمانی سے بدنصیب بننے سے محفوظ رہیں، خدا ان پر اور تم پر رحمت کرے کیونکہ میں تم سے راضی ہوں، بے شک اللہ تعالی وسعت والا اور کریم ہے۔

۲۰۲۔ رجال الکشی، ص۵۸۱۔

محمد بن سنان[۲۰۳]

۱۰۹۰ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ أَخْبَرَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شَاذَوَيْهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّیِّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ بِأَهْلِی حَبَلٌ، فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِی وَلَداً ذَكَراً! فَأَطْرَقَ مَلِيّاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَإِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُکَ غُلَاماً ذَكَراً، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ، وَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَصِرْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَأَتَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ صَبَّاحٍ بِرِسَالَةٍ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، مِنْهُمْ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ ابْنُ أَبِی عُمَيْرٍ وَ غَيْرُهُمْ، فَأَتَيْتُهُمْ، فَسَأَلُونِی فَخَبَّرْتُهُمْ بِمَا قَالَ، فَقَالُوا لِی فَهِمْتَ عَنْهُ ذَكِیٌّ أَوْ زَكِیٌّ فَقُلْتُ ذَكِیٌّ قَدْ فَهِمْتُهُ، قَالَ ابْنُ سِنَانٍ أَمَا أَنْتَ سَتُرْزَقُ وَلَداً ذَكَراً إِمَّا إِنَّهُ يَمُوتُ عَلَى الْمَكَانِ أَوْ يَكُونُ مَيِّتاً، فَقَالَ أَصْحَابُنَا لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ أَسَأْتَ قَدْ عَلِمْنَا الَّذِی عَلِمْتَ!

---

[۲۰۳]ـرجال البرقی ۵۴ و ۵۷ و ۴۸، رجال النجاشی ۲۰۸ ن ۸۸۹، رجال الطوسی ۲۸۸ ن ۱۱۶، فهرست الطوسی ۱۶۹ ن ۶۲۰، معالم العلماء ۱۰۲ ن ۶۸۴، رجال ابن داود ۳۱۵ ن ۱۳۷۶ و ۵۰۴ ن ۴۴۰، التحریر الطاووسی ۲۴۴ ن ۳۶۴، رجال العلامۃ الحلی ۲۵۱ ن ۱۷، نقد الرجال ۳۱۰ ن ۴۰۰، مجمع الرجال ۵ص۲۲۱، جامع الرواۃ ۲ص۱۲۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۲۹ ن ۱۰۴۹، بہجۃ الآمال ۶ص۴۴۲، ہدیۃ العارفین ۲ص۱۱، تنقیح المقال ۳ص۱۲۴ ن ۱۰۸۲۰، الذریعۃ ۱۵ص۱۵۴ و ۲۲ص۱۵۱، الاَعلام للزرکلی ۶ص۸۰، معجم رجال الحدیث ۱۶ص۱۳۸ ن ۱۰۹۰۹ و ۱۰۹۱۰ و ۱۰۹۱۱، قاموس الرجال ۸ص۱۹۵، معجم المؤلفین ۹ص۱۹۳.

فَأَتَى غُلَامٌ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَدْرِکْ فَقَدْ مَاتَ أَهْلُکَ، فَذَهَبْتُ مُسْرِعاً فَوَجَدْتُهَا عَلَى شُرُفِ الْمَوْتِ، ثُمَّ لَمْ تَلْبَثْ أَنْ وَلَدَتْ غُلَاماً ذَكَراً مَيِّتاً[۲۰۴].

شاذویہ بن حسین بن داود قمی کا بیان ہے کہ میں امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری بیوی حاملہ تھا تو میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں، میرے لیے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا عطا فرمائے، تو آپ نے کافی دیر سر نیچے فرمایا اور پھر سر بلند کر کے تین بار فرمایا: جاو، خدا تجھے بیٹا عطا کرے گا، میں مکہ آیا اور مسجد میں چلا گیا تو وہاں محمد بن حسن بن صباح ہمارے ساتھیوں کے ایک گروہ کا خط لائے جن میں صفوان بن یحیٰی، محمد بن سنان، ابن ابی عمیر وغیرہ شامل تھے تو میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے انہیں امام کا فرمان بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تو نے اسے ذکی (ذہین) یا زکی (پاک) سمجھا؟ میں نے کہا: میں نے تو ذہین سمجھا، تو ابن سنان نے کہا: تجھے بیٹا ملے گا لیکن وہ وہیں مر جائے گا یا وہ مردہ ہو گا تو ہمارے ساتھیوں نے اس سے کہا: تو نے برا کیا ہے، ہمیں بھی اس چیز کا علم تھا، تو غلام مسجد میں آیا اور کہا: جاو، اپنے گھر والوں کی خبر لو کہ وہ مر رہے ہیں، تو میں جلدی سے وہاں پہنچا تو میں نے اسے مرنے کے قریب پایا پھر کچھ عرصہ گزرا تھا کہ میرا ایک مردہ بیٹا پیدا ہوا۔

۱۰۹۱ وَ رَأَيْتُ فِی بَعْضِ كُتُبِ الْغُلَاةِ وَ هُوَ كِتَابُ الدُّورِ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِی جَعْفَرٍ الثَّانِی (ع) فَقَالَ لِی: يَا مُحَمَّدُ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا لَعَنْتُکَ وَ بَرِئْتُ مِنْکَ وَ جَعَلْتُکَ مِحْنَةً لِلْعَالَمِينَ أَهْدِی بِکَ مَنْ أَشَاءُ وَ أُضِلُّ بِکَ مَنْ أَشَاءُ قَالَ، قُلْتُ لَهُ تَفْعَلُ بِعَبْدِکَ مَا تَشَاءُ يَا سَيِّدِی أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ، ثُمَّ قَالَ: يَا

---

[۲۰۴] رجال الکشی، ص ۵۸۲

مُحَمَّدُ أَنْتَ عَبْدٌ قَدْ أَخْلَصْتَ لِلَّه إِنِّی نَاجَیْتُ اللَّهَ فِیکَ فَأَبَی إِلَّا أَنْ یُضِلَّ بِکَ کَثِیراً وَ یَهْدِیَ بِکَ کَثِیراً.

کشی فرماتے ہیں کہ میں نے غالیوں کی کتاب دور میں دیکھا کہ محمد بن سنان نے بتایا کہ میں امام ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! تیری کیا حالت ہوگی جب میں تجھ پر لعنت کروں گا اور تجھ سے براءت کا اظہار کروں گا اور تجھے مخلوقات کے لیے آزمائش قرار دوں گا، تیرے ذریعے چاہوں گا ہدایت دوں گا اور جسے چاہوں گا گمراہ کروں گا؟ میں نے عرض کی: اے میرے مولا وآقا! آپ کی مرضی، جو چاہیں کریں، آپ ہر چیز پر قادر ہیں، پھر امام نے فرمایا: اے محمد! تو ایسا خدا کا خالص غلام ہے میں نے تیرے لیے خدا سے دعا کی کہ اور چاہا ہے کہ تیرے ذریعے بہت سوں کو گمراہ کرے اور بہت سے افراد کو ہدایت دے۔

۱۰۹۲ حَمْدَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِیدٍ الْآدَمِیُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْزُبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ، شَکَوْتُ إِلَی الرِّضَا (ع) وَجَعَ الْعَیْنِ! فَأَخَذَ قِرْطَاساً فَکَتَبَ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) وَ هُوَ أَقَلُّ مِنْ نِیَّتِی، فَدَفَعَ الْکِتَابَ إِلَی الْخَادِمِ وَ أَمَرَنِی أَنْ أَذْهَبَ مَعَهُ، وَ قَالَ: اکْتُمْ! فَأَتَیْنَاهُ وَ خَادِمٌ قَدْ حَمَلَهُ، قَالَ، فَفَتَحَ الْخَادِمُ الْکِتَابَ بَیْنَ یَدَیْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع)، فَجَعَلَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) یَنْظُرُ فِی الْکِتَابِ وَ یَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَی السَّمَاءِ، وَ یَقُولُ نَاجٍ، فَفَعَلَ ذَلِکَ مِرَاراً، فَذَهَبَ کُلُّ وَجَعٍ فِی عَیْنِی، وَ أَبْصَرْتُ بَصَراً لَا یُبْصِرُهُ أَحَدٌ- قَالَ، فَقُلْتُ لِأَبِی جَعْفَرٍ (ع) جَعَلَکَ اللَّهُ شَیْخاً عَلَی هَذِهِ الْأُمَّةِ کَمَا جَعَلَ عِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ شَیْخاً عَلَی بَنِی إِسْرَائِیلَ! قَالَ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ یَا شَبِیهَ صَاحِبِ فُطْرُسَ! قَالَ، وَ انْصَرَفْتُ وَ قَدْ

أَمَرَنِی الرِّضَا (ع) أَنْ أَكْتُمَ، فَمَا زِلْتُ صَحِيحَ الْبَصَرِ حَتَّى أَذَعْتُ مَا كَانَ مِنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فِی أَمْرِ عَيْنِی، فَعَاوَدَنِی الْوَجَعُ، قَالَ، قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ مَا عَنَيْتَ بِقَوْلِكَ يَا شَبِيهَ صَاحِبِ فُطْرُسَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى غَضِبَ عَلَى مَلَكٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُدْعَى فُطْرُسُ، فَدَقَّ جَنَاحَهُ وَ رُمِیَ فِی جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ (ع) بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ جَبْرِيلَ إِلَى مُحَمَّدٍ (ص) لِيُهَنِّئَهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ (ع)، وَ كَانَ جَبْرِيلُ صَدِيقاً لِفُطْرُسَ فَمَرَّ بِهِ وَ هُوَ فِی الْجَزِيرَةِ مَطْرُوحٌ، فَخَبَّرَهُ بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ أَنْ أَحْمِلَكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنِحَتِی وَ أَمْضِیَ بِكَ إِلَى مُحَمَّدٍ (ص) لِيَشْفَعَ لَكَ قَالَ، فَقَالَ فُطْرُسُ نَعَمْ، فَحَمَلَهُ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ أَجْنِحَتِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ مُحَمَّداً (ص)، فَبَلَّغَهُ تَهْنِيَةَ رَبِّهِ تَعَالَى ثُمَّ حَدَّثَهُ بِقِصَّةِ فُطْرُسَ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ (ص) لِفُطْرُسَ: امْسَحْ جَنَاحَكَ عَلَى مَهْدِ الْحُسَيْنِ وَ تَمَسَّحْ بِهِ! فَفَعَلَ ذَلِكَ فُطْرُسُ، فَجَبَرَ اللَّهُ جَنَاحَهُ وَ رَدَّهُ إِلَى مَنْزِلِهِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ.

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت آنکھ کے درد کی شکایت کی توآپ نے ایک کاغذ اٹھایا اور امام ابو جعفرؑ کے نام لکھا در حالانکہ یہ میرا ارادہ نہیں تھا، توآپ نے خادم کو دیا اور مجھے حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاو،اور فرمایا: اس بات کو مخفی رکھنا، توامام ابو جعفرؑ نے اس خط کو دیکھا اور آسمان کی طرف سر بلند فرمایا اور یہ کہنا شروع کر دیا: ناج،اور یہ آپ نے کئی بار فرمایا تو میری آنکھوں کا درد ختم ہو گیا تو میں دوسروں سے تیز دیکھنے لگا۔

میں نے امام ابو جعفرؑ سے عرض کی: خدا آپ کو اس امت کا اس طرح امام قرار دے جس طرح عیسی بن مریمؑ کو بنی اسرائیل کے لیے قرار دیا، پھر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: آپ تو فطرس کے امام کی مانند ہیں۔

میں واپس لوٹ آیا اور امام رضا نے مجھے واقعہ مخفی رکھنے کا حکم دیا تھا جب تک میں نے اس راز کو فاش نہیں کیا اس وقت تک میری بینائی صحیح و سلامت رہی پھر میں نے حضرت ابو جعفرؑ کے اس معجزہ کو بیان کیا تو میرا درد لوٹ آیا۔

راوی کہتا ہے میں نے محمد بن سنان سے کہا: تیرے اس قول کا کیا معنی تھا کہ آپ فطرس کے امام کی مانند ہیں؟

تو اس نے بتایا کہ اللہ نے ایک فرشتے پر غضب فرمایا جسے فطرس کہتے تھے تو اس کے پر کاٹ دیئے اور اسے سمندروں کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پھینک دیا جب حضرت امام حسین کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالی نے جبریل کو حکم دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو امام حسین کی ولادت کی مبارک بادی دے اور جبریل فطرس کا دوست تھا تو وہ اسی راستے سے گزرا جبکہ فطرس جزیرے میں گرا ہوا تھا تو جبریل نے اسے امام حسینؑ کی ولادت کی خبر دی اور حکم خدا کے متعلق بتایا، جبریل نے فطرس سے کہا: میں تجھے اپنے پروں پر اٹھا کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں لے جاتا ہوں تاکہ آپ تیری شفاعت کریں، تو فطرس نے کہا: ہاں، تو وہ اسے پروں پر اٹھا کر لایا، اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کے حضور اللہ تعالی کی مبارکبادی پیش کی، پھر فطرس کا قصہ بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے پروں کو امام حسین کے جھولے سے مسح کرو اور خود امام حسینؑ کے جسم نازنین سے مسح کو، تو جبریل فطرس کو اٹھا کر امام حسینؑ کی خدمت میں لایا اور آپ کے جسم

اور جھولے سے اسے چھوا تو اللہ تعالی نے اس کے پروں کو لوٹا دیا اور اسے ملائکہ کے ساتھ سابقہ مقام پر پہنچا دیا[۲۰۵]۔

١٠٩٣ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، جَمِيعاً قَالا: كُنَّابِمَكَّةَ وَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) بِهَا، فَقُلْنَا لَهُ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ نَحْنُ خَارِجُونَ وَ أَنْتَ مُقِيمٌ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكْتُبَ لَنَا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) كِتَاباً نُلِمُّ بِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ، فَقَدِمْنَا فَقُلْنَا لِلْمُوَفَّقِ أَخْرِجْهُ إِلَيْنَا! قَالَ، فَأَخْرَجَهُ إِلَيْنَا وَ هُوَ فِي صَدْرِ مُوَفَّقٍ، فَأَقْبَلَ يَقْرَؤُهُ وَ يَطْوِيهِ وَ يَنْظُرُ فِيهِ وَ يَتَبَسَّمُ حَتَّى أَتَى عَلَى آخِرِهِ، وَ يَطْوِيهِ مِنْ أَعْلَاهُ وَ يَنْشُرُهُ مِنْ أَسْفَلِهِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ

---

[۲۰۵] ۔فرشتوں کے بارے میں ترک اولی کی تحقیق مستقل مقدمے میں ذکر کی گئی ہے اور وہاں صرصائیل ،دردائیل وغیرہ ملائکہ کے بارے میں روایات ذکر کی گئی جو ترک اولی کی وجہ سے اپنے درجات سے محروم تھے اور امام حسینؑ کے وسیلے سے انہیں نجات ملی اور جہاں تک فطرس کے واقعے کا تعلق ہے تو یہ قدماء اور متاخرین میں مختلف سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے ،اس کو درج ذیل مدارک میں ذکر کیا گیا ہے ؛بصائر الدرجات: ٦٨، کامل الزیارات: ٦٦، اِمالی الصدوق: ۸/۱۱۸،، الخرائج والجرائح راوندی ا: ۲۵۲، اثبات الوصیہ مسعودی، ١٦١، مناقب ابن شہر اشوب ٣: ٢٢٨، بشارۃ المصطفیٰ: ٢١٨، روضۃ الواعظین: ١٨٦،[مصباح المتہجد شیخ طوسی ص ۸۲۷ واقبال ابن طاووس ص ٦٩٠ والبلد الامین ص١٨٦اط حجری، مفاتیح الجنان شیخ عباس قمی، شعبان کے اعمال میں مفصل دعا ذکر ہے] مدینہ المعاجز ہاشم بحرانی، باب معجزات امام حسینؑ،ح٨، الثاقب فی المناقب ابن حمزہ طوسی ،ص ۳۳۹ ح ۲۸۴، عیون المعجزات حسین بن عبدالوہاب معاصر سید مرتضی، ص ٦٣، بحار الانوار ۴۴ ص ۳۴، منتہی الامال شیخ عباس قمی، باب ۵ تاریخ امام حسینؑ، فصل اولادت، خصائص حسینیہ شیخ جعفر تستری، قسم ٨ امام حسینؑ کے احترام ن٦، و مقصد ۴ مطلب اامام حسینؑ کی خدمت میں فرشتے گروہ ۹، سلام پہنچانے والا فطرس، موسوعہ عاشوراء جواد محدثی مادہ فطرس، عوالم بحرانی، جلد امام حسینؑ سے متعلق ص١٩۔٢٠ح ۵-۸، حماسہ حسینی میں شہید مطہری اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں: داستان فطرس ملک، رمزی است از برکت وجود سید الشہداء کہ بال شکستہ ہا با تماس بہ او صاحب بال وپر می شوند، افراد وملتہا اگر براستی خود را بہ گہوارہ حسین بمالند از جزایر دور افتادہ رہائی می یابند وآزاد می شوند۔

حَرَّکَ رِجْلَهُ وَ قَالَ نَاجٍ نَاجٍ، فَقَالَ أَحْمَدُ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ سِنَانٍ عِنْدَ ذَلِکَ فُطْرُسِیَّةٌ فُطْرُسِیَّةٌ[۲۰۶].

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی اور محمد بن سنان کا بیان ہے کہ ہم مکہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں تھے ، تو ہم نے عرض کی ، مولا، خدا ہمیں آپ پر قربان کرے، ہم جارہے ہیں اور آپ یہاں مقیم ہیں ،اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے لیے ابو جعفرؑ کی طرف ایک نامہ تحریر فرمادیا ، جب ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کی خدمت میں پیش کریں، توآپ نے امام ابو جعفر کے لیے ایک نامہ تحریر فرمایا اور ہم مدینہ آگئے اور امام ابو جعفرؑ کے غلام موفق سے کہا: امام کو ہمارے پاس لاو، تو وہ امام کو اپنے سینے پہ اٹھاکے لایا تو امام نے اس نامے کو پڑھنا اور اس میں غور کرنا شروع کیا اور مسکراتے رہے یہاں تک کہ آخر تک پڑھ لیا تو اوپر سے اسے لپیٹ دیتے اور آخر سے کھول دیتے ، محمد بن سنان کہتا ہے : جب امام نے اس طرح اس کو پڑھ لیا تو اپنے پا مبارک کو حرکت دی اور ناج ناج کہا ،احمد کا بیان ہے کہ ابن سنانے اس وقت کہا: یہ فطرس کے امام کی شبیہ ہیں۔

---

[۲۰۶]۔ رجال الکشی، ص ۵۸۴۔

حسن بن محبوب[۲۰۷]

۱۰۹۴ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، نِسْبَةُ جَدِّهِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مَحْبُوبٍ، ابْنُ وَهْبِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ وَ كَانَ وَهْبٌ عَبْداً سِنْدِيّاً مَمْلُوكاً لِجَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ وَ كَانَ زَرَّاداً فَصَارَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع)، وَ سَأَلَهُ أَنْ يَبْتَاعَهُ عَنْ جَرِيرٍ، فَكَرِهَ جَرِيرٌ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ يَدِهِ، فَقَالَ: الْغُلَامُ حُرٌّ قَدْ أَعْتَقْتُهُ! فَلَمَّا صَحَّ عِتْقُهُ صَارَ فِي خِدْمَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع)، وَ مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ فِي آخِرِ سَنَةِ أَرْبَعٍ وَ عِشْرِينَ وَ مِائَتَيْنِ، وَ كَانَ مِنْ أَبْنَاءِ خَمْسٍ وَ سَبْعِينَ سَنَةً، وَ كَانَ آدَمَ شَدِيدَ الْأُدْمَةِ أَنْزَعَ سِنَاطاً خَفِيفَ الْعَارِضَيْنِ رَبْعَةً مِنَ الرِّجَالِ يَخْمَعُ مِنْ وَرِكِهِ الْأَيْمَنِ.

---

[۲۰۷] رجال البرقی ۴۸ و ۵۳، فہرست ابن الندیم ۳۲۲ و ۳۲۳، رجال الطوسی ۳۴۷ ن ۹ و ۳۷۲ ن ۱۱، فہرست الطوسی ۷۱ ن ۱۶۲، معالم العلماء ۳۳ ن ۱۸۲، رجال ابن داود ۱۱۶ ن ۴۵۹، التحریر الطاووسی ۷۴ ن ۹۴، رجال العلامۃ الحلی ۳۷، لسان المیزان ۲ص۲۴۸ ن ۱۰۴۲، نقد الرجال ۹۷ ن ۱۳۳، مجمع الرجال ۲ص۱۴۵، جامع الرواۃ ۱ص۲۲۱، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۶۹ ن ۳۲۹، الوجیزۃ ۱۴۹، ہدایۃ المحدثین ۴۰، بہجۃ الآمال ۳ص۱۸۸، تنقیح المقال ۱ص۳۰۴ ن ۲۷۱۰، إعیان الشیعۃ ۵ص۲۳۳، الذریعۃ ۲۴ص۳۲۷ ن ۱۷۱۹، العندبیل ۱ص۱۵۶، الجامع فی الرجال ۱ص۵۴۱، الاعلام للزرکلی ۲ص۲۱۲، معجم رجال الحدیث ۵ص۸۹ ن ۳۰۷۰، قاموس الرجال ۳ص۲۲۷.

جعفر بن محمد نے اپنے دادا حسن بن محبوب کا نسب یوں بیان کیا: حسن بن محبوب بن وہب بن جعفر بن وہب اور یہ وہب ایک سندی غلام تھا جو جریر بن عبداللہ بجلی کی ملکیت میں تھا اور وہ زرہ سازی کا ماہر تھا تو وہ امام امیر المومنینؑ کے عقیدت مندوں میں سے ہو گیا اور آپ سے سوال کیا کہ جریر سے اسے خرید کریں تو جریر نے اسے بیچنا پسند نہ کیا تو اس نے کہا: یہ غلام آزاد ہے میں نے اسے آزاد کر دیا، جب وہ آزاد ہو گیا تو امام امیر المومنینؑ کی خدمت میں آ گئے اور حسن بن محبوب ۲۲۴ھ میں فوت ہوا اس وقت ۷۵ سال کے تھے اور ان کا رنگ شدید گندمی تھا، اس کے سر سے دونوں طرف بال گر چکے تھے، اور وہ بے ریش تھے، درمیانے قد کے آدمی تھے اور دائیں ران سے لینگا کر چلتے تھے۔

۱۰۹۵ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِّيُّ السَّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَّزَاذَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ مَحْبُوبٍ الزَّرَّادَ أَتَانَا عَنْكَ بِرِسَالَةٍ! قَالَ صَدَقَ، لَا تَقُلِ الزَّرَّادَ بَلْ قُلِ السَّرَّادَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: وَ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ.

احمد بن ابی نصر بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی: حسن بن محبوب زرہ ساز آپ کا نامہ ہمارے پاس لائے تھے؟، فرمایا: اس نے سچ کہا، اسے زراد نہ کہو بلکہ سرّاد کہو کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: زرہ کو مناسب بناو۔

قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ابْنُ مَحْبُوبٍ لَمْ يَكُنْ يَرْوِي عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، بَلْ هُوَ أَقْدَمُ مِنِ ابْنِ فَضَّالٍ وَ أَسَنُّ، وَ أَصْحَابُنَا يَتَّهِمُونَ ابْنَ مَحْبُوبٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ، وَ سَمِعْتُ أَصْحَابَنَا أَنَّ مَحْبُوباً أَبَا حَسَنٍ كَانَ يُعْطِي الْحَسَنَ بِكُلِّ حَدِيثٍ يَكْتُبُهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ دِرْهَماً وَاحِداً.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ حسن بن محبوب نے ابن فضال سے روایت نہیں کی بلکہ وہ ابن فضال سے پہلے اور عمر میں بڑے تھے اور ہمارے علماء ابن محبوب کو ابن ابی حمزہ سے روایت کرنے کی وجہ سے متہم کرتے ہیں اور میں نے اپنے علماء سے سنا کہ حسن اپنے بیٹے حسن کو علی بن رئاب سے ہر ایک حدیث لکھنے کے بدلے میں ایک درہم دیتے تھے۔

عبداللہ بن جندب[۲۰۸]

۱۰۹۶ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنِی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، قَالَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ لِأَبِی الْحَسَنِ (ع) أَ لَسْتَ عَنِّی رَاضِیاً قَالَ: إِی وَ اللَّهِ وَ رَسُولُ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَنْکَ رَاضٍ. قَالَ، وَ نَظَرَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) یَوْماً إِلَیْهِ وَ هُوَ مُوَلٍّ، فَقَالَ: هَذَا یُقَاسُ.

بعض شیعہ نے روایت کی کہ عبداللہ بن جندب نے امام کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی: کیا تو مجھ سے راضی نہیں ہے؟ امام نے فرمایا: خدا کی قسم ہاں، اور خدا بھی تم سے راضی ہے، اور ایک دن امام کاظمؑ نے اسے دیکھا جب وہ آپ کی خدمت سے رخصت ہو رہے تھے؟ فرمایا: اس کے ساتھ کسی کو مقایسہ نہیں کیا جا سکتا۔

۱۰۹۷ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزْیَدٍ أَبُو الْحَسَنِ، و [عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِیِّ، قَالَ رَوَی أَبِی رَحِمَهُ اللَّهُ، عَنْ یُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ،

---

[۲۰۸] رجال الطوسی ۲۲۶ و ۳۵۵ و ۳۷۹. تنقیح المقال ۲: ۱۷۵. رجال ابن داود ۱۱۷. رجال الحلی ۱۰۵. معجم الثقات ۷۲. رجال البرقی ۴۵ و ۵۰ و ۵۳. معجم رجال الحدیث ۱۰: ۱۴۹. نقد الرجال ۱۹۶. توضیح الاشتباه ۲۰۵. جامع الرواۃ ۱: ۴۷۹. ہدایۃ المحدثین ۱۰۱. مجمع الرجال ۳: ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶. رجال النجاشی ۱۳۹ فی ترجمۃ صفوان بن یحییٰ. سفینہ البحار ۲: ۱۲۷. بہجۃ الآمال ۵: ۲۰۸. منتہی المقال ۱۸۳. منہج المقال ۲۰۱. جامع المقال ۷۸. التحریر الطاووسی ۱۷۱. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۲۳۴. اتقان المقال ۸۰. الوجیزۃ ۳۸. شرح مشیخۃ الفقیہ ۵۴. رجال الانصاری ۱۰۶.

رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُنْدَبٍ وَ قَدْ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ، وَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَحَدَ الْمُتَهَجِّدِينَ، قَالَ يُونُسُ، فَقُلْتُ لَهُ قَدْ رَأَى اللَّهُ اجْتِهَادَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ! فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ: وَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَقَدْ وَقَفْتُ مَوْقِفِي هَذَا وَ أَفَضْتُ، مَا سَمِعَنِي اللَّهُ دَعَوْتُ لِنَفْسِي بِحَرْفٍ وَاحِدٍ، لِأَنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) يَقُولُ: الدَّاعِي لِأَخِيهِ الْمُؤْمِنِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ يُنَادَى مِنْ أَعْنَانِ السَّمَاءِ، لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِائَةُ أَلْفٍ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَ مِائَةَ أَلْفٍ مَضْمُونَةً لِوَاحِدَةٍ لَا أَدْرِي أَجَابُ إِلَيْهَا أَمْ لَا.

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن جندب کو دیکھا کہ وہ عرفات سے آرہے تھے اور عبداللہ بہت محنت سے دعا مانگنے والوں میں سے ایک تھے، یونس نے اس سے کہا : خدا نے آج تیری اس دعا کو دیکھ لیا (اور وہ یقینا اسے قبول کرے گا) تو انہوں نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں، آج میں اس مقام پر ٹھہرا اور میں نے اس مقام پر اپنے لیے ایک بھی دعا نہیں مانگی کیونکہ میں نے امام علی رضا سے سنا: جو شخص اپنے مومن بھائی کے لیے پس پشت دعا کرے تو آسمان سے منادی نداء دیتا ہے: ہر ایک کے بدلے میں تیرے لیے ایک لاکھ نیکی ہے، اس لیے میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ ان لاکھ نیکیوں کو چھوڑ کر جن کی قبولیت کی معصوم نے ضمانت دی ہے اس کی بجائے اپنی ذات کے لیے دعا مانگوں جو نہ جانے قبول بھی ہو یا نہ۔

۱۰۹۸ حَدَّثَنِي حَمْدَوَيْهِ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ، وَ كَانَ سَيِّئَ الرَّأْيِ فِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ، قِيلَ لِأَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ أَنَا أَسْمَعُ: أَنَّ يُونُسَ مَوْلَى آلِ يَقْطِينٍ يَزْعُمُ أَنَّ مَوْلَاكُمْ وَ

الْمُتَمَسِّکَ بِطَاعَتِکُمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُنْدَبٍ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى سَبْعِينَ حَرْفاً، وَ يَقُولُ إِنَّهُ شَاکٌّ! قَالَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: هُوَ وَ اللَّهِ أَوْلَى بِأَنْ يَعْبُدَ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ مَا لَهُوَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُنْدَبٍ! إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جُنْدَبٍ لَمِنَ الْمُخْبِتِينَ[۲۰۹].

حسن بن علی بن یقطین کا بیان ہے جو یونس کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے کہ امام ابو الحسنؑ سے کہا گیا جبکہ مین سن رہا تھا: یونس آل یقطین کا ہم پیمان گمان کرتا ہے کہ تمہارا موالی اور تمہاری اطاعت کرنے والا شخص عبداللہ بن جندب خدا کی ۷۰ طریقوں میں عبادت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ عبداللہ شکّ کا شکار ہے ،تو امام نے فرمایا: خدا کی قسم ایسا نہیں ہے ،عبداللہ بن جندب خدا کی کسی ایسے طریقے سے عبادت نہیں کرتا جو اسے پسند نہ ہو،اسے اس سے کیا تعلق ہے بے شک عبداللہ بن جندب خدا کی خاشع بندوں میں سے ہے۔

۲۰۹۔رجال الکشی، ص ۵۸۷۔

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی[۲۱۰]

۱۰۹۹ وَجَدْتُ بِخَطِّ جِبْرِيلَ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِيَابِيِّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) أَنَا وَ صَفْوَانُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ وَ أَظُنُّهُ، قَالَ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُنْدَبٍ وَ هُوَ بَصْرِيٌّ قَالَ فَجَلَسْنَا عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قُمْنَا، فَقَالَ لِي: أَمَّا أَنْتَ يَا أَحْمَدُ فَاجْلِسْ، فَجَلَسْتُ، فَأَقْبَلَ يُحَدِّثُنِي فَأَسْأَلُهُ فَيُجِيبُنِي، حَتَّى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ الِانْصِرَافَ، قَالَ لِي: يَا أَحْمَدُ تَنْصَرِفُ أَوْ تَبِيتُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ذَاكَ إِلَيْكَ إِنْ أَمَرْتَ بِالِانْصِرَافِ انْصَرَفْتُ وَ إِنْ أَمَرْتَ بِالْقِيَامِ أَقَمْتُ! قَالَ: أَقِمْ فَهَذَا الْحَرُّ وَ قَدْ هَدَأَ اللَّيْلُ وَ نَامُوا، فَقَامَ وَ انْصَرَفَ، فَلَمَّا ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ دَخَلَ: خَرَرْتُ لِلَّهِ سَاجِداً، فَقُلْتُ

---

[۲۱۰]۔ رجال الکشی۵۹۰ ن ۱۸۴، فہرست ابن الندیم ۳۲۳، رجال النجاشی اص۲۰۲، رجال الطوسی ۳۴۴ ن ۳۴ و ۳۶۶ ن ۲، فہرست الطوسی ۴۳ ن ۶۳، معالم العلماء ۱۰ ن ۵۳، رجال ابن داود ۳۸ ن ۱۱۵، التحریر الطاووسی ۴۰ ن ۲۷، رجال العلامۃ الحلی ۱۳، نقد الرجال ۲۸، مجمع الرجال اص۱۵۷، نضد الایضاح ۳۶، جامع الرواۃ اص۵۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۳۰ ن ۹۱، ہدایۃ المحدثین ۱۷۴، بہجۃ الآمال ۲ ۱۰۷، ایضاح المکنون ۲ص۲۸۵، تنقیح المقال اص۷۷ ن ۴۶۷، إعیان الشیعۃ ۳ص۱۴۰، الذریعۃ ۲۴ص۳۲۱ ن ۱۶۷۰، العندبیل اص۲۸، الجامع فی الرجال اص۱۵۳، معجم رجال الحدیث ۲ص۲۳۱ ن ۸۰۰، قاموس الرجال اص۴۷۳، معجم المؤلفین ۲ص۱۰۴.

الْحَمْدُ لِلَّه حُجَّةُ اللَّه وَ وَارِثُ عِلْمِ النَّبِيِّينَ أَنِسَ بِی مِنْ بَيْنِ إِخْوَانِی وَ حَبَّبَنِی، فَأَنَا فِی سَجْدَتِی وَ شُكْرِی فَمَا عَلِمْتُ إِلَّا وَ قَدْ رَفَسَنِی بِرِجْلِه، ثُمَّ قُمْتُ فَأَخَذَ بِيَدِی فَغَمَزَهَا ثُمَّقَالَ: يَا أَحْمَدُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَادَ صَعْصَعَةَ بْنَ صُوحَانَ فِی مَرَضِه، فَلَمَّا قَامَ مِنْ عِنْدِه قَالَ لَهُ: يَا صَعْصَعَةُ لَا تَفْتَخِرَنَّ عَلَى إِخْوَانِکَ بِعِيَادَتِی إِيَّاکَ وَ اتَّقِ اللَّهَ! ثُمَّ انْصَرَفَ عَنِّی.

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ ایک دن میں صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان، عبداللہ بن مغیرہ اور عبداللہ بن جندب بصری کے ساتھ امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم گفتگو کے بعد رخصت ہونے لگے تو امام نے مجھ سے فرمایا: احمد، تم بیٹھو، میں بیٹھ گیا، اور امام کافی دیر تک میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے میں سوال کرتا اور امام جواب دیتے تھے، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ بیت گیا، جب میں نے اٹھنے کا قصد کیا تو امام نے فرمایا: گھر جاو گے یا یہاں ہی سونا پسند کرو گے؟ میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں، میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا، اگر آپ گھر جانے کا حکم دیں تو گھر چلا جاوں گا اور اگر یہیں ٹھہرنے کا حکم دیں تو میں یہیں ٹھہر جاوں گا، امام نے فرمایا: یہیں ٹھہر جاو، گرمیوں کا موسم ہے اور رات کا کافی حصہ بیت چکا ہے اس وقت گھر والوں کو بے آرام نہ کرو، پھر امام اٹھ کر گھر چلے گئے اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ امام گھر چلے گئے ہیں تو میں نے کہا: الحمد للہ، (شکر خدا) کہ حجت خدا اور علم انبیاء کے وارث نے میرے ایمانی بھائیوں میں سے مجھے یہ شرف بخشا اور اپنے پاس روکا، اور سر سجدہ شکر میں رکھ دیا، ابھی میں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ امام واپس تشریف لائے اور اپنے پاوں سے ٹھوکر ماری اور مجھے متوجہ کیا اور میرا ہاتھ تھام کر فرمایا: احمد! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ امیر المومنینؑ صعصعہ بن صوحان کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے

گئے اور جب اٹھنے لگے تو اس سے فرمایا: صعصہ ! میرے یہاں آنے کو اپنے مومن بھائیوں پر فوقیت کی دلیل نہ بنانا بلکہ تقوی الٰہی اختیار کرنا، اور یہ فرما کر امام واپس روانہ ہوگئے۔

۱۱۰۰ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاثِيُّ وَ عُثْمَانُ بْنُ حَامِدٍ الْكَشِّيَّانِ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ: وَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نُعْمَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، كُنْتُ عِنْدَ الرِّضَا (ع)، قَالَ، فَأَمْسَيْتُ عِنْدَهُ، قَالَ، فَقُلْتُ أَنْصَرِفُ فَقَالَ لِي لَا تَنْصَرِفْ فَقَدْ أَمْسَيْتَ، قَالَ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، قَالَ، فَقَالَ لِجَارِيَتِهِ: هَاتِي مُضَرَّبَتِي وَ وِسَادَتِي فَافْرُشِي لِأَحْمَدَ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ! قَالَ، فَلَمَّا صِرْتُ فِي الْبَيْتِ دَخَلَنِي شَيْءٌ فَجَعَلَ يَخْطُرُ بِبَالِي: مَنْ مِثْلِي فِي بَيْتِ وَلِيِّ اللَّهِ وَ عَلَى مِهَادِهِ! فَنَادَانِي يَا أَحْمَدُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَادَ صَعْصَعَةَ بْنَ صُوحَانَ، فَقَالَ يَا صَعْصَعَةُ لَا تَجْعَلْ عِيَادَتِي إِيَّاكَ فَخْراً عَلَى قَوْمِكَ! وَ تَوَاضَعْ لِلَّهِ يَرْفَعْكَ اللَّهُ.

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے رات ہوگئی تو میں نے امام سے عرض کی، میں گھر چلا جاؤں ؟آپ نے فرمایا: نہیں رات یہیں ٹھہرو، میں امام کے پاس ٹھہر گیا،آپ نے کنیز سے فرمایا: میرا بستر اور تکیہ لاؤاور اس کمرے میں احمد کے لیے بچھا دو، جب میں اس کمرے مین سونے لگا تو میرے ذہن میں آیا مجھ جیسا کون ہے جو ولی خدا کے گھر میں انہی کے بچھونے پہ سونے کا شرف حاصل کرے تو امام نے مجھے آواز دی: اے احمد ! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ امیر المومنینؑ صعصہ بن صوحان کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے اور جب اٹھنے لگے تو اس سے فرمایا: صعصہ ! میرے یہاں آنے کو اپنے

مومن بھائیوں پر فوقیت کی دلیل نہ بنانا بلکہ خدا کا متواضع بندہ بن جا کہ خدا تجھے بلند مرتبہ بنادے گا۔

۱۱۰۱ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، قَالَ، لَمَّا أُتِيَ بِأَبِي الْحَسَنِ (ع) أُخِذَ بِهِ عَلَى الْقَادِسِيَّةِ وَ لَمْ يَدْخُلِ الْكُوفَةَ، وَ أُخِذَ بِهِ عَلَى البر إلى [بَرَّانِيِّ الْبَصْرَةِ، قَالَ، فَبَعَثَ إِلَيَّ مُصْحَفاً وَ أَنَا بِالْقَادِسِيَّةِ، فَفَتَحْتُهُ فَوَقَعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ سُورَةُ لَمْ تَكُنْ، فَإِذَا هِيَ أَطْوَلُ وَ أَكْثَرُ مِمَّا يَقْرَأُهَا النَّاسُ، قَالَ، فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَشْيَاءَ، قَالَ، فَأَتَانِي مُسَافِرٌ وَ مَعَهُ مِنْدِيلٌ وَ طِينٌ وَ خَاتَمٌ، فَقَالَ هَاتِ! فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَهُ فِي الْمِنْدِيلِ وَ وَضَعَ عَلَيْهِ الطِّينَ وَ خَتَمَهُ، فَذَهَبَ عَنِّي مَا كُنْتُ حَفِظْتُ مِنْهُ، فَجَهَدْتُ أَنْ أَذْكُرَ مِنْهُ حَرْفاً وَاحِداً فَلَمْ أَذْكُرْهُ[۲۱۱].

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ جب مامون کے درباری امام علی رضاؑ کو مدینہ سے خراسان لے جانے لگے تو وہ امام کو لیکر بصرہ روانہ ہوئے، پہلے قادسیہ میں روکا گیا اور امام کو کوفہ سے نہیں گزارا گیا بلکہ بصرہ کے راستے پر ایک جگہ ٹھہرایا تو امام نے میری طرف ایک مصحف بھیجا، میں اس وقت قادسیہ میں تھا تو میں نے اس کو کھولا تو میری نظر ایک سورت پر پڑی جو دیگر مصاحف میں ہیں تھی اور وہ بہت زیادہ لمبی چوڑی سورت تھی اس سے کہیں زیادہ جو لوگ پڑھا کرتے ہیں، تو میں نے اس سے کچھ چیزیں یاد کرلیں تو امام کا خادم مسافر میرے پاس آیا اور اس کے پاس رومال اور مہر کا سامان تھا، اس نے کہا: لاو، میں نے وہ مصحف اسے دیا تو اس نے

[۲۱۱] رجال الکشی، ص۵۸۹

اسے رومال میں رکھ کر اس پر مہر لگا دی تو جو کچھ میں نے یاد کیا تھا وہ مجھے بھول گیا تو میں نے بہت کوشش کی کہ اس کا کوئی ایک حرف یاد آ جائے لیکر مجھے کچھ یاد نہیں آیا"[۲۱۲]۔

---

[۲۱۲]۔ اس روایت کی سند معتبر نہیں ہے اس اور اس کا مضمون بھی ایک آفت ہے کیونکہ قرآن کریم مسلمانوں میں بلاتفریق فرق و مذاہب متواتر ہے اور ہر دور میں اسے نسل در نسل کثرت سے پڑھا لکھا اور یاد کیا گیا ،اس کی قراءت زن ومرد کے لیے شب و روز کے اعمال حسنہ میں تھی ،اس طرح ایسی روایات جن میں قرآن کی سورتوں میں کمی کا اظہار کیا گیا فریقین کی کتابوں میں نقل ہوئی ہیں متاخرین میں اہل سنت کی طرف سے کتاب الفرقان فی جمع و تدوین القرآن جو محمد عبداللطیف مصری معروف ابن الخطیب نے صحاح ستہ کی روایات تحریف کو اس میں جمع کردیا،یہ کتاب دار الکتب المصریہ قاہرہ میں ۱۳۶۷ھ میں طبع ہوئی، جس سے مصر میں ہنگامہ برپا ہوا اور الازہر نے اس کے باقی نسخوں پر پابندی کا مطالبہ کیا۔

اسی طرح بعض محدثین(محدث نوری) نے فصل الخطاب میں شیعہ کی طرف منسوب کتابوں کی ایسی روایات کو جمع کیا اور اس طرح علم اصول کے مقابلے میں اخباریت کے نظریئے کے سادہ پن کو قرآن کے بارے میں پیش کردیا حالانکہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے اور روایات کو پرکھنے کا معیار قرآن کو قرار دیا گیا ہے ،حدیث ثقلین متواتر میں بھی نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد قرآن و اہل بیت کو اس امت مسلمہ کی ہدایت کے لیے معین فرمایا ،تو حق یہ ہے کہ تحریف کے بارے میں کتابوں میں روایات جھوٹے راویوں کی طرف سے موجود ہیں ۔

لیکن انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بلا تفریق فرقہ رد کرنا چاہیے اور انہیں قرآن کے معیار پر حل کرناچاہیے مسائل اس وقت مشکل کا شکار ہوجاتے ہیں جب ایک فرقے دوسرے کو اس قسم کی الزام تراشی کرے حالانکہ کوئی سچا مسلمان یہ باور نہیں کرسکتا بلکہ کوئی عقل مند انسان اس چیز کو نہیں سوچ سکتا کہ قرآن جیسی متواتر کتاب میں کسی قسم کی تبدیلی ہوئی :ذیل میں فصل الخطاب کی روایات کے غیر معتبر مصادر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ محدثین کی اخباری حدیثوں کے سرچشمے کی قلعی کھل جائے:

سو واضح ہو کہ انھوں نے اکثر بے سنداور بے سر و پا روایات نقل کی ہیں اور ان کتابوں سے جو مجھول اور دم بریدہ اور جعلی ہیں ؛۱۔رسالہ جسے محمد بن ابراہیم نعمانی،م۳۶۰ھ یا سعد بن عبداللہ اشعری کی طرف منسوب کیا گیا، ۲۔کتاب القراءات سیاری احمد بن محمد م۲۸۶ھ، جو کہ ضعیف فاسد العقیدہ اور مجفو القلم کثیر المراسیل شخص تھا (نجاشی)، ۳۔تفسیر ابوالجارود زیاد بن منذر سرحوب م۱۵۰ھ جسے کشی نے کور دل انسان قراردیا، ۴۔تفسیر قمی علی بن ابراہیم م۳۲۹ھ جس کے مرسلہ اور بے سند نسخے بہت سی

بے سر و پہ روایتوں کے ساتھ مل کر مشہور ہیں ،۵۔کتاب الاستغاثہعلی بن احمد کوفی،م۳۵۲ھ جس کی کتابوں کے بارے میں علماء رجال نے کہا ؛ اس کی کتابیں اکثر فاسد اور باطل ہیں ،۶۔تفسیر منسوب بہ امام عسکری جس میں چند قصے کہانیاں جمع کرکے ضعیف و کذاب راویوں نے امام عالی مقام کے نام تھوپ دیا ہے اور اخباری گروہ کے سادہ پن سے استفادہ کرتے ہوئے اسے نقل کیا گیا حالانکہ محققین اسے ایک بچگانہ قصوں کی کتاب سے زیادہ نہیں سمجھتے، ۷۔تفسیر منسوب بہ عیاشی،محمد بن مسعود،م۳۲۰ھ یہ تفسیر بھی کسی جعلکار کے ہاتھ لگ گئی اور اس نے اس کی سندیں وغیرہ حذف کرکے اپنے مقصد کے مطابق بنا کر اسے نشر کردیا ،۸،تفسیر فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی م۳۰۰ھ اس کا حال بھی واضح ہے کہ نہ اس کا مولف کوئی شناختہ ہے اور نہ اس کی کوئی معلوم ہے، ۹۔تفسیر محمد بن علی ماہیار(معروف ابن حجام،م۳۳۰ھ)یہ شخص تو ثقہ ہے لیکن اتنی صدیوں کے فاصلے اس کی طرف منسوب کتاب نے مجہول ہاتھوں میں رہ کر طے کیے اور دستبرد کا شکار ہوکر اپنے اصلی چہرے کو باقی نہیں رکھ سکی۔۱۰۔تاویل الآیات الباہرہ ،جو شرف الدین شیخ محمد تقی نجفی م۱۳۳۲ھکی کتاب کا بگاڑ کے ترجمہ فارسی کیا گیا ،،۱۱۔کتاب سلیم بن قیس م۹۰ھ جس کے نسخوں کا قدیم ایام سے محقق علماء نے ردّ کیا جیسے شیخ مفید نے اسے رد کیا ، ۱۲۔احتجاج جسے کسی طبرسی کی طرف منسوب کیا گیا اس میں اگرچہ بعض معتبر روایات بھی ہیں لیکن بہت سی بے سرو پا اور بے سند روایتیں درج ہیں اور تحریف قرآن کی ایک طویل روایت بھی اسی کی بلاہے ،جب ان کتابوں کی بے سروپا روایتوں کو گنا جائے تو ۸۱۵کی تعداد جعلی روایتوں کی سامنے آتی ہے جسے صرف وہ لوگ مان سکتے ہیں جو علمی معیاروں سے بے بہرہ ،علم رجال و حدیث کے قوانین کے منکر ہوں اور آنکھیں بند کرکے فقط نسبت کے تقدس پہ مرتے ہوں اور صدیوں کے فاصلوں میں جعلکاری کے اسباب کو نادیدہ سمجھتے ہوں۔

پھر کچھ مجمع البیان طبرسی کی اختلاف قراءت کے بے سند اقوال بھی اس بحث میں جمع کردیے گئے جن کی تعداد ۱۰۷تک ہے اور یہ اختلاف قراءت بھی واقعا ایک مصیبت بن گئی قاریوں نے اپنے گلے اور فن کے زور پر سات یا دس قراءتیں مشہور کرلی ہیں جن کا ہرگز نبی اکرم سے صحیح سند سے کوئی واسطہ نہیں لیکن آواز اور فن کے دلدادہ جنہیں سندوں سے کوئی سروکار نہیں ، یہ ان کا مسئلہ ہے ،معصومین سے جو روایات آئی ہیں وہ یہ ہیں : قرآن ایک خدا نے اتارا ہے اور ایک ہی طریقے سے اترا ہے اس میں من مانی سے قراءت کرنا جائزنہیں ہے ،اس کے بعد معتبر کتابوں کی معدودے چند روایات باقی رہ جاتی ہیں جن کی سندوں اور مطالب پر بحث ہوسکتی ہے اور ان میں اکثر تو قدماء کی روش کے مطابق [۱]شرح و تفسیر مزجی ،[۲] شان نزول ،[۳]تاویل و بیان حقیقت [۴] مصداق اکمل کے بیان کے لیے ہیں ،اس طرح یہ کہنا کہ روایات معتبرہ تحریف کانظریہ موجود ہے سوائے ظاہر بینی اور علمی معیار کی

اسماعیل بن مہران [۲۱۳]

۱۱۰۲ حَدَّثَنی مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ الْحَسَنِ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: رُمِیَ بِالْغُلُوِّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود: یَکْذِبُونَ عَلَیْهِ کَانَ تَقِیّاً ثِقَةً خَیِّراً فَاضِلًا. إِسْمَاعِیلُ بْنُ مِهْرَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِی نَصْرٍ و أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِی نَصْرٍ کَانَا مِنْ وُلْدِ السَّکُونِ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے اسماعیل بن مہران کے بارے میں سوال کیا :انہوں نے کہا: ان پر غلو کی تہمت ہے اور محمد بن مسعود نے کہا: یہ اس پر جھوٹ ہے وہ متقی و پرہیزگا، معتمد اور ثقہ ، نیکوکار اور فاضل شخص تھا، اسماعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر اور احمد بن محمد بن عمرو بن ابی نصر سکون کی نسل میں سے تھے۔

پاسداری نہ کرنے کے مترادف ہے (خلاصہ بحث از صیانۃ القرآن من التحریف، یگانہ محقق علوم قرآن ،ہادی معرفت،ط جامعہ مدرسین ۱۴۱۸ھ)۔

[۲۱۳]۔ رجال البرقی ۵۵، رجال النجاشی ۱ص۱۱۱ ن ۴۸، رجال الطوسی ۳۶۸ ن ۱۴، فہرست الطوسی ۳۴ ن ۳۲، معالم العلماء ۱۰ ن ۴۳، رجال ابن داود ۵۹ ن ۱۹۵، التحریر الطاووسی ۳۷ ن ۱۹، رجال العلامۃ الحلی ۸ ن ۶، ایضاح الاشتباہ ۸۹ ن ۲۶، لسان المیزان ۱ص۴۳۹ ن ۱۳۶۲، نقد الرجال ۴۷ ن ۸۷، مجمع الرجال ۱ص۲۲۵، نضد الایضاح ۶۱، جامع الرواۃ ۱ص۱۰۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۴۲ ن ۱۶۵، الوجیزۃ ۱۴۶، ہدایۃ المحدثین ۲۰، بہجۃ الآمال ۲ص۳۴۰، تنقیح المقال ۱ص۱۴۵ ن ۹۱۷، إعیان الشیعۃ ۳ص۴۳۵، الذریعۃ ۲ص۱۴۲ ن ۵۳۲، معجم رجال الحدیث ۳ص۱۸۹ ن ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷، قاموس الرجال ۲ص۷۷.

محمد بن ابی عمیر ازدی[۲۱۴]

۱۱۰۳ قَالَ أَبُو عَمْرٍو: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: ابْنُ أَبِی عُمَیْرٍ أَفْقَهُ مِنْ یُونُسَ وَ أَصْلَحُ وَ أَفْضَلُ.قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ ابْنُ أَبِی عُمَیْرٍ أَسَنُّ مِنْ یُونُسَ. وَ قَالَ نَصْرٌ أَیْضاً: ابْنُ أَبِی عُمَیْرٍ رَوَی عَنِ ابْنِ بُکَیْرٍ وَ ذَکَرَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِی عُمَیْرٍ أُخِذَ وَ حُبِسَ وَ أَصَابَهُ مِنَ الْجَهْدِ وَ الضِّیقِ وَ الضَّرْبِ أَمْرٌ عَظِیمٌ وَ أُخِذَ کُلُّ شَیْءٍ کَانَ لَهُ وَ صَاحِبُهُ الْمَأْمُونُ، وَ ذَلِکَ بَعْدَ مَوْتِ الرِّضَا (ع)، وَ ذَهَبَتْ کُتُبُ ابْنِ أَبِی عُمَیْرٍ فَلَمْ یَخْلُصْ کُتُبُ أَحَادِیثِهِ فَکَانَ یَحْفَظُ أَرْبَعِینَ جِلْداً فَسَمَّاهُ نَوَادِرَ فَلِذَلِکَ یُوجَدُ أَحَادِیثُ مُتَقَطِّعَةُ الْأَسَانِید.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے محمد بن ابی عمیر کے بارے میں نقل کیا ،فرمایا: ابن ابی عمیر یونس سے بڑے فقیہ اور نیکوکار اور بافضیلت تھے۔اور نصر بن صباح نے کہا کہ ابن ابی

---

[۲۱۴]۔ رجال البرقی ۴۹،رجال النجاشی ۲ص۲۰۴ ن ۸۸۸، رجال الطوسی ۳۸۸ ن ۲۶، فہرست الطوسی ۱۶۸ ن ۶۱۸، رجال ابن داود ۲۸۷ ن ۱۲۵۰، التحریر الطاووسی ۲۵۱ ن ۳۷۰، رجال العلامۃ الحلی ۱۴۰، نقد الرجال ۲۸۴، مجمع الرجال ۵ص۱۱۷، جامع الرواۃ ۲ص۵۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۳۱۰ ن ۹۵۹، بہجۃ الآمال ۶ص۲۲۷، ایضاح المکنون ۱ص۳۱ و ۲ص۳۱۰، تنقیح المقال ۲ص۶۱ ن ۱۰۲۷۲، الذریعۃ ۲۴ص۳۳۷ ن ۱۷۸۶، الاعلام زرکلی ۶ص۱۳۱، معجم رجال الحدیث ۱۴ص۲۷۹ ن ۱۰۰۱۸، قاموس الرجال ۸ص۳، معجم المؤلفین ۱۰ص۱۲.

عمیر، یونس سے عمر میں بڑا ہے اور وہ ابن بکیر سے روایت کرتا ہے اور امام علی رضاؑ کی شہادت کے بعد مامون عباسی نے ان کو قید کر کے زندان میں ڈال دیا اور زندان میں ان پر بے پناہ ظلم و تشدد کیا گیا اور ان کے گھر کی تلاشی لی گئی ان کی تمام تالیفات برآمد کر کے تلف کر دی گئیں پھر محمد بن ابی عمیر نے اپنے حافظہ کے بل بوتے پر کتاب النوادر کی چالیس جلدیں مکمل کیں اور اسی وجہ سے انکی احادیث میں بہت روایتوں کی سندیں کٹ گئیں۔

۱۱۰۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْوَاضِحِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الرَّيَّانُ بْنُ الصَّلْتِ، قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ ابْنَ أَبِي عُمَيْرٍ بَحْرُ طَارِسٍ بِالْمَوْقِفِ وَ الْمَذْهَبِ.

یونس بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر مواقف حدیث اور معارف مذہب میں تلاطم خیز موجزن سمندر کی مانند ہے۔

۱۱۰۵ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، سَأَلَ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُمَيْرٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ قَدْ لَقِيتَ مَشَايِخَ الْعَامَّةِ فَكَيْفَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُمْ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ مِنْهُمْ، غَيْرَ أَنِّي رَأَيْتُ كَثِيراً مِنْ أَصْحَابِنَا قَدْ سَمِعُوا عِلْمَ الْعَامَّةِ وَ عِلْمَ الْخَاصَّةِ فَاخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ حَتَّى كَانُوا يَرْوُونَ حَدِيثَ الْعَامَّةِ عَنِ الْخَاصَّةِ وَ حَدِيثَ الْخَاصَّةِ عَنِ الْعَامَّةِ، فَكَرِهْتُ أَنْ يَخْتَلِطَ عَلَيَّ، فَتَرَكْتُ ذَلِكَ وَ أَقْبَلْتُ عَلَى هَذَا[۲۱۵].

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابی عمیر سے سوال کیا :آپ نے بہت سے مشائخ عامہ سے ملاقات لیکن ان سے روایات کیوں نہیں سنیں اور ان کی روایات کو نقل

[۲۱۵] رجال الکشی، ص۵۹۱

کیوں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ان سے روایات سنی تھیں لیکن میں نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو دیکھا جنھوں نے عامہ اور خاصہ سے علم حاصل کیا تو ان دونوں کو مخلوط کر بیٹھے اور حالت یہ ہو گئی کہ عامہ کی روایات کو خاصہ کی سند سے نقل کرتے تھے اور اس کے بر عکس، تو میں پسند نہیں کیا کہ اس طرح خلط واقع ہو تو میں نے ان کی روایات کو چھوڑ کر فقط معصومینؑ کی روایات پر اکتفاء کیا۔

وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِیِّ، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ، سُعِیَ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِی عُمَيْرٍ وَ اسْمُ أَبِی عُمَيْرٍ زِيَادٌ إِلَى السُّلْطَانِ أَنَّهُ يَعْرِفُ أَسَامِیَ عَامَّةِ الشِّيعَةِ بِالْعِرَاقِ، فَأَمَرَهُ السُّلْطَانُ أَنْ يُسَمِّيَهُمْ! فَامْتَنَعَ، فَجُرِّدَ وَ عُلِّقَ بَيْنَ الْعَقَارَيْنِ وَ ضُرِبَ مِائَةَ سَوْطٍ، قَالَ الْفَضْلُ فَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِی عُمَيْرٍ يَقُولُ: لَمَّا ضُرِبْتُ فَبَلَغَ الضَّرْبُ مِائَةَ سَوْطٍ، أَبْلَغَ الضَّرْبُ الْأَلَمَ إِلَیَّ فَكِدْتُ أَنْ أُسَمِّیَ، فَسَمِعْتُ نِدَاءَ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِی عُمَيْرٍ اذْكُرْ مَوْقِفَكَ بَيْنَ يَدَیِ اللَّهِ تَعَالَى، فَتَقَوَّيْتُ بِقَوْلِهِ فَصَبَرْتُ وَ لَمْ أُخْبِرْ، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ، قَالَ الْفَضْلُ، فَأَضَرَّ بِهِ فِی هَذَا الشَّأْنِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ.

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ بادشاہ کے پاس محمد بن ابی عمیر کی چغلی کی گئی کہ اسے عراق کے تمام شیعہ کے اسماء کا علم ہے تو حاکم نہیں انکو حکم دیا کہ ان تمام شیعوں کے نام بتائیں لیکن انہوں نے نام بتانے سے انکار کر دیا تو انہیں برہنہ کیا گیا اور دو کھجوروں کے درمیان لٹکا کر انہیں سو کوڑے مارے گئے، فضل کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی عمیر سے سنا، جب مجھے کوڑے مارے گئے اور سو تک کوڑے پہنچ گئے تو شدت درد اور الم کی وجہ سے میری طاقت جواب دے گئی اور قریب تھا کہ میں عراقی جماعت کے نام بتادیتا تو اسی اثناء میں یونس بن

عبدالرحمٰن کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی :اے محمد ب ن ابی عمیر! قیامت کی پیشی کو یاد کرو، ان کے الفاظ نے میری ایمانی قوت کو دوگنا کر دیا اور میں نے صبر کیا ،آخر کار اللہ تعالی نے مجھے اس اذیت سے نجات دی اور میں پوری طرح ثابت قدم رہا اور مامون کو شیعوں کے نام نہیں بتائے۔

اور فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر نے اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ دراہم کا نقصان بھی کیا۔

۱۱۰۶ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، يَقُولُ، كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَيْرٍ أَفْقَهَ مِنْ يُونُسَ وَ أَصْلَحَ وَ أَفْضَلَ.

محمد بن مسعود نے علی بن حسن سے نقل کیا کہ ابن ابی عمیر یونس سے بڑے فقیہ اور نیکوکار اور بافضیلت تھے۔

وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ بِخَطِّهِ، سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ الْفَضْلَ بْنَ شَاذَانَ، يَقُولُ، دَخَلْتُ الْعِرَاقَ فَرَأَيْتُ وَاحِداً يُعَاتِبُ صَاحِبَهُ، وَ يَقُولُ لَهُ أَنْتَ رَجُلٌ عَلَيْكَ عِيَالٌ وَ تَحْتَاجُ أَنْ تَكْتَسِبَ عَلَيْهِمْ، وَ مَا آمَنُ أَنْ تَذْهَبَ عَيْنَاكَ لِطُولِ سُجُودِكَ! فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ، قَالَ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ، وَيْحَكَ، لَوْ ذَهَبَتْ عَيْنُ أَحَدٍ مِنَ السُّجُودِ لَذَهَبَتْ عَيْنُ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، مَا ظَنُّكَ بِرَجُلٍ سَجَدَ سَجْدَةَ الشُّكْرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَمَا رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَّا عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخَذَ يَوْماً شَيْخِي بِيَدِي وَ ذَهَبَ بِي إِلَى ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ فَصَعِدْنَا إِلَيْهِ فِي غُرْفَةٍ وَ حَوْلَهُ مَشَايِخُ لَهُ يُعَظِّمُونَهُ وَ يُبَجِّلُونَهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، قُلْتُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ الْعَابِدُ قَالَ نَعَم-

وَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ضُرِبَ ابْنُ أَبِی عُمَيْرٍ مِائَةَ خَشَبَةٍ وَ عِشْرِينَ خَشَبَةً أَيَّامَ هَارُونَ لَعَنَهُ اللَّهُ، تَوَلَّى ضَرْبَهُ السِّنْدِیُّ بْنُ شَاهَكَ عَلَى التَّشَيُّعِ وَ حُبِسَ، فَأَدَّى مِائَةَ وَ أَحَداً وَ عِشْرِينَ أَلْفاً حَتَّى خُلِّيَ عَنْهُ، فَقُلْتُ وَ كَانَ مُتَمَوِّلًا قَالَ نَعَمْ كَانَ رَبَّ خَمْسمائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ[۲۱۶].

اور فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ میں عراق گیا تو میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو دوسرے کی سرزنش کر رہا تھا: ارے تو صاحب آل و عیال ہے تجھے ان کے لیے کچھ مال جمع کرنا چاہیے ،اور مجھے خطرہ ہے کہ تیرے لمبے سجدوں کی وجہ سے تیری آنکھیں چلی جائیں ،جب اس نے بہت اصرار کیا تو عابد نے جواب دیا ،ارے تم بے جا اصرار کر رہے ہو ،اگر سجدے کی وجہ سے کسی کی آنکھیں جاتیں تو محمد بن ابی عمیر کی آنکھیں جا چکی ہوتیں ، بھال اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے جو نماز فجر کے بعد سجدہ شکر کے لیے سر زمین پہ رکھتا ہے اور زوال کے وقت سر اٹھاتا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایک دن میرے استاد نے میرا ہاتھ تھاا اور مجھے ابن ابی عمیر کے پاس لے گئے ،ہم ان کے پاس ایک کمرے میں گئے جہاں ان کے گردا گرد بڑے مشائخ تشریف فرما تھے جو ان کی تعظیم کر رہے تھے تو میں نے اپنے استاد سے عرض کی : یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابن ابی عمیر ،میں نے عرض کی : یہ صالح اور عابد شخص ہے ؟ فرمایا : ہاں۔

انہوں نے مزید بتایا کہ ہارون کے زمانے میں انہیں ۱۲۰ کوڑے مارے گئے اور انہیں یہ کوڑے تشیع کے جرم میں سندی بن شاہک نے مارے اور قید کر دیا تو انہوں نے ایک لاکھ ۲۱ ہزار درہم دیکر خلاصی حاصل کی ،راوی کہتا ہے : میں نے کہا، کیا ان کے پاس اتنا مال و دولت تھی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں وہ ایک مالدار انسان تھے ان کے پاس پانچ لاکھ درہم تھے۔

---

[۲۱۶] رجال الکشی، ص ۵۹۲

بکر بن محمد ازدی[217]

۱۱۰۷ قَالَ حَمْدَوَيْه، ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ: أَنَّ بَكْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيَّ خَيِّرٌ فَاضِلٌ، وَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ ابْنُ أَخِي سَدِيرٍ الصَّيْرَفِيِّ.

حمدویہ نے محمد بن عیسی عبیدی سے نقل کیا کہ بکر بن محمد ازدی، سدیر صیرفی کے بھتیجے تھے۔

۱۱۰۸ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي سَدِيرٌ.

ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ بکر بن محمد ازدی نے کہا: مجھے میرے چچا سدیر نے حدیث بیان کی -۲۱۸.

---

[217]۔ رجال البرقی ۴۰، ۴۸، رجال النجاشی اص۲۶۹ن ۲۷۱، فہرست الطوسی ۶۴ن ۱۲۶، رجال الطوسی ۱۵۷ان ۳۸ و ۳۴۴ ن ۳۰۷ و ۱، التحریر الطاووسی ۵۵ن ۵۲، رجال ابن داود ۷۳ن ۲۶۰، رجال العلامۃ الحلی ۲۵ن ۱ و ۲،إیضاح الاشتباہ ۱۱۷ن ۱۰۴، لسان المیزان ۲ص ۵۷ن ۲۱۶، نقد الرجال ۶۰ن ۲۷، مجمع الرجال اص ۲۷۶، نضد الإیضاح ۷۰ (ذیل الفہرست)، جامع الرواۃ اص ۱۲۸، ہدایۃ المحدثین ۲۶، ۱۸۲، بہجۃ الآمال ۲ص ۴۱۵، تنقیح المقال اص ۱۷۹ن ۱۴۰۴،إعیان الشیعۃ ۳ص ۵۹۸، معجم رجال الحدیث ۳ص ۳۵۲ن ۱۸۶۶، قاموس الرجال: ۲ص ۲۲۶، ۲۳۰.

[218]۔ نجاشی نے فرمایا، بکر آل نعیم غامدی میں سے کوفہ کے ایک جلیل القدر گھرانے کے چشم وچراغ ہیں اور ان کی چچا شدید، عبدالسلام اور چچازاد موسی بن سلام اور دیگر لوگ ہیں۔۔۔ماہرین رجال نے اسے ذکر کیا اور وہ ثقہ و معتمد تھا اور طویل زندگی پائی: " بکر بن محمد بن عبد الرحمٰن بن نعیم الازدی الغامدی إبو محمد، وجہ فی ہذہ الطائفۃ من بیت جلیل بالکوفۃ من آل نعیم الغامدیین عمومتہ شدید وعبد السلام وابن عمہ موسی بن عبد السلام، وہو کثیرون.... ذکر ذلک إصحاب الرجال، وکان ثقۃ، وعمر عمرا طویلا.. ". لیکن ابن داود نے رجال قسم اول میں کہا: " بکر بن محمد ازدی ابن اخی سدیر صیرفی صحابی امام کاظم ورضا (علیہما السلام)، کشی نے ممدوح کہا" پھر اسی جگہ بعد میں کہا: : " بکر بن محمد بن عبد الرحمٰن ازدی غامدی إبو محمد، وجہ، جلیل، ثقہ، کوفی

علی بن عبید اللہ بن حسین[۲۱۹] بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ

"انہوں نے کئی افراد کا گمان کیا اور اسی طرح علامہ حلی نے بھی انہیں دو شمار کیا، اور اس اشتباہ کا سبب کشی کی وہ روایت ہے جس میں اسے سدیر صیرفی کا بھتیجا کہا گیا اس میں اشکال یہ ہے کہ بکر ازدی کے چچاوں میں سدیر صیرفی کا نام ہے اور نہ سدیر صیرفی کے بھتیجوں میں کوئی بکر ذکر ہوا، صحیح یہ ہے کہ کشی کی عبارت میں اشتباہ ہوا ہے، نجاشی نے بکر کے چچا میں ایک شدید بیان کیا اسی کو کشی میں سدید بنا دیا گیا اور پھر اس کے ساتھ معروف راوی صیرفی کا عنوان اضافہ ہو گیا۔

[۲۱۹]۔ رجال النجاشی ۲ص۸۰ن۶۶۹، رجال ابن داود الحلی ق اص۲۴۶ن۱۰۳۹، التحریر الطاووسی ۱۸۱ن۲۵۰، رجال العلامۃ الحلی ق اص۹۷ن۳۲، نقد الرجال ۲۳۹ن۱۰۷، مجمع الرجال ۴ص۲۰۷-۲۰۸، جامع الرواۃ اص۵۹۲، وسائل الشیعۃ (الخاتمۃ) ۲۰ص۲۶۶ن۸۱۲، الوجیزۃ ۱۵۹، بہجۃ الآمال ۵ص۴۹۸، تنقیح المقال ۲ص۲۹۸ن۸۳۸۸، الذریعۃ ۶ص۲۵۱ن۱۳۷۳، معجم رجال الحدیث ۱۲ص۸۷ن۸۳۰۱، قاموس الرجال ۷ص۲۰. موسوعۃ طبقات الفقہاء سبحانی، ن۵۶۵۔

نجاشی نے کہا: **علی بن عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین ابوالحسن** :**كان أزهد آل أبی طالب وأعبدهم فی زمانه ، واختص بموسى والرضا عليهما السلام ، واختلط بأصحابنا الامامية ، وكان لما أراده محمد بن إبراهيم طباطبا لان يبايع له أبوالسرايا بعده أبى عليه ورد الامر إلى محمد بن محمد بن زيد بن على . له كتاب فی الحج يرويه كله عن موسى بن جعفر عليه السلام-**

یہ ابو طالب کے آل میں بڑا عبادت گزار اور اپنے زمانے میں ان سب سے زیادہ پرہیز گار تھا اور امام موسی کاظم اور امام رضاؑ کے خواص میں رہا اور ہمارے امامی ساتھیوں کے ساتھ گھل مل گیا اور جب محمد بن ابراہیم طباطبا نے چاہا کہ اس بعد ابو سرایا صرف اس کی بیعت کرے گا تو اس نے اس امر کو محمد بن محمد بن زید بن علی کی طرف پلٹا دیا اور اس کی امام کاظمؑ سے روایتیں ہیں۔

اور طباطبا " محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنی بن امام حسن طباطبا "جو بڑے زیدیوں میں سے تھا مدینہ میں ساکن نے اس نے ۱۹۶ھ میں حج کی جب امین اور مامون کے درمیان جنگ جاری تھی، مکہ میں لوگ اس کی طرف متوجہ وئے وہ فتنے کے خوف سے چھپ گیا پھر نصر بن شبیب نے اسے بنو عباس پر خروج کی دعوت دی تو وہ کوفہ آئے مگر آنے کی خبر کو مخفی رکھا اور وہاں ۱۲۰ مردوں نے اس کی بیعت کی وہ جزیرہ کی طرف چلے پھر مدینہ واپس آئے تو اسے ابولسرایا ملا جو عباسیوں پر خروج کر چکا تھا تو ابو سرایا نے اس کی بیعت کی اور وہ اس کے لشکر کا قائد بن گیا لیکن ابن طباطبا مریض رہا، اس نے وصیت کی

۱۱۰۹ قَرَأْتُ فِی کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ بِخَطِّه، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الْعَطَّارُ، قَالَ، حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ لِی عَلِیُّ بْنُ عُبَیْدِ اللَّه بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ (ع) أَشْتَهِی أَنْ أَدْخُلَ عَلَی أَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) أُسَلِّمَ عَلَیْه! قُلْتُ فَمَا یَمْنَعُکَ مِنْ ذَلِکَ قَالَ الْإِجْلَالُ وَ الْهَیْبَةُ لَهُ وَ أَتَّقِی عَلَیْه، قَالَ فَاعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ (ع) عِلَّةً خَفِیفَةً وَ قَدْ عَادَهُ النَّاسُ، فَلَقِیتُ عَلِیَّ بْنَ عُبَیْدِ اللَّه، فَقُلْتُ قَدْ جَاءَکَ مَا تُرِیدُ، قَد اعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ (ع) عِلَّةً خَفِیفَةً وَ قَدْ عَادَهُ النَّاسُ، فَإِنْ أَرَدْتَ الدُّخُولَ عَلَیْه فَالْیَوْمَ! قَالَ فَجَاءَ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ (ع) عَائِداً فَلَقِیَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِکُلِّ مَا یُحِبُّ مِنَ التَّکْرِمَةِ وَ التَّعْظِیمِ، فَفَرِحَ بِذَلِکَ عَلِیُّ بْنُ عُبَیْدِ اللَّه فَرَحاً شَدِیداً، ثُمَّ مَرِضَ عَلِیُّ بْنُ عُبَیْدِ اللَّه، فَعَادَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَ أَنَا مَعَهُ، فَجَلَسَ حَتَّی خَرَجَ مَنْ کَانَ فِی الْبَیْتِ، فَلَمَّا خَرَجْنَا أَخْبَرَتْنِی مَوْلَاةٌ لَنَا أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ امْرَأَةَ عَلِیِّ بْنِ عُبَیْدِ اللَّه کَانَتْ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ تَنْظُرُ إِلَیْه، فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَتْ وَ انْکَبَّتْ عَلَی الْمَوْضِعِ الَّذِی کَانَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فِیه جَالِساً تُقَبِّلُهُ وَ تَتَمَسَّحُ بِه، قَالَ سُلَیْمَانُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَی عَلِیِّ بْنِ عُبَیْدِ اللَّه، فَأَخْبَرَنِی بِمَا فَعَلَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَخَبَّرْتُ بِه أَبَا الْحَسَنِ (ع)

کہ میرے بعد یہ امر علی بن عبیداللہ بن حسین کو ملے گا اور فوت ہوگیا اور کوفہ میں دفن ہوا یہ ۱۹۹ھ کا واقعہ ہے اس کی قیادت کی مدت دو مہینے رہی۔

فَقَالَ: يَا سُلَيْمَانُ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَ امْرَأَتَهُ وَ وُلْدَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، يَا سُلَيْمَانُ إِنَّ وُلْدَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِذَا عَرَّفَهُمُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُونُوا كَالنَّاسِ[۲۲۰].

سلیمان بن جعفر کا بیان ہے کہ علی بن عبید اللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ نے مجھ سے کہا کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کہنا چاہتا ہوں؟

میں نے اس سے کہا: تو تم آپ کے پاس کیوں نہیں جاتے؟

انہوں نے جواب دیا: آپ کی عظمت اور جلالت کی وجہ سے میں آپ ے کے سامنے نہیں جا سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ امام رضاؑ کچھ بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے جا رہے تھے تو میں نے علی بن عبید اللہ سے کہا: تیری مراد کے پورے ہونے کا وقت آ گیا ہے کیونکہ امام رضاؑ ان دنوں کچھ مریض ہیں اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں، اگر تو آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہے تو آج ہی بہتری موقع ہے؟

وہ امام کی عیادت کے لیے گیا تو امام نے اس کی بہت زیادہ عزت افزائی فرمائی تو اس سے علی بن عبید اللہ بہت خوش ہوا پھر وہ مریض ہوا تو امام رضاؑ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا تو امام وہاں اتنی دیر موجود رہے کہ سب لوگ چلے گئے ،جب ہم چلے آئے تو ہماری ایک کنیز نے بتایا کہ علی بن عبید اللہ کی بیوی ام سلمہ پردے کے پیچھے سے امام کی زیارت کر رہی تھی ،جب آپ چلے گئے تو وہ جلدی سے آئی اور اس مقام پر جھک گئی جہاں امام تشریف فرما تھے ،اسے بوسہ دیا اور اسے مسح ہو گئی، سلیمان کہتا ہے پھر میں

[۲۲۰]۔ رجال الکشی، ص ۵۹۳۔ ۵۹۴۔

علی بن عبید اللہ کے پاس آیا تو خود اس نے بھی اپنی بیوی کی اس عقیدت کی مجھے خبر دی تو میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں یہ بات پہنچا دی تو امام نے فرمایا:

اے سلیمان! بے شک علی بن عبید اللہ اور اس کے بیوی بچے اہل جنت میں سے ہیں، اے سلیمان، جب اولاد علی و فاطمہ کو خداوند اس امر ولایت کی معرفت عطا کرے تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

عبداللہ بن مغیرہ کوفی[۲۲۱]

۱۱۱۰ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ، قَالَ الْعُبَیْدِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُغِیرَةِ کُنْتُ وَاقِفاً فَحَجَجْتُ عَلَی تِلْکَ الْحَالَةِ، فَلَمَّا صِرْتُ بِمَکَّةَ خَلَجَ فِی صَدْرِی شَیْءٌ، فَتَعَلَّقْتُ بِالْمُلْتَزَمِ ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ قَدْ عَلِمْتَ طَلِبَتِی وَ إِرَادَتِی فَأَرْشِدْنِی إِلَی خَیْرِ الْأَدْیَانِ! فَوَقَعَ فِی نَفْسِی أَنْ آتِیَ الرِّضَا (ع) فَأَتَیْتُ الْمَدِینَةَ فَوَقَفْتُ بِبَابِهِ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ قُلْ لِمَوْلَاکَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِالْبَابِ! فَسَمِعْتُ نِدَاءَهُ ادْخُلْ یَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُغِیرَةِ! فَدَخَلْتُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَیَّ قَالَ: قَدْ أَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَکَ وَ هَدَاکَ لِدِینِکَ، فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّکَ حُجَّةُ اللَّهِ وَ أَمِینُهُ عَلَی خَلْقِهِ.

---

[۲۲۱]۔ رجال البرقی ۴۹ ، ۵۳، رجال النجاشی ۲ص۱۱، رجال الطوسی ۳۵۶ ن ۳۲ و ۳۷۹ ن ۴، التحریر الطاووسی ۱۷۲ ن ۲۳۰، رجال ابن داود ۲۱۳ ن ۸۹۰، رجال العلامۃ الحلی ۱۰۹، مجمع الرجال ۴ص۵۵، جامع الرواۃ ۱ص۵۱۱، بہجۃ الآمال ۵ص۲۸۹، تنقیح المقال ۲ص۲۱۸ ن ۷۰۸۴، معجم رجال الحدیث ۱۰ص۳۳۶ ن ۷۱۷۴، قاموس الرجال ۶ص۱۵۲.[عبداللہ بن مغیرہ ابو محمد بجلی کوفی، ثقۃ ثقۃ،جس کی عظمت و جلالت ،دینداری اور تقوی کوئی مثال نہیں لا یعدل بہ احد من جلالتہ ودینہ وورعہ،؛اس نے امام کاظم ؑ سے روایت کی اور کہاگیا کہ اس نے ۳۰کتابیں تصنیف کی اور جو میں نے دیکھا کہ ہمارے علماء ان میں سے کتاب وضو اور کتاب صلاۃ کو جانتے ہیں اور ان کتابوں کو ہمارے بہت سے علماء نے نقل کیا اور ان کی کتاب زکات، کتاب فرائض اور کتاب اصناف کلام بھی ہے۔۔۔]

عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ میں واقفی تھا اور میں نے اسی حالت میں حج کی جب میں مکہ پہنچا تو میرے دل میں ایک خیال آیا تو میں نے خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹ کر یہ دعا کی: خدایا تو میرے ارادے اور میرے گوہر مقصود کو جانتا ہے پس تو مجھے بہترین دین کی رہنمائی فرما، تو میرے دل میں آیا کہ میں امام رضا کی خدمت میں جاوں، تو میں مدینہ منورہ پہنچا اور آپ کے دروازے پہ کھڑا ہو گیا اور غلام سے کہا: اپنے مولا و آقا سے کہیے کہ ایک عراقی دروازے پہ کھڑا ہے تو میں نے خود امام کی آواز سنی، فرمایا: اے عبداللہ بن مغیرہ! تشریف لاو، جب میں حاضر ہوا اور امام نے مجھے دیکھا تو فرمایا: خدا نے تیری دعا قبول کر لی اور تجھے اپنے بہترین دین کی رہنمائی فرمائی ہے، تو میں نے عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا اور اس کی مخلوق پر اس کے امین ہیں۔

زکریا بن آدم قمی[۲۲۲]

۱۱۱۱ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِی خَلَفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ زَکَرِیَّا بْنِ آدَمَ، قَالَ، قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) إِنِّی أُرِیدُ الْخُرُوجَ عَنْ أَهْلِ بَیْتِی فَقَدْ کَثُرَ السُّفَهَاءُ فِیهِمْ! فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ أَهْلَ بَیْتِکَ یُدْفَعُ عَنْهُمْ بِکَ، کَمَا یُدْفَعُ عَنْ أَهْلِ بَغْدَادَ بِأَبِی الْحَسَنِ الْکَاظِمِ (ع).

زکریا بن آدم قمی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ میں اپنے خاندان والوں سے نکلنا چاہتا ہوں کہ ان میں سفیہ اور احمق لوگ بہت ہوگئے ہیں ،آپ نے فرمایا : ایسا نہ کرو ،تیرے صدقے میں خدا تیرے خاندان سے عذاب کو ٹالتا ہے جیسے خداوند امام کاظمؑ کے صدقے میں اہل بغداد سے عذاب کو ٹالتا تھا۔

۱۱۱۲ وَ عَنْهُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِیدِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُسَیَّبِ، قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا (ع) شُقَّتِی بَعِیدَةٌ وَ لَسْتُ

---

[۲۲۲]۔رجال الطوسی ۲۰۰ و ۳۷۷ و ۴۰۱. فہرست الطوسی ۷۳. تنقیح المقال ۱: ۴۴۷. رجال النجاشی ۱۲۴. معالم العلماء ۵۳. تأسیس الشیعۃ ۴۱۰. الکنی والألقاب ۳: ۷۲. رجال ابن داود ۹۷. معجم الثقات ۵۵. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۷۱ - ۲۷۴. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۰. رجال الحلی ۷۵. نقد الرجال ۱۳۸. مجمع الرجال ۳: ۵۳ - ۵۷. ہدایۃ المحدثین ٦٦. إعیان الشیعۃ ۷: ٦۲. سفینہ البحار ۱: ۵۵۰. بہجۃ الامال ۴: ۱۹٦. تاریخ قم (فارسی) ۲۷۸ و ۲۷۹. منتہی المقال ۱۳۷. العندبیل ۱: ۲۹۳. منہج المقال ۱۴۹. جامع المقال ٦۹. التحریر الطاووسی ۱۰۹. وسائل الشیعۃ ۲۰: ۱۹۸. اتقان المقال ٦۳. الوجیزۃ ۳۵. شرح مشیخۃ الفقیہ ٦۹. رجال الأنصاری ۹۰. ثقات الرواۃ ۱: ۳۳۴ - ۳۳۷.

أَصلُ إِلَيْکَ فِی کُلِّ وَقْت، فَممَّنْ آخُذُ مَعَالِمَ دِينِی فَقَالَ: منْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ الْقُمِّیِّ الْمَأْمُونِ عَلَى الدِّينِ وَ الدُّنْيَا، قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَدِمْتُ عَلَى زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ فَسَأَلْتُهُ عَمَّا احْتَجْتُ إِلَيْه. أَحْمَدُ بْنُ الْوَلِيد، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا شُقَّتِی بَعِيدَةٌ، وَ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

علی بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کی کہ میں دور دراز علاقے میں رہتاہوں اور میں ہر وقت آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکتا تو میں اپنے دین کی تعلیمات کس سے حاصل کروں؟ تو امام نے فرمایا: زکریا بن آدم قمی سے کہ وہ دین اور دنیا میں قابل اعتماد ہے، راوی علی بن مسیب کہتا ہے جب میں واپس آیا تو میں زکریا بن آدم کی خدمت میں جاتا اور ان سے اپنی ضرورت کے مسائل کا سوال کیا کرتا، اور دوسری سند سے بھی یہ روایت وارد ہوئی۔

۱۱۱۳ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنَا بُنَانُ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَهْزِيَارَ، عَنْ بَعْضِ الْقُمِّيِّينَ، بِكِتَابِهِ وَ دُعَائِهِ لِزَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ. *بعض قمیوں نے امام کے خط اور دعا کا زکریا بن آدم کے بارے میں ذکر کیا۔*

۱۱۱۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالا خَرَجْنَا بَعْدَ وَفَاةِ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ بِثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ نَحْوَ الْحَجِّ، فَتَلَقَّانَا كِتَابُهُ (ع) فِی بَعْضِ الطَّرِيقِ، فَإِذَا فِيهِ: ذكرت مَا جَرَى مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى فِی الرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ قُبِضَ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيّاً، فَقَدْ عَاشَ أَيَّامَ حَيَاتِهِ عَارِفاً بِالْحَقِّ قَائِلًا بِهِ صَابِراً مُحْتَسِباً لِلْحَقِّ، قَائِماً بِمَا يَجِبُ لِلَّهِ عَلَيْهِ وَ لِرَسُولِهِ، وَ مَضَى رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ غَيْرَ نَاكِثٍ وَ لَا مُبَدِّلٍ، فَجَزَاهُ اللَّهُ أَجْرَ نِيَّتِهِ وَ أَعْطَاهُ

خَيْرَ أُمْنِيَّتِه، وَ ذَكَرْتَ الرَّجُلَ الْمُوصَى إِلَيْهِ، وَ لَمْ تَعْرِفْ فِيهِ رَأْيَنَا، وَ عِنْدَنَا مِنَ الْمَعْرِفَةِ بِهِ أَكْثَرَ مِمَّا وَصَفْتُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ[۲۲۳].

محمد بن اسحاق اور حسن بن محمد کا بیان ہے کہ ہم زکریا بن آدم کی وفات کے تین ماہ بعد حج کے لیے نکلے تو راستے میں ہمیں امام کا یہ نامہ موصول ہوا اس میں لکھا گیا تھا: تو نے اس مرنے والے کے متعلق خدا کے فیصلے کے جاری ہونے کو یاد کیا، خدا اس پر رحم فرمائے، جب وہ پیدا ہوا، جب وہ فوت ہوا اور جب قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا، اس نے اپنی زندگی کے ایام حق کی معرفت، صبر و تحمل، حق کے اقرار اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے واجب شدہ امور کی انجام دہی میں گزار دیے اور خدا اس پر رحمت کرے وہ بغیر عہد و پیمان کو توڑے ہوئے اور اس کو تبدیل کیے بغیر چلا گیا، اور تم نے اس کے وصی کے متعلق بھی سوال کیا اور کہا کہ تجھے اس کے متعلق ہماری رائے کا علم نہیں، حالانکہ تمہاری وصف سے زیادہ وہ ہماری معرفت کا حامل ہے اور اس کا حسن بن محمد بن عمران ہے۔

۱۱۱۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْقُمِّيُّ، قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) غُلَامَهُ وَ مَعَهُ كِتَابُهُ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصِيرَ إِلَيْهِ! فَأَتَيْتُهُ فَهُوَ بِالْمَدِينَةِ نَازِلٌ فِي دَارِ بَزِيعٍ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَذَكَرَ فِي صَفْوَانَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ غَيْرِهِمَا مِمَّا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي أَسْتَعْطِفُهُ عَلَى زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ لَعَلَّهُ أَنْ يَسْلَمَ مِمَّا قَالَ فِي هَؤُلَاءِ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي فَقُلْتُ مَنْ أَنَا أَنْ أَتَعَرَّضَ فِي هَذَا وَ

---

[۲۲۳]۔ رجال الکشی، ص۵۹۶۔

فی شبْهِه! مَوْلَای هُوَ أَعْلَمُ بِمَا یَصْنَعُ، فَقَالَ لِی یَا أَبَا عَلِیٍّ لَیْسَ عَلَی مِثْلِ أَبِی یَحْیَی یُعَجَّلُ، وَ قَدْ کَانَ مِنْ خِدْمَتِه لِأَبِی (ع) وَ مَنْزِلَتِه عِنْدَهُ وَ عِنْدِی مِنْ بَعْدِه، غَیْرَ أَنِّی احْتَجْتُ إِلَی الْمَالِ الَّذِی عِنْدَهُ! فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ هُوَ بَاعِثٌ إِلَیْکَ بِالْمَالِ، وَ قَالَ لِی إِنْ وَصَلْتَ إِلَیْه فَأَعْلِمْهُ أَنَّ الَّذِی مَنَعَنِی مِنْ بَعْثِ الْمَالِ اخْتِلَافُ مَیْمُونٍ وَ مُسَافِرٍ، فَقَالَ احْمِلْ کِتَابِی إِلَیْه وَ مُرْهُ أَنْ یَبْعَثَ إِلَیَّ بِالْمَالِ! فَحَمَلْتُ کِتَابَهُ إِلَی زَکَرِیَّا، فَوَجَّهَ إِلَیْه بِالْمَالِ، قَالَ، فَقَالَ لِی أَبُو جَعْفَرٍ (ع) ابْتِدَاءً مِنْهُ ذَهَبَتِ الشُّبْهَةُ مَا لِأَبِی وَلَدٌ غَیْرِی! فَقُلْتُ صَدَقْتَ جُعِلْتُ فِدَاکَ[۲۲۴].

محمد بن عیسی قمی کا بیان ہے کہ امام ابو جعفرؑ نے میرے پاس اپنے غلام کو بھیجا اس کے ساتھ آپ کا ایک نامہ تھا اس میں مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچوں، تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ مدینہ میں بزیع کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے، میں نے حاضر ہو کر سلام کیا تو آپ نے صفوان، محمد بن سنان وغیرہ ان لوگوں کو یاد کیا تو فرمایا جنہوں نے آپ سے روایت کی تھی، تو میں نے دل میں کہا: کاش! امام، زکریا بن آدم کو یاد فرماتے شاید وہ ان باتوں سے محفوظ ہوتا جو آپ نے ان کے متعلق ذکر کیے، پھر میں اپنے دل میں کہا: میرے مولا اور آقا بہتر جانتے ہیں، مجھے ان باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے، تو امام نے مجھ سے فرمایا: اے ابو علی! ابو یحییٰ (زکریا) جیسے لوگوں کے بارے میں جلد بازی نہیں کی جاتی، اس نے میرے والد گرامی کی خدمت کی اور وہ ان کے حضور بلند منزلت تھا اور ان کے بعد میرے پاس وہ عظیم منزلت کا حامل ہے لیکن مجھے اتنے مال کی ضرورت ہے جو اس کے پاس ہے! تو

۲۲۴۔ رجال الکشی، ص ۵۹۷۔

میں نے عرض کی ، مولا میں آپ پر قربان جاوں وہ آپ کی طرف مال بھیجے گا،اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر امام سے ملو تو آپ کو بتا دینا کہ میمون اور مسافر کے اختلاف نے مجھے مال بھیجنے سے منع کیے رکھا، توامام نے فرمایا میرا یہ نامہ اس کے پاس لے جاو اور اسے حکم دو کہ وہ میرے پاس مال بھیجے ، تو میں آپ کا نامہ زکریا کے پاس لے گیا تو اس نے امام کی خدمت میں مال بھیج دیا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا : اب تو وہ شبہ بھی دور ہو گیا کہ میرے والد کا میرے علاوہ کوئی بیٹا نہیں ہے ، تو میں عرض کی : مولا آپ نے حق فرمایا، میں آپ پر قربان ہو جاوں۔

احمد بن عمر حلبی[۲۲۵]

۱۱۱۶ خَلَفُ بْنُ حَمَّاد، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِید الْآدَمِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْحَلَبِیِّ، قَالَ، دَخَلْتُ عَلَی الرِّضَا (ع) بِمِنًی، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاکَ کُنَّا أَهْلَ بَیْت غِبْطَةٍ وَ سُرُورٍ وَ نِعْمَة، وَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ بِذَلِکَ کُلَّهُ حَتَّی احْتَجْنَا إِلَی مَنْ کَانَ یَحْتَاجُ إِلَیْنَا، فَقَالَ لِی: یَا أَحْمَدُ مَا أَحْسَنَ حَالَکَ یَا أَحْمَدَ بْنَ عُمَرَ! فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ حَالِی مَا أَخْبَرْتُکَ، فَقَالَ لِی یَا أَحْمَدُ أَ یَسُرُّکَ أَنَّکَ عَلَی بَعْضِ مَا عَلَیْهِ هَؤُلَاءِ الْجَبَّارُونَ وَ لَکَ الدُّنْیَا مَمْلُوءَةً ذَهَباً فَقُلْتُ لَهُ لَا وَ اللَّهِ یَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ، فَضَحِکَ ثُمَّ قَالَ: تَرْجِعُ مِنْ هَاهُنَا إِلَی خَلْفُ، فَمَنْ أَحْسَنُ حَالًا مِنْکَ وَ بِیَدِکَ صِنَاعَةٌ لَا تَبِیعُهَا بِمِلْإِ الدُّنْیَا ذَهَباً-

أَ لَا أُبَشِّرُکَ! فَقَدْ سَرَّنِیَ اللَّهِ بِکَ وَ بِآبَائِکَ، فَقَالَ لِی أَبُو جَعْفَرٍ (ع) فِی قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ کَانَ تَحْتَهُ کَنْزٌ لَهُما: لَوْحٌ مِنْ ذَهَبٍ فِیهِ مَکْتُوبٌ: بِسْمِ اللَّهِ

---

[۲۲۵]۔ رجال النجاشی اص۲۴۸ ن ۲۴۳، رجال ابن داود ۳۵ ن ۱۰۳، رجال العلامة الحلی ۲۰ ن ۵۰، نقد الرجال ۲۷ ن ۱۰۵، مجمع الرجال اص۱۳۱، جامع الرواة اص۵۶، وسائل الشیعة ۲۰ص۱۲۹ ن ۸۸، الوجیزة ۱۴۴، ہدایة المحدثین ۱۷۳، بہجة الآمال ۲ص۹۰، تنقیح المقال اص۷۴ ن ۴۳۶، الذریعة ۶ص۳۱۱ ن ۱۶۹۹، العندبیل اص۲۷، الجامع فی الرجال اص۱۴۳، معجم رجال الحدیث ۲ص۱۷۶ ن ۲۰۷ و ۲۲۷ و ۲۲۸، قاموس الرجال اص۳۶۰.

الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّه، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ، وَ مَنْ يَرَى الدُّنْيَا وَ تَغَيُّرَهَا بِأَهْلِهَا كَيْفَ يَرْكَنُ إِلَيْهَا، وَ يَنْبَغِي لِمَنْ غَفَلَ عَنِ اللَّه أَنْ لَا يَسْتَبْطِئَ اللَّهَ فِي رِزْقِه وَ لَا يَتَّهِمَهُ فِي قَضَائِه، ثُمَّ قَالَ رَضِيتَ يَا أَحْمَدُ قَالَ، قُلْتُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَ عَنْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

احمد بن عمر حلبی کا بیان ہے کہ میں منی میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں، ہم ایک خوشحال اور مالدار گھرانہ تھے اور خدا نے وہ سب کچھ ختم کر دیا اور اب ہم ان لوگوں کے محتاج ہوگئے ہیں جو کبھی ہمارے محتاج ہوا کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا: اے احمد بن عمر! تو کتنے بہترین حال میں ہے! میں نے عرض کی: مولا میں آپ پر قربان جاوں، میری جو حالت ہے وہ میں نے بیان کی ہے، آپ نے فرمایا: اے احمد! کیا تجھے پسند ہے کہ تجھے ان ظالموں اور جابروں جیسی حالت میں مبتلا کیا جائے اور اس کے بدلے میں تیرے لیے سونے سے بھری ہوئی دنیا قرار دی جائے؟ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول! ہرگز یہ مجھے پسند نہیں ہے، تو آپ مسکرائے اور فرمایا: تو پھر یہاں سے پیچھے مڑو تجھ سے بہتر کس کے حالات ہوسکتے ہیں جبکہ تیرے دل میں ایسا جوہر موجود ہے جسے سونے سے بھری ہوئی دنیا کے بدلے میں بھی نہیں بیچا جاتا۔

کیا میں تجھے بشارت نہ دوں، اللہ تعالی نے مجھے تیرے ذریعے اور تیرے آباء کے ذریعے خوش کیا ہے امام ابو جعفرؑ نے خدا کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے ان دو یتیموں کے لیے خزانہ تھا: وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں لکھا تھا: خدائے مہربان و رحیم کے نام سے، اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے! اور جو شخص دنیا اور اس کے ساکنین کے بدلتے ہوئے حالات کو دیکھتا ہے وہ کیسے دنیا کا دلدادہ ہو جاتا ہے!

اور سزاوار ہے کہ جو شخص خدا سے غافل ہو وہ اللہ تعالی کو اپنے رزق میں موجب تاخیر سمجھے اور نہ اس کے فیصلے میں متہم کرے! پھر فرمایا: اے احمد! کیا تو راضی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں مولا میں خدا تعالی اور تم اہل بیتؑ سے راضی ہوں۔

عثمان بن عیسی رواسی کوفی[۲۲۶]

۱۱۱۷ ذَكَرَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى كَانَ وَاقِفِيّاً، وَ كَانَ وَكِيلَ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى (ع)، وَ فِي يَدِهِ مَالٌ فَسَخِطَ عَلَيْهِ الرِّضَا (ع)، قَالَ، ثُمَّ تَابَ عُثْمَانُ وَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِالْمَالِ، وَ كَانَ شَيْخاً عُمِّرَ سِتِّينَ سَنَةً، وَ كَانَ يَرْوِي عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ، وَ لَا يَتَّهِمُونَ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ عثمان بن عیسی واقفی تھا اور وہ امام کاظمؑ کا وکیل تھا اور اس کے ہاتھ میں امام کا بہت سامال تھا جو اس نے ضبط کر لیا تو امام رضا اس پر ناراض ہوئے اور بعد میں عثمان نے توبہ کی اور وہ مال امام کے پاس بھیجا اور وہ ایک سن رسیدہ شخص تھا جس نے ۶۰ سال عمر پائی اور وہ ابو حمزہ ثمالی سے روایت کرتا تھا اور اس حوالے سے عثمان بن عیسی کو متہم نہیں کیا۔

۱۱۱۸ حَمْدَوَيْهِ، قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عِيسَى رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّهُ يَمُوتُ بِالْحَيْرِ فَيُدْفَنُ بِالْحَيْرِ، فَرَفَضَ الْكُوفَةَ وَ مَنْزِلَهُ، وَ خَرَجَ الْحَيْرَ

---

[۲۲۶]۔رجال البرقی ۴۹،رجال النجاشی ۲ص۱۵۵ ن ۸۱۵، رجال الطوسی ۳۵۵ و ۳۸۰، فہرست الطوسی ۱۴۶ ن ۵۴۶، معالم العلماء ۸۸ ن ۶۱۶، رجال ابن داود ۴۷۶ ن ۳۰۵، التحریر الطاووسی ۱۹۹ ن ۲۹۵، رجال العلامۃ الحلی ۲۴۴، نقد الرجال ۲۱۹ ن ۲۶، مجمع الرجال ۴ص۱۳۳، نضد الایضاح ۲۰۶، جامع الرواۃ ۱ص۵۳۴، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۵۲ ن ۷۴۲، الوجیزۃ ۱۵۷، ہدایۃ المحدثین ۱۱۱، بہجۃ الآمال ۵ص۳۳۳، ہدیۃ العارفین ۱ص۶۵۱، تنقیح المقال ۲ص۲۴۷ ن ۷۸۰۰، الذریعۃ ۱۵ص۵۷ ن ۳۹۱ و ۲۳ص۳۰۰ ن ۶۰۶۳ و ۲۵ص۹۵ ن ۵۱۹، معجم رجال الحدیث ۱۱ص۱۱۷ ن ۷۶۱۰، قاموس الرجال ۶ص۲۷۹ - ۲۸۵، معجم المؤلفین ۲ص۲۶۶.

وَ ابْنَاهُ مَعَهُ، فَقَالَ لَا أَبْرَحُ مِنْهُ حَتَّى يُمْضِيَ اللَّهُ مَقَادِيرَهُ، وَ أَقَامَ يَعْبُدُ رَبَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ حَتَّى مَاتَ وَ دُفِنَ فِيهِ، وَ صَرَفَ ابْنَيْهِ إِلَى الْكُوفَةِ.

محمد بن عیسی کا بیان ہے کہ عثمان بن عیسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ حیر کے مقام پر فوت ہوا اور اسے وہیں دفن کیا گیا تو اس نے کوفہ اور وہاں اپنے گھر کو چھوڑا اور حیر کے مقام کی طرف چلے گئے اور ان کے دو بیٹے بھی ان کے ساتھ تھے اور کہا: میں یہاں سے ہر گز نہیں جاوں گا یہاں تک کہ خدا اپنی قدرت کے فیصلے کو جاری فرمائے اور وہ وہیں عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ اسے موت آئی اور وہیں دفن ہوا تو اس کے بیٹے واپس کوفہ چلے آئے۔

علی بن إسماعیل

۱۱۱۹ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثِقَةٌ، وَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ السُّدِّيِّ لَقَبُ إِسْمَاعِيلَ بِالسُّدِّيِّ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ علی بن اسماعیل ثقہ ہے اور وہ علی بن سدّی کیونکہ اسماعیل کا لقب سدّی تھا۔

عثمان بن عیسی

۱۱۲۰ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ یَحْیَی، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُور، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّد، قَالَ، أَحَدُ الْقَوْمِ عُثْمَانُ بْنُ عِیسَی، وَ کَانَ یَکُونُ بِمِصْرَ، وَ کَانَ عِنْدَهُ مَالٌ کَثِیرٌ وَ سِتُّ جَوَار،فَبَعَثَ إِلَیْهِ أَبُو الْحَسَنِ (ع) فِیهِنَّ وَ فِی الْمَالِ، وَ کَتَبَ إِلَیْهِ: أَنَّ أَبِی قَدْ مَاتَ وَ قَدِ اقْتَسَمْنَا مِیرَاثَهُ، وَ قَدْ صَحَّتِ الْأَخْبَارُ بِمَوْتِهِ، وَ احْتَجَّ عَلَیْهِ. قَالَ، فَکَتَبَ إِلَیْهِ إِنْ لَمْ یَکُنْ أَبُوکَ مَاتَ فَلَیْسَ مِنْ ذَلِکَ شَیْءٌ وَ إِنْ کَانَ قَدْ مَاتَ عَلَی مَا تَحْکِی فَلَمْ یَأْمُرْنِی بِدَفْعِ شَیْءٍ إِلَیْکَ، وَ قَدْ أَعْتَقْتُ الْجَوَارِیَ[۲۲۷].

احمد بن محمد کا بیان ہے کہ واقفیوں میں سے ایک عثمان بن عیسی بھی تھااور وہ مصر میں موجود تھا اور اس کے پاس بہت زیادہ مال امام اور چھ کنیزیں موجود تھی تو امام نے اسے ان کنیزوں اور مال امام کے بارے میں نامہ تحریر فرمایا: میرے والد گرامیؑ فوت ہو چکے ہیں اور ہم نے ان کی میراث کو تقسیم کیا ہے اور ان کی وفات کی صحیح خبریں پہنچ چکی ہیں اور امام نے اس پر حجت تمام کی تو ان نے جواب میں لکھا: اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔اگر آپ کے والد کی وفات نہیں ہوئی تو ان میں سے کچھ بھی آپ کو نہیں ملے گا اور ۲۔جیسے آپ نے بیان کیا اگر وہ فوت

۲۲۷۔رجال الکشی، ص۵۹۹۔

ہو چکے ہوں تو بھی آپ نے مجھے حکم نہیں دیا تھا کہ یہ سب کچھ آپ کے حوالے کروں تو میں
نے ان کنیزوں کو آزاد کر دیا۔

حسین بن مہران[۲۲۸]

۱۱۲۱ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ، كَتَبَ الْحُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع)، كِتَاباً، قَالَ، فَكَانَ يَمْشِي شَاكّاً فِي وُقُوفِه، قَالَ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) يَأْمُرُهُ وَ يَنْهَاهُ، فَأَجَابَهُ أَبُو الْحَسَنِ (ع) بِجَوَابٍ، وَ بَعَثَ بِه إِلَى أَصْحَابِه فَنَسَخُوهُ، وَ رَدَّ إِلَيْهِ لِئَلَّا يَسْتُرَهُ حُسَيْنُ بْنُ مِهْرَانَ، وَ كَذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ إِذَا سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَأَحَبَّ سَتْرَ الْكِتَابِ، وَ هَذِه نُسْخَةُ الْكِتَابِ الَّذِي أَجَابَهُ بِه: بِسْمِ اللَّه الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، عَافَانَا اللَّهُ وَ إِيَّاكَ، جَاءَنِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيه الرَّجُلَ الَّذِي عَلَيْه الْخِيَانَةُ وَ الْعَيْنُ تَقُولُ أَخَذْتُه، وَ تَذْكُرُ مَا تَلْقَانِي بِه وَ تَبْعَثُ إِلَيَّ بِغَيْرِه، وَ احْتَجَجْتَ فِيه فَأَكْثَرْتَ وَ عِبْتَ عَلَيْه أَمْراً وَ أَرَدْتَ الدُّخُولَ فِي

---

[۲۲۸]۔ نجاشی نے رجال، ص ۵۶ ن ۷ ۱۲ میں فرمایا: " حسین بن مہران بن محمد بن اِبی نصر سکونی، راوی از امام کاظم و امام رضا (علیہما السلام) اور وہ واقفی تھا... " اور شیخ طوسی نے فہرست، ص ۷ ۵ ن ۲۱۴ میں ذکر کیا اور رجال میں ۳۴۷ ن ۲۰ اِصحاب امام رضا علیہ السلام میں شمار کیا ، رجال برقی، ص ۵۱ میں اِصحاب کاظم علیہ السلام میں شمار کیا گیا اور ابن شہر آشوب معالم: ۴۰ ن ۲۵۰ میں ذکر کیا اور ابن داود نے رجال، ص ۲۴۱ ن ۱۵۴ قسم ثانی ثانی میں شمار کیا اور علامہ حلی نے رجال قسم ثانی، ص ۲۱۶ ن ۷ میں صریحا فرمایا: میں اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتا: " اعتمد علی روایتہ ". پھر یہ حسین اس " حسین بن مہران کوفی " کے علاوہ ہے جسے امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا گیا (رجال طوسی، ص ۱۶۹ ن ۶۹ ،اور نجاشی نے رجال: ۱۹۸ ن ۵۲۵ میں اسے صفوان بن مہران کا بھائی بتایا ہے۔

مِثْلِه، تَقُولُ إِنَّهُ عَمِلَ فِی أَمْرِی بِعَقْلِه وَ حِيلَتِه، نَظَراً مِنْهُ لِنَفْسِه وَ إِرَادَةَ أَنْ تَمِيلَ إِلَيْهِ قُلُوبُ النَّاسِ، لِيَكُونَ الْأَمْرُ بِيَدِه وَ إِلَيْهِ، يَعْمَلُ فِيه بِرَأْيِه وَ يَزْعُمُ أَنِّی طَاوَعْتُهُ فِيمَا أَشَارَ بِه عَلَیَّ، وَ هَذَا أَنْتَ تُشِيرُ عَلَیَّ فِيمَا يَسْتَقِيمُ عِنْدَکَ فِی الْعَقْلِ وَ الْحِيلَةِ بَعْدَکَ، لَا يَسْتَقِيمُ الْأَمْرُ إِلَّا بِأَحَدِ أَمْرَيْنِ: إِمَّا قَبِلْتَ الْأَمْرَ عَلَى مَا كَانَ يَكُونُ عَلَيْه، وَ إِمَّا أَعْطَيْتَ الْقَوْمَ مَا طَلَبُوا وَ قَطَعْتَ عَلَيْهِمْ، وَ إِلَّا فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا مُعْوَجٌّ، وَ النَّاسُ غَيْرُ مُسَلِّمِينَ مَا فِی أَيْدِيهِمْ مِنْ مَالٍ وَ ذَاهِبُونَ بِه! فَالْأَمْرُ لَيْسَ بِعَقْلِکَ وَ لَا بِحِيلَتِکَ يَكُونُ وَ لَا تَفْعَلِ الَّذِی تُجِيلُهُ بِالرَّأْیِ وَ الْمَشُورَةِ-

احمد بن محمد کا بیان ہے کہ حسین بن مہران نے امام رضاؑ کی طرف ایک خط لکھا اور وہ اپنے نظریہ وقف میں شک و شبہے کا شکار تھا تو اس نے امام کو امر و نہی کرتے ہوئے خط لکھا تو امامؑ نے اسے جواب تحریر فرمایا اور وہ جواب اپنے اصحاب کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے نسخے اور نقلیں تیار کرلیں تاکہ اسے حسین بن مہران مخفی نہ کرسکے ،کیونکہ جب وہ کسی چیز کے بارے میں سوال کرتا اور وہ اسے پسند نہ ہوتی تو اس کو مخفی کر دیتا تھا،امام رضا کا خط یہ تھا:

خدائے مہربان و رحیم کے نام سے ،اللہ تعالی ہمیں اور تمہیں خیر و عافیت سے رکھے ، تیرا خط مجھے مل گیا جس میں تو نے خیانت کار شخص کو گرفت کرنے کا دعوی کیا ہے اور تو نے اس میری ملاقات کا ذکر کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ تو نے لکھ بھیجا ہے تو نے بہت سے دلائل قائم کرنے کی کوشش کی حالانکہ یہ معاملہ تجھ سے مخفی ہے اور تو نے فضول سے اس میں دخل اندازی شروع کردی ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ ایک ایسے شخص کا عمل ہے جو اپنی عقل و حیلے میں غرور کا شکار ہے وہ خود پسندی اور سب کچھ اپنے لیے رائے رکھتا ہے ،اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ

امور عامہ کا صاحب اختیار بن جائے اور وہ اس میں اپنی من مانی کرے اور اس نے گمان کیا ہے کہ میں اس کی باتوں میں آجاوں گا اور اس کا مطیع ہو جاوں گا، یہ تیری عقل و حیلے کے مطابق بڑی پختہ باتیں ہیں، حالانکہ اس میں دو صورتیں ہیں: یا تو حقیقت امر کو قبول کرتا ہے یا اس کا حق انتخاب لوگوں کو دیتا ہے کہ جیسا وہ چاہیں کریں ورنہ معاملہ ہمارے ہاں ہی آکر ٹھہرے گا اور لوگ اپنے مال تجھے سپرد نہیں کریں گے تو تیری عقل و حیلے ناکارہ ہو جائیں اور تیری رائے اور مشورہ بے سود ٹھہریں گے۔

وَ لَکِنَّ الْأَمْرَ إِلَی اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ، یَفْعَلُ فِی خَلْقِه مَا یَشَاءُ مَنْ یَهْدِی اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ یُضْلِلْهُ فَلا هادِیَ لَهُ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُ مُرْشِداً، فَقُلْتُ وَ أَعْمَلُ فِی أَمْرِهِمْ وَ أَحْتَلُّ فِیه! وَ کَیْفَ لَکَ الْحِیلَةُ، وَ اللَّهُ یَقُولُ: وَ أَقْسَمُوا بِاللّهِ جَهْدَ أَیْمانِهِمْ لا یَبْعَثُ اللّهُ مَنْ یَمُوتُ بَلیٰ وَعْداً عَلَیْهِ حَقًّا[229](نحل۳۸)فِی التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِیلِ، إِلَی قَوْلِه عَزَّ وَ جَلَّ، وَ لِیَقْتَرِفُوا ما هُمْ مُقْتَرِفُونَ[230](انعام۱۱۳). فَلَوْ تُجِیبُهُمْ فِیمَاسَأَلُوا عَنْهُ اسْتَقَامُوا وَ سَلَّمُوا، وَ قَدْ

---

[229] ۔پوری آیات کا سیاق و سباق یہ ہے: وَاَقْسَمُوا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِہِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَمُوتُ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُونَ، لِیُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی یَخْتَلِفُونَ فِیہِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّہُمْ کَانُوا کَاذِبِیْ (نحل ۳۸۔۳۹) ترجمہ: اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں: جو مر جاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا، کیوں نہیں (اٹھائے گا)؟ یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے،تاکہ اللہ ان کے لیے وہ بات واضح طور پر بیان کرے جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور کافر لوگ بھی جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

[230] ۔آیت اپنے سیاق و سباق کے ساتھ یہ ہے: وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِینَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوحِی بَعْضُہُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوہُ فَذَرْہُمْ وَمَا یَفْتَرُونَ، وَلِتَصْغٰی اِلَیْہِ اَفْئِدَۃُ الَّذِینَ لَا یُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَۃِ وَلِیَرْضَوْہُ وَلِیَقْتَرِفُوا مَا ہُمْ مُقْتَرِفُونَ (انعام ۱۱۲۔۱۱۳) ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے جن و انس کے شیطانوں کو دشمن قرار دیا ہے جو ایک دوسرے کو فریب کے طور پر ملمع آمیز باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں اور اگر آپ کا رب

كَانَ مِنِّي مَا أَنْكَرْتَ وَ أَنْكَرُوا مِنْ بَعْدِي وَ مُدَّ لِي لِقَائِي وَ مَا كَانَ ذَلِكَ مِنِّي إِلَّا رَجَاءَ الْإِصْلَاحِ، لِقَوْلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ اقْتَرِبُوا اقْتَرِبُوا وَ سَلُوا وَ سَلُوا فَإِنَّ الْعِلْمَ يُفِيضُ فَيْضاً، وَ جَعَلَ يَمْسَحُ بَطْنَهُ وَ يَقُولُ: مَا مُلِئَ طَعَامٌ وَ لَكِنْ مَلَأَهُ عِلْمٌ، وَ اللَّهِ مَا آيَةٌ نَزَلَتْ فِي بَرٍّ وَ لَا بَحْرٍ وَ لَا سَهْلٍ وَ لَا جَبَلٍ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُهَا وَ أَعْلَمُ فِيمَنْ نَزَلَتْ، وَ قَوْلِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع): إِلَى اللَّهِ أَشْكُو أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِنَّمَا أَنَا فِيهِمْ كَالشَّعْرِ أَتَنَقَّلُ يُرِيدُونَنِي عَلَى أَنْ لَا أَقُولَ الْحَقَّ، وَ اللَّهِ لَا أَزَالُ أَقُولُ الْحَقَّ حَتَّى أَمُوتَ، فَلَمَّا قُلْتُ حَقّاً أُرِيدُ بِهِ حَقْنَ دِمَائِكُمْ، وَ جَمْعَ أَمْرِكُمْ عَلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ، أَنْ يَكُونَ سِرُّكُمْ مَكْنُوناً عِنْدَكُمْ غَيْرَ فَاشٍ فِي غَيْرِكُمْ، وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سِرّاً أَسَرَّهُ اللَّهُ إِلَى جَبْرَئِيلَ وَ أَسَرَّهُ جَبْرَئِيلُ، إِلَى مُحَمَّدٍ، وَ أَسَرَّهُ مُحَمَّدٌ إِلَى عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَ أَسَرَّهُ عَلِيٌّ إِلَى مَنْ شَاءَ، ثُمَّ قَالَ، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) ثُمَّ أَنْتُمْ تُحَدِّثُونَ بِهِ فِي الطَّرِيقِ، فَأَرَدْتُ حَيْثُ مَضَى صَاحِبُكُمْ أَنْ أَلُفَّ أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ، لِئَلَّا تُضَيِّعُوهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، وَ لَا تَسْأَلُوا عَنْهُ غَيْرَ أَهْلِهِ فَتَكُونُوا فِي مَسْأَلَتِكُمْ إِيَّاهُمْ هَلَكْتُمْ فَكَمْ دَعِيٌّ إِلَى نَفْسِهِ وَ لَمْ يَكُنْ دَاخِلَهُ، ثُمَّ قُلْتُمْ لَا بُدَّ إِذَا كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ يَثْبُتُ

چاہتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے۔ پس انہیں بہتان تراشی میں چھوڑ دیں۔اور(شیاطین وسوسہ ڈالتے ہیں) تاکہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (ملمع آمیز باتوں) کی طرف مائل رہیں اور وہ اس سے راضی رہیں اور جن حرکتوں میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔

عَلَی ذٰلکَ وَ لَا یَتحَوَّلُ عَنْهُ إلَی غَیْرِه، قُلْتُ لأَنَّهُ کَانَ مِنَ التَّقِیَّةِ وَ الْکَفِّ أَوَّلًا، وَ أَمَّا إِذْ تَکَلَّمَ فَقَدْ لَزِمَهُ الْجَوَابُ فِیمَا یَسْأَلُ عَنْهُ۔

حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے کا پورا اختیار صرف خدائے وحدہ لاشریک کے پاس ہے وہ جیسا چاہتا ہے اپنی مخلوق میں اپنا امر جاری کرتا ہے جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکت اور جسکو گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، تو میں کہتا ہوں تو لوگوں کے معاملے میں جتنے حیلے بہانے کرلے تیرے یہ حیلے بے سود ہوجائیں گے کیونکہ تجھے اس کی گنجائش ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: اور یہ لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں: جو مرجاتا ہے اسے اللہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا، کیوں نہیں (اٹھائے گا)؟ یہ ایک ایسا برحق وعدہ ہے جو اللہ کے ذمے ہے (یہ وعدہ خدا نے تورات وانجیل میں فرمایا) یہاں تک کہ فرمایا: جن حرکتوں میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں انہی میں مصروف رہیں۔

ہاں اگر ہم ان کے سوالوں کا جواب دیں گے تو وہ راہ مستقیم پہ آجائیں گے اور سر تسلیم خم کردیں گے اور جس کا تونے انکار کیا ہے اور وہ انکار کرتے ہیں یہ میرا علم ہے اور میرا کام بتا دیناتھا، اور مجھ پر سختی سے اصلاح کرنا لازم نہیں ہے جیسا کہ امام علی نے فرمایا: وہ قریب ہوئے اور سوال کرنے لگے اور ادھر علم کا سمندر موجزن تھا اور آپ نے اپنے سینے پہ ہاتھ مارا اور فرمایا یہ کھانے پینے کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کی وجہ سے تنا ہوا ہے، خدا کی قسم جو آپ خشکی، سمندر، صحراء، میدان پہاڑ الغرض جہاں بھی اتری اسے میں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ کس کے بارے میں اتری، اور امام صادق نے فرمایا: ہم خدا کے حضور اہل مدینہ کی شکایت کریں گے میں ان میں ایک ایسے بال کی مانند قرار پایا ہوں جو جگہیں بدلتا ہے اور وہ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں حق بات نہ کروں خدا کی قسم میں مرتے دم تک حق گوئی نہیں چھوڑوں گا کیونکہ جب میں حق بات کہتا ہوں تو اس کے ذریعے خون ریزی سے بچاتا ہوں اور تمہارے اختلافات کو مٹا کر انہیں یکجا کرتا ہوں، اور تمہارے راز تمہارے پاس مخفی و محفوظ رہنے چاہیں

وہ تمہارے غیر تک نہیں پہنچنے چاہیں اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ راز جو خدا نے جبریل کو دیا اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا اور آپ نے علی مرتضیٰؑ کو دیا اور امام علیؑ جسے چاہیں دیں گے حالانکہ تم یہ راز کھلی شاہراوں میں فاش کرتے ہو، تو میں نے چاہا کہ تمہارے امام کے جانے کے بعد تمہارے امور یکجا کروں تا کہ تم انہیں بے موقع و بے محل فاش کر کے ضائع نہ کرو، اور نااہل لوگوں سے اس کے متعلق سوال نہ کرو کہ تم ان نااہلوں سے سوال کر کے ہلاک ہو جاو گے ، کتنے دعویدار ہیں جو اس میں داخل نہیں ہیں مگر دخل اندازی کرتے ہیں پھر تم نے کہا کہ جب ایسا ہے (راز اس کے اہل کے پاس رہے) تو وہ امام کے پاس ہی رہتا اور دوسروں تک منتقل نہیں ہونا چاہیے تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ایک جہت سے تقیہ لازم ہے تو دوسری طرف جب تم امام سے سوال کرو تو اس کا جواب دینا بھی لازم ہے۔

فَصَارَ الَّذی كُنْتُمْ تَزْعُمونَ أَنَّكُمْ تُذَمُّونَ بِه، فَإِنَّ الْأَمْرَ مَرْدُودٌ إِلَى غَيْرِكُمْ، وَ إِنَّ الْفَرْضَ عَلَيْكُمْ اتِّبَاعُهُمْ فيهِ إِلَيْكُمْ، فَصَيَّرْتُمْ مَا اسْتَقَامَ فِي عُقُولِكُمْ وَ آرَائِكُمْ، وَ صَحَّ بِهِ الْقِيَاسُ عِنْدَكُمْ بِذَلِكَ لَازِماً، لِمَا زَعَمْتُمْ مِنْ أَنْ لَا يَصِحَّ أَمْرُنَا، زَعَمْتُمْ حَتَّى يَكُونَ ذَلِكَ عَلَيَّ لَكُمْ، فَإِنْ قُلْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ لِصَاحِبِكُمْ فَصَارَ الْأَمْرُ أَنْ وَقَعَ إِلَيْكُمْ، نَبَذْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، فَلا أَتَّبِعُ أَهْوٰاءَكُمْ، قَدْ ضَلَلْتُ إِذاً وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَ مَا كَانَ بُدٌّ مِنْ أَنْ تَكُونُوا كَمَا كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ، قَدْ أُخْبِرْتُمْ أَنَّهَا السُّنَنُ وَ الْأَمْثَالُ الْقُذَّةَ بِالْقُذَّةِ، وَ مَا كَانَ يَكُونُ مَا طَلَبْتُمْ مِنَ الْكَفِّ أَوَّلًا وَ مِنَ الْجَوَابِ آخِراً شِفَاءً لِصُدُورِكُمْ وَ لَا ذَهَابَ شَكِّكُمْ، وَ مَا كَانَ بُدٌّ مِنْ أَنْ يَكُونَ مَا قَدْ كَانَ مِنْكُمْ، وَ لَا يَذْهَبُ عَنْ قُلُوبِكُمْ حَتَّى يُذْهِبَهُ اللَّهُ عَنْكُمْ، وَ لَوْ قَدَرَ النَّاسُ كُلُّهُمْ عَلَى أَنْ يُحِبُّونَا وَ

يَعْرِفُوا حَقَّنَا وَ يُسْلِمُوا لِأَمْرِنَا: فَعَلُوا. وَ لَكِنَّ اللّهَ يَفْعَلُ ما يَشاءُ ... وَ يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنابَ، فَقَدْ أَجَبْتُكَ فِي مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ، فَانْظُرْ أَنْتَ وَ مَنْ أَرَادَ الْمَسَائِلَ مِنْهَا وَ تَدَبَّرْهَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسَائِلِ شِفَاءٌ فَقَدْ مَضَى إِلَيْكُمْ مِنِّي مَا فِيهِ حُجَّةٌ وَ مُعْتَبَرٌ، وَ كَثْرَةُ الْمَسَائِلِ مَعِيبَةٌ عِنْدَنَا مَكْرُوهَةٌ، إِنَّمَا يُرِيدُ أَصْحَابُ الْمَسَائِلِ الْمِحْنَةَ لِيَجِدُوا سَبِيلًا إِلَى الشُّبْهَةِ وَ الضَّلَالَةِ وَ مَنْ أَرَادَ لَبْساً لَبَسَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ، وَ لَا تَرَى أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ أَنِّي أَجَبْتُ بِذَلِكَ، وَ إِنْ شِئْتُ صَمَتُّ، فَذَاكَ إِلَيَّ لَا مَا تَقُولُهُ أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ، لَا تَدْرُونَ كَذَا وَ كَذَا، بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذَلِكَ، إِذْ نَحْنُ مِنْهُ عَلَى يَقِينٍ وَ أَنْتُمْ مِنْهُ فِي شَكٍّ[۲۳۱].

پھر یہ معاملہ کہ جسے تم گمان کرتے ہو کہ اس کی وجہ سے تمہاری مذمت ہوئی ہے وہ امر تم سے مربوط ہی نہیں تھا،اس میں تم پر فرض تھا کہ تم ان کی پیروی کرتے لیکن تم ان میں اپنی عقلیں اور آراء کو گرم کرنے لگے اور اس میں قیاس کرنا کو صحیح سمجھنے لگے کیونکہ تم نے گمان کیا ہے کہ اس میں ہمارا امر کبھی صحیح نہ ہوگا اور اسے تم میرے خلاف دلیل سمجھنے لکے پس اگر تم کہو کہ یہ حق تمہارے امام کو نہیں تھا تو یہ تمہارے خلاف دلیل ہے تو تم نے اپنے رب کے حکم کو پس پشت ڈال دیا تو تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں ہوگی کیونکہ تمہاری پیروی سے گمراہی ہی گمراہی ہے اور ہدایت جاتی ہے اور اس سے کوئی چارہ نہیں کہ تم ان لوگوں کی طرح بنو جو تم سے پہلے پیروان امام تھے ، کیونکہ تمہیں بتایا گیا ہے کہ یہ سنتیں اور مثالیں موبہ مو واقع ہو گیں، پس جس طرح تم سے خاموشی کا سوال کیا گیا یہ بھی حق ہے اور تمہارے دلوں کی شفا کی خاطر جواب بھی ضروری تھا جو تمہارے دلوں کے شک کو دور کرے ،ہاں اب تم میں شک

---

[۲۳۱] ۔ رجال الکشی، ص ۶۰۱۔۶۰۳۔

واقع ہوا ہے اور یہ تمہارے دلوں سے دور نہ ہوگا یہاں تک کہ خدا اسے تم سے دور کرے ، اگر سب لوگ ہماری محبت ، ہمارے حق کی معرفت اور اس کو تسلیم کرنے کی قدرت رکھتے تو کرتے لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے میں نے تیرے بہت سے مسائل کا جواب دیا تو تو اور تیری طرح جو سوال اور ان کے جوابات چاہتا ہو ان میں غور کرے اگر ان سوالوں میں شفا نہ پائے تو اس پہلے میری طرف سے معجزات تم تک پہنچ چکے ہیں اور یاد رکھو کہ ہمارے ہاں محض سوال کرتے رہنا کوئی پسندیدہ امر نہیں کیونکہ یہ سوال کرنے والے مشکل کا شکار ہیں وہ شبہات اور گمراہی کی راہ نکالنا چاہتے ہیں اور جو شخص خود ہی دل پر پردے چڑھالے تو خدا بھی اس کے دل پہ مہریں لگا دیتا ہے اور اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے ، تم اور تیرے ساتھی نہیں سمجھیں گے کہ میں نے تیرے جواب دیے حالانکہ اگر میں چاہتا تو خاموش رہتا یہ مجھے اختیار تھا ، نہ وہ جو تم اور تیرے ساتھی گمان کرتے ہو ، تم ان باتوں کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو بلکہ یہی ہونا ہے کیونکہ ہم اس امر کا یقین رکھتے ہیں اور تم اس میں شک میں بسر کر رہے ہو۔

عیسی بن جعفر بن عاصم[۲۳۲]،ابو علی بن راشد اور ابن بند

۱۱۲۲ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَیْه، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّه، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ، قَالَ کَتَبْتُ إِلَى أَبِی الْحَسَنِ (ع) أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِی عَلِیِّ بْنِ رَاشِدٍ وَ عَنْ عِیسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَاصِمٍ وَ ابْنِ بَنْدٍ فَکَتَبَ إِلَیَّ: ذَکَرْتَ ابْنَ رَاشِدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ فَإِنَّهُ عَاشَ سَعِیداً وَ مَاتَ شَهِیداً وَ دَعَا لِابْنِ بَنْدٍ وَ الْعَاصِمِیِّ، وَ ابْنُ بَنْدٍ ضُرِبَ بِالْعَمُودِ حَتَّى قُتِلَ، وَ أَبُو جَعْفَرٍ ضُرِبَ ثَلَاثَمِائَةِ سَوْطٍ وَ رُمِیَ بِهِ فِی دِجْلَةَ.

محمد بن فرج کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسنؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ سے ابو علی بن راشد، عیسی بن جعفر بن عاصم اور ابن بند کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: تو نے ابن راشد کے بارے میں سوال کیا خدا اس پر رحمت کرے، اس نے نیک بخت زندگی گزاری اور شہادت کی موت پائی اور امام نے ابن بند اور عاصمی کے لیے

[۲۳۲] ۔رجال ابن داود،۸۔۱۴ان۱۱۶۶ معجم رجال الحدیث،ن۹۱۸۱ فائق المقال،ن۶۳۔۷ ، تحریر طاووسی ۴۲۵ن۳۰۳، رجال علامہ حلی ۱۲۱ ن۱، نقد الرجال،ن۴۰۲۹ و ن۶۴۷۹، موسوعۃ طبقات الفقہاء سبحانی،۴ص۷۰ ن۱۲۹۳ قاموس الرجال،۷ص۲۶۵،طرائف المقال ۲۱۷ان ۱۳۰۱ ۔

بھی دعا فرمائی اور ابن بند کو ستون سے مارا گیا اور وہ شہید ہوگئے اور ابو جعفر (عیسی) کو ۴۰۰ کوڑے مارے گئے اور اسے دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا[۲۳۳]۔

---

[۲۳۳] ۔اس روایت کو شیخ طوسی نے کتاب غیبت[**فصل فی ذکر طرف من إخبار السفراء**] میں نقل کیا ہے، اس سند میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ محمد بن فرج رخجی کی توثیق شیخ طوسی نے کی ہے اور احمد بن ہلال بھی اقوی قول کی بناء پر ثقہ ہے لیکن اس روایت میں صرف دعاء کی گئی ہے جو راوی کی وثاقت یا حسن کو ثابت نہیں کرتی ہے اور شیخ صدوق نے کمال الدین[۲، **باب ۴۷ من شاہد القائمؑ، ح۱۷**] میں اسے بسند خود { **محمد بن محمد الخزاعی رضی اللہ عنہ، قال: حدثنا ابو علی الاسدی، عن ابیہ، عن محمد بن ابی عبداللہ** } امام زمانہؑ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والوں اور امام کے وکلاء میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور ایک قول کی بناء پر وکالت کو توثیق کی علامت نہیں سمجھا گیا ہے۔

اور اس حدیث میں عاصمی اس شخص پر صدق نہیں کرتا کیونکہ محمد بن فرج امام کاظمؑ کا صحابی ہے وہ امام ہادیؑ کے زمانے تک باقی رہا اس نے عیسی بن جعفر کے قتل ہونے اور دجلہ میں پھینکے جانے کی خبر دی تو اس کا امام زمانہؑ کے دور تک باقی رہنا مشکل ہے بظاہر یہ احمد بن محمد عاصمی ہے۔

عبداللہ بن طاووس[۲۳۴]

۱۱۲۳– وَ كَانَ عُمُرُهُ مِائَةَ سَنَةٍ،وَجَدْتُ فِی كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیِّ بِخَطِّهِ، حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَالِكِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ، فِی سَنَةِ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثِینَ وَ مِائَتَیْنِ، قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) وَ قُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِی ابْنَ أَخٍ قَدْ زَوَّجْتُهُ ابْنَتِی وَ هُوَ يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَ يُكْثِرُ ذِكْرَ الطَّلَاقِ فَقَالَ لَهُ إِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِكَ فَلَا شَیْ‏ءَ عَلَيْهِ، وَ إِنْ كَانَ مِنْ هَؤُلَاءِ فَانْتَزِعْهَا مِنْهُ فَإِنَّمَا عَنَى الْفِرَاقَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَ رُوِیَ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِيَّاكُمْ وَ الطَّلَقَاتِ ثَلَاثاً فِی مَجْلِسٍ فَإِنَّهُنَّ ذَوَاتُ أَزْوَاجٍ فَقَالَ هَذَا مِنْ إِخْوَانِكُمْ لَا مِنْهُمْ، إِنَّهُ مَنْ دَانَ بِدِينِ قَوْمٍ لَزِمَتْهُ أَحْكَامُهُمْ، قَالَ، قُلْتُ لَهُ: إِنَّ يَحْيَى بْنَ خَالِدٍ سَمَّ أَبَاكَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا قَالَ نَعَمْ سَمَّهُ

---

[۲۳۴] ۔رجال شیخ طوسی ،ن۵۳۷۷، طبقات ابن سعد: ۵ ص۵۴۵، تاریخ الدوری: ۲ص۳۱۴،تاریخ الدارمی،ن۱۱۲، طبقات خلیفۃ: ۲۸۸، علل اِحمداص۱۸۳، ۲۸۹، ۳۰۱، تاریخ الکبیر بخاری: ۵ن۳۶۵،تاریخ صغیر بخاری: اص۸۷،ج۲ص۲۹،المعرفۃ یعقوب:اص۷۱۰،۷۰۹، ۷۱۱، ج۲ص ۱۲۹، ۱۵۲، ۶۹۱، ۶۹۲، تاریخ اِبی زرعہ دمشقی: ۲۴۴، ۲۷۴، ۵۱۲، ۵۵۷، الجرح والتعدیل:اص ۴۸، ج۵ ن۴۰۵، ثقات ابن حبان۷ ص ۴، رجال صحیح مسلم ابن منجویہ، ورقہ ۹۳، الجمع ابن قیسرانی: اص۲۵۳، معجم البلدان: ۲ص۱۲۸،الکامل فی التاریخ: ۵ ص۴۴۶، سیر اِعلام النبلاء: ۶ص۱۰۳، تذہیب التہذیب: ۲ ورقہ ۱۵۴،الکاشف: ۲ترجمہ ۲۸۱۷، تاریخ الاسلام: ۵ص۲۶۶، إکمال مغلطای: ۲ ورقہ ۲۸۱، نہایۃ السول،ورقہ ۱۷۴،تہذیب التہذیب: ۵ص۲۶۷-۲۶۸، تقریب التہذیب: اص ۴۲۴، خلاصۃ خزرجی: ج۲ن۳۵۷۷، شذرات الذہب: اص۱۸۸جیسا کہ تہذیب الکمال مزی تحقیق بشار عواد ۱۵اص۱۳۰ن۳۳۴۶ میں ہے.

فِی ثَلَاثِینَ رُطَبَةً، قُلْتُ لَهُ فَمَا کَانَ یَعْلَمُ أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ قَالَ غَابَ عَنْهُ الْمُحَدِّثُ، قُلْتُ وَ مَنِ الْمُحَدِّثُ، قَالَ مَلَکٌ أَعْظَمُ مِنْ جَبْرَئِیلَ وَ مِیکَائِیلَ کَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِه، وَ هُوَ مَعَ الْأَئِمَّةِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیهِمْ، وَ لَیْسَ کُلُّ مَا طُلِبَ وُجِدَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّکَ سَتُعَمَّرُ! فَعَاشَ مِائَةَ سَنَةً[۲۳۵].

کشی فرماتے ہیں اس کی عمر ایک سو سال تھی اور اپنی سند سے عبداللہ بن طاووس سے نقل کیا کہ میں نے ۲۳۸ھ میں امام رضاؑ سے سوال کیا، میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا ہے اور میرا بھتیجا بڑا نالائق ہے وہ شراب پیتا ہے اور بار بار طلاق کے الفاظ دہراتا ہے؟

امام نے فرمایا: اگر وہ تمہارے ایمانی ہم مسلک لوگوں میں سے ہے تو اس کے الفاظ کی اہمیت نہیں، لیکن اگر وہ دیگر مسالک سے متعلق ہے تو اپنی بیٹی کو اس سے علیحدہ کر لو کیونکہ وہ طلاق سے جدائی مراد لیتا ہے۔

میں نے عرض کی: میں نے آپؑ کے آباء سے روایت کی ہے: تم ایک مجلس میں تین طلاقین جاری نہ کرو اور نہ ایسی مطلقہ عورتوں کا آگے نکاح کرو کیونکہ وہ شوہر دار ہیں۔

امام نے فرمایا: یہ تمہارے ہم مسلک افراد کے لیے ہے نہ دوسروں کے لیے کیونکہ ہر جو شخص کسی قوم کے دین کی پیروی کرے تو اس کے احکام بھی اس پر لاگو ہوتے ہیں۔

راوی کہتا ہے: میں نے امام سے پوچھا: کیا یحییٰ بن خالد نے آپ کے والد گرامی امام موسی کاظمؑ کو زہر دی؟

آپ نے فرمایا: ہاں اس نے انہیں ۳۰ تازہ کھجوروں میں زہر ملا کر دیا۔

میں نے عرض کی: کیا آپ ان کے زہر آلود ہونے کو نہیں جانتے تھے؟

امام نے فرمایا: (جانتے تھے) لیکن اس وقت ان کے ساتھ فرشتہ محافظ (محدّث) چلا گیا۔

---

[۲۳۵] ۔رجال الکشی، ص ۶۰۴۔

میں نے عرض کی: وہ محدث کون ہے؟

فرمایا: وہ ایک فرشتہ ہے جو جبریل و میکائیل سے عظیم تر ہے وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کے بعد ائمہؑ کے ساتھ ہوتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جس کی خواہش کی جائے وہ حاصل بھی ہو جائے پھر فرمایا خدا تجھے لمبی عمر دے گا تو وہ ایک ۱۰۰سال زندہ رہا۔

ابوالعباس حمیری[۲۳۶]

۱۱۲۴ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبُو الْعَبَّاسِ الْحِمْيَرِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ أُسْتَادَ أَبِی الْحَسَنِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ ابوالعباس کا نام عبداللہ بن جعفر حمیری ہے جو ابوالحسن (علی بن بابویہ پدر صدوق) کے استاد تھے۔

[۲۳۶]۔ رجال البرقی ۵۹ و۶۰، رجال الکشی ۶۰۵،ن۱۱۲۴ ص۴۹۷، مشیخۃ من لا یحضرہ الفقیہ ۴ص۱۲۲، رسالۃ ابی غالب الزراری ۵۳ ن ۸، اختیار معرفۃ الرجال ۶۰۵ ن ۱۱۲۴، الرسالۃ العددیۃ مفید ۹ص۲۸، رجال النجاشی ۲ص۱۸ ن ۵۷۱، رجال الطوسی ۳۹۶ ن ۱۳ و۴۱۹ ن ۲۳ و۴۳۲ ن ۲، فہرست الطوسی ۱۲۸ ن ۴۴۱، معالم العلماء۷۳ ن ۴۹۳، رجال ابن داود ۲۰۰ ن ۸۳۱، رجال العلامۃ الحلی ۱۰۶ ن ۲۰، نقد الرجال ۱۹۶ ن ۶۷، مجمع الرجال ۳ص ۲۷۳، جامع الرواۃ ۱ص۴۷۸، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۳۴ ن ۶۶۹، الوجیزۃ ۱۵۶، ہدایۃ المحدثین ۲۰۳ و ۲۸۸، مستدرک الوسائل ۳ص۶۱۶ و۷۳۶، بہجۃ الآمال ۵ص۲۰۶، تنقیح المقال ۲ص۱۷۴ ن ۶۷۸۵، طبقات اعلام الشیعۃ ۱ص۱۵۳، الذریعۃ ۱۷ص۶۷ ن ۳۶۲، معجم رجال الحدیث ۱۰ص۱۳۹ ن ۶۷۵۵، قاموس الرجال ۵ص۴۱۳، معجم المؤلفین ۶ص۴۰.

جعفر بن بشیر بجلی[۲۳۷]

۱۱۲۵ قَالَ نَصْرٌ: أُخِذَ جَعْفَرُ بْنُ بَشِيرٍ رَحِمَهُ اللَّهِ فَضُرِبَ وَ لَقِيَ شِدَّةً حَتَّى خَلَّصَهُ اللَّهُ، وَ مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، وَ صَاحَبَهُ الْمَأْمُونُ بَعْدَ مَوْتِ الرِّضَا (ع) جَعْفَرُ بْنُ بَشِيرٍ مَوْلَى بَجِيلَةَ كُوفِيٌّ، مَاتَ بِالْأَبْوَاءِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَ مِائَتَيْنِ.

نصر بن صباح کا بیان ہے کہ جعفر بن بشیر (خدا ان پر رحمت کرے) کو گرفتار کیا گیا اور اسے مارا گیا اور انہوں نے نہایت شدت اور سختی برداشت کی یہاں تک کہ خدا نے انہیں اس مصیبت سے نجات دی اور وہ مکہ کے راستے میں فوت ہوئے اور امام رضاؑ کی وفات کے بعد مامون نے ان سے صحبت رکھی اور جعفر بن بشیر بجیلہ کے ہم پیمان تھے کوفی تھے اور ابواء کے مقام پر ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

---

[۲۳۷]۔ رجال النجاشی اص۲۹۷ ن ۳۰۲، رجال الطوسی ۳۷۰ ن ۳، فہرست الطوسی ۶۸ ن ۱۴۲، معالم العلماء ۳۰ ن ۱۶۲، رجال ابن داود ۸۲ ن ۲۹۹، التحریر الطاووسی ۶۶ ن ۷۲، رجال العلامۃ الحلی ۳۱ ن ۷، ایضاح الاشتباہ ۱۲۹، لسان المیزان ۲ص ۱۱۰ ن ۴۵۰، نقد الرجال ۶۸، مجمع الرجال ۲ص ۲۴، نضد الایضاح ۷۵، جامع الرواۃ اص ۱۵۰، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۵۲ ن ۲۲۲، ہدایۃ المحدثین ۳۰، بہجۃ الآمال ۲ص ۵۱۳، تنقیح المقال اص ۲۱۳ ن ۱۷۶۵، اعیان الشیعۃ ۴ص ۸۷، العندبیل اص ۹۷، الجامع فی الرجال اص ۳۷۲، الاعلام زرکلی ۲ص ۱۲۲، معجم رجال الحدیث ۴ص ۵۵ ن ۲۱۳۲، قاموس الرجال ۲ص ۳۷۶، معجم المولفین ۳ص ۱۳۵.

اسحاق شعر کے بیٹے یزید[۲۳۸] اور محمد

۱۱۲۶ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنی يَزِيدُ بْنُ إِسْحَاقَ شَعِرٍ وَ كَانَ مِنْ أَرْفَعِ النَّاسِ لِهَذَا الْأَمْرِ، قَالَ، خَاصَمَنی مَرَّةً أَخی مُحَمَّدٌ وَ كَانَ مُسْتَوِياً فَقُلْتُ لَهُ لَمَّا طَالَ الْكَلَامُ بَيْنی وَ بَيْنَهُ: إِنْ كَانَ صَاحِبُکَ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتی تَقُولُ فَاسْأَلْهُ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ لی حَتَّى أَرْجِعَ إِلَى قَوْلِكُمْ! قَالَ، قَالَ لی مُحَمَّدٌ فَدَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا (ع) فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّ لی أَخاً وَ هُوَ أَسَنُّ مِنِّی، وَ هُوَ يَقُولُ بِحَيَاةِ أَبِيکَ وَ أَنَا كَثِيراً مَا أُنَاظِرُهُ، فَقَالَ لی يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ سَلْ صَاحِبَکَ إِنْ كَانَ بِالْمَنْزِلِ الَّذی ذَكَرْتَ أَنْ يَدْعُوَ اللَّهَ لی حَتَّى أَصِيرَ إِلَىقَوْلِكُمْ! فَإِنِّی أُحِبُّ أَنْ تَدْعُوَ اللَّهَ لَهُ! قَالَ، فَالْتَفَتَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَذَكَرَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَذْكُرَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ خُذْ بِسَمْعِهِ وَ بَصَرِهِ وَ مَجَامِعِ قَلْبِهِ حَتَّى تَرُدَّهُ إِلَى الْحَقِّ! قَالَ، وَ كَانَ يَقُولُ هَذَا وَ هُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْيُمْنَى، قَالَ، فَلَمَّا قَدِمَ أَخْبَرَنی بِمَا كَانَ، فَوَ اللَّهِ مَا لَبِثْتُ إِلَّا يَسِيراً حَتَّى قُلْتُ بِالْحَقِّ[۲۳۹].

---

[۲۳۸]۔ رجال النجاشی ۲ص۴۳۱ ن ۱۲۲۶، رجال الطوسی ۳۳۷ ن ۶۴، فہرست الطوسی ۲۱۳ ن ۸۱۳، معالم العلماء ۱۳۲ ن ۸۹۶، التحریر الطاووسی ۳۰۹ ن ۴۵۷، رجال ابن داود ق۱ص۳۷۷ ن ۱۶۸۸، رجال العلامۃ الحلی ق۱ص۱۸۳ ن ۳، نقد الرجال ۳۷۷ ن ۵، مجمع الرجال ۶ص۲۶۷، جامع الرواۃ ۲ص۳۴۱، ہدایۃ المحدثین ۲۶۷، بہجۃ الآمال ۷ص۳۰۸، تنقیح المقال ۳ص۳۲۴ ن ۱۳۱۱۶، ریحانۃ الادب ۳ص۲۲۳ (شعر)، معجم رجال الحدیث ۲۰ص۱۰۶ ن ۱۳۶۳۷ و ۱۳۶۳۸ و ۱۳۶۳۹، قاموس الرجال ۹ص۴۳۴.

[۲۳۹]۔رجال الکشی، ص۶۰۶۔

حسن بن موسی کا بیان ہے کہ یزید بن اسحاق شعر جو اس امر ولایت کے معاملے میں عظیم ترین منزلت پہ فائز تھا نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے بھائی محمد نے جو کہ مستوی عقیدے کا مالک تھا اس نے مجھ سے مناظرہ کیا، جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا: اگر تیرا امام ویسا ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے تو ان سے کہو کہ وہ خدا سے میرے لیے دعا کریں کہ میں تمہارے نظریے کا قائل ہو جاوں۔

محمد کہتا ہے میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مولا میں آپ پر قربان ہو جاوں میرا ایک بھائی ہے جو عمر میں مجھ سے بڑا ہے وہ آپ کے والد گرامیؑ کو زندہ خیال کرتا ہے میں نے بہت زیادہ اس سے مناظرہ کیا ہے تو اس نے ایک دن مجھ سے کہا اپنے امام سے سوال کرو کہ اگر وہ اس طرح ہیں جیسے وہ فرماتے ہیں تو وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں ان کا قائل ہو جاوں اور مولا میں پسند کرتا ہوں کہ آپ اللہ سے اس کے لیے دعا فرمائیں۔

امام رضاؑ نے قبلہ رو ہو کر ذکر خدا فرمایا اور پھر دعا کی: خدایا اس کے کان، اس کی آنکھ اور اس کے دل کو حق کی طرف پھیر دے اور امام یہ فرماتے ہوئے اپنا دائیں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے ،جب وہ واپس آیا تو اس نے مجھے خبر دی، خدا کی قسم چند ہی دنوں میں میں نے اپنے باطل نظریے سے توبہ کر لی اور حق کو تسلیم کر لیا۔

ابو یحییٰ موصلی کوکب دم[۲۴۰]

۱۱۲۷ قَالَ حَمْدَوَيْه، عَنِ الْعُبَيْدِيِّ، عَنْ يُونُسَ، قَالَ، أَبُو يَحْيَى الْمَوْصِلِيُّ وَ لَقَبُهُ كَوْكَبُ الدَّمِ كَانَ شَيْخاً مِنَ الْأَخْيَارِ. قَالَ الْعُبَيْدِيُّ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِين: أَنَّهُ كَانَ يَعْرِفُهُ أَيَّامَ أَبِيهِ لَهُ فَضْلٌ وَ دِينٌ.

عبیدی نے یونس کا بیان نقل کیا ہے کہ ابو یحییٰ موصلی جن کا لقب کوکب دم تھا وہ نیکوکار بزرگوں میں سے تھااور عبیدی نے حسن بن علی بن یقطین سے نقل کیا کہ وہ اسے اپنے باپ کے زمانے سے جانتے تھے، وہ ایک بافضیلت اور دیندار آدمی تھے۔

---

[۲۴۰] ۔ رجال الطوسی ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۳۵۰ و ۳۹۶. تنقیح المقال ۱: ۴۴۸. خاتمۃ المستدرک ۸۰۳. رجال ابن داود ۹۸ و ۲۴۶. معجم الثقات ۲۸۵ و ۳۷۹. رجال الکشی ۶۰۶. معجم رجال الحدیث ۷: ۲۶۹ و ۲۹۲. جامع الرواۃ ۱: ۳۳۱. رجال الحلی ۷۵ و ۲۲۴. نقد الرجال ۱۳۸. مجمع الرجال ۳: ۵۷ و ۵۸. ہدایۃ المحدثین ۳۰۱. اعیان الشیعۃ ۷: ۶۳. بہجۃ الامال ۴: ۱۹۹. رجال البرقی ۳۲. منتہی المقال ۱۳۷. العندبیل ۱: ۲۹۳. منہج المقال ۱۴۹(اس میں اس کانام زکریا بن یحییٰ کوکب الدم لکھا ہے). التحریر الطاووسی ۱۱۰. اتقان المقال ۶۳ و ۱۸۳.

ابو عبداللہ احمد بن محمد سیاری اصفہانی[۲۴۱]

۱۱۲۸ طَاهِرُ بْنُ عِيسَى الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي الشُّجَاعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاجِبٍ، قَالَ، قَرَأْتُ فِي رُقْعَةٍ مَعَ الْجَوَادِ (ع) يَعْلَمُ مَنْ سَأَلَ عَنِ السَّيَّارِيِّ: أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي ادَّعَاهُ لِنَفْسِهِ وَ أَلَّا تَدْفَعُوا إِلَيْهِ شَيْئاً. قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: السَّيَّارِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِنْ وُلْدِ سَيَّارٍ وَ كَانَ مِنْ كِبَارِ الطَّاهِرِيَّةِ فِي وَقْتِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ (ع).

ابراہیم بن محمد بن حاجب کا بیان ہے کہ میں نے امام جواد کے ایک رقعہ میں دیکھا جس میں آپ سے ایک شخص نے سیاری کے بارے میں سوال کیا تھا فرمایا: وہ ہر گز اس مرتبے کا سزاوار نہیں ہے جس کا وہ اپنے لیے دعویدار ہے اور تم اسے ہر گز کچھ بھی سپرد نہ کرو۔ اور نصر بن صباح کا

---

[۲۴۱]۔ شیخ طوسی نے اس کی ان لفظوں میں تضعیف کی: اِحمد بن محمد بن سیار اِبوعبداللہ الکاتب ، بصری،کان من کتاب آل طاہر ، فی زمن اِبی محمد علیہ السلام ویعرف بالسیاری ، ضعیف الحدیث ، فاسد المذہب ، مجفو الروایۃ ، کثیر المراسیل ، وصنف کتبا کثیرۃ ، منہا :کتاب ثواب القرآن ، کتاب الطب ، کتاب القراءۃ ، کتاب النوادر،ملاحظہ ہو:رجال النجاشی: ۸۰ ن۱۹۲،الفہرست الشیخ الطوسی:۲۳ن۶۰، رجال الشیخ الطوسی: ۱۱۴ن ۲۳،اِصحاب ہادی علیہ السلام،ص۴۲۷ن ۳، اِصحاب عسکری علیہ السلام،رجال البرقی: ۶۱، اِصحاب العسکریؑ، رجال العلامۃالحلی،القسم الثانی: ۲۰۳ن۹، رجال ابن داود، القسم الثانی: ۲۲۹ن۴۰، معالم ابن شہر آشوب: ۱۳ن۶۰،التحریر الطاووسی،ص ۶۱ن ۳۴۔

بیان ہے کہ سیاری احمد بن محمد ابو عبداللہ، سیار کی اولاد میں سے تھا اور امام حسن عسکری کے زمانے میں بڑے غالیوں سے تھا۔

علی بن جعفر [۲۴۲]

۱۱۲۹ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ، قَالَ يُوسُفُ بْنُ السُّخْتِ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ وَكِيلًا لِأَبِي الْحَسَنِ (ع)، وَ كَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ هُمَيْنِيَا، قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى سَوَادِ بَغْدَادَ، فَسَعَى بِهِ إِلَى الْمُتَوَكِّلِ، فَحَبَسَهُ فَطَالَ حَبْسُهُ، وَ احْتَالَ مِنْ قِبَلِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ خَاقَانَ بِمَالٍ ضَمِنَهُ عَنْهُ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِينَارٍ، وَ كَلَّمَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ، فَعَرَضَ حَالَهُ عَلَى الْمُتَوَكِّلِ، فَقَالَ يَا عُبَيْدَ اللَّهِ لَوْ شَكَكْتُ فِيكَ لَقُلْتُ إِنَّكَ رَافِضِيٌّ! هَذَا وَكِيلُ فُلَانٍ وَ أَنَا عَلَى قَتْلِهِ، قَالَ فَتَأَدَّى الْخَبَرُ إِلَى

---

[۲۴۲] ـ اس کا نام علی بن جعفر ہمانی ہے ؛ رجال النجاشی ۲ص۱۱۸ن۷۳۸، رجال الطوسی ۱۸۴ن۱۵ و ۴۳۲ن۱، الغیبۃ للطوسی ۳۵۰، رجال ابن داود ۴۸۲ن۳۲۳، نقد الرجال ۲۲۸ن۵۱، مجمع الرجال ۴ص۱۷۱، جامع الرواۃ اص ۵۶۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۵۸ن۷۷۹، بہجۃ الآمال ۵ص۳۸۹، تنقیح المقال ۲ص۲۷۱ن۸۱۹۶ و ۳ ۲۷ن۸۲۰۰، معجم رجال الحدیث ۱۱ص۲۹۲ن۷۹۶۸، قاموس الرجال ٦ص ۴۳۲، تحریر طاووسی، ص ۳۷۴ن۲۶۱، نضد الایضاح، ص ۲۱۳، ایضاح الاشتباہ، ص ۲۲۷ن ۴۲۴.

نجاشی نے کہا: **علی بن جعفرالهمانی البرمکی یعرف منه وینکر، له مسائل لابی الحسن العسکری علیه السلام.** اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب امام ہادیؑ میں علی بن جعفر وکیل ثقہ قرار دیا اور اصحاب امام عسکریؑ میں فرمایا: امام ابوالحسنؑ کا قیم اور ثقہ شخص تھا،ابن داود نے قسم اول میں شیخ طوسی کی توثیق اور کشی کی روایت کی طرف اشارہ کیا اور قسم ثانی میں نجاشی کی عبارت کو ذکر کیا اور اسی طرح علامہ حلی نے بھی دو بار قسم اول میں ذکر کیا اور ایک بار قسم ثانی میں ذکر کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اسے کئی افراد (وکیل، ہمانی،) سمجھ لیا ہے حالانکہ قرائن موجود ہیں کہ یہ سب ایک شخص ہیں جیسا کہ شیخ طوسی نے کتاب غیبت "ص۲۱۲" **باب الممدوحین من وکلاء الائمۃ** میں فرمایا: **"منهم: علی بن جعفر الهمانی وکان فاضلا مرضیا، من وکلاء أبی الحسن وأبی محمد**،ان اچھے وکیلوں میں سے علی بن جعفر بن ہمانی ہے جو فاضل و عالم اور پسندیدہ شخص تھا اور امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے وکلاء میں سے تھا۔

عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع): يَا سَيِّدِي اللَّهَ اللَّهَ فِيَّ، فَقَدْ وَ اللَّهِ خِفْتُ أَنْ أَرْتَابَ! فَوَقَّعَ فِي رُقْعَتِهِ: أَمَّا إِذَا بَلَغَ بِكَ الْأَمْرُ مَا أَرَى فَسَأَقْصِدُ اللَّهَ فِيكَ! وَ كَانَ هَذَا فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَأَصْبَحَ الْمُتَوَكِّلُ مَحْمُوماً فَازْدَادَتْ عِلَّتُهُ حَتَّى صُرِخَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، فَأَمَرَ بِتَخْلِيَةِ كُلِّ مَحْبُوسٍ عُرِضَ عَلَيْهِ اسْمُهُ حَتَّى ذَكَرَ هُوَ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ، فَقَالَ لِعُبَيْدِ اللَّهِ لِمَ لَمْ تَعْرِضْ عَلَيَّ أَمْرَهُ فَقَالَ لَا أَعُودُ إِلَى ذِكْرِهِ أَبَداً، قَالَ خَلِّ سَبِيلَهُ السَّاعَةَ وَ سَلْهُ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي حِلٍّ! فَخَلَّى سَبِيلَهُ، وَ صَارَ إِلَى مَكَّةَ بِأَمْرِ أَبِي الْحَسَنِ (ع) فَجَاوَرَ بِهَا، وَ بَرَأَ الْمُتَوَكِّلُ مِنْ عِلَّتِهِ.

یوسف بن سخت کا بیان ہے کہ علی بن جعفر، امام ابوالحسن (ہادیؑ) کے وکیل تھے اور وہ بغداد کے نواحی گاؤں ہمینیا کے رہنے والے تھے، متوکل عباسی نے انہیں جرم تشیع میں گرفتار کیا اور کافی عرصے تک ان کو زندان میں رکھا تو انہوں نے عبیداللہ بن خاقان کو تین ہزار دینار دیے کہ وہ سفارش کر کے انہیں قید سے آزاد کرائے عبیداللہ نے متوکل سے ان کی سفارش کی تو وہ اس پر ناراض ہوا اور کہا: اے عبیداللہ! اگر مجھے تیرے مذہب کا علم نہ ہوتا تو میں تیرے لیے یہی کہتا کہ تو رافضی ہے، یہ علی نقیؑ کا وکیل ہے اور عنقریب میں اسے قتل کرادوں گا۔

جب علی بن جعفر کو اطلاع ملی تو وہ بے حد پریشان ہوا اور امام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ آپ میری رہائی کے لیے دعا فرمائیں تو امام نے اس کے عریضے کی پشت پر تحریر فرمایا: میں تیری رہائی کے لیے خدا سے سفارش کروں گا اور جب تیری باری آئے گی تو خدا تیری خاطر اس کو بیمار کردے گا امام کا جواب اسے شب جمعہ کو موصول ہوا اور جیسے جمعہ کا دن ہوا تو متوکل عباسی کو شدید بخار نے لپیٹ لیا اور بخار اتنا بڑھ گیا کہ متوکل کا پورا خاندان اس کی زندگی کے بارے میں مایوس ہو گیا اور سوموار کے دن اس پر گریہ شروع ہو گیا تو متوکل نے عبیداللہ کو بلا

کر کہا: تم میری صحت یابی کے لیے قیدیوں کو رہا کر دو، عبیداللہ بن خاقان [۲۴۳] نے قیدیوں کی فہرست سامنے رکھی اور ہر ایک کا نام متوکل کے سامنے پڑھا متوکل ہر قیدی کی رہائی کے لیے

---

[۲۴۳] ۔ یہاں اس محفل کو ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے بیٹے نے احمد بن عبیداللہ ابن خاقان نے امام حسن عسکریؑ کے وصف میں نقل کی ہے، کلینی، صدوق، مفید اور شیخ طوسی وغیرہ نے اپنے کئی مشائخ (حسین بن محمد اشعری، محمد بن یحییٰ وغیرہ) سے نقل کیا کہ جب یہ احمد بن عبیداللہ بن خاقان، قم میں وزیر املاک و خراج تھا، ایک روز اس کی مجلس میں علوی سادات اور ان کے مختلف مذہبوں کا ذکر چل پڑا اور احمد بہت متعصب شخص تھا، اس نے کہا: میں نے سامرہ میں علویوں میں سے سکون قلب، پاکدامنی، اور اپنے کرم میں امام حسن عسکریؑ سے بہتر، ان کے خاندان و بنی ہاشم میں سے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ لوگ اپنے بڑے بوڑھے اور صاحبان مرتبت سے ان کو مقدم جانتے ہیں اسی طرح سرداران لشکر اور وزراء اور عام لوگ بھی ان کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔

ایک دن جب میرے والد کی مجلس جمی ہوئی تھی میں بھی، ان کے پاس موجود تھا، لوگ اس سے ملنے کے لیے آرہے تھے، یکایک دربان اندر آئے اور کہا: ابو محمد ابن رضا دروازے پر ہیں۔

میرے والد نے بلند آواز سے کہا: ان کو آنے دو۔

دربانوں سے یہ سن کر کہ میرے باپ کے سامنے ایک شخص کا ذکر صرف کنیت کے ساتھ کیا ہے، بڑا تعجب ہوا کیونکہ کنیت سے ذکر کرنا مخصوص تھا خلیفہ سے یا ولی عہد سے یا اس سے جس کے لیے بادشاہ حکم دے۔

پس ایک گندم گوں، حسین قامت، خوبصورت چہرہ، گداز بدن نوجوان جس کے چہرے پر رعب و جلال تھا داخل ہوا، جوں ہی میرے باپ نے اسے دیکھا ننگے پیر، ان کی طرف چلا۔ میں نے اب تک کسی بنی ہاشم کے ساتھ اسے ایسا کرتے کو نہیں دیکھا تھا اور نہ سرداران حکومت کے ساتھ جب وہ قریب آئے تو ان سے معانقہ کیا اور ان کے سر اور سینہ کا بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ لایا جہاں خود بیٹھا تھا میں یہ تعظیم دیکھ کر حیران تھا کہ اچانک دربان نے آکر کہا: موفق عباسی بادشاہ کا بھائی آرہا ہے اور موفق جب میرے باپ سے ملنے آتا تھا تو اس کے دربان اور خاص خاص سردار آگے چلتے تھے پس وہ صف بہ صف دروازے سے لیکر میرے باپ کی نشست گاہ تک کھڑے ہوگئے تاکہ وہ آئے اور پھر چلا جائے میرا باپ حضرت سے متوجہ ہو کر باتیں کرتا رہا جب تک کہ اس نے اپنے خاص غلاموں کی دیکھا۔ اس نے حضرت سے کہا: میں آپ پر فدا ہوں اگر آپ چاہیں تو اب چلے جائیں۔

اور اپنے دربانوں سے کہا: ان کو صفوں کے پیچھے سے نکال لے جاو تاکہ موفق نہ دیکھے پس وہ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ میرا باپ بھی کھڑا ہوا اور معانقہ کر کے رخصت کیا میں نے اپنے دربانوں سے پوچھا: یہ کون تھے جن کی تم نے کنیت بیان کی اور میرے باپ نے ان کے ساتھ ایسا عمل کیا؟

انہوں نے کہا: یہ علوی سید ہیں جن کا نام حسن بن علیؑ اور عرف ابن رضاؑ ہے میرا تعجب بڑھ گیا اور اس دن سے میں ان کے معاملے میں اور اپنے باپ کے معاملے میں اور جو کچھ مین نے دیکھا سخت فکر کرتا رہا، جب رات ہوئی تو میرے باپ کی عادت تھی کہ عشاء کے بعد بیٹھ کر اپنے معاملات پر اور جو کچھ بادشاہ تک پہنچانے ہوتے تھے ان پر غور کیا کرتا تھا۔

جب وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں ان کے پاس گیا اس وقت ان کے پاس اور کوئی نہیں تھا، مجھ سے کہا: اے احمد! تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: ہاں، اگر آپ اجارت دیں۔

کہا: اجازت ہے جو چاہے پوچھ۔

میں نے کہا: یہ کون صاحب تھے جو صبح آپ کے پاس آئے اور آپ نے ان کی انتہائی تعظیم کی اور اپنے اور اپنے والدین کا نفس ان پر فدا کیا۔

اس نے کہا: بیٹا، یہ رافضیوں کے امام ہیں، یہ حسن بن علی عرف ابن رضاؑ ہیں پھر تھوڑی دیر خاموشی کے بعد کہا: اگر امامت خلفاء بنی عباس سے ہٹ جائے تو بنی ہاشم میں ان سے زیادہ کوئی مستحق نہیں، ان کا استحقاق ہے ان کی فضیلت، پاک دامنی، نیک روش، صیانت نفس، زہد، عبادت، حسن اخلاق اور طرز عمل کی وجہ سے اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا جن کو مرد عاقل، فہیم اور کہا جائے تو بجا ہے یہ سن کر (اپنے مذہبی تعصب کی وجہ سے میرا اضطراب اور زیادہ ہوگیا کہ میں نے ان کی زبان سے رافضیوں کے امام کی اتنی تعریف سنی) اور میں نے اپنے باپ کو اس کے قول و فعل میں صاحب تقصیر سمجھا اور اب میرے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں تھا کہ میں خود ان کے حالات کی جستجو کروں، چنانچہ جب میں نے بنی ہاشم کے حالات سرداران لشکر سے منشیوں، قاضیوں، فقیہوں اور عام لوگوں سے پوچھے تو ان میں سے ہر ایک نے ان کی انتہائی جلالت و عظمت اور محل رفیع و قول جمیل کو بیان کیا اور ان کے تمام خاندان اور مشائخ پر ان کو ترجیح دی۔

یہ صورت دیکھ کر میرے دل مین ان کی عظمت زیادہ ہوگئی اور کیسے نہ ہوتی جب کہ میں نے دیکھا کہ ان کا دوست ہو یا دشمن، ان کے بار میں اچھا ہی خیال رکھتا تھا اور انکی تعریف ہی کرتا تھا، ایک اشعری فرقے کا آدمی تھا جو وہاں موجود تھا، احمد راوی سے کہنے لگا: اے ابو بکر! ان کے بھائی جعفر کا بھی حال معلوم تجھے معلوم ہے؟

میں نے کہا: کون جعفر، تاکہ اس کے حالات معلو کر کے حسن بن علیؑ سے مقایسہ کرو۔

اس نے کہا: جعفر کھلم کھلا بدکار، زناکار، لاپرواہ اور بڑا شراب خوار ہے تم نے کم آدمی ایسے دیکھے ہونگے کہ اپنی پردہ دری اس طرح کرتے ہوں اس نے اپنے نفس کو بہت ذلیل کر دیا ہے۔

احمد نے کہا: امام حسن بن علیؑ کی وفات کے وقت، بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو ایسا واقعہ پیش آیا کہ میں تعجب میں رہ گیا، میرے گمان میں بھی ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔

ایک دن بادشاہ معتمد نے میرے باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ ابن رضا بیمار ہیں وہ فورا سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچا اور پھر واپس آیا اس کے ساتھ بادشاہ کے پانچ خادم، نہایت معتمد اور خاص الخاص افراد تھے ان میں بادشاہ کا غلام خاص نحریر بھی تھا

اور ان کو حکم دیا کہ وہ امام کے گھر پر رہیں اور ان کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں اور طبیبوں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ان کے پاس آتے جاتے رہیں، اور صبح شام ان کی خبر رکھنے کا حکم دیا، دو تین دن بعد اسے آگاہ کیا گیا کہ حضرت پر بہت کمزوری چھا گئی ہے اس نے طبیبوں کو حکم دیا کہ ہر وقت حضرت کے گھر پر حاضر رہیں اور قاضی القضاۃ کو بلا کر حکم دیا کہ دس آدمی ایسے انتخاب کرے جو حضرت کے دین اور امامت پر یقین رکھتے ہوں اور یہ کہ ہر وقت حضرت کے گھر پر موجود رہیں اور حضرت کی وفات تک وہیں رہیں۔

حضرت کی وفات کی خبر سن کر شہر سامرہ میں نوحہ وبکاء کی آوازیں بلند ہوئیں، بادشاہ نے کچھ لوگ بھیجے جو حضرت کے گھر کی تلاشی لیں اور جو کچھ برآمد ہو اس پر مہریں لگا دیں اور ان کے فرزند کی جستجو کریں، کچھ عورتیں بھیجی گئیں تاکہ وہ حمل کی تحقیق کریں وہ کنیزوں کے پاس گئیں اون ان کو دیکھا بھالا۔

ایک نے کہا: ایک کنیز حاملہ ہے، اس کو علیحدہ حجرے میں رکھا گیا اور نحریر خادم اور اس کے ساتھیوں کو چند عورتوں کے ساتھ نگران مقرر کیا گیا اس کے بعد تجہیز و تکفین کا سامان ہونے لگا۔ بازار بند ہوگئے اور بنو ہاشم اور میرے باپ کے سردار اور عام لوگ نماز جنازہ کے لیے آنے لگے، سامرہ میں اس روز قیامت کا سماں تھا جب جنازہ تیار ہوا تو بادشاہ نے میرے باپ کے پاس عیسی بن متوکل کو بھیجا کہ جنازہ پڑھائے۔

جب جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابو عیسی اس کے پاس آیا اور حضرت کا چہرہ کھول کر تمام بنی ہاشم علوی اور عباسیوں، سرداران لشکر، متصدی قاضی اور صاحبان عدل سے کہا: دیکھ لیں یہ حسن بن علی بن محمد بن رضاؑ ہیں جو اپنی موت سے اپنے بستر پر مرے ہیں اور بادشاہ کے خادم، معتمد فلاں فلاں اور فلاں قاضی اور طبیب اور صاحبان عدل وانصاف ان کی خدمت کے لیے موجود رہے ہیں، اس کے بعد چہرہ ڈھانپ دیا اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھایا جائے، پس وسط خانہ سے اٹھا کر اس گھر میں لائے جہاں ان کے باپ دفن تھے۔

جب حضرت دفن ہوگئے تو بادشاہ اور لوگ حضرت کے فرزند کی تلاش میں لگے، منزلوں اور گھروں میں جابجا تلاش کیا اور میراث کی تقسیم روکے رہے جو لوگ اس کنیز کے نگران تھے جس پر حمل کا شبہہ تھا وہ برابر نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ حمل غلط ثابت ہوا۔

پس حضرت کی میراث ان کی ماں اور بھائی کے درمیان تقسیم کر دی گئی ان کی والدہ نے حسن وصیت امام کل میراث کا قاضی کی عدالت میں دعوی کیا، جو قاضی کے یہاں سے ڈگری ہو گیا۔ اب بادشاہ کو پھر حضرت کے فرزند کی جستجو ہوئی، جعفر مقدمہ ہارنے کے بعد میرے باپ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپ مجھے میرے بھائی کی جگہ امام قرار دیں تو میں آپ کو ہر سال بیس ہزار دینار دیا کروں گا۔

میرے باپ نے ان کو ڈانٹا اور کہا: اے احمق! بادشاہ ان لوگوں پر تلوار کھینچے بیٹھا ہے جو تیرے باپ اور بھائی کو امام مانتے ہیں تاکہ اس عقیدے سے انہیں ہٹا دے اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے نزدیک امام ہوتا تو تجھے بادشاہ اور غیر بادشاہ کے سہارے کی ضرورت نہ ہوتی۔ تو یہ چیز ہم سے نہیں پائے گا اور اس کے بعد اس کو بہت ذلیل اور رسوا کیا اور حکم دیا کہ اس کو سامنے سے

اس کے سامنے اپنے دستخط کرتا گیا عبیداللہ نے علی بن جعفر کا نام ڈر سے متوکل کے سامنے پیش نہیں کیا تو متوکل نے خود ہی کہا: علی بن جعفر کا نام کیوں نہیں لیا اسے بھی رہا کر دو اور اس سے کہہ دو کہ میں اب نے اب تک جو ظلم کیا ہے وہ مجھے معاف کر دے چنانچہ علی بن جعفر اسی وقت آزاد ہوگیا اور اس نے امام کے فرمان کے مطابق بغداد کو خیر آباد کہہ کر مکہ کا رخ کیا اس کے متوکل بھی تندرست ہوگیا۔

۱۱۳۰ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُمِّیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَبِی یَعْقُوبَ یُوسُفَ بْنِ السُّخْتِ، قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ، عَرَضْتُ أَمْرِی عَلَى الْمُتَوَكِّلِ فَأَقْبَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَاقَانَ فَقَالَ لَهُ لَا تُتْعِبَنَّ نَفْسَكَ بِعَرْضِ قِصَّةِ هَذَا وَ أَشْبَاهِهِ، فَإِنَّ عَمَّهُ أَخْبَرَنِی أَنَّهُ رَافِضِیٌّ وَ أَنَّهُ وَكِيلُ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ! وَ حَلَفَ أَنْ لَا يَخْرُجَ مِنَ الْحَبْسِ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِهِ، فَكَتَبْتُ إِلَى مَوْلَانَا: أَنَّ نَفْسِی قَدْ ضَاقَتْ وَ أَنِّی أَخَافُ الزَّيْغَ! فَكَتَبَ إِلَیَّ: أَمَّا إِذَا بَلَغَ الْأَمْرُ مِنْكَ مَا أَرَى فَسَأَقْصِدُ اللَّهَ فِيكَ! فَمَا عَادَتِ الْجُمُعَةُ حَتَّى أُخْرِجْتُ مِنَ السِّجْنِ[۲۴۴].

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے اپنا معاملہ متوکل کے سامنے پیش کیا تو وہ عبیداللہ بن یحیٰ بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اس کا اور اس جیسے لوگوں کا معاملہ میرے سامنے پیش نہ

ہٹا دیا جائے اور زندگی بھر اسے میرے پاس آنے کی اجازت نہ دی جائے پس وہ اور ہم باہر نکل آئے اور بادشاہ برابر ان کے فرزند کی تلاش کرتا رہا۔ [کافی کلینی ا ص ۵۰۳-۵۰۶ باب مولد امام حسن بن علی عسکریؑ، کمال الدین صدوق، ص ۴۰-۴۴، ارشاد شیخ مفید ۲ ص ۳۲۱-۳۲۵، اعلام الوری طبرسی ۲ ص ۱۴۷، غیبت شیخ طوسی ص ۲۱۸، الشافی ترجمہ اردو اصول کافی (محمد بن یعقوب کلینی)، ترجمہ سید ظفر امروہوی، ۳ ص ۱۲۴-۱۲۶، مختصر فرق کے ساتھ، ط ظفر شمیم پبلیکیشنز کراچی، ۲۰۰۰ء]۔

[۲۴۴]۔ رجال الکشی، ص ۶۰۷۔

کیا کر کیونکہ مجھے تیرے چچا فتح بن خاقان نے اس کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ رافضی ہے اور علی بن محمد نقیؑ کا وکیل ہے اور اس نے قسم اٹھائی کہ اسے زندان سے نہیں چھوڑے کا مگر مرنے کے بعد، تو میں نے اپنے مولا وآقا کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میرا جینا دوبھر ہو گیا ہے اور مجھے تو گمراہی کا خطرہ ہے، تو آپ نے جواب میں لکھا: میں تجھ سے اس نوبت تک پہنچنے کا خیال نہیں کرتا، میں اللہ تعالی سے دعا کروں گا،ایک جمعہ نہیں گزرا تھا کہ مجھے قید سے رہائی مل گئی۔

محمد بن ابراہیم بن محمد ہمدانی

۱۱۳۱ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزْيَدٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَمْدَانِيُّ، وَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ وَكِيلًا وَ كَانَ حَجَّ أَرْبَعِينَ حَجَّةً، قَالَ أَدْرَكَتْ بِنْتاً لِمُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَوَصَفَ جَمَالَهَا وَ كَمَالَهَا، وَ خَطَبَهَا أَجِلَّةُ النَّاسِ فَأَبَى أَنْ يُزَوِّجَهَا مِنْ أَحَدٍ، فَأَخْرَجَهَا مَعَهُ إِلَى الْحَجِّ، فَحَمَلَهَا إِلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَ وَصَفَ لَهُ هَيْئَتَهَا وَ جَمَالَهَا، وَ قَالَ إِنِّي إِنَّمَا حَبَسْتُهَا عَلَيْکَ تَخْدُمُکَ! قَالَ قَدْ قَبِلْتُهَا فَاحْمِلْهَا مَعَکَ إِلَى الْحَجِّ وَ ارْجِعْ مِنْ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ! فَلَمَّا بَلَغَ الْمَدِينَةَ رَاجِعاً مَاتَتْ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ بِنْتُکَ زَوْجَتِي فِي الْجَنَّةِ يَا ابْنَ إِبْرَاهِيمَ[۲۴۵].

محمد بن ابراہیم بن محمد ہمدانی جو کہ امام کے وکیل تھے اور انہوں نے چالیس حج کی سعادت حاصل کی تھی ،ان کا بیان ہے کہ ان کی بیٹی بالغ ہوگئی اور انہوں نے ان کے جمال و کمال کی وصف بیان کی اور اسے جلیل القدر لوگوں نے شادی کی پیش کش کی لیکن انہوں نے کسی ایک کے ساتھ بیاہنے سے انکار کر دیا اور اسے اپنے ساتھ حج کے لیے لیکر چلے گئے اور اسے امام ابو الحسن کی خدمت میں لے گئے اور اس کی ہیئت و جمال کی وصف بیان کی اور عرض کی: میں نے اسے آپ کی خدمت کے لیے روکے رکھا ہے امام نے فرمایا: میں نے اسے قبول کیا اسے اپنے

۲۴۵۔ رجال الکشی؛ ص ۶۰۸۔

ساتھ حج کے لیے لے جاو اور واپسی مدینہ کے راستے سے جاو ،جب وہ واپس مدینہ پہنچے تو وہ فوت ہو گئی تو امام ابو الحسنؑ نے فرمایا اے فرزند ابراہیم ! تیری بیٹی جنت میں میری زوجہ ہو گی۔

خیران خادم قراطیسی[۲۴۶]

۱۱۳۲ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُنْدَارَ الْقُمِّیِّ بِخَطِّه،حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی خَیْرَانُ الْخَادِمُ الْقَرَاطِیسِیُّ، قَالَ حَجَجْتُ أَیَّامَ أَبِی جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُوسَی عَلَیْهِمُ السَّلَامُ، وَ سَأَلْتُه، عَنْ بَعْضِ الْخَدَمِ وَ کَانَتْ لَهُ مَنْزِلَةٌ مِنْ أَبِی جَعْفَرٍ (ع) فَسَأَلْتُهُ أَنْ یُوصِلَنِی إِلَیْهِ! فَلَمَّا صِرْنَا إِلَی الْمَدِینَةِ، قَالَ لِی تَهَیَّأْ فَإِنِّی أُرِیدُ أَنْ أَمْضِیَ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع)! فَمَضَیْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا أَنْ وَافَیْنَا الْبَابَ قَالَ سَاکِنٌ فِی حَانُوتٍ فَاسْتَأْذَنَ وَ دَخَلَ فَلَمَّا أَبْطَأَ عَلَیَّ رَسُولُهُ: خَرَجْتُ إِلَی الْبَابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِی أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ وَ مَضَی، فَبَقِیتُ مُتَحَیِّراً، فَإِذَا أَنَا کَذَلِکَ: إِذْ خَرَجَ خَادِمٌ مِنَ الدَّارِ، فَقَالَ أَنْتَ خَیْرَانُ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ لِی ادْخُلْ! فَدَخَلْتُ، وَ إِذَا أَبُو جَعْفَرٍ (ع) قَائِمٌ عَلَی دُکَّانٍ لَمْ یَکُنْ فُرِشَ لَهُ مَا یَقْعُدُ عَلَیْهِ، فَجَاءَ غُلَامٌ بِمُصَلًّی فَأَلْقَاهُ لَهُ، فَجَلَسَ، فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَیْهِ تَهَیَّبْتُ وَ دَهِشْتُ، فَذَهَبْتُ لِأَصْعَدَ الدُّکَّانَ مِنْ غَیْرِ

---

[۲۴۶]۔ رجال البرقی ۵۸، رجال النجاشی اص۳۵۸ن ۴۰۷، رجال الطوسی ۴۱۴ن ۱، رجال ابن داود ۴۲ ۲ان ۵۶۸، رجال العلامۃ الحلی ۶۶ن ۲، نقد الرجال ۷ ۱۲ان ۲، مجمع الرجال ۲ص ۶ ۲۷، جامع الرواۃ اص ۲۹۹، وسائل الشیعۃ ۲۰ص ۱۸۸ان ۸ ۴۴، الوجیزۃ ۱۵۲، ہدایۃ المحدثین ۵۷، بہجۃ الآمال ۴ص ۵۴، تنقیح المقال اص ۴۰۵ن ۳۸۰۳، الذریعۃ ۶ص ۳۲۹ن ۱۸۷۶، العندبیل اص ۲۵۶، الجامع فی الرجال اص ۳۴۷، معجم رجال الحدیث ۷ص ۸۳ن ۴۳۵۱ و ۴۳۵۴، قاموس الرجال ۴ص ۴۰.

دَرَجَة، فَأَشَارَ إِلَى مَوْضِعِ الدَّرَجَة، فَصَعَدْتُ وَ سَلَّمْتُ، فَرَدَّ السَّلَامَ وَ مَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ، فَأَخَذْتُهَا وَ قَبَّلْتُهَا وَ وَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي، فَأَقْعَدَنِي بِيَدِه، فَأَمْسَكْتُ يَدَهُ مِمَّا دَاخَلَنِي مِنَ الدَّهَشِ، فَتَرَكَهَا فِي يَدِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَلَمَّا سَكَنْتُ خَلَّيْتُهَا، فَسَائَلَنِي-

خیران خادم قراطیسی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقیؑ کے عہد امامت مین حج کی سعادت حاصل کی ،میں نے امام کے ایک مقرب غلام سے کہا، میں امام کی زیارت کا خواہش مند ہو ں،غلام مجھے امام کے دروازے پہ لے گیا وار مجھ سے کہا: تم یہاں ٹھہر جاو، میں اندر جا کر امام سے تیرے لیے اجازت لے لوں، مجھے کھڑے کھڑے کافی دیر ہو گئی تو میں نے دربان سے اپنا مسئلہ بیان کیا تو اس نے بتایا کہ وہ غلام کسی کام کے لیے باہر گیا ہے میں یہ سن کر مایوس ہو گیا ،اسی اثناء میں ایک اور غلام باہر آیا اور مجھ سے کہا: تیرا نام خیران ہے؟ میں نے کہا، ہاں میں خیران ہوں، اس نے کہا: امام تجھے بلا رہے ہیں، میں غلام کے ساتھ اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام ایک چبوترے پر تشریف فرماہیں امام کے نیچے مسند تک نہیں ایک غلام جائے نماز لایا اور حضرت اس پر بیٹھ گئے حضرت کو دیکھتے ہی مجھ پر ایسا رعب طاری ہوا کہ میں اس چبوترے پر چڑھنے کے قابل نہ رہا اور دل میں سوچنے لگا کہ اس چبوترے پر چڑھنے کے لیے سیڑھی ہونی چاہیے ،امام نے اپنا ہاتھ دراز کیا تو میں نے آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور حضرت کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرا اور حضرت نے ہاتھ سے سہارا دیا تو میں چبوترے پہ چلا گیا اور امام کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وَ كَانَ الرَّيَّانُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ لِي إِنْ وَصَلْتَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قُلْتَ لَهُ مَوْلَاكَ الرَّيَّانُ بْنُ شَبِيبٍ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَسْأَلُكَ الدُّعَاءَ لَهُ وَ لِوَلَدِه فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَدَعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ لِوَلَدِه، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَدَعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ

لِوَلَدِه، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ ثَلَاثاً فَدَعَا لَهُ وَ لَمْ يَدْعُ لِوَلَدِه، فَوَدَّعْتُهُ وَ قُمْتُ، فَلَمَّا مَضَيْتُ نَحْوَ الْبَابِ سَمِعْتُ كَلَامَهُ وَ لَمْ أَفْهَمْ مَاقَالَ، وَ خَرَجَ الْخَادِمُ فِي أَثَرِي، فَقُلْتُ لَهُ مَا قَالَ سَيِّدِي لَمَّا قُمْتُ فَقَالَ لِي، قَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَرَى أَنْ يَهْدِيَ نَفْسَهُ هَذَا وُلِدَ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ فَلَمَّا أُخْرِجَ مِنْهَا صَارَ إِلَى مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ هَدَاهُ[۲۴۷].

ریان بن شبیب نے مجھ سے کہا تھا اگر تو امام ابو جعفرؑ کی بارگاہ میں شرف یاب ہو تو آپ کی خدمت میں کہہ دینا: آپ کا غلام ریان بن شبیب آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ سے اپنے لیے اور اپنے بیٹے کے لیے دعا کا سوال کرتا ہے، جب میں نے حضرت کو ریان بن صلت کا یہ پیغام پہنچایا تو آپ نے اس کے حق میں دعا مغفرت فرمائی لیکن اس کے بیٹے کے لیے دعا نہیں کی، پھر میں نے اس بات کو تین بار دہرایا لیکن امام نے اسی طرح کیا، پھر میں نے حضرت سے اجازت چاہی جب میں باہر نکل رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ امام اپنے غلام سے ریان کے بیٹے کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے جسے میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا، میرے ساتھ حضرت کا غلام بھی ساتھ آیا تو میں نے اس سے پوچھا: امام نے ریان کے بیٹے کے بارے میں کیا فرمایا؟ تو اس نے بتایا کہ امام نے فرمایا:

یہ کون ہے جو اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے وہ بلاد شرک میں پیدا ہوا اور جب وہاں سے نکالا گیا تو ان سے بدتر لوگوں میں چلا گیا، پس جب خدا کو منظور ہوا، اس کی ہدایت کرے گا۔

۱۱۳۳ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ حَمَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقَنْدِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ خَيْرَانُ: قَدْ

۲۴۷۔ رجال الکشی، ص ۶۰۹۔ ۶۱۰۔

وَجَّهْتُ إِلَیْکَ ثَمَانِیَةَ دَرَاهِمَ، کَانَتْ أُهْدِیَتْ إِلَیَّ مِنْ طَرَسُوسَ، دَرَاهِمُ مِنْهُمْ، وَ کَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّهَا عَلَی صَاحِبِهَا أَوْ أُحْدِثَ فِیهَا حَدَثاً دُونَ أَمْرِکَ، فَهَلْ تَأْمُرُنِی فِی قَبُولِ مِثْلِهَا أَمْ لَا لِأَعْرِفَهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَ أَنْتَهِی إِلَی أَمْرِکَ فَکَتَبَ وَ قَرَأْتُهُ: اقْبَلْ مِنْهُمْ إِذَا أُهْدِیَ إِلَیْکَ دَرَاهِمُ أَوْ غَیْرُهَا، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) لَمْ یَرُدَّ هَدِیَّةً عَلَی یَهُودِیٍّ وَ لَا نَصْرَانِیٍّ.

ابراہیم بن مہزیار کا بیان ہے کہ خیران خادم قراطیسی میری طرف امام کے نام پہنچانے کے لیے یہ خط لکھا: میں نے آپ کی خدمت میں آٹھ درہم بھیجے ہیں جو مجھے طرطوس سے ہدیہ کیے گئے تھے میں نے ناپسند کیا کہ ان کو واپس ان کے مالکین کی طرف لوٹا دوں یا ان میں کوئی مشکل پیش آئے تو کیا آپ مجھے ایسے درہم قبول کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں، میں آپ کے امر کو جاننا چاہتا ہوں اور اسی پر عمل کروں گا۔

تو امام نے لکھا اور راوی نے بھی اس نامہ کو پڑھا: جب ان کی طرف سے درہم وغیرہ تجھے ہدیہ کیے جائیں تو انہیں قبول کر لو کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کا ہدیہ بھی رد نہیں کیا۔

۱۱۳۴ حَمْدَوَیْهِ وَ إِبْرَاهِیمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی، قَالَ حَدَّثَنِی خَیْرَانُ الْخَادِمُ، قَالَ، وَجَّهْتُ إِلَی سَیِّدِی ثَمَانِیَةَ دَرَاهِمَ، وَ ذَکَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً، وَ قَالَ، قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ إِنَّهُ رُبَّمَا أَتَانِی الرَّجُلُ لَکَ قِبَلَهُ الْحَقُّ، أَوْ یَعْرِفُ مَوْضِعَ الْحَقِّ لَکَ فَیَسْأَلُنِی عَمَّا یَعْمَلُ بِهِ فَیَکُونُ مَذْهَبِی أَخْذُ مَا یَتَبَرَّعُ فِی سِرٍّ! قَالَ اعْمَلْ فِی ذَلِکَ بِرَأْیِکَ فَإِنَّ رَأْیَکَ رَأْیِی، وَ مَنْ أَطَاعَکَ فَقَدْ أَطَاعَنِی.قال أبو

عمرو: هذا يدل على أنه كان وكيله، و لخيران هذا مسائل يرويها عنه و عن أبى الحسن (ع).

خیران خادم کا بیان ہے کہ میں نے خدمت میں آٹھ درہم بھیجے اور سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا،اور میں نے عرض کی مولا میں آپ پر قربان ہو جاوں کبھی میرے پاس ایک شخص آیا ہے جو حق کو قبول کر چکا ہے اور آپ کے حق کی معرفت رکھتا ہے اور وہ مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہے جو اعمال کے متعلق ہیں تو میں اس سے اسے راز میں رکھنے کا عہد لیتا ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے؟)امام نے فرمایا: اس معاملے میں تو اپنی صوابدید پر عمل کر تیری رائے میری رائے ہے اور جو تیری اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا۔
کشی فرماتے ہیں یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ خیران امام کے وکیل تھے اور اس نے امام ابو الحسنؑ سے مسائل بھی نقل کیے۔

ابراہیم بن محمد ہمدانی[۲۴۸]

۱۱۳۵ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ، قَالَ، كَتَبْتُ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع) أَصِفُ لَهُ صُنْعَ السَّمِيعِ فِیَّ فَكَتَبَ بِخَطِّه: عَجَّلَ اللَّهُ نُصْرَتَکَ مِمَّنْ ظَلَمَکَ وَ كَفَاکَ مَؤُنَتَهُ، وَ أَبْشِرْ بِنَصْرِ اللَّهِ عَاجِلًا وَ بِالْأَجْرِ آجِلًا وَ أَكْثِرْ مِنْ حَمْدِ اللَّه.

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں اپنے مد مقابل (سمیع) کا رویہ بیان کیا تو امام نے جواب میں تحریر فرمایا: خدا بہت جلد تجھے مدد فرمائے گا اور جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس کو سر نگون کر دے گا اور تیرے اخراجات کو پورا فرمائے گا اور تجھے اس دنیا میں نصرت خدا کی بشارت ہو اور آخرت میں خدا کے اجر و ثواب کی خوشخبری ہو اور خدا کی زیادہ سے زیادہ حمد و ثناء کیا کر۔

۱۱۳۶ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّد، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِیِّ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ، قَالَ وَ كَتَبَ إِلَیَّ. قَدْ وَصَلَ

[۲۴۸]۔ رجال البرقی ۵۴ و ۵۶ و ۵۸ ، رجال النجاشی۲ص۲۳۶ ن ۱۲۹ (ذیل ترجمۃ حفیدہ محمد بن علی بن إبراہیم) ، رجال الطوسی ۳۶۸ ن ۱۶ و ۳۹۷ ن ۲ و۴۰۹ ن ۸، رجال ابن داود ۱۸ ن ۳۵، التحریر الطاووسی ۳۱ ن ۷، رجال العلامۃ الحلی ۶ ن ۲۳، نقد الرجال ۱۳ ن ۱۰۶، مجمع الرجال اص۷۰، جامع الرواۃ اص۳۳، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۱۲۲ ن ۴۱، الوجیزۃ ۱۴۳، ہدایۃ المحدثین ۱۶۸، مستدرک الوسائل ۳ص۵۵۰، بہجۃ الآمال اص۵۷۶، تنقیح المقال اص۲۳ ن ۲۰۰، إعیان الشیعۃ ۲ص۲۲۴، العندبیل اص۱۱، الجامع فی الرجال اص۶۸، معجم رجال الحدیث اص۲۹۲ ن ۲۹۴ و ۳۶۳ ن ۳۶۹، قاموس الرجال اص۱۹۹.

الْحِسَابُ تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنْکَ وَ رَضِیَ عَنْهُمْ وَ جَعَلَهُمْ مَعَنَا فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ! وَ قَدْ بَعَثْتُ إِلَیْکَ مِنَ الدَّنَانِیرِ بِکَذَا وَ مِنَ الْکِسْوَةِ کَذَا، فَبَارَکَ لَکَ فِیهِ وَ فِی جَمِیعِ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَیْکَ، وَ قَدْ کَتَبْتُ إِلَی النَّضْرِ أَمَرْتُهُ أَنْ یَنْتَهِیَ عَنْکَ وَ عَنِ التَّعَرُّضِ لَکَ وَ بِخِلَافِکَ وَ أَعْلَمْتُهُ مَوْضِعَکَ عِنْدِی، وَ کَتَبْتُ إِلَی أَیُّوبَ أَمَرْتُهُ بِذَلِکَ أَیْضاً، وَ کَتَبْتُ إِلَی مَوَالِیَّ بِهَمْدَانَ کِتَاباً أَمَرْتُهُمْ بِطَاعَتِکَ وَ الْمَصِیرِ إِلَی أَمْرِکَ وَ أَنْ لَا وَکِیلَ لِی سِوَاکَ[۲۴۹].

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ امامؑ نے مجھے ایک نامہ تحریر فرمایا: تمام حساب و کتاب میرے پاس پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالی تم سے قبول فرمائے اور ان سے راضی ہو انہیں دنیا اور آخرت میں انہیں ہمارے ساتھ قرار دے، میں نے تیری طرف ان دیناروں میں سے اتنے اور ان پیراہنوں میں سے اتنے بھیج دیئے ہیں پس تیرے لیے ان میں اور باقی خدا کی نعمات میں برکت ہو اور میں نے نضر کو خط لکھ کر حکم دے دیا ہے کہ وہ تجھ سے باز آجائے اور تجھ سے متعرض نہ ہو اور تیری مخالفت نہ کرے اور میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ تیری جو مجھ سے نسبت ہے اس کا خیال رکھے اور میں نے ایوب کو بھی لکھ دیا ہے اور اسے بھی یہی حکم دیا ہے اور میں نے ہمدان کے موالیون کی طرف بھی ایک خط لکھا جس میں ان کو تیری اطاعت کا حکم دیا ہے اور بتادیا ہے کہ تیرے سوا وہاں میرا کوئی وکیل نہیں ہے۔

---

[۲۴۹] رجال الکشی، ص ۶۱۲

عمرو بن سعید مدائنی[۲۵۰]

۱۱۳۷ قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ فَطَحِيٌّ.

نصر بن صباح نے کہا: عمرو بن سعید فطحی مذہب ہے۔

یعقوب بن یزید کاتب انباری معروف (قمی)

۱۱۳۸ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ، كَانَ كَاتِباً لِأَبِي دُلَفَ الْقَاسِمِ.

ابن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے حسن بن علی بن حسن بن فضال سے یعقوب بن یزید کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے کہا: وہ ابو دلف قاسم کا کاتب تھا۔

ابو خالد سجستانی

۱۱۳۹ حَمْدَوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ، قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ السِّجِسْتَانِيُّ، أَنَّهُ لَمَّا مَضَى أَبُو الْحَسَنِ (ع) وَقَفَ عَلَيْهِ ثُمَّ نَظَرَ فِي نُجُومِهِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَطَعَ عَلَى مَوْتِهِ وَ خَالَفَ أَصْحَابَهُ.

---

[۲۵۰]۔ رجال الکشی ۶۱۲ ن ۱۱۳۷، مشیخۃ من لا یحضرہ الفقیہ ۴ص۱۲۰، رجال النجاشی ۲ص۱۳۳ ن ۷۶۵، فہرست الطوسی ۱۳۶ ن ۴۸۸، رجال ابن داود ۴۸۹ ن ۳۵۷، رجال العلامۃ الحلی ۱۲۰، نقد الرجال ۲۵۱ ن ۴۷، مجمع الرجال ۴ص۲۸۶، جامع الرواۃ ۱ص۶۲۱، وسائل الشیعۃ ۲۰ص۲۸۰ ن ۸۵۱، ہدایۃ المحدثین ۲۲۰، بہجۃ الآمال ۵ص۵۹۴، تنقیح المقال ۲ص۳۳۱ ن ۸۷۰۵، الذریعۃ ۶ص۳۵۳ ن ۲۱۲۱، معجم رجال الحدیث ۱۳ص۱۰۴ ن ۸۹۱۵، قاموس الرجال ۷ص۱۴۹.

ابو خالد سجستانی کا بیان ہے کہ جب امام کاظمؑ کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے نجوم میں غور کیا تو گمان کیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں تو آپ کی وفات کا یقین کر لیا اور اپنے ساتھیوں کی مخالفت کی (جو امام کی زندگی کے قائل تھے)۔

ابو محمد انصاری صحابی امام رضاؑ

١١۴٠ قَالَ أَبُو عَمْرٍو قَالَ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَبُو مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ الَّذِي يَرْوِي عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْعُبَيْدِيُّ، وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، مَجْهُولٌ لَا يُعْرَفُ.

نصر بن صباح نے کہا: ابو محمد انصاری جس سے محمد بن عیسی عبیدی اور عبداللہ بن ابراہیم روایت کرتے ہیں، مجہول الحال اور غیر معروف ہے۔

داود بن نعمان[۲۵۱]

۱۱۴۱ قَالَ حَمْدَوَيْه، عَنْ أَشْيَاخِه قَالُوا دَاوُدُ بْنُ النُّعْمَانِ خَيِّرٌ فَاضِلٌ وَ هُوَ عَمُّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، وَ أَوْصَى بِكُتُبِه لِمُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ[۲۵۲].

حمدویہ نے اپنے مشائخ سے نقل کیا کہ داود بن نعمان نیکوکار اور فاضل شخص ہے اور وہ حسن بن علی بن نعمان کا چچا ہے اور اس کی اپنی کتابوں کی محمد بن اسماعیل بن بزیع کے لیے وصیت کی تھی۔

حسین بن ابو الخطاب

۱۱۴۲ ذُكِرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ ذَكَرَ أَنَّهُ يَحْفَظُ مَوْلِدَ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِی الْخَطَّابِ وَ أَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ

---

[۲۵۱]۔ رجال الکشی ۶۱۲ ن ۱۱۴۱، رجال النجاشی ۱ص۳۶۶ ن ۴۱۷، رجال الطوسی ۱۹۱ ن ۲۳ و ص۳۷۵ ن ۳، التحریر الطاووسی ۹۷ ن ۱۴۴، رجال ابن داود ق۱ص۱۴۷ ن ۵۸۸، رجال العلامة الحلی ق۱ص۶۹ ن ۶، نقد الرجال ۱۳۰ ن ۴۴، مجمع الرجال ۲ص۲۹۳، جامع الرواة ۱ص۳۰۹، وسائل الشیعة ۲۰ص۱۹۱ ن ۴۶۵، الوجیزة ۱۵۲، ہدایة المحدثین ۶۰، بہجة الآمال ۴ص۹۰، تنقیح المقال ۱ص۴۱۶ ن ۳۸۷۱ و ۳۸۷۰، اِعیان الشیعة ۶ص۳۸۵، الذریعة ۶ص۳۳۰ ن ۱۸۸۷، العندبیل ۱ص۲۶۵، الجامع فی الرجال ۱ص۷۵۲، معجم رجال الحدیث ۷ص۱۳۲ ن ۴۴۳۰، قاموس الرجال ۴ص۶۸.

[۲۵۲]۔ رجال الکشی، ص ۶۱۳۔

وَ مائَة وَ أَهْلُ قُمَّ يَذْكُرُونَ الْحُسَيْنَ بْنَ أَبِى الْخَطَّابِ وَ سَائِرُ النَّاسِ يَذْكُرُونَ الْحُسَيْنَ بْنَ الْخَطَّاب.

محمد بن یحییٰ عطار سے نقل ہوا کہ محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے اپنے باپ حسین بن ابی الخطاب کی پیدائش ۱۴۰ھ بیان کی اور اہل قم اسے حسین بن ابی الخطاب کہتے ہیں لیکن دیگر لوگ اسے حسین بن خطاب کہتے ہیں۔

حسن بن قاسم صحابی امام رضاؑ

۱۱۴۳ حَمْدَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنِى الْحَسَنُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ، حَضَرَ بَعْضَ وُلْدِ جَعْفَرٍ (ع) الْمَوْتُ فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ الرِّضَا (ع) قَالَ، فَغَمَّنِى ذَلِكَ لِإِبْطَائِه عَنْ عَمِّه، قَالَ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ قَامَ، قَالَ الْحَسَنُ فَقُمْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ عَمُّكَ فِى الْحَالِ الَّتِى هُوَ فِيهَا تَقُومُ وَ تَدَعُهُ! فَقَالَ: عَمِّى يَدْفِنُ فُلَاناً يَعْنِى الَّذِى هُوَ عِنْدَهُمْ، قَالَ، فَوَ اللَّه مَا لَبِثْنَا أَنْ تَمَايَلَ الْمَرِيضُ وَ دَفَنَ أَخَاهُ الَّذِى كَانَ عِنْدَهُمْ صَحِيحاً. قَالَ الْحَسَنُ الْخَشَّابُ: فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ الْقَاسِمِ يَعْرِفُ الْحَقَّ بَعْدَ ذَلِكَ وَ يَقُولُ بِه.

حسن بن قاسم کا بیان ہے کہ امام جعفرؑ کے بعض بیٹوں کو موت آنے لگی تو امام رضاؑ نے اس کے لیے جلدی نہیں تو اس سے مجھے دکھ ہوا کہ آپ نے اپنے چچا پر پہنچنے میں دیر کی ہے پھر امام تشریف لائے اور چند لمحوں بعد کھڑے ہو کر چل دیئے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا تو میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاوں، آپ کے چچا اس حالت میں ہیں اور آپ اسے چھوڑ کر جارہے ہیں ؟فرمایا میرا چچا فلاں شخص دفن کرے گا، تو راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! بہت کم وقت گزرا تھا کہ وہ شخص مریض ہوا اور اس چچا نے آپ کے اس بھائی کو دفن کیا جو

اس وقت صحیح شمار ہوتا تھا، حسن خشاب نے کہا: حسن بن قاسم اس کے بعد حق کی معرفت کو پا گیا اور اس کا قائل ہو گیا۔

واصل اور ابو فضل خراسانی

۱۱۴۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو عَلِیٍّ الْمَحْمُودِیُّ، قَالَ حَدَّثَنِی وَاصِلٌ، قَالَ، طَلَیْتُ أَبَا الْحَسَنِ (ع) بِالنُّورَة، فَسَدَدْتُ مَخْرَجَ الْمَاءِ مِنَ الْحَمَّامِ إِلَی الْبِئْرِ، ثُمَّ جَمَعْتُ ذَلِکَ الْمَاءَ وَ تِلْکَ النُّورَةَ وَ ذَلِکَ الشَّعْرَ فَشَرِبْتُهُ کُلَّهُ.

واصل کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو الحسنؑ کو نورہ لگایا تو میں نے حمام کے پان کا کنویں کی طرف سے منہ بند کر دیا تو میں نے وہ پانی، نورہ اور بال جمع کیے اور ان سب کو پی گیا۔

۱۱۴۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُود، قَالَ حَدَّثَنِی حَمْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حُكَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو الْفَضْلِ الْخُرَاسَانِیُّ، وَ كَانَ لَهُ انْقِطَاعٌ إِلَی أَبِی الْحَسَنِ الثَّانِی (ع) وَ كَانَ يُخَالِطُ الْقُرَّاءَ ثُمَّ انْقَطَعَ إِلَی أَبِی جَعْفَرٍ (ع)[۲۵۳].

ابو الفضل خراسانی جو امام ابو الحسن ثانیؑ (امام جواد) کے خواص میں سے تھے اور قاریوں کے ساتھ میل جول رکھتے، ان کے بعد امام ابو جعفرؑ کے خواص میں داخل ہو گئے۔

[۲۵۳] رجال الکشی، ص ۶۱۴

مقاتل بن مقاتل[۲۵۴]

۱۱۴۶ نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِیُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ یَحْیَی، عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ یَزِیدَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَی الرِّضَا (ع) وَ أَنَا شَاکٌّ فِی إِمَامَتِهِ، وَ کَانَ زَمِیلِی فِی طَرِیقِی رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ مُقَاتِلُ بْنُ مُقَاتِلٍ وَ کَانَ قَدْ مَضَی عَلَی إِمَامَتِهِ بِالْکُوفَةِ فَقُلْتُ لَهُ عَجَّلْتَ فَقَالَ عِنْدِی فِی ذَلِکَ بُرْهَانٌ وَ عِلْمٌ، قَالَ الْحُسَیْنُ، فَقُلْتُ لِلرِّضَا (ع) قَدْ مَضَی أَبُوکَ فَقَالَ إِی وَ اللَّهِ، وَ إِنِّی لَفِی الدَّرَجَةِ الَّتِی فِیهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ أَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَیْهِ، وَ مَنْ کَانَ أَسْعَدَ بِبَقَاءِ أَبِی مِنِّی! ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالَی یَقُولُ: السّابِقُونَ السّابِقُونَ أُولئِکَ الْمُقَرَّبُونَ(واقعہ۹-۱۰)، الْعَارِفُ لِلْإِمَامَةِ حِینَ یَظْهَرُ الْإِمَامُ، ثُمَّ قَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُکَ فَقُلْتُ مَنْ قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ مُقَاتِلٍ الْمَسْنُونُ الْوَجْهِ‌الطَّوِیلُ اللِّحْیَةِ الْأَقْنَی الْأَنْفِ، وَ قَالَ: أَمَا إِنِّی

---

[۲۵۴]۔ رجال نجاشی: ۴۲۴ن۱۱۳۹ فرمایا: مقاتل بن مقاتل بلخی راوی امام رضاؑ..". رجال شیخ طوسی: ۳۹۰ن۴۰ اِصحاب الرضا ؑفرمایا: " مقاتل بن مقاتل بن قیاما ،واقفی خبیث، اِظن اسمہ خشیش "پھر اسی باب کے ۳۹۱ن۵۹ میں فرمایا: مقاتل بن مقاتل. رجال برقی: ۵۲،اِصحاب الکاظمؑ فرمایا؛ " مقاتل ابن مقاتل "، رجال بن داود،قسم ثانی: ۲۸۰ن۵۱۴ " مقاتل ابن مقاتل ابن قیاما'' عنوان دیا اور رجال علامہ میں ۲۶۰ن۲ " مقاتل بن قیاما "کے عنوان سے ذکر کیا اور واقفی خبیث قرارد یا۔

مَا رَأَيْتُهُ وَ لَا دَخَلَ عَلَيَّ وَ لَكِنَّهُ آمَنَ وَ صَدَّقَ فَاسْتَوْصِ بِهِ قَالَ، فَانْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِهِ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا مُقَاتِلٌ رَاقِدٌ، فَحَرَّكْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لَكَ بِشَارَةٌ عِنْدِي لَا أُخْبِرُكَ بِهَا حَتَّى تَحْمَدَ اللَّهَ مِائَةَ مَرَّةٍ فَفَعَلَ، ثُمَّ أَخْبَرْتُهُ بِمَا كَانَ[255].

حسین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں امام علی رضاؑ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میں آپؑ کی امامت میں شک کرتا تھا اور اس سفر میں میرا ساتھی ایک شخص تھا جسے مقاتل بن مقاتل کہتے تھے اور وہ کوفہ میں آپ کی امامت کا قائل ہو گیا تھا، میں نے اس سے کہا: تو نے جلد بازی کی ہے۔

اس نے جواب دیا: اس کے متعلق برہان و دلیل اور یقینی علم موجود ہے۔

حسین کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے عرض کی: کیا آپ کے والد فوت ہو چکے ہیں؟

فرمایا: خدا کی قسم ہاں، میرے والد گرامی اس مقام پہ پہنچ گئے ہیں جہاں رسول اکرم ﷺ اور امیر المومنینؑ اور وہ افراد ہیں جو میرے لیے میرے والد گرامیؑ کے زندہ رہنے سے بھی زیادہ عزیز تھے۔

پھر فرمایا: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: سبقت لے جانے والے تو آگے بڑھ جانے والے ہیں اور یہی مقرب خدا ہیں، اس سے مراد وہ شخص جو سب سے پہلے امام کی معرفت حاصل کرے جب امام ظہور فرمائیں۔

پھر فرمایا: تیرے ساتھی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی، کونسا ساتھی؟ فرمایا: مقاتل بن مقاتل جس کا چہرہ مخروطی اور گول اور ریش لمبی اور ناک ٹیڑھی ہے، اور فرمایا: نہ میں نے اس سے ملاقات کی ہے اور نہ وہ میرے پاس آیا ہے لیکن وہ ایمان لایا ہے اور تصدیق کی ہے تو اسے نصیحت کی گئی ہے، راوی کہتا ہے، میں امام کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنی مقام اقامت پہ گیا

[255] رجال الکشی، ص ۶۱۵۔

تو اچانک وہاں مقاتل کو سویا ہوا پایا تو میں نے اسے حرکت دی اور اس سے کہا: تیرے لیے میرے پاس ایک بشارت ہے جب تک ۱۰۰دفعہ خدا کی حمد نہ بجالاو میں نہیں بتاوں گا، تو اس نے حمد کی تسبیح کی تو میں نے اسے وہ واقعہ بیان کیا۔

حمزہ بن بزیع[256]

[256]۔رجال کشی ،۶۱۵،ن ۱۱۴۷، منتہی المقال ،۳ص۱۲۹،ن ۱۰۱۰، تنقیح المقال،ج ۲۴،ص ۱۹۰-۱۹۹ان ۱۳۵۱، معجم رجال الحدیث، ج ۷ ص ۲۷۷ ن ۴۰۳۵ ، شیخ طوسی نے رجال مین اصحاب الرضاؑ، ن ۳۶ میں ذکر فرمایا، شیخ نے کتاب الغیبہ،ط نجف ۴۲،ط محققہ، ۶۳،ح ۶۵، ایک گروہ کے واقفی ہونے کے سبب کو یوں بیان کیا: بیان السبب الباعث لقوم علی القول بالوقف : " فروی الثقات إن اول من اظہر ہذا الاعتقاد علی بن إبی حمزۃ البطائنی ، وزیادابن مروان القندی ، وعثمان بن عیسی الرواسی ، طمعوافی الدنیا ومالوإلی حطامہا واستمالوا قومافبذلوالہم شیئامما اختانوہ من الاموال نحو حمزۃ بن بزیع ، وابن مکاری ، وکرام الخثعمی وإمثالہم " (إنتہی) یعنی ثقہ راویوں نے نقل کیا کہ سب سے پہلے اس اعتقاد کو بطائنی، قندی اور رواسی نے دنیااور اس کے مال و دولت کے طمع میں اظہار کیاتو انہوں نے لوگوں کو خریدنے کے لیے لوٹے ہوئے اموال سے حمزہ بن بزیع اور ابن مکاری اور کرام خثعمی وغیرہ کو خریدا۔

پھر اس مطلب کے اثبات کے لیے کئی روایات نقل کیں: ان میں سے ایک یہ ہے: ماروا‌ہ عن إحمد بن محمد بن یحییٰ ، عن إبیہ ، عن محمد بن الحسین ابن إبی الخطاب ، عن صفوان بن یحییٰ ، عن إبراہیم بن یحییٰ بن إبی البلاد ، قال : قال الرضا علیہ السلام : ما فعل الشقی حمزۃ بن بزیع ؟ قلّت : ہو ذا ہو قد قدم ، فقال علیہ السلام :یزعم إن إبی حی ؟ ! ہم الیوم شکاک ولا یموتون غداإلا علی الزندقۃ. . حدیث ۷۲.

ابراہیم بن یحییٰ نے امام رضاؑ سے روایت کی،فرمایا: شقی حمزہ بن بزیع کا کیا بنا؟

میں نے عرض کی وہ آیا ہوا ہے ؟

آپ نے فرمایا: وہ گمان کرتا ہے کہ میرا باپ زندہ ہے وہ آج شک کی حالت میں ہیں اور کل وہ زندیق ہو کر مریں گے۔

پس شیخ طوسی کی شہادت سے ثابت ہوا کہ وہ واقفی ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوئی اگرچہ اس کی سند میں إحمد بن محمد بن یحییٰ ہے جس کی توثیق نہیں ہوئی اور پھر شیخ طوسی نے اس کی طرف اپنی سند بھی ذکر نہیں کی لیکن اس سے فقط تائید مقصود ہے لیکن علامہ حلی نے اسے اپنے رجال میں قسم اول،ن ۵ باب ۳ از فصل حاء میں ذکر کیا کہ یہ اس گروہ کے صالحین و نیکوکاروں اور ثقہ و معتمد علماء میں سے تھا،اور کشی کی یہی روایت ذکر کی جس میں امام رضاؑ نے اس پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا: یہ سند میرے نزدیک ثابت نہیں ہے: إنہ من صالحی ہذہ الطائفۃ وثقاتہم کثیر العلم . . . ،ہذا الطریق لم تثبت صحتہ عندی.

١١۴٧ رَوَى أَصْحَابُنَا عَنِ الْفَضْلِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْغَفَّارِ الْمَكْفُوف، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ صَالِحٍ الْخَثْعَمِيِّ، قَالَ، ذُكِرَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) حَمْزَةُ بْنُ بَزِيعٍ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِمُوسَى وَ يَقِفُ عَلَيْهِ! فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَنْ جَحَدَ حَقِّي كَمَنْ جَحَدَ حَقَّ آبَائِي.

حسن بن حسین بن صالح خثعمی کا بیان ہے کہ امام رضاؑ کے پاس حمزہ بن بزیع کا ذکر ہوا تو آپ نے اس کے لیے دعائے رحمت کی ،تو کہا گیا: وہ تو امام موسیٰؑ کی امامت پر توقف کا قائل تھا اور آپ کی امامت کا قائل نہ تھا؟ تو آپ نے اس کے لیے دعائے رحمت کی پھر فرمایا: جس نے میرے حق کا انکار کیا گویا اس نے میرے آباء کے حق کا انکار کیا۔

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ فضل بن کثیر مہمل ہے اور حسن بن حسین بن صالح مجہول ہے تو اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور خود علامہ حلی کی توثیق کا مصدر نجاشی کی عبارت ہے جیسا کہ تفریشی، میرزا استرآبادی اور صاحب معالم نے اپنی کتاب المنتقی میں ذکر کیا: نجاشی نے فرمایا: محمد بن إسماعیل بن بزیع ،إبو جعفر مولی المنصور إبی جعفر ،وولد بزيع بيت منهم حمزة بن بزيع ، كان من صالحى هذه الطائفة وثقاتهم كثير العلم ، له كتب...،یعنی محمد بن إسماعیل بن بزیع، إبو جعفر مولی المنصور إبی جعفر اور بزیع کی اولاد میں سے حمزہ بن بزیع بھی تھا اور وہ اس گروہ کے صالحین و نیکوکاروں اور ثقہ و معتمد علماء میں سے تھا۔

علامہ حلی نے اس عبارت سے سمجھا کہ وہ سے مراد حمزہ ہے حالانکہ اس سے مراد محمد بن اسماعیل ہے کیونکہ بعد میں اسی کی کتابوں کا ذکر ہے اور درمیان میں (جملہ : منهم حمزة ابن بزیع) جملہ معترضہ ہے اس طرح نجاشی کے کلام میں بہت زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ ترجمۃ حسن بن علوان میں بھی ہے ،خلاصہ یہ کہ یہ شخص واقفی ہے اور اسکی وثاقت ثابت نہیں ہے ، یہ شخص ١١ روایات میں آیا ہے اس نے امام باقر، امام صادق، اور امام کاظم اور عبداللہ بن سنان ، علی بن سوید ، علی سائی سے روایت کی اور اس سے ان تمام موارد میں اس کے بھتیجے محمد بن اسماعیل بن بزیع نے روایت کی۔

ابو صلت عبدالسلام بن صالح ہروی[257]

[257]۔ ابن الجنید، ص ۳۲، ۲۵، ابن محرز، ن ۲۴۱، إحوال الرجال جوزجانی، ن ۳۷۹، المعرفۃ والتاریخ، ج ۳ ص ۷۷، ضعفاء عقیلی، ورقہ ۱۲۹، الجرح والتعدیل: ۶ ن ۲۵۷، المجروحین ابن حبان: ۲ ص ۱۵۱، الکامل ابن عدی: ۲ ورقہ ۳۱۵، سنن دار قطنی: ۱ ص ۱۱۰، الضعفاء ابی نعیم اصفہانی، ن ۱۴۰، تاریخ بغداد: ۱۱ ص ۴۶-۵۱، السابق واللاحق، ص ۸۵، ضعفاء ابن جوزی: ورقہ ۹۷، سیر إعلام النبلاء، ذہبی ۱۱ ص ۴۴۶، الکاشف: ۲ ن ۳۴۱۳، دیوان الضعفاء، ن ۲۵۲۷، المغنی: ۲ ن ۳۶۹۴، میزان الاعتدال: ۲ ن ۵۰۵۱، تذہیب التہذیب ۲ ورقہ ۲۳۷، تاریخ الاسلام ذہبی، ورقہ ۵۱، رجال ابن ماجہ، ورقہ ۱۵، ۵۱، نہایۃ السول، ورقہ ۲۱۴، الکشف الحثیث: ن ۴۴۰، تہذیب التہذیب: ۶ ص ۳۱۹-۳۲۲، التقریب: ۱ ص ۵۰۶، خلاصۃ خزرجی: ۲ ن ۴۳۲۱. تہذیب الکمال مزی، تحقیق دکتر بشار عواد، ۱۸ ص ۷۳ ن ۳۴۲۱، سنن ابن ماجۃ: ۱ ص ۲۵ (روی ابن ماجۃ عنہ، عن علی بن موسی الرضاؑ عن ابیہ، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن علی بن الحسین، عن ابیہ، عن علی بن إبی طالب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " الإیمان: معرفۃ بالقلب، وقول باللسان، وعمل بالأرکان؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔ ذہبی نے اسے شیخ، عالم، عابد.. با فضل وجلالت قرار دیا، عمر بن حسن بن علی بن مالک، نے باپ سے نقل کیا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے إبی صلت ہروی، کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: ثقۃ، صدوق، اور ابن حجر نے صدوق، اور حاکم نیشاپوری نے کہا: اسے امام اہل حدیث یحییٰ بن معین نے ثقہ و معتمد قرار دیا، اور مزی نے کہا: وہ إدیب، فقیہ، اور عالم تھا۔

ابن عدی نے ان کی یہ حدیث درج کی: عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمۃ: " إما ترضین ان اللہ اطلع إلی إہل الأرض فاختار منہم رجلین، فجعل إحدہما إباک والآخر بعلک؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: خدا نے اہل زمیں میں دیکھا تو ان میں سے دو مردوں کو منتخب فرمایا: ایک تو تیرا باپ اور دوسرے کو تیرا شوہر قرار دیا۔

ذہبی نے باوجود اسے ثقہ قرار دینے کے دوسری جگہ دشمنی اہل بیتؑ میں کہا: اسے ایک ہلاک ہونے والے نے بھی نقل کیا، میزان اعتدال ن ۶۵، اور اسی کتاب میں ن ۸۹۱۰ میں لیلیٰ غفاریہ سے نقل کیا کہ میں غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا تھا زخمیوں کی مرہم کرتا تھا جب امام علیؑ جمل کے لیے چلے تو میں بھی ساتھ چلا، آگے حضرت عائشہ کو دیکھ مجھے شک ہوا میں عائشہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: علی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا تھا؟ کہنے لگیں: ہاں ایک بار علی، نبیؐ کے پاس آئے تو میرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان میں بیٹھ گئے میں نے کہا: آپ کو کوئی دوسری جگہ نظر نہیں آئی

١١٤٨ حَدَّثَنِی أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السِّنْسِنِیُّ، رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِنَ الْعَامَّةِ قَالَ حَدَّثَنِی الْعَبَّاسُ الدُّورِیُّ، قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ نُعَيْمٍ، يَقُولُ أَبُو الصَّلْتِ نَقِیُّ الْحَدِيثِ وَ رَأَيْنَاهُ يَسْمَعُ وَ لَكِنْ كَانَ شَدِيدَ التَّشَيُّعِ وَ لَمْ يُرَ مِنْهُ الْكَذِبُ.

یحییٰ بن نعیم نے کہا: ابو صلت کی حدیث اچھی ہے ہم نے اس کو احادیث سنتے ہوئے دیکھا لیکن وہ شدت سے شیعہ تھا لیکن اس سے جھوٹ نہیں دیکھا۔

١١٤٩ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنِی أَبُو الْقَاسِمِ طَاهِرُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ أَحْمَدَ، ذَكَرَ أَنَّ مَوْلِدَهُ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ سَمِعْتُ بَرَكَةَ بْنَ الْحَسَنِ الْأَسْفَرَايِنِیَّ، يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ سَعِيدٍ الرَّازِیَّ، يَقُولُ إِنَّ أَبَا الصَّلْتِ الْهَرَوِیَّ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ عَلَى الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ آلَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ كَانَ دِينَهُ وَ مَذْهَبَهُ.

جو یہاں بیٹھ گئے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **يا عائشة، دعی أخی، فإنه أول الناس إسلاما، وآخر الناس بی عهدا عند الموت، وأول الناس [لی لقيا] يوم القيامة.** عائشہ! جانے دے، یہ سب سے پہلے اسلام لانے والا، اور موت کے وقت سب سے آخر میں میرے ساتھ رہنے والا اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ملنے والا ہے۔ پھر ذہبی کہتا ہے: یہ ابو صلت متہم ہے، اسی طرح عقیلی اور دار قطنی نے اس کے عقیدہ آل محمدؑ کی محبت سے جل کر اسے "خبیث رافضی" تک کہنے سے باک نہیں کی، اور ان سب کا حساب خدا کے پاس ہے، اندازہ کریں انہیں فضائل اہل بیت دیکھ کر کتنا جلن ہوتی ہے!۔

شیعہ مصادر: رجال نجاشی ٢٤٥ن ٦٤٣ (فرمایا: ثقة، صحيح الحديث، له كتاب وفاة الرضا)، رجال شیخ طوسی: ٣٨٠ن ١٤، اصحاب الرضاؑ، (عامی قرار دیا) رجال علامہ حلی ١١٧ن ٢، رجال ابن داود، ١٢٩ن ٩٥٧، التحرير الطاووسی، شیخ حسن، ص٤٤٦ن ٣٢٥، فائق المقال فی الحديث والرجال، ن٥٤٥، نقد الرجال تفرشی، ٣ص٨٤ن ٢٩١٢، رجال علی خاقانی، ص١١٧، رجال الشيعة فی اسانيد السنة، محمد جعفر طبسی، ط: قم، مؤسسة المعارف الاسلامية، ١٤٢٠ق، ص٢٤٨ن ١٧۔

احمد بن سعید رازی کا بیان ہے کہ ابو صلت ہروی ثقہ اور معتمد شخص ہے اور حدیث کے معاملے میں قابل اعتماد ہے لیکن وہ رسول اکرم ﷺ کی آلؑ سے بے حد محبت کرتا تھا اور یہی اس کا دین و مذہب تھا۔

[تتمہ بحث]

تبصرہ: ابو صلت ہروی کی جلیل القدر خدمات کے پیش نظر یہاں اس کے بارے میں دیگر کتب حدیث و رجال سے کچھ احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

رسول اکرمؐ کی زیارت کی حقیقت

عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی بن موسی رضاؑ سے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! اس حدیث کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس حدیث کو لوگ بیان کرتے ہیں کہ مومنین بہشت میں اپنے گھروں سے خدا تعالی کو دیکھ رہے ہونگے۔

آپ نے فرمایا: اے ابو صلت! خدا تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اپنے تمام پیغمبروں، فرشتوں اور مخلوق پر فضیلت دی ہے اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور ان کی پیروی کو اپنی پیروی قرار دیا ہے اور دنیا میں ان کی زیارت کرنے کو آخرت میں اپنی زیارت کرنا قرار دیا ہے جو شخص نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا گویا اس نے خدا کی اطاعت کی اور خدا نے فرمایا: اے میرے رسول ﷺ! جو شخص تیری بیعت کرے گا اس نے گویا میری بیعت کی اور خدا کا ہاتھ گویا مخلوق کے ہاتھ کے اوپر ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے خدا کی زیارت کی اور نبی ﷺ کا درجہ بہشت میں بلند ترین درجہ ہے اور اگر کسی شخص نے بہشت میں اپنے درجے میں نبی اکرم ﷺ کی ان کے بلند رجات میں زیارت کی تو اس نے خدا تعالی کی زیارت کی۔

ابو صلت کہتا ہے پھر میں نے عرض کی اس کا مطلب کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ لاالہ الا اللہ کہنے کا ثواب یہ ہے کہ گویا اس نے خدا تعالی کی زیارت کرلی۔

آپ نے فرمایا: اے ابو صلت! اگر کوئی شخص خدا تعالی کا وصف ایسا بیان کرے کہ اس کا چہرہ اپنے جیسا یا لوگوں جیسا قرار دے تو وہ شخص کافر ہے لیکن انبیاء، رسول اور اس کی حجتیں رسول کے چہرے کی مانند ہیں کیونکہ مخلوق خدا ان ہستیوں کے ذریعے سے خدا تعالی اور اس کے دین کی معرفت حاصل کرتی ہے چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: ہر وہ شخص جو روئے زمین پر ہے وہ فناء ہو جائے گا لیکن خدا کا چہرہ باقی رہے گا۔

اور یہ بھی فرمایا: سوائے خدا کے چہرے کے ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

پس قیامت کے دن خدا تعالی کے انبیاء، رسول اور ان کے وصیوں کی ان کے بلند درجات میں زیارت کرنا مومنین کے لیے عظیم ثواب ہے اور نبی اکرمؐ نے فرمایا: جو شخص میری اہل بیت اور عترت سے دشمنی کرے گا وہ قیامت کے دن میری زیارت نہ کرسکے گا اور نہ میں اس پر نظر کروں گا اور فرمایا: تم میں سے کچھ وہ ہیں جو مجھ سے جدائی اختیار کریں گے اور یہ وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن میری زیارت نہ کرسکیں گے۔

امام نے مزید فرمایا: خدا تعالی کو کسی مکان یا شیء سے نسبت نہیں دی جاسکتی اسے آنکھوں اور وہم و خیال سے درک بھی نہیں کیا جاسکتا۔

جنت و جہنم کی خلقت

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! مجھے جنت اور جہنم کے بارے میں بیان فرمائیں کیا وہ ابھی خلق ہو چکی ہیں؟

فرمایا: ہاں وہ خلق ہو چکی ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شب معراج تشریف لے گئے تو وہ بہشت میں بھی داخل ہوئے اور جہنم کو بھی دیکھا۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: ایک گروہ کا خیال ہے کہ بہشت اور دوزخ ابھی خلق نہیں ہوئیں۔

امام نے فرمایا: یہ لوگ نہ ہم میں سے ہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں اور جو شخص جنت اور جہنم کے خلق ہونے کا انکار کرے اس نے نبی اکرم ﷺ کو جھٹلایا اور ہماری تکذیب کی اور اس کا ہماری ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا، خدا تعالی فرماتا ہے: یہ وہی جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلاتے تھے۔*وہ جہنم اور کھولتے ہوئے انتہائی گرم پانی کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جب مجھے معراج کے لیے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل ہوا اور بہشت کی کھجوریں مجھے کھانے کے لیے دیں جو میں نے تناول کیں اور اس سبب سے میرے صلب میں نطفہ قرار دیا جب میں زمین پر واپس آیا اور اس طرح فاطمہؑ میرے صلب سے حضرت خدیجہؑ کے رحم میں منتقل ہوئیں، اسی لیے فاطمہ زہراؑ انسانوں کی شکل میں حور ہیں اور جب بھی مجھے جنت کی خوشبو کا شوق ہوتا ہے تو میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کے جسم کو سونگھ لیتا ہے[۲۵۸]۔

---

[۲۵۸]۔ عیون اخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، **باب ۱۱: ما جاء عن الرضا علی بن موسیٰؑ من الاخبار فی التوحید، ا ص۱۰۵-۱۰۷، ح۳**، ترجمہ عیون، ج۱ ص۹۷-۹۸: **حدثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهمدانی رضی الله عنه قال: حدثنا علی بن إبراهيم بن هاشم عن أبيه إبراهيم بن هاشم عن عبد السلام بن صالح الهروی قال: قلت لعلی بن موسى الرضاؑ: يا بن رسول الله (ص) ما تقول فی الحديث الذی يرويه أهل الحديث: ان المؤمنين يزورون ربهم فی منازلهم فی الجنة فقال ؑ: يا أبا الصلت ان الله تبارک وتعالى فضل نبيه محمدا (ص) على جميع خلقه من النبيين والملائكة وجعل طاعته طاعته ومتابعته متابعته وزيارته فی الدنيا والاخره زيارته فقال عزو جل: (من يطع الرسول فقد اطاع الله) (النساء الاية ۸۰.) وقال: (ان الذين يبايعونک إنما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم) (الفتح الاية ۱۰) وقال النبی (ص): من**

اس روایت کی سند صحیح اور معتبر ہے[۲۵۹] اور یہ عظیم مطالب پر مشتمل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوصلت کس طرح امام رضاؑ سے عقائد اور کلام کے مسائل کو حل کیا کرتے تھے !اور امام اسے عقائد اور الہیات کے باب میں فضائل کے ابواب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

زارنی فی حیاتی أو بعد موتی فقد زار الله تعالی ودرجه النبی (ص) فی الجنة ارفع الدرجات فمن زاره فی درجته فی الجنة من منزله فقد زار الله تبارک وتعالی۔

قال: فقلت له: یا بن رسول الله (ص) فما معنی الخبر الذی رووه: ان ثواب لا اله إلا الله النظر الی وجه الله تعالی فقال علیه السلام: یا أبا الصلت من وصف الله تعالی بوجه کالوجوه فقد کفر ولکن وجه الله تعالی انبیاؤه ورسله وحججه صلوات الله علیهم هم الذین بهم یتوجه الی الله عز وجل والی دینه ومعرفته وقال الله تعالی: (کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال والاکرام) (الرحمن: الایة ۲۶ و ۲۷.) وقال عز وجل (کل شی هالک إلا وجهه) (سورة القصص: الایة ۸۸.) فالنظر الی انبیاء الله تعالی ورسله وحججه علیهم السلام فی درجاتهم ثواب عظیم للمؤمنین یوم القیامة وقد قال النبی (ص): من ابغض أهل بیتی وعترتی لم یرنی ولم اره یوم القیامة وقال: ان فیکم من لا یرانی بعد ان یفارقنی یا أبا الصلت ان الله تبارک وتعالی لا یوصف بمکان ولا یدرک بالابصار والاوهام۔

قال: قلت له: یا ابن رسول الله فاخبرنی عن الجنة والنار اهما الیوم مخلوقتان؟ فقال: نعم وان رسول الله (ص) قد دخل الجنة ورای النار لما عرج به الی السماء قال: فقلت له: ان قوما یقولون: انهما الیوم مقدرتان غیر مخلوقتین فقال علیه السلام: لا هم منا ولا نحن منهم من انکر خلق الجنة والنار کذب النبی (ص) وکذبنا ولیس من ولایتنا شئ ویخلد فی نار جهنم قال الله تعالی (هذه جهنم التی یکذب بها المجرمون یطوفون بینها وبین حمیم آن)(الرحمن: الایة۴۳-۴۴) وقال النبی (ص): لما عرج بی الی السماء اخذ بیدی جبرائیل علیه السلام فادخلنی الجنة فناولنی من رطبها فاکلته فتحول ذلک نطفه فی صلبی فلما هبطت الأرض واقعت خدیجه فحملت بفاطمة علیها السلام ففاطمه حوراء انسیه فکلما اشتقت الی رائحه الجنة شممت رائحه ابنتی فاطمه علیها السلام۔

[۲۵۹]۔ مگر افسوس کہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے اس کا ترجمہ کرنے میں علمی معیاروں کا خیال نہیں رکھا اور کئی جگہوں پر معنی توہین آمیز حدّ تک تبدیل ہو گیا،کاش جو کام اردو زبان میں ہوئے ہیں ان کی

حقیقت ایمان اور ولایت امام علیؑ

● ابو صلت ہروی کی روایت ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

امامؑ نے فرمایا: خدا نے عرش، پانی اور ملائکہ کو آسمانوں اور زمین کی خلقت سے پہلے خلق کیا تو فرشتے اپنے آپ سے اور عرش و پانی سے خدا کے وجود پر استدلال کیا کرتے تھے پھر خدا نے عرش کو پانی پر قرار دیا تا کہ اس سے اپنی قدرت کو فرشتوں پر ظاہر کر سکے اور وہ جان لیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر عرش کو اپنی قدرت سے بلند کر کے سات آسمان کے اوپر قرار دیا پھر آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں مین خلق کیا درحالانکہ وہ اپی عرش پر غالب تھا اور اس چیز پر قادر تھا کہ اسے پلک جھپکنے کے اندر اسے خلق کرے لیکن اس نے اسے چھ دنوں میں خلق کیا تا کہ ملائکہ کو دکھائے جو وہ ایک کے بعد دوسری چیز خلقت کرتا ہے تا کہ اس ایک کے بعد ایک پیدا ہونے والی چیزوں کے (حادث اور عارضی ہونے کے) ذریعے خدا کے وجود پر استدلال کیا جائے اور خدا نے عرش کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ اس کا محتاج تھا کیونکہ وہ تو عرش اور اپنی تمام مخلوقات سے غنی اور بے نیاز ہے اس کی یہ صفت بیان نہیں کی جاسکتی کہ وہ عرش پر موجود ہے کیونکہ وہ جسم و جسمانیات سے پاک ہے اور اپنی مخلوق کی صفتوں سے بلند ہے لیکن خدا نے اس آیت میں فرمایا تا کہ وہ ان کو آزمائے کہ ان میں سے کس کا عمل بہتر ہے پس خدا نے اپنی مخلوق کو خلق کیا تا کہ ان کو اپنی اطاعت اور عبادت کی ذمہ داری دیکر آزمائے

علمی تصحیح اور تنقیح کی جاتی اور انہیں معیاری بنانے کے لیے نظر ثانی ہوتی ،دیگر کئی موارد میں بھی اس طرح فاحش اشتباہات دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کی بہت ضرورت ہےابھی اسی مورد میں حدیث کے آخری جملے کا ترجمہ ملاحظہ کریں: (عیون اِخبار الرضاؑ، شیخ صدوق،ترجمہ: سید تبشیر رضا کاظمی،و منیر الحسن جعفری،اص۹۹: اس لیے فاطمہ زہراء تمام عورتوں کی سردار ہیں جس کسی نے بہشت کی خوشبو کی خوشبو سونگھنا ہو وہ میرے بیٹی کے جسم کو سونگھ لے)۔

اور یہ امتحان اور تجربہ کے لیے بھی نہیں کیونکہ امتحان وہ لیتا ہے جو نتیجے سے واقف نہ ہو حالانکہ وہ ہر چیز سے ازل سے آگاہ ہے"[۲٦۰]۔

مامون نے کہا: آپ نے میری اس مشکل کو حل کر کے میرے غمّ کو دور کیا خدا آپ کو آسائش عطا فرمائے اور اس کے بعد کہا: اے فرزند رسولؐ! اس آیت کا کیا معنی ہے؟[اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لے آتے، پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟* اور کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ انہیں پلیدی میں مبتلا کر دیتا ہے]"[۲٦۱]۔

---

[۲٦۰]۔حدثنا تمیم بن عبد الله بن تمیم القرشی قال: حدثنا أبی عن أحمد بن علی الانصاری عن أبی الصلت عبد السلام بن صالح الهروی قال: سأل المأمون أبا الحسن علی بن موسى الرضا علیهما السلام عن قول الله تعالى: (وهو الذی خلق السموات والأرض فی سته ایام وکان عرشه علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا) (هود: الایة ۷.) فقال: ان الله تبارک وتعالی خلق العرش والماء والملائکة قبل خلق السموات والارض فکانت الملائکه تستدل بانفسها وبالعرش وبالماء علی الله عز وجل ثم جعل عرشه علی الماء لیظهر بذلک قدرته للملائکة فتعلموا انه علی کل شئ قدیر ثم رفع العرش بقدرته ونقله وجعله فوق السموات السبع ثم خلق السموات والارض فی سته ایام وهو مستولی علی عرشه وکان قادرا علی ان یخلقها فی طرفه عین ولکنه تعالی خلقها فی سته ایام لیظهر للملائکة ما یخلقه منها شیئا بعد شئ فیستدل بحدوث ما یحدث علی الله تعالی مره بعد مره ولم یخلق الله العرش لحاجه به إلیه لانه غنی عن العرش وعن جمیع ما خلق لا یوصف بالکون علی العرش لانه لیس بجسم تعالی عن صفه خلقه علوا کبیرا وأما قوله عز وجل: (لیبلوکم ایکم احسن عملا) فانه عز وجل خلقهم لیبلوهم بتکلیف طاعته وعبادته لا علی سبیل الامتحان والتجربه لانه لم یزل علیما بکل شئ۔

[۲٦۱]۔ان آیات کی تفسیر اور اس حدیث کی وضاحت کے لیے رجوع کریں : المیزان فی تفسیر القرآن، ج۱۰، ص: ۱۲٦، تفسیر روح البیان، ج۴، ص: ۸۴، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج٦، ص:

امام رضاؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی موسی بن جعفرؑ نے اپنے باپ جعفر بن محمدؑ کے واسطے سے ان کے باپ محمد بن علیؑ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی علی بن حسینؑ کے واسطے سے اپنے باپ حسین بن علیؑ سے اور انہوں نے اپنے باپ امام علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی کہ مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: اگر آپ ان لوگوں پر زبردستی اور جبر کریں جن پر آپ کو غلبہ اور فتح نصیب ہوئی ہے تو ہماری تعداد زیادہ ہو جائے گی اور ہم اپنے دشمن کے مقابلے میں زیادہ قوی اور طاقتور ہو جائیں گے تو نبی اکرم نے فرمایا: میں خدا سے اس حالت میں ملاقات نہیں کرنا چاہتا کہ میں نے کوئی ایسی بدعت ایجاد کی ہو جس کا حکم خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا اور نہ میں کسی پر زبردستی کرنے والا ہوں تو خدا نے یہ آیت نازل کی کہ اگر آپ کا خدا چاہتا تو زمین کے تمام لوگ اس پر جبر اور اضطرار کے ساتھ دنیا میں اسی طرح ایمان لے آتے جس طرح آخرت میں عذاب کا مشاہدہ کرکے وہ ایمان لے آئیں گے لیکن اگر میں ان کے ساتھ ایسا کروں تو وہ مجھ سے کسی ثواب اور مدح کے مستحق نہیں ہونگے لیکن میں ان سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اختیار اور ارادے سے بغیر کسی مجبوری اور جبر

۱۸۱،التبیان فی تفسیر القرآن، ج۵، ص: ۴۳۵ تفسیر نمونہ، ج۸، ص: ۳۹۰،البرہان فی تفسیر القرآن، ج۳، ص: ۶۵، تفسیر نور الثقلین، ج۲، ص: ۳۳۱، سواطع الالہام فی تفسیر القرآن،فیضی دکنی ہندی، ج۳، ص: ۴۶[ان کی عبارت ان کی پوری تفسیر کی طرح ان حروف سے خالی سے جن میں نقطہ ہے: وَ لَوْ شاءَ أراد اللّه ربُّکَ ملک العالم کلّه لَآمَنَ أسلم سدادا مَنْ أرهاط حلّوا فِی الْأَرْضِ الرمکاء کُلُّهُمْ عموما جَمِیعاً معا أَ فَأَنْتَ محمّد (ص) تُکْرِهُ سطوا النَّاسَ أولاد آدم و ما أراد اللّه إسلامهم حَتَّی یَکُونُوا هؤلاء مُؤْمِنِینَ (۹۹) لک و لأوامرک. وَ ما کانَ ما صحّ لِنَفْسٍ ما أَنْ تُؤْمِنَ إسلامها إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ روده أو علمه أو حکمه وَ یَجْعَلُ اللّه الرِّجْسَ الإصر و الحدّ أو الحرد أو الوسواس المارد مسلطا علی الملأ الَّذِینَ لا یَعْقِلُونَ (۱۰۰) حدوده و أوامره و أحکامه]،مرآۃ العقول فی شرح إخبار آل الرسول، ج ۲، ص: ۲۵۴۔

کے ایمان لے آئیں تاکہ وہ میرے قرب اور کرامت اور ہمیشہ جنت میں رہنے کے مستحق ہوجائیں [پھر کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر سکتے ہیں؟][۲۶۳]۔

اور خدا کے اس فرمان [اور کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا] کا معنی یہ نہیں کہ اس نے لوگوں کے ایمان لانے کو حرام قرار دیا ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی نفس ایمان نہیں لاتا مگر خدا کے اذن کے اذن سے اور اس کا اذن یہی ہے کہ اس نے اسے ایمان لانے کا حکم دیا ہے اسے ایمان اور عبادت کے لیے ہرگز مجبور نہیں کیا کیونکہ اگر ایسا ہو تو جب اس سے اضطرار ہٹے تو اس کا ایمان ختم ہو جائے۔

مامون نے کہا: اے ابوالحسن! آپ نے میری مشکل حل کی ہے خدا آپ کی مشکلات کو حل کرے، پھر کہا: مجھے اس آیت کے معنی کے بارے میں خبر دیں: [جن کی نگاہیں ہماری یاد سے پردے میں پڑی ہوئی تھیں اور وہ کچھ سن بھی نہیں سکتے تھے]۔

---

[۲۶۳]۔فقال المأمون: فرجت عنی یا أبا الحسن علیه السلام فرج الله عنک ثم قال له: یا بن رسول الله فما معنی قول الله عز وجل: (ولو شاء ربک لامن من فی الأرض کلهم جمیعا افانت تکره الناس حتی یکونوا مؤمنین وما کان لنفس ان تؤمن إلا باذن الله) (یونس: الاية ۹۹ و ۱۰۰.) فقال الرضا علیه السلام: حدثنی أبی موسی بن جعفر عن أبیه جعفر بن محمد عن أبیه محمد بن علی عن أبیه علی بن الحسین عن أبیه الحسین بن علی عن أبیه علی بن أبی طالب علیهم السلام قال: ان المسلمین قالوا لرسول الله (ص): لو اکرهت یا رسول الله من قدرت علیه من الناس علی الاسلام لکثر عددنا وقوینا علی عدونا فقال رسول الله (ص): ما کنت لالقی الله عز وجل ببدعه لم یحدث الی فیها شیئا وما انا من المتکلفین فانزل الله تعالی علیه یا محمد (ولو شاء ربک لامن من فی الأرض کلهم جمیعا) علی سبیل الالجاء والاضطرار فی الدنیا کما یؤمنون عند المعاینة ورؤیه الباس فی الاخرة ولو فعلت ذلک بهم لم یستحقوا منی ثوابا ولا مدحا لکنی ارید منهم ان یؤمنوا مختارین غیر مضطرین لیستحقوا منی الزلفی والکرامة ودوام الخلود فی جنه الخلد (افانت تکره حتی یکونوا مؤمنین) -

امام رضاؑ نے فرمایا: آنکھ کا بند ہونا کسی چیز کے سمجھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتا کیونکہ کسی ذکر کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ کان سے سنا جاتا ہے لیکن اس آیت میں خدا نے امام علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے منکروں کو نابینوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ امام علیؑ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان کو سنگین سمجھتے تھے اور ان کو سننے کی طاقت نہیں کر پاتے تھے۔

مامون نے کہا: آپ نے میری مشکل حل کی ہے خدا آپ کی مشکلات کو حل کرے[۲۶۳]۔

امام علیؑ قسیم النار والجنتہ

ابو صلت سے مروی ہے کہ ایک دن مامون نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی: اے ابوالحسنؑ! مجھے بتائیں وہ کونسا سبب ہے جس کی بناء پر آپ کے جد بزرگوار حضرت ابن ابی طالبؑ کو بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا بنایا گیا ہے؟[۲۶۴] میں نے اس بارے میں بہت سوچ

---

[۲۶۳]۔ **وأما قوله تعالى: (وما لنفس ان تؤمن إلا باذن الله) فليس ذلک على سبيل تحريم الايمان عليها ولكن على معنى انها ما كانت لتؤمن إلا باذن الله واذنه امره لها بالايمان ما كانت مكلفه متعبده والجاه اياها الى الايمان عند زوال التكليف والتبعد عنها فقال المأمون: فرجت عنى يا أبا الحسن فرج عنک فاخبرنى عن قول الله تعالى: (الذين كانت اعينهم فى غطاء عن ذكرى وكانوا لا يستطيعون سمعا) (الكهف: الاية ۱۰۱.) فقال عليه السلام: ان غطاء العين لايمنع من الذكر والذكر لا يرى بالعين ولكن الله عز وجل شبه الكافرين بولاية على بن أبى طالب عليهما السلام بالعميان لانهم كانوا يستثقلون قول النبى (ص) فيه: فلا يستطيعون له سمعا فقال المأمون: فرجت عنى فرج الله عنک۔**
عیون اِخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، ا ص ۱۲۳-۱۲۴ ح ۳۳، شرح اصول کافی مازندرانی ۵ ص ۴۳-۴۷، مسند امام رضاؑ، ا ص ۳۴۵ ح ۱۱۱، بحار الانوار ۵ ص ۴۹-۵۰، یہ حدیث امام علیؑ سے بھی منقول ہے: میزان الحکمۃ ۲ ص ۳۶۳، تفسیر نور الثقلین، ج ۲، ص: ۳۳۱، مرآۃ العقول فی شرح اِخبار آل الرسولؑ، ج ۲، ص: ۲۵۴۔

[۲۶۴]۔ النہایۃ جزری ۴: ۶۱، الصواعق المحرقۃ: ۱۲۶، مناقب ابن مغازلی: ۶۷، مناقب خوارزمی: ۲۰۹ و ۲۳۶، فرائد السمطین ۱: ۳۲۵ / ۲۵۳ و ۲۵۴، ترجمۃ الامام علیؑ، تاریخ دمشق ۲: ۲۴۳-۲۴۶، شرح ابن اِبی الحدید ۹: ۱۶۵، لسان المیزان ۳: ۲۴۷، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۲۲.

بچار کی ہے لیکن یہ ثابت نہ ہو سکا کہ آخر کس مفہوم میں علیؑ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں؟

آپ نے فرمایا: اے امیر! کیا تو نے اپنے آباء واجداد سے عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث نقل نہیں کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ امام علیؑ کی محبت ایمان اور ان کا بغض کفر ہے؟

اس نے جواب دیا: ہاں میں نے یہ روایت نقل کی ہے۔

امام نے فرمایا: بہشت اور دوزخ کی تقسیم بھی امام علیؑ کی دوستی اور دشمنی کی بنیاد پر ہو گی جو حضرت امام علیؑ کا دوست ہو گا اسے جنت ملے گی اور جو آپ کا دشمن ہو گا وہ جہنم رسید ہو گا لہٰذا امام علیؑ ہی جنت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہیں۔

مامون نے کہا: خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے ،اے ابوالحسنؑ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی حقیقی معنی میں نبی اکرم ﷺ کے علم کے وارث ہیں۔

ابو صلت کا بیان ہے کہ اس گفتگو کے بعد جب امام رضاؑ اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی: اے فرزند رسولؐ! آپ نے مامون کو واقعاً بہترین جواب دیا ہے!

امام نے فرمایا: اے ابوصلت! یہ جواب تو میں نے مامون کی معلومات کی مناسبت سے دیا تھا ورنہ میں نے اپنے والد گرامیؑ سے اور انہوں نے اپنے آباء واجدادؑ سے یہ حدیث نقل کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! تو قیامت کے دن جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے، تو جہنم سے کہے گا: یہ میرا حصہ ہے اور یہ تیرا حصہ ہے[۲۶۵]۔

---

[۲۶۵]۔ عیون اخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، ا ص ۹۲ ح ۳۰ باب ۳۱ ترجمہ عیون ۲ ص ۴۶۸، کچھ تصحیح کے ساتھ جیسے آخری جملے کا ترجمہ انہوں نے لکھا ہے: قیامت کے دن جہنم کہے گی: یہ میرا حصہ ہے اور یہ تیرا (جنت کا) حصہ ہے حالانکہ یہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے الفاظ کے خلاف ہے، غور کریں: **حدثنا تميم بن عبد الله بن تميم القرشي قال:**

عصمت انبیاء کا دفاع

ابوصلت ہروی کا بیان ہےک ہ جب مامون نے اہل اسلام کے علاوہ دیگر ادیان؛ یہودی، نصرانی، مجوسی اور صابئین کے علماء او مناظرین کو امام علی بن موسی رضاؑ سے بحث و مناظرہ کرنے کے لیے اکٹھا کیا تو ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے امامؑ سے مناظرہ کرنے کی کوشش کی ہو اور امام نے اس طرح اسے لاجواب کر کے خاموش نہ کر دیا ہو جیسے اس کے منہ میں ایک ایسا پتھر ٹھونس دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بولنے پر قادر نہیں ہوتا۔

اس دوران علی بن محمد بن جہم نامی ایک عالم کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: کیا آپ اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی معصیت اور گناہ سرزد نہیں ہوتا

۔

امام نے جواب دیا: ہاں۔

اس نے عرض کی: آپ قرآن کی ان آیات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حدثنی أبی عن أحمد بن‌علی الانصاری عن أبی الصلت الهروی قال: قال المأمون یوما للرضا علیه السلام یا أبا الحسن أخبرنی عن جدک أمیر المؤمنین بأی وجه هو قسیم الجنة والنار وبأی معنی فقد کثر فکری فی ذلک؟ فقال له الرضا علیه السلام: یا أمیر المؤمنین ألم ترو عن أبیک عن آبائه عن عبد الله بن عباس أنه قال: سمعت رسول الله (ص) یقول: حب علی إیمان وبغضه کفر؟ فقال: بلی فقال الرضا علیه السلام: فقسمة الجنة والنار إذا کانت علی حبه وبغضه فهو قسیم الجنة والنار، فقال المأمون: لا أبقانی بعدک یا أبا الحسن أشهد أنک وارث علم رسول الله (ص)-

قال: أبو الصلت الهروی: فلما انصرف الرضا علیه السلام إلی منزله أتیته فقلت له: یابن الله (ص) ما أحسن ما أجبت به أمیر المؤمنین؟ فقال الرضا علیه السلام: یا أبا الصلت إنما کلمته حیث هو ولقد سمعت أبی یحدث عن آبائه عن علی علیه السلام إنه قال: قال: رسول الله (ص): یا علی أنت قسیم الجنة یوم القیامة تقول للنار: هذا لی وهذا لک.

۱۔حضرت آدمؑ نے معصیت کی اور گمراہ ہو گئے۔

۲۔ اور ذوالنون[حضرت یونس بن متیؑ] کو بھی(اپنی رحمت سے نوازا) جب وہ غصے میں چل دیے اور خیال کرنے لگے کہ ہم ان پر سختی نہیں کریں گے۔

۳۔اور حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرمایا: زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف نے اس کا قصد کیا۔

۴۔اور حضرت داودؑ کے بارے میں فرمایا: داود نے خیال کیا ہم نے انہیں آزمایا ہے۔

۵۔اور اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا: وہ بات آپ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

امام رضاؑ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: اے علی! تجھ پر وائے ہو، خدا سے ڈر اور اس طرح کے قبیح اور برے اعمال کی نسبت خدا کے انبیاءؑ کی طرف نہ دے اور خدا کی کتاب کی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر کرنے سے گریز کر، بے شک خدا تعالی نے ارشاد فرمایا: اس کی تاویل کو سوائے خدا اور راسخین فی العلم کے کوئی نہیں جانتا[۲۶۶]۔

---

[۲۶۶]۔ عیون اخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، ۲ص ۱۷۰باب ۱۴، ح۱: حدثنا احمد بن زیاد بن جعفر الہمدانی رضی اللہ عنہ والحسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام المکتب وعلی بن عبداللہ الوراق رضی الله عنهم قالوا: حدثنا علی بن إبراهيم بن هاشم قال: حدثنا القاسم بن محمد البرمكی قال: حدثنا أبو الصلت الهروی قال: لما جمع المأمون لعلی بن موسى الرضا عليه السلام أهل المقالات من أهل الاسلام والديانات من اليهود والنصارى والمجوس والصابئين وسائر المقالات فلم يقم أحد إلا وقد الزمه حجته كانه القم حجرا قام إليه علی بن محمد بن الجهم فقال له: بن رسول الله اتقول بعصمه الانبياء؟ قال: نعم قال: فما تعمل فی قول الله عز وجل: (وعصى آدم ربه فغوى) (طه: الاية ۱۲۱) وفی قوله عز وجل: (وذا النون إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه) (الانبياء: الاية ۸۷.) وفی قوله عز وجل فی يوسف عليه السلام: (ولقد همت به وهم بها) (يوسف: الاية ۲۴.) وفی قوله عز وجل فی داود: (وظن داود إنما فتناه) (ص: الاية ۲۴) وقوله تعالى فی نبيه محمد (ص) (وتخفی فی نفسک ما الله مبديه) (الاحزاب: الاية ۳۷) ۔فقال الرضا عليه

آیات کے حقیقی معانی کا بیان

حضرت آدمؑ کے بارے میں آیت: **(وعصی آدم ربه فغوی)** کا معنی یہ ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی زمین میں حجت اور اپنے شہروں اور ممالک میں اپنا خلیفہ بنانے کے لیے خلق کیا تھا اور ہر گز انہیں جنت کے لیے خلق نہیں کیا تھا اور حضرت آدم نے وہ "ادا" جنت میں انجام دی اور ہر گز زمین میں ایسی کسی چیز کا ارتکاب نہیں کیا اور ان کے ضروری ہے کہ وہ زمین میں معصوم ہوں تاکہ وہ مقدرات امر خدا کو تکمیل دے سکے پس جب وہ زمین پر اترے اور انہیں حجت اور خلیفہ بنایا گیا تو وہ قرآن کی آیات کی گواہی سے معصوم تھے: فرمایا: بے شک خدا نے آدم، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا۔

اور حضرت یونسؑ کے بارے میں آیت **(وذا النون إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه)** میں "ظنّ" [استیقن] یقین کرنے کے معنی میں ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں یقین تھا کہ خدا ہرگز ان کی رزق وروزی میں تنگی نہیں کرے گا، کیا تو نے اس آیت کو نہیں سنا فرمایا: اور جب اسے آزما لیتاہے اور اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے۔

اور اگر انہیں گمان ہوتا کہ خدا ان کو گرفت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو وہ کافر ہو جاتے۔

اور حضرت یوسفؑ کے بارے میں آیت **(ولقد همت به وهم بها)** کا معنی یہ ہے کہ زلیخا نے معصیت کا ارادہ کیا تھا اور اگر وہ انہیں مجبور کرتی تو حضرت یوسفؑ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ وہ انہیں بہت بڑے گناہ کی دعوت دے رہے تھی لیکن خدا نے ان سے اس کے

السلام: ویحک یا علی اتق الله ولا تنسب الی انبیاء الله الفواحش ولا تتأول کتاب الله برایک فإن الله عز وجل قد قال: (ولا یعلم تأویله الا الله والراسخون)(آل عمران،۷)۔

قتل اور برائی کی نوبت کو ٹال دیا اور وہ خود خدا تعالی کا فرمان ہے: اس طرح ہم نے برائی اور فحشاء وزنا ان سے ٹال دیا[۲۶۷]۔

اور حضرت داودؑ کے بارے میں تم بتاو کہ تمہارے پہلے والے کیا کہتے ہیں؟

علی بن محمد بن جہم نے عرض کی: وہ کہتے ہیں کہ حضرت داودؑ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران ابلیس ایک مرغ کی شکل میں ظاہر ہوا اور یہ مرغ نہایت ہی خوبصورت تھا، چنانچہ حضرت داودؑ نے نماز توڑ دی تاکہ اس مرغ کو پکڑ لیں مرغ وہاں سے نکل کر گھر میں گھس گیا داود بھی اس کے پیچھے گھر کے صحن میں داخل ہوئے تو مرغ اڑ کر چھت پر چلا گیا تو حضرت داودؑ بھی اس کے پیچھے چھت پر چڑھ گئے تو مرغ وہاں سے ساتھ والے گھر میں کود گیا جو اوریا بن حنان کا گھر تھا تو حضرت داودؑ نے اس مرغ کو دیکھنے کے لیے اس گھر میں جھانکا تو اوریا کی بیوی کو غسل کرتے ہوئے دیکھا جب حضرت داودؑ نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہوگئے جبکہ اوریا بعض غزوات کے لیے گیا ہوا تھا تو انہوں نے اس کے

---

[۲۶۷]- **وأما قوله عز وجل فی آدم: (وعصی آدم ربه فغوی) فإن الله عز وجل خلق آدم حجه فی ارضه وخليفه فی بلاده لم يخلقه للجنه وكانت المعصية من آدم فی الجنة لا فی الأرض وعصمته يجب ان يكون الأرض ليتم مقادير أمر الله فلما اهبط الى الارض وجعل حجه وخليفه عصم بقوله عز وجل: (ان اصطفی آدم ونوحا وآل إبراهيم وآل عمران علی العالمين) (آل عمران۳۳) -**

وأما قوله عز وجل: (وذا النون إذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه) إنما ظن بمعنی استيقن ان الله لن يضيق عليه رزقه الا تسمع قول الله عز وجل: (وأما إذا ما ابتليه ربه فقدر عليه رزقه) (الفجر۱۶) أی ضيق عليه رزقه ولو ظن ان الله لا يقدر عليه لكان قد كفر وأما قوله عز وجل فی يوسف (ولقد همت به وهم بها) فانها همت بالمعصيه وهم يوسف بقتلها ان اجبرته لعظم ما تداخله فصرف الله عنه قتلها والفاحشة وهو قوله عز وجل: (كذلک لنصرف السوء والفحشاء) يعنی القتل والزنا-

سالار لشکر کو لکھا کہ اوریا کو تابوت کے آگے اگلے محاذ پر رکھے،اس نے اوریا کو آگے بھیجا مگر اوریا نے مشرکین پر فتح حاصل کر لی تو یہ امر حضرت داوڈ کو ناگوار گزرا انہوں نے دوبارہ سالار لشکر کو لکھا کہ اوریا کو اگلے محاذ پر تابوت کے آگے رکھا جائے تو وہ قتل ہو گیا اور حضرت داوڈ نے ان کی بیوی سے شادی کر لی[۲۶۸]۔

---

[۲۶۸]۔ داؤد علیہ السلام کو پیش آمدہ واقعے کی حقیقت: قرآن مجید سے جو کچھ معلوم ہوتا وہ اس سے زیادہ نہیں کہ کچھ افراد داد خواہی کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب سے اوپر چڑھ کر آپ کی خدمت میں پہنچے_پہلے تو آپ گھبر گئے، پھر شکایت کرنے والے کی بات سنی_ان میں سے ایک کے پاس ننانوے بھیڑیں تھیں،دوسرے کے پاس صرف ایک بھیڑ تھی، ننانوے بھیڑوں والا اپنے بھائی پر زور دے رہا تھا کہ وہ ایک بھیڑ بھی اسے دے دے، آپ (ع) نے شکایت کرنے والے کو سچا قرار دیا اور دوسرے کے اصرار کو ظلم قرار دیا_ پھر اپنے کام پر پشیمان ہوئے اور اللہ سے معافی کا تقاضا کیا_خدا نے آپ (ع) کو بخش دیا، یہاں دو تعبیر زیادہ غور طلب ہیں: ایک آزمائش اور دوسری استغفار اور توبہ۔اس سلسلے میں قرآن نے کسی واضح امر کی نشاندہی نہیں کی لیکن قرآن میں غور و فکر اور ان آیات کی تفسیر کے سلسلے میں منقول روایات میں موجود قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام قضاوت میں بہت زیادہ علم و مہارت رکھتے تھے اور اللہ تعالی چاہتا تھا کہ آپ (ع) کو آزمائے لہٰذا آپ (ع) کو ایسے غیر معمولی حالات پیش آئے، مثلاً ان آدمیوں کا عام راستے سے ہٹ کر محراب کے اوپر سے آپ (ع) کے پاس آ پہنچا) آپ (ع) نے جلد بازی کی اور اس سے پہلے کہ فریق ثانی سے وضاحت طلب کرتے آپ (ع) نے فیصلہ سنا دیا اگرچہ فیصلہ عادلانہ تھا۔اگرچہ آپ (ع) بہت جلد اپنی اس لغزش کی طرف متوجہ ہو گئے اور وقت گزرنے سے پہلے اس کی تلافی کی لیکن بہر حال جو کام آپ (ع) سے سرزد ہوا تھا وہ نبوت کے مقام بلند کے شایان شان نہ تھا، اس لئے آپ (ع) نے ترک اولی پر استغفار کی اور اللہ نے بھی انہیں عفو و بخشش سے نوازا۔

مذکورہ تفسیر کی شاہد وہ قرآنی اشارہ ہے جو زیر بحث قرآنی گفتگو کے فوراً بعد آئی ہے_اس میں حضرت داؤد علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ''ہم نے تجھے زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق و عدالت کے مطابق فیصلہ کر اور ہوا و ہوس کی پیروی نہ کر"۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش فیصلے کے طریقے میں تھی، لہٰذا اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس عظیم نبی (ع) کی شان اور مقام کے خلاف ہو۔

موجودہ توریت کی خرافاتی داستان: اب ہم توریت کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ اس سلسلے میں کیا کہتی ہے: نیز بعض افراد نے جو تفسیریں کی ہیں (تفسیر قمی ۲ص ۲۳۰-۲۳۳،البرہان فی تفسیر القرآن، ج۴، ص: ۶۴۶ تفسیر نور ثقلین ۴ص ۴۴۷-۴۵۰ح ۲۴، تفسیر صافی ۴ص۲۹۵، الدر المنثور فی تفسیر الماثور، ج۵، ص: ۳۰۱، بیان المعانی، ج۱، ص: ۳۰۵، التفسیر المظہری، ج۸، ص: ۱۶۴، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج۲۳،

ص: ۹۰،الجامع لأحکام القرآن،قرطبی ج۱۶، ص: ۱۶۶، المصنف فی الأحادیث والآثار،ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی، نشر: مکتبہ رشد، ریاض،۱۴۰۹، تحقیق: کمال یوسف حوت، ح۳۱۸۹۴)۔

ان کی اصل خبر بھی تلاش کرتے ہیں توریت کی دوسری کتاب اشموئیل کی فصل۱۱ /میں جملہ ۲ تا ۲۷ میں یوں بیان کیا گیا ہے: اس داستان کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ایک روز داؤد(ع) اپنے محل کی چھت پر جاتے ہیں_ ساتھ والے گھر میں ان کی نظر پڑتی ہے تو انھیں ایک عورت غسل کرتے ہوئے برہنہ دکھائی دیتی ہے_ وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں_ پھر جیسے بن پڑتا ہے اسے اپنے گھر لے آتے ہیں اور وہ داؤد(ع) سے حاملہ ہو جاتی ہے_ اس عورت کا شوہر لشکر داؤد(ع) کا ایک اہم افسر تھا_ وہ ایک پاک طینت اور باصفا شخص تھا_ داؤد(ع) (نعوذ باللہ) ایک بزدلانہ سازش کے ذریعے اسے ایک خطر ناک جنگ میں بھجوا کر قتل کروادیتے ہیں اور پھر اس کی بیوی کو قانونی طور پر اپنے نکاح میں لے آتے ہیں_ اب آپ داستان کا باقی حصہ موجودہ توریت کی زبانی سنیں_ اسی کتاب دوم اشموئیل(ع) کی ۱۲ویں فصل میں ہے_ خداوند نے '' ناثان'' (جو بنی اسرائیل کے ایک نبی اور جناب داؤد(ع) کے مشاور تھے) کو داؤد(ع) کے پاس بھیجا اور کہا: ایک شہر میں دو آدمی رہتے تھے_ ایک امیر تھا دوسرا غریب، امیر آدمی کے پاس بہت سی بھیڑیں اور گائیں تھیں_ غریب کے پاس بھیڑ کے ایک بچے کے سوا کچھ نہ تھا_ ایک روز ایک مسافر امیر آدمی کے یہاں آیا_ اس نے اپنی بھیڑوں میں سے مہمان کے لئے غذا تیار کرنے میں پس و پیش کیا_ غریب کا بھیڑ کا بچہ لے کر اسے ذبح کر دیا_ اب کیا ہونا تھا، داؤد(ع) انتہائی غصے ہوئے۔ ناثان سے کہنے لگے: "بخدا جس نے یہ کام کیا وہ قتل کا مستحق ہے، اسے ایک بھیڑ کی جگہ پر چار بھیڑیں دینی چاہئیں۔ لیکن ناثان نے داؤد(ع) سے کہا: ''وہ شخص تو ہے_'' داؤد(ع) اپنے غلط کام کی طرف متوجہ ہوئے اور توبہ کی اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کی لیکن اس کے باوجود ان پر بھاری مصیبتیں آئیں_ اس مقام پر توریت میں ایسی عبارت ہے جس کے ذکر سے قلم کو شرم آتی ہے لہٰذا ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں۔ توریت کی داستان کے اس حصے میں بعض نکات خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، مثلاً:

۱۔ حضرت داؤد(ع) کے پاس کوئی شخص قضاوت کے لئے نہیں آیا، بلکہ ان کے ایک مشیر جو نبی تھے انھوں نے نصیحت کے طور پر ان سے ایک داستان بیان کی_ اس میں دو بھائیوں کا واقعہ اور ان میں سے ایک کا دوسرے سے تقاضا کرنا مذکور نہیں ہے بلکہ ایک امیر اور ایک غریب آدمی کا ذکر ہے جن میں سے ایک کے پاس بہت سی بھیڑیں اور گائیں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس بھیڑ کا صرف ایک بچہ تھا لیکن امیر آدمی نے اپنے مہمان کے لئے غریب آدمی کی بھیڑ کا بچہ ذبح کر دیا، اس واقعے میں نہ محراب کی دیوار سے اوپر جانے کا ذکر ہے، نہ آپ(ع) کے وحشت زدہ ہو جانے کی بات ہے، نہ دو بھائیوں کے دعوے کا معاملہ ہے اور نہ ہی توبہ و بخشش کی درخواست کا بیان ہے_

۲_ داؤد(ع) نے اس ظالم امیر شخص کو قتل کا مستحق سمجھا_ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک بھیڑ کے لئے آخر قتل کیوں؟

۳_ساتھ ہی انھوں نے اس حکم کے خلاف حکم صادر کیا اور کہا کہ ایک بھیڑ کے بدلے اسے چار بھیڑیں دینی چاہئیں، آخر کس بناء پر؟

۴_داؤد(ع) نے ''اوریا'' کی بیوی کے بارے میں خیانت سے متعلق اپنے گناہ کا اعتراف کیا_ ۵_خدا نے انھیں معاف کر دیا (اتنی آسانی سے، کس بناء پر؟)

۶_اللہ نے داؤد(ع) کے بارے میں عجیب و غریب سزا کا فیصلہ کیا کہ جسے نقل نہ کرنا بہتر ہے_

۷_یہی عورت ایسے "روشن ماضی" کے باوجود سلیمان (ع) کی ماں بنی، ان داستانوں کا ذکر واقعاً تکلیف دہ ہے لیکن کیا کیا جاسکتا ہے کہ بعض جاہل افراد نے نادانی سے ان اسرائیلی روایات کے زیر اثر قرآن مجید کی پاک و پاکیزہ آیات کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے اور ایسی باتیں کہی ہیں کہ حق کو واضح کرنے کے لئے اس رسوا داستان کا کچھ حصہ ذکر کیے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اب ہم سوال کرتے ہیں:

۱_وہ نبی کہ قرآن میں اللہ نے جس کے دس عظیم اوصاف بیان کئے ہیں اور پیغمبر اسلام (ص) کو جس کی سرگزشت سے ہدایت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے، کیا ممکن ہے کہ ان تہمتوں کے ہزارویں حصے کی بھی اس کی طرف نسبت دی جاسکے؟

۲_قرآن مجید بعد کی آیات میں کہتا ہے: "یاداود اناجعلناک خلیفۃ فی الارض''اے داؤد(ع) ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ اور نمائندہ بنایا_ کیا یہ آیت مذکورہ خرافات سے ہم آہنگ ہے؟

۳_اگر کوئی عام شخص ہو، خدا کا نبی نہ ہو اور وہ اس قسم کے جرم کا مرتکب ہو، اپنے وفادار پاک طینت باایمان افسر کی بیوی کو ایسے گھٹیا طریقے سے اس کے ہاتھوں سے کھسکالے تو لوگ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے اور اس کی سزا کیا ہوگی؟ یہاں تک کہ اگر یہ کام افسق الفاسقین سے سرزد ہو تب بھی جائے تعجب ہے_ یہ صحیح ہے کہ توریت نے حضرت داؤد(ع) کو پیغمبر قرار دنہیں دیا تاہم ان کا ذکر ایک بلند مرتبہ عادل حکمران کے طور پر کیا ہے، کہ جو بنی اسرائیل کے عظیم عبادت خانے کا موسس تھا_

۴_یہ بات قابل توجہ ہے کہ توریت کی مشہور کتب میں سے ایک "مزامیر داؤد(ع)" ہے جس میں حضرت داؤد(ع) کی مناجات ہیں_ کیا ایسے شخص کی مناجات اور باتیں کتب آسمانی کا حصہ قرار دی جاسکتی ہیں؟

۵_جو شخص تھوڑی سی عقل بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ موجودہ تحریف شدہ توریت کی داستانیں خرافات کا ایسا مجموعہ ہیں جو مکتب انبیاء (ع) کے دشمنوں یا بہت ہی بے شعور اور جاہل افراد کی ساختہ وپرداختہ ہیں_ لہٰذا انھیں کس طرح بحث کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے؟ جی ہاں قرآن کی یہ عظمت ہے کہ وہ ایسی خرافات سے بالکل پاک ہے_ اسلامی روایات میں توریت کی بیان کردہ قبیح اور بے ہودہ داستان کی نہایت سختی سے تکذیب کی گئی ہے_ ان میں سے ایک روایت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ(ع) نے فرمایا: ''اگر کسی ایسے شخص کو میرے پاس لایا جائے کہ جو یہ کہے کہ داؤد(ع) نے ''اوریا'' کی بیوی سے شادی کی، تو میں اس پر دو حدیں جاری کروں گا ایک حد نبوت کے لئے اور دوسری

راوی کہتا ہے: امام رضاؑ نے یہ سنا تو آپ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور " **انا لله وانا إليه راجعون** " پڑھا اور فرمایا: تم نے خدا کے انبیاءؑ میں سے ایک نبی پر یہ الزام لگایا کہ اس نے نماز سے لاپرواہی کی اور ایک مرغ کو پکڑنے کے لیے اس کے تعاقب میں لگ گئے پھر اس کی طرف ایک نہایت ہی قبیح عمل کو منسوب کیا پھر ان کی طرف قتل میں ملوث ہونے کی نسبت دی۔

ابن جہم نے کہا: اے فرزند رسولؐ! اگر ایسا نہیں تھا تو ان کی خطا کیا تھی؟

امام رضاؑ نے فرمایا: تم پر وائے ہو حقیقت یہ ہے کہ حضرت داودؑ گمان کر بیٹھے تھے کہ اللہ تعالی نے ان سے زیادہ دانا اور عقلمند کسی کو خلق نہیں کیا چنانچہ اللہ تعالی نے دو فرشتوں کو بھیجا جو ان کے گھر کے اس بالائی حصے میں داخل ہوئے جو ان کی عبادت گاہ تھی انہوں نے حضرت داود سے کہا: ہم دونوں ایکدوسرے کے مخالف ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے لہٰذا ہمارے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کریں، ہم چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرتے وقت نہ تو آپ حق سے دور ہوں اور نہ ہی ہم پر ظلم کریں بلکہ ہمیں اس درمیانی راہ کی رہنمائی کریں جو عدالت کے مطابق ہو۔

اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہے اور یہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دو اور گفتگو میں مجھ پر دباو ڈالتا ہے۔

اسلام کے لئے '' کیونکہ اس میں ایک طرف تو ایک مرد مومن کی طرف ایک غیر شرعی امر کی نسبت ہے اور دوسری طرف مقام نبوت کی ہتک حرمت ہے_ لہٰذا ایسی بات کرنے والے پر دو مرتبہ حد قذف جاری ہونی چاہیئے وراسے دو مرتبہ اَسّی (۸۰) کوڑے لگائے جانے چاہئیں (الأمثل فی تفسیر کتاب الله المنزل، ج۱۴، ص: ۴۷۷، المیزان فی تفسیر القرآن، ج۱۷، ص: ۱۹۱، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید، ج۵، ص: ۱۶، مجمع البیان ۴ : ۴۷۲، تفسیر الصافی ۴ :۲۹۶، تفسیر نور الثقلین ۴ :۴۴۶)_

تو حضرت داودؑ نے فورا مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کیا اور فرمایا: اس نے تجھ سے وہ ایک دنبی مانگ کر ظلم کیا ہے اور انہوں نے اس دعوی کے لیے کوئی شہادت طلب نہیں کی اور نہ ہی مدعا علیہ سے کچھ پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ پس ان کا خطا یہ تھی کہ جو انہوں نے فیصلہ کرنے میں جلد بازی کی نہ وہ کہ جو تم کہتے ہو کیا تم نے خدا کا فرمان نہیں سنا: اے داود! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے پس تم لوگ میں حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

ابن جہم نے کہا: اے فرزند رسولؐ! حضرت داود کا اوریا کے ساتھ قصہ کیا تھا؟

امام رضاؑ نے فرمایا: حضرت داود کے زمانے میں جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا یا قتل ہوجاتا تو وہ کبھی بھی شادی نہیں کرسکتی تھی سب سے پہلے جس نے ایسی عورت سے شادی کی جس کا شوہر قتل ہوچکا تھا وہ حضرت داودؑ تھے، جب اوریا قتل گیا اور اس کی عدت ختم ہوچکی تو آپ نے اس کی بیوی سے شادی کی، اس رسم و رواج کی وجہ سے وہ لوگوں پر گراں گزرا[269]۔

---

[269]- وأما داود عليه السلام فما يقول من قبلكم فيه؟ فقال على بن محمد بن الجهم: يقولون: ان داود عليه السلام كان فى محرابه يصلى فتصور له ابليس على صوره طير احسن ما يكون الطيور فقطع داود صلاته وقام لياخذ الطير فخرج الطير الى الدار فخرج الطير الى السطح فصعد فى طلبه فسقط الطير دار اوريا بن حنان فاطلع داود فى اثر الطير بامراه اوريا تغتسل فلما نظر إليها هواها وقد اخرج اوريا فى بعض غزواته فكتب الى صاحبه ان قدم اوريا امام التابوت فقدم فظفر اوريا بالمشركين فصعب ذلک على داود فكتب إليه ثانيه ان قدمه امام التابوت فقدم فقتل اوريا فتزوج داود بامراته -

قال: فضرب الرضا عليه السلام بيده على جبهته وقال: انا لله وانا إليه راجعون! لقد نسبتم نبيا من انبياء الله الى التهاون بصلاته حتى خرج فى اثر الطير ثم بالفاحشة ثم بالقتل! فقال: يا بن رسول الله فما كان خطيئته؟ فقال: ويحک! ان داود إنما ظن ان ما خلق الله عز وجل خلقا هو اعلم منه فبعث الله عز وجل إليه الملكين فتسورا المحراب فقالا: (خصمان بغى بعضنا على بعض فاحكم بيننا بالحق

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آیت [اور وہ بات آپ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں] تو خدا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں ان کی ازواج کے نام اور آخرت میں ان کی ازواج کے نام بتا دیئے تھے اور ان کو مومنین کی مائیں قرار دیا تھا ان میں سے ایک کا نام زینب بنت جحش تھا جو ان دنوں زید بن حارثہ کی بیوی تھی تو آپ نے اس کے نام کو اپنے پاس مخفی رکھا ہوا تھا اور اس کو اس ڈر سے ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ کہیں منافقین میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ آپ نے کسی دوسرے کی بیوی کو اپنی ازواج میں شمار کیا ہے اور اسے امہات المومنین میں شمار کیا ہے اور آپ منافقین کی باتوں سے ڈرتے تھے تو خدا تعالی نے فرمایا تو لوگوں کی باتوں سے ڈرتے ہو حالانکہ خدا سے ڈرنا چاہیے اور خدا تعالی نے اپنی مخلوق میں کسی کی شادی میں خود کو سرپرست اور ولی قرار نہیں دیا سوائے حواؑ کی شادی حضرت آدمؑ سے ،زینب کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی امام علیؑ سے کرانے کے لیے اپنے آپ کو ولی قرار دیا۔

ولا تشطط واهدنا الی سواء الصراط ان هذا اخی له تسع وتسعون نعجه ولی نعجه واحده فقال اكفلنيها وعزنی فی الخطاب)(ص۲۲-۲۳)

فعجل داود علیه السلام علی المدعی علیه فقال: (لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجه) ولم يسال المدعی البينه علی ذلک ولم يقبل علی المدعی عليه فيقول له: ما تقول؟ فكان هذا خطيئه رسم الحكم لا ما ذهبتم إليه الا تسمع الله عز وجل يقول: (يا داود انا جعلناک خليفه الأرض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوی) الی آخر الايه(ص۲۶) فقال: يا بن رسول الله فما قصته مع اوريا فقال الرضا عليه السلام ان المرأه فی ايام داود عليه السلام كانت إذا مات بعلها أو قتل لا تتزوج بعده ابدا واول من اباح الله له ان يتزوج بامراه قتل بعلها كان داود عليه السلام فتزوج بامراه اوريا لما قتل وانقضت عدتها منه فذلک الذی شق علی الناس من قبل اوريا۔

راوی کہتا ہے: یہ حقائق سن کر ابن جہم رونے لگا اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! میں انبیاء کے بارے میں ناسزا باتیں کرنے کی وجہ سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کبھی ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کہوں گا مگر جو آپ نے بیان کی ہے[۲۷۰]۔

[۲۷۰]۔ واما محمد (ص) وقول الله عز وجل: (وتخفی فی نفسک ما الله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشاه الله فان الله عز وجل عرف نبیه (ص) اسماء ازواجه فی دار الدنیا واسماء ازواجه فی دار الاخرة وانهن امهات المؤمنین واحداهن من سمی له زینب بنت جحش وهی یومئذ تحت زید بن حارثه فاخفی اسمها فی نفسه ولم یبده لکیلا یقول أحد من المنافقین انه قال فی امراه فی بیت رجل انها احدی ازواجه من امهات المؤمنین وخشی قول المنافقین فقال الله عز وجل: (وتخشی الناس والله احق ان تخشیه) یعنی فی نفسک وان الله عز وجل ما تولی تزویج أحد من خلقه إلا تزویج حوا من آدم علیه السلام وزینب من رسول الله (ص) بقوله: (فلما قضی زید منها وطرا زوجناکها) الایه (الاحزاب۳۷) وفاطمة من علی علیه السلام قال: فبکی علی بن محمد ابن الجهم وقال: یا بن رسول الله انا تائب الی الله عز وجل من ان انطق فی انبیاء الله علیهم السلام بعد یومی إلا بما ذکرته.

اصحاب الرسّ[۲۷۱]

ابو صلت ہروی نے روایت کی کہ امام رضاؑ نے اپنے آباء و اجدادؑ کے واسطے سے امام حسینؑ سے روایت کی کہ قبیلہ تمیم کے معززین میں سے ایک شخص امام علی بن ابی طالبؑ کی شہادت سے تین دن پہلے امام کے پاس آیا اس کا نام عمرو تھا اس نے عرض کی: مجھے ا" صحاب الرس" کے بارے میں بتائیں کہ وہ زمانے سے تعلق رکھتے تھے، کہاں کے رہنے والے تھے ان کے زمانے کا بادشاہ کون تھا، کیا خدا نے ان کے لیے بھی کسی نبی کو بھیجا تھا یا نہیں، وا کس وجہ سے ہلاک ہوئے؟ اس لیے کہ میں نے کتاب خدا میں ان کا ذکر پڑھا ہے لیکن ان کے بارے میں مجھے تفصیلات معلوم نہیں ہیں۔

---

[۲۷۱]۔سورہ فرقان۳۸: "رس"کا لفظ در اصل مختصر اور تھوڑے سے اثر کے معنی میں ہے جیسے کہتے ہیں :''رس الحدیث فی نفسی''(مجھے اس کی تھوڑیسی بات یاد ہے)یا کہا جاتا ہے" ''وجد رسا من حمی''(اس نے اپنے اندر بخار کا تھوڑا سا اثر پایا)، کچھ مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ ''رس'' کا معنی ''کنواں'' ہے، معنی خواہ کچھ بھی ہو اس قوم کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اب تھوڑا سا اثر یا بہت ہی کم نام اور نشان باقی رہ گیا ہے یا اس وجہ سے انھیں ''اصحاب الرس''کہتے ہیں کہ وہ بہت سے کنوو ں کے مالک تھے یا کنوو ں کا پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے،تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،زمخشری،ج۳،ص: ۲۸۰،الکشف و البیان عن تفسیر القرآن،ثعلبی ج۷، ص: ۱۳۴،مفاتیح الغیب، رازی،ج۲۴، ص: ۴۶۰،الدر المنثور فی تفسیر الماثور،سیوطی ج۵،ص۷۱،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج۱۰،ص: ۲۱، الجامع لأحکام القرآن،قرطبّی، ج۱۴،ص: ۳۲،جامع البیان فی تفسیر القرآن،طبری، ج۱۹، ص: ۱۰،التفسیر المظہری، ج۷،ص: ۲۷،المیزان فی تفسیر القرآن،علامہ طباطبائی ج۱۵،ص: ۲۱۸،سواطع الالہام فی تفسیر القرآن،فیض دکنی،ج۴، ص: ۹۷، تفسیر نور الثقلین،حویزی،ج۴، ص: ۱۶،تفسیر الصافی،فیض کاشانی ج۴، ص۱۳،الأمثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل،مکارم شیرازی ج۱۱، ص: ۲۵۵،البرہان فی تفسیر القرآن،بحرانی، ج۴، ص: ۱۳۳۔

امام علیؑ نے فرمایا: تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا اور جو تفصیلات میں تجھے بتاوں گا وہ میرے علاوہ کوئی دوسرا تجھے نہیں بتائے گا اس لیے کہ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس کی تفسیر کا مجھے علم نہ ہو جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں نازل ہوئی پہاڑوں ، صحراوں یا کسی اور جگہ پر نازل ہوئی؟ کس وقت نازل ہوئی دن میں یا رات میں نازل ہوئی۔

اس کے بعد مولا نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا: اس جگہ ہر شی کا مکمل علم موجود ہے لیکن اس علم کے طلب کرنے والے بہت کم ہیں اس لیے جب میں لوگوں کے درمیان سے چلا جاوں گا اور جب لوگ مجھ سے محروم ہو جائیں گے تو بہت ہی مختصر سے عرصے کے بعد وہ اس امر میں پشیمان ہو جائیں گے کہ کیوں نہ انہوں نے ہر چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کیا؟[۴۷۲]

---

[۴۷۲]۔عیون اخبار رضا۲ص۱۸۳-۱۸۶، **باب۱۶ ما جاء عن الرضاؑ من حدیث اصحاب الرس،ح ۱** ،ترجمہ عیون۱ص۲۰۷،: حدثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهمدانی قال: حدثنا علی بن إبراهيم بن هاشم عن ابيه قال: حدثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح الهروی (۱) قال: حدثنا علی بن موسی الرضا عليه السلام عن أبيه موسى بن جعفر عن أبيه جعفر بن محمد عن أبيه محمد بن علی عن أبيه علی بن الحسين عن أبيه الحسين بن علی عليهم السلام قال: اتی علی بن أبی طالب عليه السلام قبل مقتله بثلاثة ايام رجل من اشراف تميم يقال له: عمرو فقال: يا أمير المؤمنين اخبرنی عن اصحاب الرس فی أی عصر كانوا؟ واين كانت منازلهم؟ ومن كان ملكهم؟ وهل بعث الله عز وجل إليهم رسولا ام لا؟ وبماذا هلكوا؟ فانی اجد فی كتاب الله تعالى ذكرهم ولا اجد غيرهم فقال له علی: لقد سألتنی عن حديث ما سألنی عنه أحد قبلک ولا يحدثک به أحد بعدی إلا عنی وما فی كتاب الله عز وجل آيه الا وانا اعرفها واعرف تفسيرها وفی أی مكان نزلت من سهل أو جبل؟ وفی أی وقت من ليل أو نهار؟ وان هيهنا لعلما جما واشار الى صدره ولكن طلابه يسير وعن قليل يندمون لو فقدونی كان

اے برادر تمیم !اصحاب رس کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے جو"صنوبر" کے درخت کی پوجا کرتے تھے اور اسے "درختوں کا بادشاہ" کہتے تھے، یہ وہ درخت تھا جسے جناب نوح علیہ السلام کے بیٹے "یافث" نے طوفان نوح کے بعد "روشن اب" کے کنارے کاشت کیا تھا ان لوگوں کو اصحاب رس اس لیے کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے نبی کو زیر زمین چھپا دیا تھا اور یہ نبی سلیمان بن داودؑ کے بعد ایک کے نبی تھے ان لوگوں کے ایک دریا کے کنارے بارہ شہر تھے اور اس دریا کا نام "رس" تھا یہ تمام شہر دنیائے مشرق کے علاقوں سے متعلق تھے اس دریا کو انہی لوگوں کے نام سے شہرت حاصل تھی اس زمانے میں اس دریا سے زیادہ منافع بخش اور شرین تر پانی کسی بھی زمین کے دریا کا نہیں تھا نیز اس لیے اس علاقے سے زیادہ آباد علاقہ بھی کوئی نہیں تھا۔

ان شہروں کے نام یہ ہیں:۱۔ ابان ، ۲۔اذر، ۳۔دی، ۴۔ بہمن ،۵۔اسفند ،۶۔فروردین، ۷۔اردبہشت ،۸۔خرداد ،۹۔ تیر، ۱۰۔ مرداد،۱۱۔ مہر، ۱۲۔ شہریور۔

اس علاقے کا سب سے بڑا شہر اسفند تھا اس بادشاہ کا نام" ترکوذ بن غابور بن یارش بن سازن بن نمرود بن کنعان تھا جو حضرت إبراہیم علیہ السلام کے زمانے کا فرعون تھا۔

یہ چشمہ اور صنوبر کا درخت اس علاقے میں موجود تھا جہاں اس بادشاہ کا محل تھا جبکہ باقی گیارہ علاقوں میں اس درخت کی ٹہنیاں لیکن انہیں درخت کی شکلیں دی گئی تھیں ،اصحاب رس نے اس چشمے کے پانی کو اپنے لیے اور چوپاوں کے لیے حرام کرر کھا تھا اور اگر کوئی اس چشمے سے پانی پی دیتا تو چاہے وہ انسان ہوتا یا جانور اس کو ذبح کر دیا جاتا تھا کیونکہ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ پانی ہمارے خداوں کی حیات ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کے خداوں کی حیات میں کمی کرے ،یہ لوگ خود بھی اور اپنے چار پایوں کو دریائے رس سے سیراب کرتے تھے اس دریا کے کنارے واقع شہروں کے لوگ اپنے اپنے مخصوص مہینے میں سال کے دوران ایک ایک عید مناتے تھے جب عید کا دن آتا تھا تو

مخصوص شہر کے لوگ اس دن اس درخت کے ارد گرد جمع ہوتے جو ان کے اپنے شہر میں ہوتا اس دن شہر والے ریشمی اور زرق برق کے لباس کے علاوہ ہیروں اور جواہرات سے آرایش کرتے ان کی پوشاکیں ایسی ہوتی تھیں جن پر اس درخت کے نقش و نگار بنائے جاتے تھے اس دن یہ لوگ بھیڑوں اور دنبوں کی بہت بڑی تعداد بھی اپنے ہمراہ لاتے اور انہیں درخت پر قربان کرتے تھے پھر آگ جلاتے اور ان قربانی شدہ جانوروں کو اس آگ میں پھینک دیتے اور جب ان کے جلنے سے اٹھنے والا دھواں اور بو فضا میں اس حد تک بلند ہوتی کہ آسمان نظر نہ آتا تو یہ لوگ اس درخت کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے اور گریہ و زاری کرتے تاکہ وہ درخت ان سے راضی ہو جائے سجدہ کرتے وقت یہ لوگ کہتے: اے ہمارے خدا! تو ہم سے راضی ہو جا۔

اس موقع پر شیطان (اس پر خدا کی لعنت ہو) آتا اور اس درخت کی ٹہنیوں کو ہلا کر ان میں سے آواز پیدا کرتا پھر ایک بچے کی آواز میں کہتا: اے میرے بندو! میں تم سے خوش ہوں اور تم سے راضی ہوں۔

یہ آواز سن کر ان لوگوں کے دل خوشی سے سرشار ہو جاتے اور وہ اپنی آنکھیں کھول دیتے اور سجدے سے سر اٹھالیتے اس کے بعد شراب نوشی میں مشغول ہونے کے ساتھ ڈھول بجاتے رقص اور سرور کی محفلیں سجاتے اور ایکدوسرے کو عید کی مبارکباد دیتے اسی طرح رات دن گزار کر واپس چلے آتے تھے۔

اور عجموں نے اپنے مہینوں کے نام انہی لوگوں کے شہروں کے ناموں سے لیے جیسے آبانماہ، آذر ماہ، اس لیے کہ لوگ ایکدوسرے سے عید ملتے وقت کہتے تھے: یہ فلاں شہر والوں کی عید ہے اور یہ فلاں شہر والوں کی عید ہے [۲۷۳]۔

---

[۲۷۳]-من قصتهم يا اخا تميم: انهم كانوا قوما يعبدون شجره صنوبره يقال لها شاه درخت كان يافث بن نوح غرسها على شفير عين يقال لها: دوشاب كانت انبطت لنوح عليه السلام بعد الطوفان وإنما سموا اصحاب الرس لانهم رسوا بينهم فى الارض وذلک بعد سليمان بن داود عليه السلام وكانت لهم اثنتا عشره قريه على شاطئ نهر يقال لها: رس من بلاد المشرق وبهم سمى ذلک النهر ولم يكن يومئذ فى الارض نهر اغزر منه ولا اعذب منه ولا قرى اكثر ولا اعمر منها تسمى احديهن آبان والثانيه آذر والثالثه دى والرابعه بهمن والخامسه اسفندار والسادسه فروردين والسابعة اردى بهشت والثامنه خرداد والتاسعه مرداد والعاشرة تير والحاديه عشر مهر والثانيه عشر شهريور وكانت اعظم مدائنهم اسفندار وهى التى ينزلها ملكهم وكان يسمى تركوذ بن غابور بن يارش بن سازن بن نمرود بن كنعان فرعون إبراهيم عليه السلام وبها العين والصنوبره وقد غرسوا فى كل قريه منها حبه من طلع تلک الصنوبره فنبتت الحبه وصارت شجره عظيمه وحرموا ماء العين والانهار فلا يشربون منها ولا انعامهم ومن فعل ذلک قتلوهم ويقولون: هو حيوه آلهتنا فلا ينبغى لاحد ان ينقص من حياتها ويشربونهم وانعامهم من نهر الرس الذى عليه قراهم وقد جعلوا فى كل شهر من السنه فى كل قريه عيد يجمع إليه اهلها فيضربون على الشجره التى بها كلة من يريد فيها من انواع الصور ثم ياتون بشاة وبقر فيذبحونها قربانا للشجرة ويشعلون فيها النيران بالحطب فإذا سطع دخان تلک الذبائح وقتارها فى الهواء وحال بينهم وبين النظر الى السماء خروا للشجرة سجدا ويبكون ويتضرعون إليها ان ترضى عنهم فكان الشيطان يجئ فيحرک اغصانها ويصيح من ساقها صياح الصبى ويقول: قد رضيت عنكم عبادى فطيبوا نفسا وقروا عينا فيرفعون رؤوسهم عند ذلک ويشربون الخمر ويضربون بالمعازف ويأخذون الدست بند فيكونون على ذلک يومهم وليلتهم ثم ينصرفون وانما سميت العجم شهورها بآبانماه وآذرماه وغيرهما اشتقاقا من اسماء تلک القرى لقول اهلها بعضهم لبعض: هذا عيد شهر كذا وعيد شهر كذا۔

لیکن جب سب سے بڑے شہر اسفند کی عید آتی تو چھوٹے بڑے شہروں کے تمام لوگ اس چشمہ روشن آب اور اس صنوبر کے درخت کے ارد گرد جمع ہوتے اس موقع پر چشمے اور درخت کے چاروں اطراف میں مختلف انواع واقسام کی تصاویر سے آراستہ نہایت دیدہ زیب قناتیں لگا کر پردے کا اہتمام کیا جاتا ان قناتوں کے آگے بارہ دروازے رکھے جاتے ہر دروازہ ایک شہر کے لوگوں کے لیے ہوتا جو ان کے شہر کے نام سے موسوم ہوتا تھا اور اسی دروازے سے متعلقہ شہر کے لوگ اندر داخل ہوتے تھے قناتوں کی چاردیواری سے بنائے جانے والی سرائے کے باہر جمع ہونے کے بعد لوگ اس درخت اور چشمے کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور اس کے بعد اپنے اپنے شہروں میں بنائے گئے درختوں پر دی جانے والی قربانی سے کئی گنا زیادہ قربانیاں یہاں دی جاتی تھیں۔

یہاں بھی ابلیس آتا اور درخت کو شدت کے ساتھ ہلاتا تھا پھر درخت کے اندر سے آواز بلند کر کے انہیں خطاب کرتا اور چھوٹے شہروں میں درختوں کے اندر سے آواز نکالنے والے شیطانوں کے مقابلے میں زیادہ احسانات اور انعامات سے نوازنے کا وعدہ کرتا تھا جس کے بعد لوگ سجدے سے سر اٹھاتے اور رقص و سرور اور شراب نوشی کے علاوہ دیگر طرح طرح کی حرکتوں کے ذریعے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے تھے، یہ لوگ اس موقع پر اس قدر شراب پیتے تھے کہ ان کے ہاں سال میں منائی جانے والی عیدوں کے برابر ۱۲ دن رات تک یہ لوگ ایکدوسرے سے سوائے شراب نوشی اور لہو و لعب میں مشغول رہنے کے کوئی بات چیت نہیں کر پاتے تھے۔

جب ان لوگون کا کفر کافی طویل ہو گیا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کو اپنا معمول بنالیا تو حضرت یعقوب کے فرزند یہودا کی اولاد میں سے ایک نبی کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا جنہوں نے ایک طویل مدت تک انہیں اللہ کی بندگی کرنے اور

معرفت ربوبیت حاصل کرنے کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کے بڑے شہر اسفند میں جب عید کا دن آیا تو ان لوگوں کی طرف مبعوث نبی نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: بارالہا! تو جانتا ہے کہ تیرے یہ بندے تیرے منکر ہیں اور سوائے جھٹلانے کے انہیں کوئی کام نہیں آتا ہر روز صبح اٹھ کر درخت کی پوجا کرتے ہیں جس کے وجود پر نفع و نقصان کے اثرات مترتب نہیں ہوتے اس لیے انہیں تخت سطنت سے محروم فرمااور اس درخت صنوبر کو بھی خشک کردے۔

چنانچہ دوسرے دن صبح اس قوم کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت مرجھا گیا ہے یہ صورت حال دیکھ کر وہ لوگ سخت پریشان ہوگئے اور یہ چیز ان کے لیے بے حد تشویشناک تھی،ایکدوسرے سے چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور ان دو گروہ ہوگئے:

ایک گروہ کا خیال تھا کہ اس شخص (خدا کے نبی) نے ان کے خداوں پر جادو کردیا ہے اور یہی مرد زمین اور آسمان کے خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے اور چاہتا ہے کہ ہم لوگ اپنے خداوں سے منہ موڑ کر اس خدا پر ایمان لے آئیں جو زمین کا خالق ہے۔

دوسرا گروہ کہتا تھا کہ اس نبی نے تمہارے خداوں پر عیب جوئی کی اور انہیں برا بھلا کہا ہے نیز تمہیں اس کی پرستش سے روکا ہے اور غیر خدا کی عبادت کی دعوت دی ہے اس لیے تمہارے خدا غضبناک ہوگئے اور اپنے غم وغصے کے اظہار میں اپنے حسن کو ختم کرلیا ہے تاکہ تمہیں اپنے خداوں کے غضبناک ہونے کا احساس ہو اور تم اپنے خداوں کے

خلاف آواز بلند کرنے والے پر بھرپور غیظ و غضب کے ساتھ ٹوٹ پڑو چنانچہ یہ دوسرا گروہ مکمل طور پر اس نبی کے قتل کے فیصلے پر متفق تھا[۲۷۴]۔

اس گروہ نے اپنے فیصلے پر عمل کرنے کے لیے ایک نہایت ہی گہرا اور تنگ کنواں کھودا اور اس کنویں میں اس نبی خدا کو پھینک دیا اس کے اوپر پتھر کی بڑی سل رکھ دی اور اس پتھر کی سل کو مٹی میں چھپانے کے بعد اس کے اوپر چشمے سے متصل نالیاں بنائیں اور ان میں چشمے کے پانی کو جاری کر دیا۔

---

[۲۷۴]۔حتی إذا كان عيد شهر قريتهم العظمى اجتمع إليه صغيرهم فضربوا عند الصنوبره والعين سرادقا من ديباج عليه من انواع الصور له اثنا عشر بابا كل باب لاهل قريه منهم ويسجدون للصنوبره خارجا من السرادق ويقربون له الذبائح اضعاف ما قربوا للشجرة التى فى قراهم فيجئ ابليس عند ذلک فيحرک الصنوبره تحريكا شديدا ويتكلم من جوفها كلاما جهوريا ويعدهم ويمنيهم باكثر مما وعدتهم ومنتهم الشياطين كلها فيرفعون رؤوسهم من السجود وبهم من الفرح والنشاط ما لا يفيقون ولا يتكلمون من الشرب والعزف فيكونون على ذلک اثنى عشر يوما ولياليها بعدد اعيادهم سائر السنه ثم ينصرفون فلما طال كفرهم بالله عز وجل وعبادتهم غيره بعث الله عز وجل إليهم نبيا من بنى اسرائيل من ولد يهود بن يعقوب فلبث فيهم زمانا طويلا يدعوهم الى عباده الله عز وجل ومعرفه ربوبيته فلا يتبعونه فلما راى شده تماديهم فى الغى والضلال وتركهم قبول ما دعاهم إليه من الرشد والنجاح وحضر عيد قريتهم العظمى قال: يا رب ان عبادک ابوا إلا تكذيبى والكفر بک وغدوا يعبدون شجره لا تنفع ولا تضر فايبس شجرهم اجمع وارهم قدرتک وسلطانک فاصبح القوم وقد يبس شجرهم فهالهم ذلک وقطع بهم وصاروا فرقتين فرقه قالت سحر آلهتكم هذا الرجل الذى يزعم انه رسول رب السماء والأرض اليكم ليصرف وجوهكم عن آلهتكم الى آلهه وفرقه قالت: لا بل غضبت آلهتكم حين رات هذا الرجل يعيبها ويقع فيها ويدعوكم الى عباده غيرها فحجبت حسنها وبهائها لكى تغضبوا لها فتنتصروا منه فاجمع رأيهم على قتله فاتخذوا انابيب طوالا من رصاص واسعه الافواه ثم ارسلوها فى قرار العين الى اعلى الماء واحده فوق-

اور کہنے لگے : ہم امید کرتے ہیں کہ اس طرح ہمارے خدا ہم سے راضی ہو جائیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے جو ان کی عبادت سے منع کرتا تھا اور اس کا حسن اور شادابی لوٹ آئے گی لیکن ایسا نہ ہوا اس نبی خدا کو کنویں میں زندہ دفن کرنے کے بعد وہ لوگ سارا دن اس نبی خدا کے گریہ اور فریاد کی آوازیں سنتے رہے۔ یہ نبی اپنے پروردگار سے اس طرح فریاد کرتا تھا: اے میرے پروردگار ! تنگی مکان اور مجھ پر ڈھائے جانے والے ظلم کو تیری ذات دیکھ رہی ہے میرے ضعیف بدن پر رحم فرما اور اپنے لطف اور کرم سے میری روح کے قبض کے حکم میں تعجیل فرما اور اس امر میں دیر نہ فرما اور میری دعا کو مستجاب فرما۔ چنانچہ اسی دوران اس نبی خدا کی وفات ہو گئی۔

خدا نے جبرئیل سے فرمایا: اے جبرئیل ! میرے حلم کی کثرت نے ان کافروں کو میری نعمات کے مقابلے میں مغرور بنا دیا ہے اور طویل برسوں سے یہ میرے غضب سے محفوظ ہیں حالانکہ یہ میرے غیر کی عبادت مین مشغول رہے ہیں اور اب انہوں نے میرے نبی کو قتل کر دیا ہے شاید ان لوگوں کا گمان ہے کہ وہ میرے عذاب کو برداشت کرلیں گے یا پھر ان کا خیال ہے کہ انہیں عذاب سے دوچار کرنے پر ہم قادر نہیں ہیں حالانکہ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ میں نافرمانی کرنے والوں اور اپنے عذاب سے نہ ڈرنے والوں سے شدید انتقام لوں گا مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ! میں انہیں ایسے عذاب سے دوچار کروں گا کہ پوری دنیا کے لیے درس عبرت بن جائیں گے۔

پس جب اس قوم کی عید آئی اور وہ حسب معمول عید گاہ میں جمع ہوئے تو بیحد سرخ اور تیز ہوا کے طوفان نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ سب حیران ہوئے اور اس سرخ آندھی سے خوف زدہ بھی ہو گئے اس آندھی نے انہیں ایک دوسرے پر گرانا شروع کر دیا اور جب وہ زمین پر گرتے تو زمین کے اندر سے آگ کے ہولناک شعلے اٹھتے جبکہ ان کے سروں پر سیاہ رنگ کے گہرے بادلوں نے سایہ کرلیا اور ان سیاہ بادلوں سے بھی آگ کے

شعلے برسنے لگے آگ کا ہر شعلہ جو سیاہ بادلوں سے گرتا تھا وہ ایک بھاری عمارت کے طاق کے برابر ہوتا تھا اس طرح زمین اور سیاہ بادلوں سے نکلنے والی آگ نے ان کے جسموں کو راکھ بنا ڈالا اور وہ ایسے پگھل گئے جیسے آگ سے سیسہ پگھلتا ہے ہم خدا کے غضب اور اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور علی و عظیم خدا کے سوا کسی کی قوت پر بھروسہ نہیں کرتے[۷۵]۔

ولیعہدی کے لیے مامون کا جبر

ابو صلت ہروی نے روایت کی مامون نے امام علی بن موسی رضاؑ کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسولؐ! میں نے آپ کے فضل و علم، زہد و تقوی، عبادت اور برحق فیصلوں کو جاننے وار محسوس کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ ہی اس خلافت کے زیادہ حقدار ہیں امام نے جواب دیا: میں اللہ تعالی کی عبودیت اور بندگی کے ساتھ خالصتا خدا کے لیے زہد

---

[۷۵]-والاخری مثل البرابخ ونزحوا ما فیها من الماء ثم حفروا فی قرارها بئرا ضیقه المدخل عمیقه وارسلوا فیها نبیهم والقموا فاها صخره عظیمه ثم اخرجوا الانابیب من الماء وقالوا: نرجوا الان ان ترضی عنه آلهتنا إذ رات انا قد قتلنا من کان یقع فیها ویصد عن عبادتها ودفناه تحت کبیرها یتشفی منه فیعود لنا نورها ونضارتها کما فبقوا عامة یومهم یسمعون انین نبیهم علیه السلام وهو یقول: سیدی قد تری ضیق مکانی وشده کربی فارحم ضعف رکنی وقله حیلتی وعجل بقبض روحی ولا تؤخر اجابه دعوتی حتی مات علیه السلام فقال الله عز وجل لجبرئیل علیه السلام: یا جبرئیل انظر عبادی هؤلاء الذی غرهم حلمی وامنوا مکری وعبدوا غیری وقتلوا رسولی ان یقوموا لغضبی أو یخرجوا من سلطانی کیف؟! وانا المنتقم ممن عصانی ولم یخش عقابی وانی حلفت بعزتی لاجعلنهم عبره ونکالا للعالمین فلم یرعهم وهم فی عیدهم ذلک إلا بریح عاصف شدیده الحمره فتحیروا فیها وذعروا منها وانضم بعضهم الی بعض ثم صارت الأرض من تحتهم کحجر کبریت یتوقد واظلتهم سحابه سوداء فالقت علیهم کالقبه جمرا تلتهب فذابت ابدانهم النار کما یذوب الرصاص فی النار فنعوذ بالله تعالی ذکره من غضبه ونزول نقمته ولا حول ولا قوه إلا بالله العلی العظیم

و دنیا سے بے رغبتی پر فخر محسوس کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ صرف اور صرف زہد و تقوی اور محرمات الہی سے خوف ہی مجھے دنیا کے شر سے نجات دلائے گا اور اسی کے ذریعے میں اللہ تعالی سے اعلی و ارفع درجات حاصل کر سکتا ہوں نیز دنیا میں تواضع اپنانے سے ہی مجھے اللہ تعالی کے نزدیک رفعت اور بلندی حاصل ہو گی۔

اس کے بعد مامون نے کہا: میں نے اپنی خواہش کی بناء پر فیصلہ کیا ہے کہ خود کو مسند خلافت سے ہٹالوں اور اسے آپ کے حوالے کر دوں اور پھر آپ کی بیعت کروں۔

امام رضاؑ نے جواب میں فرمایا: اگر یہ خلافت اس لیے تمہاری شایان شان ہے کہ اللہ تعالی نے اسے تمہارے لیے مقرر کیا ہے تو پھر اس لباس کو اتارنا جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے تیرے لیے ہرگز جائز نہیں ہو گا اور نہ ہی اس ضمن میں تمہیں یہ حق حاصل ہو گا کہ اسے اپنے غیر کے سپرد کرے اور اگر یہ خلافت تمہاری نہیں تب بھی تیرے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے غیر کی کسی چیز کو میرے حوالے کرے۔

مامون نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! آپ کو چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے اسے قبول کرنا ہو گا۔

امامؑ نے فرمایا: میں اپنی رغبت سے ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کروں گا۔

اس کے بعد مامون نے امام کو راضی کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی یہاں تک کہ جب وہ مایوس ہو گیا تو اس نے امام سے عرض کی: اگر آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے اور آپ یہ پسند نہیں فرماتے کہ میں آپ کی بیعت کروں تو پھر آپ میرے ولیعہد بننا قبول کر لیں تا کہ میرے بعد مسند خلافت آپ کی ہو۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے والد گرامی نے آباء واجدادؑ سے میرے لیے حضرت امام علی بن ابی طالبؑ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں علی بن موسی رضاؑ تم مامون سے پہلے اس دنیا سے چلا جاوں گا مجھے زہر جفا کے

ساتھ قتل کیا جائے گا اور میری شہادت پر آسمان و زمین کے فرشتے گریہ و ماتم کریں گے اور مجھے وطن سے دور سرزمین میں ہارون رشید کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔

یہ جواب سن کر مامون نے بھی گریہ کیا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ! وہ کون ہے جو آپ کو قتل کرانے کی جرات کرے گا؟ وہ کون ہے جو آپ کے ساتھ ایسا برا سلوک کرنے پر قادر ہو جائے اور وہ بھی اس صورت میں کہ میں زندہ ہوں؟

امامؑ نے فرمایا: یاد رکھ اگر میں چاہتا تو میں بغیر کسی جھجک کے بتا سکتا ہوں کہ وہ کون ہے جو مجھے قتل کرے گا۔

مامون نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ! آپ اپنے اس قول سے اظہار تواضع فرما رہے ہیں آپ اس چیز کو اپنے آپ سے ہٹائے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا والے یہ کہیں کہ آپ کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میرا دنیا میں راغب نہ ہونا دنیا کی وجہ سے نہیں بلکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے کیا ارادہ کر رکھا ہے؟

مامون نے پوچھا: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں نے کیا ارادہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر میں سچ کہوں تو کیا سچ کو امان ملے گی؟

مامون نے کہا: میں آپ کو امان دیتا ہوں۔

امام رضاؑ نے فرمایا: تیرا مقصد یہ ہے کہ لوگ یہ بات کہنے لگیں کہ علی بن موسیٰ رضا نے دنیا کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ دنیا نے انہیں چھوڑ رکھا تھا اس لیے کہ آپ لوگوں نے نہیں دیکھا کہ طمع دنیا کی بناء پر کس طرح انہوں نے خلافت کے سلسلے میں ولیعہدی کو قبول کیا۔

یہ بات سن کر مامون نے غصہ کیا اور اس نے کہا: آپ جب بھی مجھے ملنے آتے ہیں میرے ایسی ناپسند باتیں کرتے ہیں جو مجھے غصہ دلاتی ہیں، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ میری سطوت

سے امان پالیں گے، خدا کی قسم! اگر آپ نے ولیعہدی کی پیشکش قبول کرلی تو مطلوب حاصل ہے اور اگر آپ نے قبول نہیں کیا تو میں آپ کو ایسا کرنے پر مجبور کروں گا اور اگر میرے مجبور کرنے سے بھی آپ نہیں مانے تو آپ کی گردن مار دوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے لہٰذا اگر معاملہ اس نہج پر آ پہنچا ہے جس کا تم نے خود اظہار کیا ہے تو پھر میں تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ میں نہ تو کسی کو کسی عہدے پر فائز کروں گا اور نہ کسی کو اس کے عہدے سے برطرف کراوں گا اور نہ ہی کسی رسم و سنت کو توڑوں گا نیز اس معاملہ میں دور سے ہی اشارہ کروں گا۔

اس کے بعد مامون نے اسی کیفیت کے ساتھ امام رضاؑ سے اتفاق کرتے ہوئے امام رضاؑ کو اپنا ولیعہد مقرر کردیا لیکن امام کو اس عمل سے شدید کراہت اور نفرت تھی۔

امام رضاؑ کے معجزات

عبدالسلام بن صالح ہروی[۲۷۶] سے منقول ہے کہ جب امام علی بن موسی رضاؑ نیشاپور سے مامون کی طرف روانہ ہوئے تو میں امام رضاؑ کے ہمراہ تھا، راستے میں ہم حمراء نامی گاوں کے

---

[۲۷۶]۔ عیون اخبار رضا،ا،ص۱۴۷، **باب۳۹، خروج الرضا عليه السلام من نيسابور إلى طوس ومنها إلى مرو، ح ۱ :حدثنا تميم بن عبد الله بن تميم القرشى رضى الله عنه قال: حدثنا أبى قال حدثنا أحمد بن على الانصارى قال: حدثنا عبد السلم صالح الهروى قال: لما خرج على بن موسى الرضا عليهما السلام إلى المأمون فبلغ (قرب) قرية الحمراء قيل له: يا بن رسول الله قد زالت الشمس أفلا تصلى؟ فنزل عليه السلام فقال: إئتونى بماء فقيل ما معنا ماء فبحث عليه السلام بيده الارض فنبع من الماء ماء توضأ به هو ومن معه واثره باق إلى اليوم-**

فلما دخل سناباد استند إلى الجبل الذى تنحت منه القدور، فقال: اللهم انفع به وبارك فيما يجعل فيه وفيما ينحت منه ثم أمر عليه السلام فنحت له قدور من الجبل وقال: لا يطبخ ما آكله إلا فيها

نزدیک پہنچے تو میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی مولا سورج دائرہ نصف النہار سے ڈھل رہا ہے اور نماز ظہر کا وقت ہو رہا ہے کیا نماز نہ پڑھ لی جائے؟

یہ سن کر امامؑ سواری سے اترے اور فرمایا: وضو کے لیے پانی لایا جائے؟

امامؑ کو بتایا گیا کہ پانی تو اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے چنانچہ امامؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے وہاں زمین کو کھودنا شروع کیا اس سے پانی جاری ہوا وہ پانی اتنی مقدار میں تھا کہ جس سے امامؑ اور آپ کے ہمراہ تمام افراد نے باآسانی وضو کر لیا۔

راوی کہتا ہے: اس جگہ سے خارج ہونے والے پانی کے آثار اب بھی باقی ہیں۔

اس کے بعد جب امامؑ سناباد کے گاوں میں داخل ہوئے تو وہاں ایک پہاڑ تھا جس کو تراش کر دیگیں اور کھانے کے برتن بنائے جاتے تھے امام نے اس پہاڑ سے ٹیک لگائی اور اللہ تعالی سے دعا کی: اے میرے پروردگار! اس پہاڑ کو نفع بخش قرار دے اور اس پہاڑ کو تراش جو برتن بنائے جاتے ہیں ان میں پکائی جانے والی غذاوں کو مبارک قرار دے۔

اس کے بعد امامؑ نے حکم دیا کہ اس پہاڑ کے پتھر سے ایک ظرف امامؑ کے لیے تیار کیا جائے اور اس ضمن میں امامؑ نے تاکید فرمائی کہ آئندہ امام کے لیے جو بھی کھانا پکایا جائے وہ صرف اسی ظرف میں پکایا جائے چنانچہ اس کے بعد لوگوں کی توجہ کا مرکز وہ پہاڑ قرار پایا اور لوگوں

وكان عليه السلام خفيف الاكل قليل الطعم فاهتدى الناس إليه من ذلک اليوم فظهرت بركة دعائه فيه ثم دخل دار حميد بن قحطبة الطائى ودخل القبة التى فيها قبر هارون الرشيد ثم خط بيده إلى جانبه ثم قال: هذه تربتى وفيها أدفن وسيجعل الله هذا المكان مختلف شيعتى وأهل محبتى والله ما يزورنى منهم زائر ولا يسلم على منهم مسلم إلا وجب له غفران الله ورحمته بشفاعتنا أهل البيت ثم استقبل القبلة فصلى ركعات ودعا بدعوات فلما فرغ سجد سجدة طال مكثه فيها فاحصيت فيها خمسمأة تسبيحه ثم انصرف.

نے اس پہاڑ کے پتھروں سے برتن بنوائے اور اس طرح امامؑ کی دعا کا اثر یہ ہوا کہ وہ پہاڑ لوگو ں کے لیے نفع اور برکت قرار پایا۔

اس کے بعد امام رضاؑ حمید بن قحطبہ کے گھر میں داخل ہوئے تو وہاں اس گنبد کے نیچے تشریف لے گئے جہاں ہارون الرشید کی قبر تھی وہاں امامؑ نے اپنے دست مبارک سے اس قبر کی ایک سمت لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ میری تربت ہے اور یہیں مجھے دفن کیا جائے گا اور پھر جلدی ہی اللہ تعالی اس جگہ کو میرے شیعہ اور محبت کرنے والے والوں کی آمد و رفت کا مرکز قرار دے گا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیعوں میں سے جو کوئی بھی میر تربت کی زیارت کا ارادہ کرے گا ابھی اس نے زیارت نہیں کی ہوگی اور ابھی اس نے مجھے آکر سلام نہیں کیا ہوگا کہ ہماری شفاعت ،اور خدا کی مغفرت اور رحمت اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔

اس کے بعد امام رضا ؑ نے وہاں چند رکعت نماز پڑھی اور پھر چند دعاوں کے پڑھنے کے بعد امام نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھا جو کہ بہت طویل سجدہ تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پانچ سو تسبیحات گنی تھیں جو امام نے اس سجدے میں پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

امام رضاؑ کی مامون اور اس کے حواریوں کی رسوائی کی دعا

ابو صلت ہروی نے مروی ہے کہ جب مامون کو یہ خبر ملی کہ حضرت امام رضاؑ مجالس کا انعقاد فرماتے ہیں اور ان مجالس مین لوگوں سے وہ باتیں بیان کرتے ہیں جن سے لوگوں کے دلوں میں آپ سے محبت اور عقیدت میں اضافہ ہورہا ہے اور لوگ آپ ہی کے گرویدہ ہورہے ہیں تو مامون نے اپنے حاجب خاص محمد بن عمرو طوسی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ لوگوں کو امام سے دور رکھے اور امام رضاؑ کو مامون کے سامنے پیش کرے چنانچہ جب امام رضاؑ مامون کے پاس آئے تو مامون نے امام کے ساتھ نہایت تلخ اور درشت لہجے میں باتیں کرتے

ہوئے امام کی توہین کی اور حضرت امام رضاؑ غضبناک ہوکر اس کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے اس انداز میں کہ امام کے لب ہائے مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے: حضرت محمد مصطفیٰ، حضرت علی مرتضیٰ، جناب سیدۃ نساء العالمین کے حق کی قسم میں اس مامون کے لیے ایسی بد دعا کروں گا کہ اللہ تعالی اس کی مدد سے دست بردار ہو جائے گا یہاں تک کہ اس شہر کے ذلیل ترین افراد اور کتے اسے یہاں سے باہر نکال دیں گے ان کا رویہ اس کے ساتھ اور اس کے حمایتیوں کے ساتھ نہایت ہی اہانت آمیز ہوگا جس کی وجہ سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بیحد حقیر سمجھنے لگیں گے۔

اس کے بعد امام رضاؑ اپنے بیت الشرف میں تشریف لائے جہاں آپ نے وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور وضو کرنے کے بعد آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دوسری رکعت میں دعا قنوت میں یہ دعا پڑھی: **اللهم يا ذا القدرة الجامعة...**[۲۷۷]-

---

[۲۷۷]۔ عیون اخبار رضا، ص ۱۸۴-۱۸۶، **باب ذكر ما إتاه المأمون من طرد الناس عن مجلس الرضا عليه السلام والاستخفاف به وما كان من دعائه عليه السلام**، ح ۱: **حدثنا علی بن عبد الله بن الوراق والحسین بن إبراهیم بن احمد بن هشام المؤدب وحمزة بن محمد بن احمد العلوی واحمد بن زیاد بن جعفر الهمدانی** رضی الله عنهم قالوا أخبرنا علی بن إبراهيم بن هاشم عن أبيه عن عبد السلام بن صالح الهروی، وحدثنا أبو محمد جعفر بن نعيم بن شاذان رضی الله عنه عن أحمد بن ادريس عن إبراهيم بن هاشم عن عبد السلام بن صالح الهروی قال: رفع إلى المأمون أن أبا الحسن على بن موسى عليه السلام يعقد مجالس الكلام والناس يفتتنون بعلمه فأمر محمد بن عمرو الطوسى حاجب المأمون فطرد الناس عن مجلسه وأحضره فلما نظر إليه المأمون زبره وأستخف به فخرج أبو الحسن عليه السلام من عنده مغضبا وهو يدمدم بشفتيه ويقول وحق المصطفى والمرتضى وسيدة النساء لاستنزلن من حول الله عز وجل بدعائى عليه ما يكون سببا لطرد كلاب أهل هذه الكورة إياه واستخفافهم به وبخاصته وعامته، ثم أنه عليه السلام أنصرف إلى مركزه واستحضر الميضاة وتوضأ وصلى ركعتين وقنت فى الثانية فقال: (اللهم يا ذا القدرة الجامعة والرحمة الواسعة والمنن المتتابعة والالاء المتوالية والايادى الجميلة والمواهب الجزيلة، يا من لا يوصف

ابوصلت کا بیان ہے کہ ابھی امام رضاؑ کی دعا کے الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ پورا شہر زلزلے کے جھٹکوں سے لرز اٹھا شہر کے ہر کونے سے فریاد و فغاں کی آوازیں سنائی دینے لگیں شہر کے ہر حصے سے لوگوں کے نعروں کی صدائیں بلند ہونے لگیں ہر طرف گرد و غبار اٹھنے لگا اور پورا شہر شور و غل کی زد میں آ گیا تاہم میں اپنی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ میرے مولا اور آقا حضرت امام رضاؑ نے سلام کیا اور نماز تمام فرمائی، اس کے بعد امام نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

اے ابوصلت! چھت کے اوپر جاؤ اور وہاں سے گھر کے باہر کی سڑکوں پر نظر ڈالو تمہیں وہاں پر ایک ناپاک عورت نظر آئے گی جو ہمیشہ اجنبی مردوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ادھر ادھر گھومتی رہتی ہے یہ عورت جو گمراہوں کو گناہ پر اکساتی ہے اور جس نے اپنے جسم پر میلے کپڑے پہنے ہوتے ہیں اسے شہر کے لوگ اس کی کند ذہنی، بے شرمی، بے حیائی اور بدکاری کی وجہ سے سمانہ کہتے ہیں یہ عورت شور و غوغا کرنے والوں کو اپنے لشکر کے طور پر

بتمثيل ولا يمثل بنظير ولا يغلب بظهير يا من خلق فرزق والهم فانطق وابتدع فشرع وعلا فارتفع وقدر فاحسن وصور فاتقن واجنح فأبلغ وأنعم فاسبغ واعطى فأجزل، يا من سما فى العز ففات خواطف الابصار ودنى فى اللطف فجاز هواجس الافكار، يا من تفرد بالملك فلا ند له فى ملكوت سلطانه وتوحد بالكبرياء فلا ضد له فى جبروت شأنه، يا من حارت فى كبرياء هيبته دقائق لطائف الاوهام وحسرت دون إدراك عظمته خطائف أبصار الانام، يا عالم خطرات قلوب العارفين وشاهد لحظات أبصار الناظرين، يا من عنت الوجوه لهيبته وخضعت الرقاب لجلالته ووجلت القلوب من خيفته وارتعدت الفرائص من فرقه يا بدئ يا بديع يا قوى يا منيع يا على رفيع صل على من شرفت الصلاة بالصلاة عليه وأنتقم لى ممن ظلمنى وأستخف بى وطرد الشيعة عن بابى وأذقه مرارة الذل والهوان كما اذاقنيها وأجعله طريد الارجاس وشريد الانجاس)

استعمال کرتے ہوئے چاہتی ہے کہ ایک اوباش شخص کو اس لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مامون کے محل تک لے جائے[۷۴۸]۔

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں چھت پر گیا اور باہر کی طرف نظر ڈالی تو مجھے سوائے اس کے کہ لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے اٹھائے تھے اور ایک دوسرے پر پتھر برسا رہے تھے کچھ بھی نظر نہیں آیا پھر میں نے مامون الرشید کو دیکھا جو زرہ پہنے ہوئے تھا اور قصر شاہجہان سے نکلنے کے بعد بھاگے جارہا تھا میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا مگر یہ کہ میں نے قریب ہی ایک حجام کے شاگرد کو دیکھا جو چھت پر کھڑا لوگوں پر پتھر مار رہا تھا میں نے دیکھا کہ اس بار اس نے جو پتھر مارا وہ سیدھا مامون ہی کے سر پر جا کر لگا جس سے اس کی ٹوپی سر سے اتر کر زمین پر جا گری اور پتھر لگنے سے اس کا سر بھی زخمی ہو گیا ادھر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے جب مامون کو پہچان لیا تو اس نے حجام کے شاگرد کو مخاطب کر کے کہا: وائے ہو تجھ پر، تو نے مسلمانوں کے

---

[۷۴۸]۔قال أبو الصلت عبد السلام صالح الهروی: فما استتم مولای دعاءه حتی وقعت الرجفة فی المدينة وارتج البلد وارتفعت الزعقة والصيحة واستفحلت النعرة وثارت الغبرة وهاجت القاعة فلم ازائل مكانی إلی أن سلم مولای عليه السلام فقال لی: يا أبا الصلت إصعد السطح فإنک ستری امرأة بغية غثة رثة مهيجة الاشرار متسخة الاطمار يسميها أهل هذه الكورة سمانة لغباوتها وتهتكها وقد أسندت مكان الرمح إلی نحرها قصبا وقد شدت وقاية لها حمراء إلی طرفه مكان اللواء، فهی تقود جيوش القاعة وتسوق عساكر الطغام إلی قصر المأمون ومنازل قواده، فصعدت السطح فلم أر إلا نفوسا تزعزع بالعصی وهامات ترضخ بالاحجار، ولقد رأيت المأمون متدرعا قد برز من قصر شاهجان متوجها للهرب فما شعرت إلا بشاجرد الحجام قد رمی من بعض أعالی السطوح بلبنة ثقيلة فضرب بها راس المأمون فاسقطت بيضته بعد أن شقت جلد هامته فقال لقاذف اللبنة بعض من عرف المأمون ويلک هذا أمير المؤمنين فسمعت سمانة تقول اسكت لا أم لک ليس هذا يوم التميز والمحابات ولا يوم إنزال الناس علی طبقاتهم، فلو كان هذا أمير المؤمنين لما سلط ذكور الفجار علی فروج الابكار وطرد المأمون وجنوده اسوء طردا بعد إذلال وإستخفاف شديد.

امیر مامون کے سر پر پتھر مارا ہے اس شخص کو سمانہ نے جو جواب دیا وہ میں نے سن لیا وہ کہہ رہی تھی اے شخص! خاموش ہو جا، تیری ماں نہیں، آج لوگوں کو پہچاننے اور اسے اس مقام و مرتبہ کے مطابق حمایت کرنے کا دن نہیں، بلکہ آج وہ دن ہے جب ہر شخص کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق سلوک کیا جائے گا، اگر یہ واقعا مسلمانوں کا امیر ہوتا تو بدکار اور فاجر مردوں کو کنواری لڑکیوں پر مسلط نہ کرتا اس کے بعد مامون اور اس کے لشکر والوں کو نہایت خفت اور ذلت کے ساتھ ان لوگوں نے شہر سے باہر نکال دیا۔

امام رضاؑ کی شہادت کی تفصیل[۲۷۹]

[۲۷۹] ۔ عیون اخبار رضا ، باب ۶۳: ما حدث بہ ابو الصلت الہروی عن ذکر وفاۃ الرضا علیہ السلام إنہ سم فی عنب، ح ۱ : حدثنا محمد بن علی ماجیلویہ و محمد بن موسی المتوکل و احمد بن زیاد بن جعفر الھمدانی و احمد بن علی بن إبراہیم بن ہاشم والحسین بن إبراہیم بن تاتانہ والحسین بن إبراہیم احمد بن ہشام المؤدب و علی بن عبد اللہ الوراق رضی اللہ عنہم قالوا: حدثنا علی بن إبراہیم بن ہاشم عن ابیہ عن إبی الصلت الہروی، قال: بينا أنا واقف بين يدى أبى الحسن على بن موسى الرضا عليه السلام إذ قال لى: يا أبا الصلت ادخل هذه القبة التى فيها قبر هارون وائتنى بتراب من أر بعد جوانبها قال: فمضيت فأتيت به فلما مثلت بين يديه فقال لى: ناولنى هذا التراب وهو من عند الباب فناولته فاخذه وشمه ثم رمى به، ثم قال سيحفر لى هيهنا فتظهر صخرة لو جمع عليها كل معول بخراسان لم يتهيأ قلعها ثم قال فى الذى عند الرجل والذى عند الرأس مثل ذلک، ثم قال: ناولنى هذا التراب فهو من تربتى. ثم قال: سيحفر لى فى هذا الموضع فتأمرهم أن يحفروا لى سبع مراقى إلى أسفل وأن يشق لى ضريحة فإن أبوا إلا أن يلحدوا فتأمرهم أن يجعلوا اللحد ذراعين وشبرا فإن الله سيوسعه ما يشاء فإذا فعلوا ذلک فانک ترى عند رأسى نداوة، فتكلم بالكلام الذى أعلمک فانه ينبع الماء حتى يمتلئ اللحد وترى فيه حيتانا صغارا ففت لها الخبز الذى أعطيک فانها تلتقطه فإذا لم يبق منه شئ خرجت منه حوته كبيرة فالتقطت الحيتان الصغار حتى لا يبقى منها شئ، ثم تغيب فإذا غابت فضع يدک على الماء ثم تكلم بالكلام الذى أعلمک فانه ينضب الماء ولا يبقى منه ولا تفعل إلا بحضرة المأمون ثم قال عليه السلام: يا أبا الصلت غدا ادخل على هذا الفاجر فإن أنا خرجت وأنا مكشوف الرأس فتكلم اكلمک وإن أنا خرجت وأنا مغطى الرأس فلا تكلمنى، قال أبو الصلت: فلما أصبحنا من الغد لبس ثيابه وجلس فجعل فى محرابه ينتظر فبينما هو كذلک إذ دخل عليه غلام المأمون فقال له: اجب أمير المؤمنين فلبس نعله ورداءه وقام يمشى وأنا اتبعه حتى دخل المأمون وبين يديه طبق عليه عنب وأطباق فاكهة وبيده عنقود عنب قد أكل بعضه وبقى بعضه فلما أبصر بالرضا عليه السلام وثب إليه فعانقه وقبل ما بين عينيه وأجلسه معه ثم ناوله العنقود وقال: يا بن رسول الله ما

ابوصلت ہروی سے منقول ہے کہ میں امام رضاؑ کے بالکل سامنے کھڑا تھا کہ امام نے مجھے خطاب کر کے فرمایا: اے ابوصلت! یہ گھر جہاں ہارون دفن ہے اس کے اندر جاو اور اس کے ہر کونے سے ایک ایک مٹھی خاک مجھے لاکر دو میں اندر گیا اور امام کے حکم کی تعمیل کی۔امام دروازے کے پاس کھڑے تھے جب میں باہر آیا میں نے ایک مٹھی بھر خاک امام کو پیش کی جسے سونگھنے کے بعد امام نے اسے زمین پر پھینک دیا میں نے دوسری مٹھی بھر خاک امام کو پیش کی جسے سونگھنے کے بعد امام نے فرمایا: یہاں میری قبر کھودی جائے گی تاکہ مجھے دفن کیا جائے اس قبر کی کھدائی کے دوران ایک پتھر ظاہر ہوگا جسے پورے خراسان کے پہلوان بھی آکر اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکیں گے اس کے بعد امام نے تیسرے کونے کی مٹی کو سونگھنے کے بعد فرمایا: یہ میری تربت کی خاک ہے۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: جب اس مقام پر قبر کھودنے لگیں تو تم انہیں کہنا کہ صرف سات سیڑھیوں تک کھدائی کریں اور یہاں ایک سمت سے قبر کو وسیع اور گشادہ رکھا جائے اور وہ لوگ ایسا کرنے سے منع کریں تو تم ان سے کہنا کہ ضروری ہے کہ قبر کی وسعت ۲ذراع اور ایک بالشت ہو پھر اللہ تعالی کی طرف سے خود بخود قبر میں وسعت پیدا ہو جائے گی اس دوران تم دیکھو گے کہ قبر کے سرہانے کی طرف سے کیچڑ ظاہر ہوگا اس وقت تم یہ کلام پڑھنا جو میں تمہیں تعلیم دے رہا ہوں اس کلام کے پڑھنے سے قبر میں پانی بھر جائے گا اس پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو دیکھو گے لہٰذا تم یہ روٹی جو میں تمہیں دے رہا ہوں اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈال دینا وہ مچھلیاں انہیں نگل جائیں گی پھر جب وہ روٹی کے ٹکڑے ختم

رأيت عنبا احسن من هذا، فقال الرضا عليه السلام: ربما كان عنبا حسنا يكون من الجنة، فقال له: كل منه فقال له الرضا عليه السلام: تعفيني منه، فقال: لا بد من ذلک وما يمنعک منه لعلک تتهمنا بشئ فتناول العنقود فأكل منه ثم ناوله فأكل منه الرضا عليه السلام ثلاث حبات ثم رمى به وقام، فقال المأمون: إلى أين؟ فقال: إلى حيث وجهتنى فخرج عليه السلام مغطى الرأس-

ہو جائیں گے تو ایک بڑی مچھلی ظاہر ہو گی جو ان چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی یہاں تک ان میں سے کوئی چھوٹی مچھلی باقی نہیں رہے گی پھر وہ بڑی مچھلی غائب ہو جائے گی جب وہ بڑی مچھلی غائب ہو جائے تو اس وقت تم قبر میں موجود پانی پر ہاتھ رکھ کر یہ کلام پڑھنا جو میں تمہیں یاد کرا رہا ہوں اس کلام کے پڑھنے سے سارا پانی خشک ہو جائے گا اور یہ کام تم سوائے مامون کے کسی اور کے سامنے نہ کرنا۔

اس کے بعد امام رضاؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! کل میں اس فاجر کے دربار میں جاوں گا اگر میں وہاں سے سر برہنہ باہر آیا تو تم مجھ سے بات کرنا اور میں تمہاری بات کا جواب دوں گا اور اگر واپسی کے وقت میں نے اپنے سر کو چھپایا ہو تو تم مجھ سے کوئی بات نہ کرنا۔

ابو صلت کہتا ہے کہ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو امام رضاؑ اپنا لباس زیب تن فرمانے کے بعد محراب میں تشریف لے گئے اور وہاں اس طرح بیٹھ گئے جیسے کسی کا انتظار فرما رہے ہوں ،اتنے میں اچانک مامون کا غلام آیا اور اس نے امام سے عرض کی: آپ کو امیر نے طلب کیا ہے۔

امام رضاؑ نے پاوں میں جوتے پہنے اور اپنی رداء دوش مبارک پر ڈالنے کے بعد اٹھ کر چل دیئے۔ میں بھی امام کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ امام رضاؑ مامون کے دربار میں پہنچے وہاں مامون کے سامنے طشت میں انگور اور دوسرے پھل اور میوہ جات رکھے تھے جبکہ ایک انگور کا خوشہ مامون کے ہاتھ میں تھا جس سے کچھ دانے مامون نے خود بھی کھائے تھے مگر ابھی اس میں کچھ دانے باقی تھے جونہی مامون کی نظر امام پر پڑی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے امام سے معانقہ کیا پھر اس نے امام کی پیشانی کا بوسہ لیا اور امام کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور وہ انگور کا خوشہ جو اس کے ہاتھ میں تھا اسے امام رضاؑ کی طرف بڑھا کر کہا: اے فرزند رسول! میں نے اس سے بہتر انگور نہیں دیکھے!

امام رضاؑ نے جواب دیا: سب سے بہترین انگور بہشت کے ہیں۔

مامون نے کہا: میری خواہش ہے کہ آپ بھی یہ انگور تناول فرمائیں۔

امام نے فرمایا: مجھے انگور کھانے سے معاف رکھو۔

مامون نے کہا: نہیں، یہ انگور آپ کو کھانا ہونگے،آپ کیوں نہیں چاہتے؟کیا آپ میرے بارے میں غلط خیال رکھتے ہیں؟اس کے بعد مامون نے انگور کا گچھا اٹھایا اور اس کے چند خود کھائے اور اس کے بعد باقی امام کی خدمت میں پیش کیئے۔

امام نے اس میں سے تین دانے کھائے اور انگور کا گچھا زمین پر رکھنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے مامون نے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟

امام نے فرمایا: جہاں تم مجھے بھیجنا چاہتے۔

اور اس کے بعد امام رضاؑ نے اپنی عبا سر مبارک پر ڈالی اور دربار سے نکل آئے۔

امام محمد تقیؑ کی آمد اور بابا کی تجہیز و تکفین[۲۸۰]

[۲۸۰] ۔ فلم أكلمه حتى دخل الدار فأمر أن يغلق الباب فغلق ثم نام عليه السلام على فراشه ومكثت واقفا فى صحن الدار مهموما محزونا فبينما أنا كذلک أذ دخل على شاب حسن الوجه قطط الشعر أشبه الناس بالرضا عليه السلام فبادرت إليه فقلت له: من أين دخلت والباب مغلق؟ فقال: الذى جاء بى من المدينة فى هذا الوقت هو الذى ادخلنى الدار والباب مغلق؟ فقلت له: ومن أنت؟ فقال لى: أنا حجه الله عليک يا أبا الصلت أنا محمد بن على ثم مضى نحو أبيه عليهما السلام فدخل وأمرنى بالدخول معه فلما نظر إليه الرضا عليه السلام وثب إليه فعانقه وضمه إلى صدره وقبل ما بين عينيه ثم سحبه سحبا إلى فراشه واكب عليه محمد بن على عليه السلام يقبله ويساره بشئ أفهمه ورأيت على شفتى الرضا عليه السلام زبدا أشد بياضا من الثلج ورأيت أبا جعفر عليه السلام يلحسه بلسانه ثم ادخل يده بين ثوبيه وصدره فاستخرج منه شيئا شبيها بالعصفور فابتلعه أبو جعفر عليه السلام ومضى الرضا عليه السلام، فقال أبو جعفر عليه السلام: قم يا أبا الصلت ائتنى بالمغتسل والماء من الخزانة، فقلت: ما فى الخزانة مغتسل ولا ماء وقال لى ائته إلى ما آمرک به فدخلت الخزانة فإذا فيها مغتسل وماء فأخرجته وشمرت ثيابى لاغسله فقال لى: تنح يا أبا الصلت، فإن لى من يعيننى غيرک فغسله ثم قال لى: ادخل الخزانة فاخرج إلى السفط الذى فيه كفنه وحنوطه، فدخلت، فإذا أنا بسفط لم أره فى تلک الخزانة قط فحملته إليه، فكفنه وصلى عليه ثم قال لى: ائتنى بالتابوت فقلت: امضى إلى النجار حتى يصلح التابوت قال: قم فان فى الخزانة تابوتا فدخلت الخزانة فوجدت تابوتا لم أره قط فأتيته به فأخذ الرضا عليه السلام بعد ما صلى عليه فوضعه فى التابوت وصف قدميه وصلى ركعتين لم يفرغ منهما حتى علا التابوت وانشق السقف فخرج منه التابوت ومضى، فقلت: يا بن رسول الله الساعة يجيئنا المأمون ويطالبنا بالرضا عليه السلام، فما نصنع؟ فقال لى: أسكت فانه سيعود يا أبا الصلت ما من نبى يموت بالمشرق ويموت وصيه بالمغرب إلا جمع الله بين أرواحهما

ابو صلت کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ امام اپنے گھر میں داخل ہوئے اور مجھے خطاب کر کے فرمایا تمام دروازے بند کر دے اور کسی کو اندر نہ آنے دے چنانچہ میں نے دروازے بند کر دیئے اور امام رضاؑ بستر پر سو گئے۔

میں کچھ دیر صحن میں بے چینی اور غم واندوہ کی حالت میں ٹہلتا رہا کہ اچانک میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو نہایت نورانی اور حسین شکل و صورت والا تھا پھر جب میں اس نوجوان کے قریب پہنچا تو وہ نوجوان مجھے ہو بہو حضرت امام رضاؑ کی شبیہ نظر آیا میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اسی حجرے میں داخل ہوا جس میں امام رضاؑ سوئے ہوئے تھے میں بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا اور عرض کی میری جان آپ پر فدا ہو تمام دروازے بند پڑے تھے پھر آپ کس طرح گھر میں تشریف لائے؟

انہوں نے جواب دیا: جو مجھے مدینے سے اس وقت یہاں تک لایا ہے اس نے مجھے بند دروازوں سے اندر آنے کا راستہ بھی فراہم کیا ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: میں تمہارے لیے خدا کی حجت ہوں اے ابوصلت! میرا نام محمد بن علیؑ ہے اس کے بعد وہ اپنے والد کے پاس تشریف لے گئے مجھے بھی انہوں نے اندر آنے کا حکم دیا اور اندر جانے کے بعد دروازہ دوبارہ بند کر دیا اس موقع پر امام رضاؑ کی نظر اپنے صاحبزادے پر پڑی آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور بیٹے سے بغلگیر ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد اپنے بستر پر لٹایا اور دوران امام محمد تقیؑ مسلسل اپنے والد کے چہرہ مبارک کے

وأجسادهما وما أتم الحديث حتى إنشق السقف ونزل التابوت فقام عليه السلام فاستخرج الرضا عليه السلام من التابوت ووضعه على فراشه كأنه لم يغسل ولم يكفن-

بوسے لے رہے تھے اور ہلکی آواز میں کچھ فرمارہے تھے لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ وہ کس قسم کی باتیں ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے اچانک امام رضاؑ کے لب ہاں مبارک پر برف کی مانند سفید جھاگ ظاہر ہوتے دیکھی جسے امام محمد تقیؑ نے اپنی زبان س صاف کر دیا اس کے بعد امام رضاؑ نے اپنے پیراہن کے نیچے سینہ مبارک پر ہاتھ لے جا کر چڑیا کی مانند کوئی چیز نکالی جسے امام ابو جعفر محمد تقیؑ نے نوش فرمایا پھر اس کے بعد امام رضاؑ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

امام محمد تقیؑ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ابو صلت! مکان کے پچھلے حصے میں جاو اور وہاں سے میت کو غسل دینے کے لیے جو تختہ استعمال ہوتا ہے وہ اور پانی لا کر مجھے دو۔

ابو صلت کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: مولا! وہاں تو غسل دینے کے لیے کوئی تختہ نہیں ہے۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: میں تمہیں جس چیز کا حکم دے رہا ہوں تم اس کے مطابق عمل کرو۔

چنانچہ میں مکان کے پچھلے حصے میں گیا تو وہاں تختہ اور پانی دونوں چیزیں موجود تھیں میں نے وہ دونوں چیزیں لا کر امام کی خدمت میں پیش کیں اس کے بعد میں نے جوتے اتارے اور اپنی کمر پر قبا کا دامن باندھا تا کہ میں امام محمد تقیؑ کے ساتھ امام رضاؑ کے غسل میں ہاتھ بٹا سکوں۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: اے ابو صلت! تم دوسری طرف چلے جاو اس لیے کہ میرے ساتھ کوئی اور بھی یہاں موجود ہے جو تجہیز و تکفین میں میرے ساتھ ہوں گے۔

تم دوبارہ مکان کے پچھلے حصے میں جاو وہاں تمہیں بقچہ ملے گا جس میں کفن اور حنوط ہو گا وہ لا کر مجھے دو۔

چنانچہ میں دوبارہ وہاں گیا تو میں نے اس بقچہ کو وہاں دیکھا حالانکہ اس سے پہلے اس طرح کے بقچے کا کوئی نشان وہاں نہیں تھا۔

جب میں نے بقچہ امام محمد تقیؑ کی خدمت میں پیش کیا تو امامؑ نے مجھے حکم دیا کہ اب تم تابوت لیکر آو۔

میں نے عرض کی: کیا مجھے بڑھئی سے جاکر تابوت تیار کروانا ہوگا؟

امام نے فرمایا: نہیں، مکان کے پچھلے حصے میں جو گودام ہے وہاں جاو، تابوت وہاں موجود ہے میں واپس گیا تو واقعا وہاں تابوت موجود تھا حالانکہ اس سے پہلے وہاں کسی تابوت کا نشان تک نہیں دیکھا تھا میں نے وہ تابوت لاکر امام محمد تقیؑ کی خدمت میں پیش کیا۔

امام محمد تقیؑ نے امام رضاؑ کا جسد مبارک اس میں تابوت میں رکھا اور اس کے بعد وہاں دو رکعت نماز شروع کی اور ابھی امام کی نماز ختم نہ ہوئی تھی کہ چھت سے شگاف نمودار ہوا اور امام رضاؑ کا تابوت زمین سے بلند ہو کر اس شگاف کے راستے بلند ہوتا چلا گیا یہ صورت حال دیکھ میں نے عرض کی: مولا ابھی مامون اور اس کے ساتھی آئیں گے اور ہم سے آپ کے پدر بزرگوار امام رضاؑ کے بارے میں پوچھیں گے لہذا ہم کیا کریں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! خاموش ہو جا تابوت دوبارہ واپس آئے گا، تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی نبی اگر مشرق میں فوت ہو اور اس کا وصی مغرب میں وفات پائے تو خدا ان کی ارواح اور اجساد کو ایک جگہ جمع کرتا ہے ابھی امام محمد تقیؑ کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ چھت سے دوبارہ شگاف نمودار ہوا اور تابوت واپس آگیا امام محمد تقیؑ اٹھے اور انہوں نے امام رضاؑ کا جسد تابوت سے نکالا اور اسی بستر پر رکھ دیا جہاں امام رضاؑ سوئے تھے اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی امام رضا کو غسل و کفن نہیں دیا گیا۔

اس کے بعد امام محمد تقیؑ نے مجھ سے فرمایا[۲۸۱]: ابو صلت اٹھو اور جاکر مامون کے دروازہ کھول دو چنانچہ میں اٹھا اور دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ مامون اپنے غلاموں کے ساتھ گھر کے باہر کھڑا ہے اس حالت میں کہ روتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور اس کا گریبان چاک تھا اور وہ اپنے منہ پر طمانچے مارتا ہوا یہ کہہ رہا تھا: اے میرے سید و سردار! آپ کی موت میرے لیے

[۲۸۱] - ثم قال لی: یا أبا الصلت قم فافتح الباب للمأمون ففتحت الباب، فإذا المأمون والغلمان بالباب فدخل باکیا حزینا قد شق جیبه ولطم رأسه وهو یقول: یا سیداه فجعت بک یا سیدی ثم، دخل فجلس عند رأسه وقال: خذوا فی تجهیزه فأمر بحفر القبر فحفرت الموضع فظهر کل شئ علی ما وصفه الرضا علیه السلام، فقال له بعض جلسائه: ألست تزعم إنه إمام؟ فقال: بلی لا یکون الامام إلا مقدم الناس فامر أن یحفر له فی القبلة فقلت له: أمرنی أن یحفر له سبع مراقی وأن اشق له ضریحه فقال: انتهوا إلی ما یأمر به أبو الصلت سوی الضریح ولکن یحفر له ویلحد فلما رأی ما ظهر له من النداوة والحیتان وغیر ذلک قال المأمون: لم یزل الرضا علیه السلام یرینا عجائبه فی حیاته حتی أراناها بعد وفاته أیضا فقال له وزیر کان معه: أتدری ما أخبرک به الرضا علیه السلام؟ قال: لا قال: إنه قد أخبرک إن ملککم یا بنی العباس مع کثرتکم وطول مدتکم مثل هذه الحیتان حتی إذا فنیت آجالکم وانقطعت آثارکم وذهبت دولتکم سلط الله تعالی علیکم رجلا منا فافناکم عن آخرکم قال له: صدقت، ثم قال لی: یا أبا الصلت علمنی الکلام الذی تکلمت به، قلت: والله لقد نسیت الکلام من ساعتی وقد کنت صدقت فأمر بحبسی ودفن الرضا علیه السلام فحبست سنة فضاق علی الحبس وسهرت اللیلة ودعوت الله تبارک وتعالی بدعاء ذکرت فیه محمدا وآل محمد صلوات الله علیهم وسألت الله بحقهم أن یفرج عنی فما استتم دعائی حتی دخل علی أبو جعفر محمد بن علی علیهما السلام فقال لی: یا أبا الصلت ضاق صدرک؟ فقلت: أی والله قال: قم فاخرجنی ثم ضرب یده إلی القیود التی کانت علی ففکها وأخذ بیدی وأخرجنی من الدار والحرسة والغلمان یروننی فلم یستطیعوا أن یکلمونی وخرجت من باب الدار، ثم قال لی إمض فی ودائع الله فإنک لن تصل إلیه ولا یصل إلیک أبدا، فقال أبو الصلت: فلم التق المأمون إلی هذا الوقت.

بہت بڑی مصیبت ہے مامون آگے بڑا اور امام رضا کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس نے امام رضا کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا پھر اس نے امامؑ کی قبر کھودنے کے لیے حکم دیا، میں نے اس جگہ کھدائی شروع کی جس جگہ امام نے حکم دیا تھا چنانچہ وہاں سے ویسی چیزیں ظاہر ہوئیں جن کی امام رضاؑ نے پہلے مجھے اطلاع کر دی تھی ،جب قبر میں پانی بھر گیا اور اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نمودار ہوئی تو مامون نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ابوالحسن علی بن موسی رضاؑ اپنی زندگی میں بھی ہمیں عجائب دکھاتے رہے اور مرنے کے بعد بھی انہوں نے ہمارے لیے عجائب کو ظاہر کیا ہے۔

مامون کی یہ بات سننے کے بعد اس کے ایک وزیر نے کہا: اے امیر! کیا آپ کو علم ہے کہ ان عجائب کے ذریعے امام رضاؑ آپ کو کس چیز کی خبر دینا چاہتے ہیں؟

مامون نے کہا: نہیں۔

اس وزیر نے کہا: وہ تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ تم خلفائے بنی عباس اپنی تمام تر دولت ،شان و شوکت ،جاہ و جلال اور کثرت افراد اور طول عرصے تک حکومت کرنے کے باوجود ان مچھلیوں کی مانند ہو کہ جب ان کی اجل و موت کا وقت آئے گا تو ان کی مدت اور قدرت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالی تم لوگوں پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو تمہارے پہلے سے لیکر آخری شخص تک سب کو فنا و برباد کر دے گا۔

مامون نے کہا: تم صحیح کہہ رہے ہو۔

ابو صلت کی قید اور امام جوادؑ کے واسطے سے رہائی

اس کے بعد مامون نے مجھے خطاب کیا: وہ کلام جسے پڑھنے سے بڑی مچھلی ظاہر ہوئی جس نے چھوٹی مچھلیوں کو نگل لیا وہ مجھے یاد کراو۔

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم! میں اسے مکمل طور پر بھول چکا تھا اگرچہ میں نے بالکل سچ کہا تھا مگر مامون کو یقین نہیں آرہا تھا اور اس نے مجھے قید خانے میں بھجوا دیا جہاں مجھ پر دن رات

تشدد اور سختی کی جاتی تھی اور طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھی رات کو مجھے نیند نہیں آتی تھی قید خانے کی صعوبتوں سے تنگ آکر میں نے خدا کے حضور گریہ اور مناجات شروع کر دی اور میں نے خدا تعالی سے محمد وآل محمدؐ کے صدقے میں اس مصیبت سے نجات کے لیے جس دن دعا مانگی ابھی میری دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ امام محمد بن علی تقی جوادؑ میرے پاس زندان میں تشریف لائے اور فرمایا: اے ابوصلت! کیا تمہارا حوصلہ اور ہمت جواب دے چکی ہے؟

میں نے عرض کی: ہاں مولا اب میرا حوصلہ اور ہمت جواب دے چکی ہے۔

امام نے فرمایا: اٹھو اور میرے ساتھ باہر نکل آو، اس کے بعد امام نے اپنے ہاتھ مبارک سے میری زنجیروں کی طرف اشارہ کیا اور وہ سب ٹوٹ گئیں پھر امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ زندان سے باہر لائے حالانکہ تمام محافظ سامنے کھڑے دیکھ رہے تھے لیکن ان میں کچھ کہنے اور کرنے کی سکت ہی باقی نہ رہی تھی جب ہم قید خانے سے باہر آگئے تو امام محمد تقیؑ نے فرمایا: ابوصلت ہم نے تمہیں خدا کی امان میں سونپا یاد رکھ! ہر گز مامون کا سامنا نہ کرنا اور وہ بھی تمہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔

ابوصلت کہتا ہے کہ اب تک مامون مجھ تک نہیں پہنچ سکا[۲۸۲]۔

حدیث سلسلہ ذہب " قلعہ توحید" کا بیان

۱۔ عبدالسلام بن صالح ہروی سے مروی ہے کہ میں امام علی بن موسی رضاؑ کے ساتھ تھا جب آپ ن نیشاپور سے کوچ فرمایا آپ سیاہ اور سفید رنگ کے خچر سوار تھے اچانک محمد بن رافع، احمد بن حرث، یحیٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ اور چند دیگر اہل علم وہاں آئے انہوں نے

[۲۸۲] ۔ترجمہ عیون اخبار رضاؑ، ص۴۵۷ و بعد۔

امامؑ کی خدمت میں عرض کی ! ہم آپ کو آپ کے آ باء واجداد کی قسم دیتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے وہ حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے اپنے بابا سے سنی ہیں۔

چنانچہ امام رضاؑ نے عماری سے اپنا سر مبارک نکالا اس وقت امام دوش پر سمور و سنجاب کی رداء تھی آپ نے فرمایا: مجھے میرے بابا اور خدا کے عبد صالح امام موسی بن جعفرؑ نے اور انہیں امام جعفر صادقؑ نے اور انہیں امام محمد بن علی باقر العلومؑ نے اور انہیں امام علی بن حسین زین العابدینؑ نے اور انہیں جوانا جنت کے سر دار حسین بن علیؑ نے اور انہیں امام علی بن ابی طالبؑ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے سنا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں معبود ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف میری عبادت کرو اور یاد رکھو جو کوئی خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے وہ میرے قلعے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو جائے اسے عذاب سے امان اور نجات مل جاتی ہے [۲۸۳]۔

---

[۲۸۳] ۔عیون اخبار رضاؑ،اص ۱۴۳، باب ۳۷: **ماحدث به الرضاؑ فی مربعة نیسابور وهو یرید قصد المأمون، ح۱: حدثنا ابو سعید محمد بن الفضل بن محمد بن إسحاق المذکر النیسابوری بنیسابور قال حدثنی ابو علی الحسن بن علی الخزرجی الانصاری السعدی قال: حدثنا عبد السلام بن صالح ابو الصلت الهروی** قال: كنت مع علی بن موسى الرضا عليه السلام حين رحل من نيسابور وهو راكب بغلة شهباء فإذا محمد بن رافع وأحمد بن الحرث ويحيى بن يحيى واسحاق بن راهويه وعدة من أهل العلم قد تعلقوا بلجام بغلته المربعة فقالوا: بحق آبائک الطاهرين حدثنا بحديث سمعته من أبيک فأخرج رأسه من العمارية وعليه مطرف خزذو وجهين وقال حدثنا أبی العبد الصالح موسى بن جعفر قال: حدثنی أبی الصادق جعفر بن محمد قال حدثنی أبی أبو جعفر بن علی باقر علوم الانبياء قال: حدثنی أبی علی بن الحسين سيد العابدين حدثنی أبی سيد شباب أهل الجنة الحسين قال: حدثنی أبی علی بن أبی طالب عليهم السلام قال: سمعت النبی (ص) يقول سمعت جبرائيل يقول: قال الله جل جلاله: إنی أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدونی من جاء منکم بشهادة أن لا إله إلا الله بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی أمن من عذابی.

۲۔ اسحاق بن راہویہ نے روایت کی کہ جب امام رضاؑ نیشاپور تشریف لائے اور اس کے بعد نیشاپور سے مامون کی طرف جانے کے لیے خراسان روانہ ہوئے تو چند اصحاب حدیث امام کے گرد جمع ہوگئے اور عرض کی: اے فرزند رسول! آپ ہمارے درمیان سے کوچ فرما رہے ہیں لہٰذا کیا یہ بہتر نہیں کہ جاتے وقت ہمیں ایک ایسی حدیث بیان فرمائیں جس سے ہم استفادہ کریں۔

امام اس وقت عماری میں سوار تھے چنانچہ آپ نے عماری سے سر مبارک نکالا اور فرمایا: مجھے میرے بابا اور خدا کے عبد صالح امام موسیٰ بن جعفرؑ نے اور انہیں امام جعفر صادقؑ نے اور انہیں امام محمد بن علی باقر العلومؑ نے اور انہیں امام علی بن حسین زین العابدینؑ نے اور انہیں جوانا جنت کے سردار حسین بن علیؑ نے اور انہیں امام علی بن ابی طالبؑ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں معبود ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں صرف میری عبادت کرو اور یاد رکھو جو کوئی خلوص دل کے ساتھ لاالہ الا اللہ کی گواہی دے وہ میرے قلعے کے حصار میں داخل ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو جائے اسے عذاب سے امان اور نجات مل جاتی ہے۔

پھر جب سواری قدرے آگے بڑھی تو امام رضاؑ نے فرمایا: لیکن اس لاالہ الا اللہ کی کچھ شرطیں ہیں اور ان شرطوں میں سے ایک میں (علی رضاؑ) ہوں۔

اس روایت کو دیگر کئی سندوں نے بھی نقل کیا گیا ہے جیسا کہ عیون اخبار رضاؑ کے اسی باب میں دو سندیں اور بھی اسی متن کے لیے ہیں۔

شیخ صدوق فرماتے ہیں: " لاالہ الا اللہ " کی شرطوں میں سے ایک امام رضاؑ کو تسلیم کرنا اس لیے ہے کہ آپ خدا کی طرف سے بندگان خدا کے لیے امام اور حجت بنائے گئے ہیں اور آپ کی اطاعت تمام بندگان خدا پر واجب ہے[۲۸۴]۔

۳۔ علی بن بلال[۲۸۵] کا بیان ہے کہ امام رضاؑ نے اپنے باپ داداؑ کے واسطے سے امام علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے جبرئیلؑ سے انہوں نے میکائیلؑ سے اس نے

---

[۲۸۴]۔ عیون اخبار رضاؑ، ۱ص۱۴۵، باب ۳۷ ح ۴: **حدثنا محمد بن موسى بن المتوكل رضى الله عنه قال: حدثنا ابوالحسين محمد بن جعفر الاسدى قال: حدثنا محمد بن الحسين الصولى قال: حدثنا يوسف بن عقيل عن إسحاق بن راهويه قال:** لما وافى أبو الحسن الرضا عليه السلام نيسابور وأراد أن يخرج منها إلى المأمون اجتمع عليه أصحاب الحديث فقالوا له: يا بن رسول الله ترحل عنا ولا تحدثنا بحديث فنستفيده منک؟ وكان قد قعد فى العمارية فاطلع رأسه وقال سمعت أبى موسى بن جعفر يقول: سمعت أبى جعفر بن محمد يقول: سمعت أبى محمد بن على يقول: سمعت أبى على بن الحسين يقول: سمعت أبى الحسين بن على يقول: سمعت أبى أمير المؤمنين على بن أبى طالب عليهم السلام يقول سمعت النبى (ص) يقول سمعت الله عز وجل يقول: لا إله إلا الله حصنى فمن دخل حصنى أمن من عذابى قال فلما مرت الراحلة نادانا بشروطها وأنا من شروطها. قال الصدوق: من شروطها الاقرار للرضا عليه السلام بأنه إمام من قبل الله عز وجل على العباد مفترض الطاعة عليهم۔

[۲۸۵]۔ اگرچہ اس روایت میں ضعیف اور مجہول راوی موجود ہیں لیکن شیعہ علم رجال میں دو علی بن بلال ہیں ایک بغدادی اور دوسرا مہلبی اور دونوں کی بھرپور انداز سے توثیق کی گئی ہے بہر حال ولایت امام علی کی عظمت اور فضیلت میں متواتر روایات فریقین کی کتابوں میں موجود ہیں اور آپ کو جنت و جہنم کی تقسیم کا معیار قرار دیا گیا ہے اور آپ کی محبت کو قبولی اعمال کی شرط قرار دیا ہے ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حدیثوں اور اس حدیث میں کوئی اختلاف اور تعارض پیش نہیں آتا بلکہ اس کے اجمال کی تفصیل اور اس کی شرائط میں سے ایک شرط کو بیان کیا گیا ہے، علی بن بلال کی تفصیل کے لیے دیکھئے: فہرست ابن الندیم ۳۲۶، رجال النجاشی ۲ص۹۵ن۶۸۸، رجال الطوسی ۴۸۶، فہرست الطوسی ۱۲۲ن ۴۱۴، رجال ابن داود ۲۳۸، رجال العلّامۃ الحلّی ۱۰۱، میزان الاعتدال ۳ص۱۱۶، نقد الرجال ۲۲۸، الوجیزۃ ۱۵۸، مجمع الرجال ۳-۴ص۱۶۹، ہدیۃ

اسرافیلؑ سے اور اسرافیلؑ نے لوح و قلم کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ خدا تعالی نے فرمایا: علی بن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے پس جو شخص اس قلعے میں داخل ہوگا اسے میرے عذاب سے امان مل جائے گی[۲۸۶]۔

ساق عرش کا کلمہ اہل بیتؑ

ابوصلت ہروی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا: اے فرزند رسولؐ! ہمیں اس شجرہ کی حقیقت کے بارے میں بیان فرمائیں وہ کس قسم کا درخت تھا جس سے حضرت آدمؑ اور حضرت حواءؑ نے کچھ کھایا تھا کیونکہ لوک اس درخت کے بارے میں اختلافی باتیں کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ وہ گندم کا درخت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ انگور کا درخت تھا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ حسد کا درخت تھا؟

امام رضاؑ نے فرمایا: یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں۔

ابوصلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: اس کا مطلب کیا ہے اور یہ اختلاف کس قسم کا ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا: اے ابوصلت! یاد رکھ بہشت کا درخت انواع و اقسام کے پھل دیتا ہے اور وہ دنیا کے درختوں کی مانند نہیں ہے اور وہ درخت جس سے آدم اور حواء نے کھایا وہ

العارفین اص ۶۷۳، تنقیح المقال ۲ص ۲۷۱، معجم رجال الحدیث ۱۱ص ۲۸۳ن ۷۹۵۳، قاموس الرجال ۶ص ۴۲۹، معجم المؤلفین ۷ص ۴۸۔

[۲۸۶]۔ عیون اخبار رضاؑ، اص ۱۴۶ باب ۳۸: **خبر نادر عن الرضاؑ حدثنا احمد بن الحسن القطان قال: حدثنا عبد الرحمٰن بن محمد الحسینی قال: حدثنی محمد بن إبراهیم بن الفزاری قال: حدثنا عبد الرحمٰن بن بحر الاهوازی قال حدثنی ابو الحسن علی بن عمرو قال حدثنا الحسن بن محمد بن جمهور قال، حدثنا علی بن بلال عن علی بن موسی الرضا علیه السلام عن أبیه عن آبائه عن علی بن أبی طالب علیهم السلام عن النبی (ص) عن جبرئیل عن میکائیل عن إسرافیل عن اللوح عن القلم قال: یقول الله عز وجل ولایة علی بن أبی طالب حصنی فمن دخل حصنی أمن من عذابی**

درخت گندم کا تھا اور انگور کا بھی تھا جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنا کر تکریم بخشی اور انہیں حواء کے ہمراہ بہشت میں بھیجا تو آدم نے اپنے طور پر خیال کیا کہ کیا خدا نے جنس بشر میں ان سے افضل کسی کو پیدا فرمایا ہے، خدا ان کے دل میں پیدا ہونے والے خیال کو جانتا تھا اس کی طرف سے نداء آئی: اے آدم! اپنے سر کو بلند کرو اور ذرا ساق عرش پر نظر دوڑاو چنانچہ حضرت آدمؑ نے جب اپنا سر بلند کر کے ساق عرش پر نظر ڈالی تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں یہ کلمہ تحریر تھا: **لا اله إلا الله محمد رسول (ص) وعلى بن أبى طالب عليه السلام أمير المؤمنين وزوجته فاطمه سيده نساء العالمين والحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة-**

یہ تحریر پڑھ کر آدمؑ نے بارگاہ پروردگار میں عرض کی: خدایا! یہ ہستیاں کون ہیں؟

خدا نے جواب دیا: یہ تیری ذریت اور تیرے فرزندوں میں سے ہیں لیکن تم سے اور میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں خلق کرتا اور نہ ہی بہشت اور دوزخ کو خلق کرتا اور نہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتا، پس خبر دار! کبھی بھول کر بھی ان کی طرف چشم حسد کی نگاہ نہ کرنا مجھے تمہیں اپنے جوار بہشت سے نکالنا نہ پڑے۔

پس آدم نے جب چشم حسد سے ان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے یہ آرزو کی کہ کاش ان کی منزلت اور مقام انہیں نصیب ہو جاتا تو حق تعالی نے شیطان کو ان پر مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ درخت جس سے انہیں دور رہنے کی تاکید کی گئی تھی اس سے انہوں نے کھالیا اس طرح شیطان کو حواء پر مسلط کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے بھی حضرت فاطمہؑ پر چشم حسد سے نگاہ کی چنانچہ حواءؑ نے بھی اس درخت سے کھالیا اس طرح جیسے آدمؑ نے کھایا تھا لہٰذا حق تعالی نے

دونوں کو بہشت سے نکال دیا اور اس طرح انہیں خدا نے اپنے جوار سے زمین پر بھیج دی جو عالم خاک ہے[۲۸۷]۔

علوم اہل بیتؑ کا اثر

ابو صلت کا بیان ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے سے سنا فرمایا: خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جو ہمارے امر کو زندہ رکھتا ہے۔

ابو صلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: مولا! آپ کے امر کو کس طرح زندہ رکھا جاسکتا ہے؟

---

[۲۸۷]۔ عیون اخبار رضاؑ، ۲ ص ۳۰۷، ۲، ح ۶۷ **حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیسابوری العطار رضی اللہ عنہ قال: حدثنا علی بن محمد بن قتیبہ عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الہروی** قال: قلت للرضا عليه السلام: يا بن رسول الله اخبرنی عن الشجره التی اكل منها آدم وحواء ما كانت؟ فقد اختلف الناس فيها فمنهم من يروى انها الحنطه ومنهم من يروى انها العنب ومنهم من يروى انها شجره الحسد فقال عليه السلام: كل ذلک حق قلت: فما معنى هذه الوجوه على اختلافها؟ فقال: يا أبا الصلت ان شجرة الجنة تحمل انواعا فكانت شجرة الحنطة وفيها عنب وليست كشجره الدنيا وان آدم عليه السلام لما اكرمه الله تعالى ذكره باسجاد ملائكته وبادخاله الجنة قال فی نفسه: هل خلق الله بشرا افضل منی؟ فعلم الله عز وجل ما وقع فی نفسه فناداه ارفع راسک يا آدم وانظر الى ساق العرش فرفع آدم راسه فنظر الى ساق العرش فوجد عليه مكتوبا: لا اله إلا الله محمد رسول (ص) وعلى بن أبی طالب عليه السلام أمير المؤمنين وزوجته فاطمه سيده نساء العالمين والحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة فقال آدم عليه السلام: يا رب من هؤلاء؟ فقال عز وجل: هؤلاء من ذريتک وهم خير منک ومن جميع خلقی ولولاهم ما خلقتک ولا خلقت الجنة والنار ولا السماء والأرض فاياک ان تنظر إليهم بعين الحسد فاخرجک عن جواری فنظر إليهم بعين الحسد وتمنى منزلتهم فتسلط عليه الشيطان حتى اكل من الشجره التی نهی عنها وتسلط على حواء لنظرها الى فاطمه عليها السلام بعين الحسد حتى اكلت من الشجره كما اكل آدم عليه السلام فاخرجهما الله عز وجل عن جنته فاهبطهما عن جواره الى الأرض.

امام رضاؑ نے فرمایا: ہمارے علوم کی تعلیم حاصل کرے پھر لوگوں کو اس کی تعلیم دے کیونکہ اگر لوگ ہمارے کلام کی خوبیوں کو جان لیتے تو ضرور ہماری پیروی کرتے۔

ابو صلت کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول! ہم تک امام صادقؑ کی ایک حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ وہ سفہاء، جاہلوں اور بے عقلوں کے ساتھ جھگڑا کرے یا اپنے علم پر دوسرے علماء اور دانشمندوں کے مقابلے میں فخر و مباہات کرے یا اس غرض سے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو ایسا شخص جہنم کی آگ میں ہوگا۔

امام رضاؑ نے فرمایا: میرے جد امجد نے سچ فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ سفہاء اور جاہل کون ہیں؟

ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: ہمارے مخالفین کے قصہ گو اور جھوٹی داستانیں سنانے والے، اور کیا تو جانتا ہے کہ علماء کون ہیں؟

ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: علماء سے مراد آل محمدؑ کے علماء ہیں جن کی اطاعت اور ولایت کو خدا نے واجب قرار دیا ہے، پھر فرمایا: کیا اس جملے کا معنی جانتے ہو: تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں؟

ابوصلت نے عرض کی: اے فرزند رسول! نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حق نہ رکھتے ہوئے امامت کے دعویدار بن بیٹھیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو اسے آتش جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے[۲۸۸]۔

---

[۲۸۸] ۔عیون اخبار رضا، ۲ص۷۶ ح۶۹: **حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیسابوری العطار** رضی الله عنه قال: حدثنا علی بن محمد بن قتیبه النیسابوری عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الهروی قال: سمعت أبا الحسن علی بن موسی الرضا علیه السلام یقول: رحم الله عبدا احیا امرنا فقلت له: وکیف یحیی امرکم؟ قال: یتعلم علومنا ویعلمها الناس فإن الناس لو علموا محاسن کلامنا

اس کے علاوہ بہت سی روایات ابوصلت ہروی نے نقل کی ہیں جن میں اہل بیت کے فضائل اور مناقب اور ان کے دشمنوں کے مثالب (شراب کا ایجاد کرنے والا یزید تھا، امام زمانہؑ نسل یزیدی کو قتل کریں گے[۲۸۹]) موجود ہیں، انہوں نے اہل بیتؑ کی تعلیمات کو نشر عام کرنے کے لیے بہت زیادہ سرمایہ خرچ کیا اور حق بات کہنے سے کبھی دریغ نہیں کیا اسی وجہ سے اہل سنت کے بعض متعصب متاخرین نے ان کو متہم کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ ان جیسے افراد پر سچی حدیثیں پہنچتی ہیں۔

لاتبعونا قال: قلت: يا بن رسول الله فقد روى لنا عن أبى عبد الله عليه السلام انه قال: من تعلم علما ليمارى به السفهاء أو يباهى العلماء أو ليقبل بوجوه الناس إليه فهو فى النار فقال عليه السلام: صدق جدى عليه السلام افتدرى من السفهاء؟ فقلت: لا يا بن رسول الله قال عليه السلام: هم قصاص مخالفينا أو تدرى من العلماء؟ فقلت: لا يا بن رسول الله (ص) فقال: هم علماء آل محمد عليهم السلام الذين فرض الله طاعتهم واوجب مودتهم ثم قال: أو تدرى ما معنى قوله: أو ليقبل بوجوه الناس إليه؟ فقلت: لا فقال عليه السلام يعنى وبذلک ادعاء الامامه بغير حقها ومن فعل ذلک فهو النار.

[۲۸۹] ۔اول کو عیون اخبار رضاؑ،ا ص۲۶ ح ۵۱، اور دوم کو عیون کے ب۲۸،ح۵،ترجمہ عیون ص۳۰۰ میں ذکر کیا ہے۔

ابو جریر قمی[۲۹۰]

۱۱۵۰ مُحَمَّدُ بْنُ قُولَوَيْه، قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدٌ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ الْيَسَعِ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ آدَمَ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى الرِّضَا (ع) مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ فِي حِدْثَانِ مَوْتِ أَبِي جَرِيرٍ فَسَأَلَنِي عَنْهُ وَ تَرَحَّمَ عَلَيْهِ، وَ لَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنِي وَ أُحَدِّثُهُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلَّى الْفَجْرَ.

---

[۲۹۰]۔ وہ "زکریا بن ادریس "ہیں ، محقق خوئی نے فرمایا:اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو جریر قمی سے مراد زکریا بن ادریس ہے(انه لا ینبغی الریب فی انصراف إبی جریر القمی إلی " زکریا بن ادریس " وانه هو المشهور والمعروف) نجاشی نےمیں فرمایا:" زکریا بن ادریس بن عبد الله ابن سعد الاشعری القمی، إبو جریر،ایک قول ہے کہ اس نے امام صادقؑ، کاظم ؑاور امام رضاؑ سے روایت کی اور اس کی کتاب کو سعد نے ذکر کیا اور ابن عقدہ نے کہا: ابو جریر قمی نے امام صادق ؑسے روایت کی،شیخ طوسی نے باب زاء إصحاب رضا ؑ میں فرمایا:" زکریا بن ادریس بن عبد الله اشعری، قمی،اس کی کنیت إبا جریرہے "، اورباب الکنی إصحاب رضا ؑمیں بھی اسی طرح ہےاور ابن داود نے بھی یہی تصریح کی اور فرمایا:"إبو جریر(بضم الجیم وبالمهملتین) القمی من إصحاب الرضا علیه السلام عن الکشی ترحم له علیه السلام، اسمه زکریا بن ادریس بن عبد الله، رجال الطوسی ۲۰۰و۳۶۵و۳۷۷. تنقیح المقال ۱ص ۴۴۹. رجال النجاشی ۱۲۳. فهرست الطوسی ۷۴. معالم العلماء ۵۳. رجال ابن داود ۹۸. معجم الثقات ۲۸۵، معجم رجال الحدیث ۷: ۲۷۵و۲۱: ۸۱. جامع الرواۃ۱: ۳۳۲. رجال الحلی ۷۶. توضیح الاشتباه ۱۶۳. نقد الرجال ۱۳۹. الکنی والألقاب ۱: ۳۳. مجمع الرجال ۳: ۵۸. هدایة المحدثین ۶۶. رجال بحر العلوم ۲: ۳۴۷. إعیان الشیعة ۷: ۶۴. سفینه البحار ۱: ۱۵۳و۵۵۰. ریحانة الأدب ،۷ص۵۱، بهجة الامال ۴ص ۲۰۱. منتهی المقال ۱۳۷. العندبیل ۱: ۲۹۳. منهج المقال ۱۴۹. ایضاح الاشتباه ،علامہ حلی،ص۴۰. جامع المقال ۶۹. نضد الایضاح ۱۴۴. إضبط المقال ۵۱۱. وسائل الشیعة ۲۰: ۱۹۹. اتقان المقال ۱۹۰. شرح مشیخة الفقیه ۷۰. رجال الأنصاری ۹۰۔

زکریا بن آدم کا بیان ہے کہ میں ابو جریر قمی کے موت کے واقعہ کے وقت رات کے پہلے حصے میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا اور اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی، اور مسلسل مجھ سے گفتگو فرماتے رہے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ محو گفتگو رہا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا فرمائی۔

علی بن جعفر بن عباس خزاعی مروزی[۲۹۱]

۱۱۵۱ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُزَاعِيُّ كَانَ وَاقِفِيّاً.

محمد بن مسعود کا بیان ہے کہ علی بن جعفر بن عباس خزاعی واقفی مذہب رکھتا تھا۔

[۲۹۱] ۔ رجال شیخ طوسی، ص۴۳۴ن۲۳ اصحاب امام عسکریؑ، رجال ابن داود، قسم ثانی، ص۲۶۰ن۳۳۴، رجال علامہ حلی، قسم ثانی، ص۲۳۳ن۸، التحریر الطاووسی، شیخ حسن صاحب معالم، ص۳۷۹ن۲۶۵، معجم رجال الحدیث خوئی، ن۷۷۹۷، نقد الرجال تفریشی، ۳ص۲۳۷ن۳۵۲۲، طرائف المقال، سید علی بروجردی، ص۲۴۴ ن۱۵۴۲، تنقیح المقال، مامقانی ،۲ص۲۷۲ن۸۱۹۷۔

فہرست منابع

۱) الاِختصاص، شیخ مفید، محمّد بن محمّد بن نعمان بغدادی (۳۳٦-۴۱۳ق)،ط مؤسّسة النشر الاِسلامی، قم،ایران.

۲) الاِرشاد، ... ،ط مؤسّسۃآل البیت لاِحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ق۔

۳) الاستبصار فیما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴٦۰ق)،ط ۳، دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق،.

۴) إعلام الوری ، طبرسی ، فضل بن حسن(حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت،۱۳۹۹ق.

۵) بحار الأنوار،علامہ مجلسی، محمّد باقر بن محمّد تقی(۱۰۳۷-۱۱۱۰ق)ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.

٦) تفسیر عیّاشی، محمّد بن مسعود بن عیّاش (م ۳۲۰ق)،ط مکتبہ العلمیّہ الاِسلامیّہ، طہران۔

۷) . تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴٦۰ق)،ط دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳٦۴ش۔

۸) تہذیب التہذیب،اِحمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)،ط دار صادر، بیروت.

۹) . ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳٦۴ش.

۱۰) جامع الرواۃ وإزاحۃ الاشتباہات عن الطرق والأسناد، محمّد بن علی اِردبیلی (م ۱۱۰۱ق)، ط دار الأضواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔

۱۱) جامع المقال فیما یتعلّق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)، ط مکتبہ جعفری تبریزی، طہران.

۱۲) خلاصۃ الأقوال فی معرفۃ الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر حِلّی (۶۴۸-۷۲۶ق)، ط۱، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق.

۱۳) الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ، آ قا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳- ۱۳۸۹ق)، ط۱، نجف الأشرف وطہران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق،.

۱۴) رجال ابن داود، تقیّ الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)، ط جامعۃ طہران، ۱۳۴۲ش.

۱۵) رجال برقی، اِحمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط مؤسّسۃ القیّوم، ۱۴۱۹ق.

۱۶) رجال شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط۱، المطبعۃ الحیدریۃ، نجف اِشرف، عراق، ۱۳۸۰ق۔

۱۷) رجال الکشّی، محمّد بن حسن طوسی، ط۱، جامعۃ مشہد، ۱۳۴۸ش.

۱۸) رجال النجاشی، اِحمد بن علی بن اِحمد نجاشی (۳۷۲- ۴۵۰ق)، ط مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۰۷ق.

۱۹) روضات الجنّات فی اِحوال العلماء والسادات، محمّد باقر خوانساری إصفہانی (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، ط إسماعیلیان، قم، ۱۳۹۰ق۔

۲۰) السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی، محمّد بن منصور بن اِحمد بن إدریس حلّی (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط۱، مؤسّسۃ النشر الاِسلامی، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.

۲۱) شرح البدایۃ، زین الدین علیّ بن اِحمد عاملی (۹۱۱-۹۶۵ق)،ط ا، منشورات الفیروزآبادی، قم، ۱۳۷۲ش۔

۲۲) عُدّۃ الاُصول، شیخ طوسی، محمّد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)،ط ا، مؤسّسۃ آل البیت لِاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۳ق۔

۲۳) الغَیبہ، ... (۳۸۵-۴۶۰ق) ط مکتبہ نینوی الحدیثہ، طہران.

۲۴) من لایحضرہ الفقیہ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)،ط دار الکتب الاِسلامیّہ، طہران، ۱۳۹۰ق.

۲۵) .الفہرست، محمّد بن حسن طوسی، ط ا، نشر الفقاہۃ، قم، ۱۴۱۷ق۔

۲۶) الکافی، محمّد بن یعقوب بن إسحاق کلینی (م ۳۲۹ق)،ط دار صعب ودار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ق۔

۲۷) کشف الغمّۃ، علی بن عیسی بن اِبی الفتح اِربلی (م ۶۹۲ اِو ۶۹۳ق)،ط مکتبۃ بنی ہاشم، تبریز، ۱۳۸۱ق۔

۲۸) کمال الدین وتمام النعمۃ، محمّد بن علی بن حسین بن بابویہ قمّی صدوق (م ۳۸۱ق)،ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۹۵ق۔

۲۹) مجمع الرجال، عنایۃ اللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط ا، مکتبہ إسماعیلیان، قم۔

۳۰) المحاسن، اِحمد بن محمّد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّہ، ۱۳۷۱ش.

۳۱) مرآۃ العقول فی شرح اِخبار آل الرسول، محمّد باقر بن محمّد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دار الکتب الاِسلامیّۃ، ۱۴۰۴ھ۔

۳۲) معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، اِبو القاسم بن علی اِکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)،ط بیروت ۱۴۰۳ق۔

۳۳) مقباس الهداية، عبد الله مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)،ط ا، مؤسّسة آل البيت لإحياء التراث، قم، ۱۴۱۱ق۔

۳۴) مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحديث، عثمان بن عبد الرحمٰن شهرزوری (م ۶۴۳ق)، ط ا، دار الكتب العلميّة، بيروت ۱۴۱۶ق۔

۳۵) المناقب، رشيد الدين محمّد بن علی بن شهرآشوب، (م ۵۸۸ق)، ط مكتبه علّامه، قم.

۳۶) منتقى الجمان فی الأحاديث الصحاح والحسان، جمال الدين حسن بن زين الدين عاملی (فرزند شهيد ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)، ط ا، مؤسّسة النشر الإسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔

۳۷) هداية المحدّثين إلی طريقة المحمّدين، محمّد امين بن محمّد علی كاظمی (قرن ۱۱)، ط مكتبه آية ... مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۵ق.

۳۸) الاحتجاج، احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی (قرن سادس)، ط مكتبة النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق۔

۳۹) احوال الرجال، إبراهيم بن يعقوب جوزجانی (م ۲۵۹ھ)، ط مؤسسة الرسالة، بيروت ۱۴۰۵ھ.

۴۰) الأدب المفرد، محمد بن إسماعيل بخاری (ت ۲۵۶ھ)، ط نشر عالم الكتب، بيروت ۱۴۰۵.

۴۱) الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النهضة، مصر.

۴۲) اسد الغابة فی معرفة الصحابة، ابن اثير، علی بن ابی الكرم، (ت ۶۳۰)، ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.

۴۳) الإصابة فی تمييز الصحابة، عسقلانی، احمد بن علی بن حجر (ت ۸۵۲ق)، ط دار إحياء التراث العربی، بيروت.

۴۴) الأمالی - ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (ت ۴۶۰ق)، مؤسسة البعثة، قم ۱۴۱۴ھ۔

۴۵)   الأمالی - محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی (ت ۳۸۱ق)، ط مؤسسۃ الأعلمی، بیروت ۱۴۰۰ق.

۴۶)   بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۰ق)، ط مؤسسۃ الوفاء، بیروت ۱۴۰۳ق۔

۴۷)   بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت ۱۳۸۴ق۔

۴۸)   تاریخ الاسلام ،ابو عبد اللہ شمس الدین محمد، ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷۔

۴۹)   تاریخ اسماء الثقات ، ابن شاہین ،ابو جعفر عمر بن احمد بن عثمان (ت ۳۸۵ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶.

۵۰)   تاریخ البخاری ، ابو عبد اللہ اسماعیل بن ابراہیم جعفی بخاری (ت ۲۵۶ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷۔

۵۱)   تاریخ بغداد ،ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.

۵۲)   تاریخ الثقات ، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی (ت ۲۶۱ ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۵

۵۳)   تاریخ خلیفۃ بن خیاط (ت ۲۴۰ق)، ط دار طیبہ، الریاض ۱۴۰۵۔

۵۴)   تاریخ الدارمی ، ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد تمیمی دارمی (ت ۲۸۰ ق)، دار المأمون للتراث، بیروت ۱۴۰۰۔

۵۵)   تاریخ مدینہ دمشق ،ابن عساکر، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ق.

۵۶) تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف، ابوحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ ق)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۳ق.
۵۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ ق)، ط دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۱۷ق.
۵۸) تذکرۃ الحفاظ، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۳۷۴ق.
۵۹) تذہیب تہذیب الکمال ، صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی، ط مکتبہ القاہرۃ، مصر ۱۳۹۲ق.
۶۰) تقریب التہذیب ، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ ق)، ط دار المعرفۃ، بیروت ۱۳۸۰ق.
۶۱) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ، جمال الدین ابو الحجاج یوسف مزی (ت ۷۴۲ق)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۳.
۶۲) الجرح والتعدیل، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن إدریس بن منذر تیمی حنظلی رازی (ت ۳۲۷ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۵۲م.
۶۳) جمہرۃ اللغۃ ، ابو بکر محمد بن حسن بن درید (ت ۳۲۱ ق)، ط دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۷م.
۶۴) حلیۃ الأولیاء ، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (ت ۴۳۰ق)، ط دار الفکر، بیروت.
۶۵) خصائص امیر المؤمنینؑ، احمد بن شعیب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نینوی طہران، وط الکویت، مکتب المعلی ۱۴۰۶ق.
۶۶) ذکر اسماء التابعین و من بعد ہم، علی بن عمر بن احمد دارقطنی (ت ۳۸۵ق)، ط مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ.

۶۷)	رجال صحیح البخاری، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.
۶۸)	رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجویہ اصبہانی (ت ۴۲۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.
۶۹)	الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، محمد عبد الحیی لکنوی ہندی (ت ۱۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبہ المطبوعات الاسلامیة بحلب، ۱۴۰۷ق.
۷۰)	سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۰۶ق.
۷۱)	شذرات الذہب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)، ط دار إحیاء التراث العربی، بیروت.
۷۲)	الصواعق المحرقة، احمد بن حجر ہیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)، ط مکتبہ القاہرة، ۱۳۸۵ق.
۷۳)	طبقات الحفاظ، عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۰۳ق.
۷۴)	الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)، ط دار بیروت للطباعة والنشر، ۱۴۰۵ق.
۷۵)	العبر فی خبر من غبر، ذہبی (ت ۷۴۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.
۷۶)	العلل ومعرفة الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، ومؤسسة الکتب الثقافیہ.
۷۷)	الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.

۷۸) الکامل فی ضعفاء الرجال ،ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)،ط دار الفکر، ط بیروت، ۱۴۰۹ق.
۷۹) کتاب الثقات ، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)،ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.
۸۰) کتاب الضعفاء الکبیر ، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)، ط۱، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴.
۸۱) کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ ،احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۴۶۳ق)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۹ھ.
۸۲) لسان المیزان - شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.
۸۳) المجروحین ، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۱۲ق.
۸۴) مختصر تاریخ دمشق ، ابن منظور ، محمد بن مکرم (ت ۷۱۱ق)، دار الفکر ، دمشق، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ق.
۸۵) مستدرکات علم رجال الحدیث ، شیخ علی نمازی شاہرودی (ت ۱۴۰۵ق) ط مصنف ، تہران .
۸۶) المعرفۃ والتاریخ ،ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ق)، مطبعۃ الارشاد، بغداد.
۸۷) -المعین فی طبقات المحدثین ،ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی (ت ۷۴۸ق)، دار الکتب العلمیۃ.

۸۸) المغنی فی ضبط اِسماء الرجال، محمد طاہر بن علی ہندی (ت ۹۸۶ق)، دار الکتاب ۱۳۹۹ ق.

۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن اِحمد شہرستانی (ت ۵۴۸ق)، الشریف الرضی، قم.

۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذہبی (ت ۷۴۸ھ)، دار إحیاء الکتب العربیۃ، مصر.

۹۱) الوافی بالوفیات، صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۴ھ)، دار النشر فرانز شتاینز.

۹۲) وفیات الأعیان، اِبو العباس شمس الدین اِحمد بن اِبی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ھ)، دار الثقافۃ، بیروت.

۹۳) وقعۃ صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ھ)، مکتبہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ھ.